سنہرے مضامین

بائبل مقدس کے بیس مشکل مضامین کی تشریح

جان ایف مارکس

سنہرے مضامین

بائبل مقدس میں بیس مشکل مضامین کی تشریح

مصنف

جان ایف مارکس

ای ایل ایس بک شاپ

ایونجلیکل لٹریچر سروس

78۔این آئی۔لائنز ڈاکٹر داؤد پوتہ روڈ

پوسٹ بکس 8557 صدر کراچی...... پاکستان

فون نمبر: 7228249

مصنف .... جان ایف مارکس

باراوّل .... اپریل 1992ء

باردوم .... اکتوبر 2002ء

قیمت .... 60 روپے

ایونجلیکل لٹریچر سروس

P.O.BOX # 8557
Saddar, Karachi-74400
Pakistan
Phone: 7228249
E-mail: elsbkspk@yahoo.com
starlite@khi.compol.com

پیش لفظ

گزشتہ چالیس برس کی مبشرانہ خدمت کے دوران یہ دیکھا گیا ہے کہ مسیحی لوگوں کے دلوں میں کلام مقدس کے بہت سے ایسے سوالات ہیں جن کا انہیں کبھی خاطر خواہ جواب نہیں ملا- جس کی وجہ سے وہ ہر خادم اور استاد سے وہی سوال دہراتے رہتے ہیں- ایسے بہت سے سوالات کا مجھے بھی سامنا کرنا پڑا- جہاں کہیں میں جاتا ہوں لوگ سوال پر سوال کرتے ہیں- اور بعض اوقات بہت سے لوگوں کی طرف سے ایک ہی قسم کے سوال پوچھے جاتے ہیں جنکا مجھے بار بار جواب دینا پڑتا ہے- ان حالات کے پیش نظر ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی گئی جس میں عام موضوعات کی تشریح کی جائے تا کہ سب لوگ کلام مقدس کے ساتھ ساتھ اس کتاب کو بھی پڑھیں اور اپنے سوالوں کا جواب پائیں- بیشک اس کتاب میں تمام سوالات شامل نہیں ہیں لیکن پھر بھی یہ نہ صرف مسیحیوں کی عام شخصی ضرورت کو پورا کر سکتی ہے بلکہ پاسبانوں- استادوں اور راہنماؤں کیلئے بھی مدد ثابت ہو سکتی ہے- اگر آپ کے دل میں ایسے اہم سوالات ہوں جن کا جواب اس کتاب میں درج ہونا چاہیئے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں تا کہ اگلی طباعت میں انہیں شامل کر لیا جائے-

مصنف- جان ایف مارکس

ANWAR RIAZ GILL
C-5, Ahmed House,
Fatima Jinnah Road,
Karachi-75530, Pakistan

فہرست مضامین

باب	مضامین	مضمون کے کل صفحے	صفحہ کتاب
	تقسیم کنندگان - پیش لفظ - فہرست مضامین	۴	۱
۱	دانی ایل کی ستر ہفتوں کی رویا	۱۴	۵
۲	عہد کا صندوق	۱۳	۱۹
۳	کلیسیا کا اوپر اٹھایا جانا	۱۴	۳۲
۴	سبت	۷	۴۶
۵	مسیح کا دن	۴	۵۳
۶	عیدیں	۲۷	۵۷
۷	دو گواہ	۲۵	۸۴
۸	نیا یروشلیم	۳	۱۰۹
۹	خداوند کا دن	۱۱	۱۱۲
۱۰	بپتسمہ	۱۹	۱۲۳
۱۱	آسمان کتنے ہیں؟	۵	۱۴۲
۱۲	غیر زبانیں بولنا	۱۸	۱۴۷
۱۳	جہنم، فردوس، عالم ارواح اور اتھاہ گڑھا	۸	۱۶۵
۱۴	عشاء ربانی	۱۸	۱۷۳
۱۵	قیامت	۱۵	۱۹۱
۱۶	عدالت	۳۹	۲۰۶
۱۷	ملک صدق - سالم کا بادشاہ	۸	۲۴۵
۱۸	مسیح - ایک فرق مخلوق	۱۴	۲۵۳
۱۹	جوج ماجوج	۱۳	۲۶۷
۲۰	روزہ	۹	۲۸۰

دانی ایل نبی کی ستّر ہفتوں کی رویا

(دانی ایل ۹:۲۴-۲۷)

دانی ایل نبی کی کتاب پرانے عہدنامے کا مکاشفہ ہے اور بائبل کی آخری کتاب یعنی یوحنا عارف کا مکاشفہ اسکی تفصیل ہے۔ جبکہ متی کی انجیل کا چوبیسواں باب دونوں کو ملانے والا پل ہے۔ ستر ہفتوں کی رویا دانی ایل کی کتاب کے نویں باب میں پائی جاتی ہے۔ اس رویا میں خدا نے دانی ایل پر یہودی قوم اور یروشلیم شہر کیلئے اپنا پروگرام آشکارا کیا ہے۔ اگرچہ ستر ہفتوں کی رویا کا حال اس باب کی صرف آخری چار آیات میں پایا جاتا ہے لیکن پورے باب کو پڑھنا اس لئے ضروری ہے کہ ساری کہانی اور ان حالات سے واقفیت ہو جائے جن کے تحت یہ رویا نازل ہوئی۔

یہ رویا دارا بن اخسویرس جو مادیوں کی نسل سے تھا اور کسدیوں کی مملکت پر بادشاہ مقرر ہوا کی سلطنت کے پہلے سال میں دانی ایل پر ظاہر ہوئی۔ دانی ایل اب تک بابل میں تین بادشاہوں کو دیکھ چکا تھا یعنی نبوکدنضر۔ نبونی دس اور بیلشضر اور اسے بابل میں رہتے ہوئے ۶۸ برس ہو چکے تھے۔ خدا کے مقررہ پروگرام کے مطابق کسدیوں کی حکومت ختم ہو چکی تھی اور مادی اور فارسی بادشاہوں کی متحدہ حکومت حکمران تھی۔ دارا بادشاہ اسی نئی سلطنت کا پہلا بادشاہ تھا اور اسی اخسویرس کا بیٹا تھا جو ہندوستان سے کوش تک ایک سو ستائیس صوبوں پر حکومت کرتا تھا (آستر ۱:۱)۔ جب دانی ایل نے بابل کی پہلی حکومت کو ختم ہوتے اور نئی سلطنت کے پہلے بادشاہ کو بابل میں تخت نشین ہوتے دیکھا تو اسے خدا کا وہ کلام یاد آیا جو یرمیاہ نبی پر یہودیوں کی اسیری سے پہلے نازل ہوا تھا۔ خدا نے یرمیاہ نبی کے ذریعے یہ فرمایا تھا کہ "یہ قومیں ستر برس تک شاہ بابل کی غلامی کریں گی۔ جب ستر برس پورے ہونگے تو میں شاہ بابل کو اور اس قوم کو اور کسدیوں کے ملک کو اسکی بدکرداری کے سبب سے سزا دونگا" (یرمیاہ ۲۵:۱۱-۱۲)۔ نبوکدنضر بادشاہ کے عروج وزوال کے بارے میں خدا نے فرمایا "اب میں نے یہ سب مملکتیں اپنے خدمتگزار شاہ بابل نبوکدنضر کے قبضہ میں کر دی ہیں اور میدان کے جانور بھی اسے دئیے کہ اس کے کام آئیں۔ اور سب قومیں اس کی اور اسکے بیٹے اور اسکے پوتے کی خدمت کریں گی جب تک کہ اسکی مملکت کا وقت نہ آئے۔ تب بہت سی قومیں اور بڑے

بڑے بادشاہ اس سے خدمت کروائیں گے۔" (یرمیاہ ۲۷:۶-۷)- دانی ایل نے نبوکد نظر اور اسکے بیٹے نبونی دس اور اسکے پوتے بیلشفر کی خدمت کی تھی- اور اسکی سلطنت کا خاتمہ بھی دیکھ لیا تھا- لہذا اب غور کرنے کا مقام تھا کہ اس کے بعد خدا کا کیا پروگرام تھا؟

نیز خدا نے یرمیاہ نبی کے وسیلہ اسیروں کے بارے میں یہ بھی فرمایا تھا کہ "جب بابل میں ستر برس گزر چکیں گے تو میں تم کو یاد فرماؤنگا" - اور تم کو اس مکان میں واپس لانے سے اپنے نیک قول کو پورا کرونگا-" (یرمیاہ ۲۹:۱۰)- پس دانی ایل یہودیوں کی اسیری کے بارے میں بھی غور کر رہا تھا کہ خدا کے مقررہ پروگرام کے مطابق یہودی آزاد ہو کر واپس یروشلیم جانے والے تھے- چنانچہ دانی ایل کہتا ہے کہ "میں دانی ایل نے کتابوں میں ان برسوں کا حساب سمجھا جنکی بابت خداوند کا کلام یرمیاہ نبی پر نازل ہوا کہ یروشلیم کی بربادی پر ستر برس پورے گزریں گے اور میں نے خداوند خدا کی طرف رخ کیا اور میں منت اور مناجات کرکے اور روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور راکھ پر بیٹھ کر اسکا طالب ہوا- اور میں نے خداوند اپنے خدا سے دعا کی اور اقرار کیا---- "(دانی ایل ۹:۲-۴)- دانی ایل کی یہ دعا ۴ سے ۲۳ آیات تک درج ہے- ابھی اسکی دعا جاری تھی کہ جبرائیل فرشتہ آیا اور اس سے یوں مخاطب ہوا "کہ اے دانی ایل میں اب اس لئے آیا ہوں کہ تجھے دانش اور فہم بخشوں- پس تو غور کر اور رویا کو سمجھ لے"- (۲۳ آیت)

پس سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دانی ایل نے ستر ہفتوں کی رویا کے لئے دعا نہیں کی تھی- بلکہ وہ صرف ستر برسوں کو سمجھنے اور اپنی قوم کی اسیری ختم ہونے کے بارے میں دعا کر رہا تھا کہ خدا نے اس پر ۷۰X۷ یعنی ۴۹۰ برسوں کا بھید کھول دیا- اس سے ہم یہ سبق سیکھتے ہیں کہ جو لوگ سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہیں خدا ان پر ان کی توقع سے کہیں زیادہ بھید آشکارا کر دیتا ہے- دوسرا سبق یہ بھی سیکھتے ہیں کہ جو دعا روزہ اور انکساری میں کی جائے وہ فوراً سنی اور قبول کی جاتی ہے کیونکہ ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ جبرائیل فرشتہ اسکا جواب لیکر اس کے پاس پہنچ بھی گیا- اور اس نے بتایا کہ "تیری مناجات کے شروع ہی میں حکم صادر ہوا"- یعنی ابھی تو نے دعا شروع ہی کی تھی کہ خدا نے مجھے تمہارے پاس جانے کا حکم دے دیا تھا- پس ہمیں بھی دانی ایل کی طرح روزہ اور نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا کرنی چاہیے-

ستر سات

جبرائیل فرشتے نے دانی ایل کو بتایا کہ "تیرے لوگوں اور تیرے مقدس شہر کے لئے ستر ہفتے مقرر کئے گئے ہیں "- اردو ترجمے میں جو لفظ "ہفتہ" اور انگریزی ترجمے میں لفظ " WEEK استعمال کیا گیا ہے وہ عبرانی زبان میں ان معنوں میں استعمال نہیں ہوا- عبرانی لفظ " HEPTAD " کے معنی ہفتہ یا WEEK نہیں ہے بلکہ سات ہے- جیسے درجن کے معنی بارہ اور کوڑی کے معنی بیس عدد ہوتے ہیں- پس عبرانی زبان میں ستر ہفتے نہیں بلکہ ستر ساتے لکھا گیا ہے- چونکہ دانی ایل ستر برسوں کا حساب سمجھ رہا تھا اور اسے ستر ساتوں کا حساب سمجھایا گیا لہذا یہ ۷۰×۷ یعنی ۴۹۰ برسوں کا حساب بنتا ہے- اردو میں اسے ستر ہفتوں یعنی ۴۹۰ دنوں کی رویا لکھا گیا ہے لیکن دراصل یہ ۴۹۰ برسوں کی رویا ہے- اگر اردو ترجمے کے مطابق ستر ہفتے یعنی ۴۹۰ دن ہی لئے جائیں پھر بھی ہمیں ۴۹۰ دنوں کو ۴۹۰ برسوں کے برابر شمار کرنا پڑیگا کیونکہ یہودیوں کیلئے خدا کا ٹائم فارمولا " ایک دن = ایک سال " ہے- بنی اسرائیل کیلئے خدا نے چالیس دن کا سفر چالیس سال کا بنا دیا اور کہا " اب دن پیچھے ایک ایک برس یعنی چالیس برس تک تم اپنے گناہوں کا پھل پاتے رہوگے-" (گنتی ۱۴: ۳۴)- اور حزقی ایل کو خدا نے بنی اسرائیل کی ۳۹۰ برسوں کی بدکاری ۳۹۰ دنوں کیلئے اور یہوداہ کی چالیس برسوں کی بدکاری چالیس دنوں کیلئے برداشت کرنے کیلئے کہا اور یہی فارمولا استعمال کیا کہ ایک دن = ایک برس- (حزقی ایل ۴: ۴-۶)

ستر برسوں کی رویا کلام مقدس میں بڑی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ یہ خدا کے پروگرام میں مختلف واقعات کی ترتیب اور مدت کا راز افشا کرتی ہے- یہ نہ صرف خداوند مسیح کے مصلوب ہونے اور اسکی دوبارہ آمد کی نشاندہی کرتی ہے بلکہ یروشلیم کی تعمیر اور اس کی آخری بربادی- آخری جنگ عظیم اور یہودیوں کی آخری بڑی مصیبت پر بھی روشنی ڈالتی ہے - اس رویا کے بارے میں چند ایک باتوں کا جاننا ضروری ہے-

ضروری باتیں

(۱) یہ رویا صرف یہودی قوم اور یروشلیم شہر کے بارے میں ہے- اس رویا کا بنی اسرائیل کے دوسرے قبیلوں اور دوسری قوموں کے ساتھ بالکل کوئی تعلق نہیں- کیونکہ جبرائیل فرشتے نے دانی ایل کو بتایا کہ " تیرے لوگوں (یعنی یہودی قوم) اور تیرے مقدس شہر (یعنی یروشلیم) کیلئے ستر ہفتے مقرر ہوئے ہیں "- (آیت ۲۴)

(۲) اس رویا کا کلیسیا کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں جیسا بعض علما کا خیال ہے-

(۳) یہ رویا صرف ان برسوں کا حال بیان کرتی ہے جن برسوں میں یہودی اپنے ملک میں آباد ہوں۔ اس رویا کا تعلق ان برسوں سے نہیں جن میں وہ اسیری یا سزا کے طور پر دوسرے ملکوں میں پراگندہ ہوں۔
(۴) اس رویا کی مدت پورے ۴۹۰ برس ہے جس کے تین بلکہ چار حصے ہیں۔
(۵) اس رویا کے چند ایک خاص مقاصد ہیں جو اس ۴۹۰ برس کی مدت میں پورے ہوں گے۔
(۶) یہ رویا ابھی تک پوری نہیں ہوئی کیونکہ اس رویا کے تمام مقاصد ابھی پورے ہونا باقی ہیں۔
(۷) یہ رویا ایک خاص حکم صادر ہونے پر شروع ہو گی جسکا تعلق یروشلیم کی تعمیر کیساتھ ہو گا۔

رویا کے مقاصد

سب سے پہلے رویا کے مقاصد پر غور کریں گے۔ فرشتہ نے ستر ہفتوں کی مدت مقرر کرتے وقت یہودیوں کے بارے میں پانچ مقاصد بھی بیان کئے جو خدا کا ارادہ ہے کہ اس عرصے میں پورے کئے جائیں۔ یہ پانچ مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔
۱- خطاکاری اور گناہ کا خاتمہ کیا جائے۔
۲- بدکاری کا کفارہ دیا جائے۔
۳- ابدی راستبازی قائم ہو۔
۴- رویا اور نبوت پر مہر ہو۔
۵- پاکترین مقام ممسوح کیا جائے۔

(۱) خطاکاری اور گناہ کا خاتمہ

یہاں غیر قوموں کی خطاکاری اور گناہ کا خاتمہ مراد نہیں بلکہ صرف یہودی قوم کی خطاکاری اور گناہ کا۔ کیونکہ یہودی لوگ خدا کی چنی ہوئی قوم تھے اور اس قوم نے گناہ، بت پرستی اور بدی کرکے خدا کو ناراض کیا۔ خدا نے اسے غیر قوموں کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ خدا کا ارادہ ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنی قوم کی خطاکاری اور گناہ کا خاتمہ کرے۔ اس مقصد کیلئے خدا نے اپنے بیٹے خداوند یسوع مسیح کو بھیجا جس کے بارے میں فرشتہ نے خواب میں یوسف کو بتایا کہ "اس کے یعنی مریم کے بیٹا ہو گا اور تو اسکا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دیگا۔" (متی ۱: ۲۱)۔ چنانچہ خداوند یسوع مسیح نے نجات کا پیغام سب سے پہلے صرف یہودیوں کو پیش کیا۔ یہودیوں نے خدا کے اس مقصد کو پورا نہیں ہونے دیا کیونکہ

انھوں نے خداوند مسیح کو رد کیا اور رومی حکومت کے ہاتھوں اسے قتل کروادیا۔ اس طرح یہودی قوم اس بڑی نجات سے محروم ہو گئی جو خدا نے خاص ان کے لئے تیار کی تھی۔ لیکن پولس رسول اس بھید کو آشکارا کرتا ہے کہ ایک دن آنے والا ہے جب ساری یہودی قوم ایک ہی دن میں اس نجات کو حاصل کریگی۔ وہ رومیوں ۱۱:۲۶ میں لکھتا ہے "اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پائیگا"۔ چنانچہ اس رویا کا پہلا مقصد ابھی پورا ہونا باقی ہے۔ اسوقت تک یہودی قوم اپنے گناہ اور خطا میں مردہ ہے اور نجات سے خالی ہے۔ جب ستر ہفتے یعنی ۴۹۰ برس گزر جائیں گے تو بنی اسرائیل نجات پائیں گے اور اپنے مسوح کو قبول کریں گے۔ ابھی وہ ایمان کی رو سے مسیح کے دشمن ہیں۔ انگریزی ترجمے میں خطاکاری کا خاتمہ اور گناہ کا خاتمہ دو الگ الگ حصوں میں بیان کیا گیا ہے لیکن مطلب دونوں کا ایک ہی ہے اور اردو ترجمے میں دونوں کو یکجا کردیا گیا ہے۔

(۲) بدکاری کا کفارہ

خداوند مسیح نے تمام بنی نوع انسانوں کے لئے کفارہ دیا ہے۔ یسعیاہ ۵۳ باب اور بہت سے دوسرے حوالہ جات یہ عیاں کرتے ہیں کہ یہ کفارہ یہودی قوم کے گناہوں کے لئے بھی تھا اور خداوند مسیح نے ان کے گناہ بھی اپنے اوپر اٹھائے تاکہ جو کوئی ان پر ایمان لائے وہ ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ یہودیوں نے بحثیت قوم اس کفارے کو قبول نہیں کیا لیکن انفرادی اور شخصی طور پر بہت سے یہودی خداوند مسیح کو قبول کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ پولس رسول اس کفارے کے بارے میں لکھتا ہے "کہ خدا نے اس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا ہے جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو" (رومیوں ۱۱:۲۵)۔ جو لوگ اس کفارے پر ایمان لے آئیں گے چاہے وہ یہودی ہوں یا غیر قوم وہ سب نجات پائیں گے۔ جو ایمان نہیں لائیں گے چاہے وہ یہودی ہوں یا غیر قوم وہ سزا پائیں گے۔ یہودی قوم زکریاہ ۲:۱۰ اور ۱۳:۱ کے مطابق خداوند مسیح کی دوسری آمد پر اس کے کفارہ کو قبول کریں گے اور نجات پائیں گے۔ انگریزی ترجمے میں "بدکاری کا کفارہ دیا جائے" کی بجائے "صلح کرائی جائے" لکھا گیا ہے۔ اس ترجمے کے مطابق بھی بنی اسرائیل کی خدا کے ساتھ صلح ہونا باقی ہے۔ جب وہ خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کریں گے تو انکی خدا کے ساتھ صلح ہو جائیگی۔ ابھی تک اس قوم کی خدا کے ساتھ جدائی اور ناراضگی ہے۔ (یسعیاہ ۵۹:۲)۔ یہ صلح خداوند مسیح کو قبول کئے بغیر ہرگز نہیں ہو سکتی ہے اگرچہ وہ اصلی زیتون کی ڈالی ہے (رومیوں ۱۱:۲۱) مگر کاٹی

گئی ہے اور اسوقت تک پھل نہیں لا سکتی جب تک دوبارہ پیوند نہ کی جائے- خداوند مسیح کو قبول کرنے سے وہ پھر اصلی زیتون میں پیوند ہو جائینگی اور یہی اصلی صلح ہے-

(۳) ابدی راستبازی قائم ہو

ابدی راستبازی اس وقت قائم ہو گی جب خداوند مسیح اس زمین پر اپنی ہزار سالہ بادشاہی شروع کریں گے- ان کے بارے میں یسعیاہ نبی لکھتا ہے کہ " ایک بادشاہ صداقت سے سلطنت کریگا " (۳۲:۱)" اسکی کمر کا پٹکا راستبازی ہو گا "(۱۱:۵)- خداوند مسیح کے عہد حکومت میں شیطان ہزار برس کیلئے باندھ دیا جائے گا تاکہ پھر قوموں کو گمراہ نہ کرے (مکاشفہ ۲۰:۱-۳)- اور اس طرح خداوند مسیح کی بادشاہت میں گناہ اور بدکاری کی بجائے راستبازی بسے گی-

(۴) رویا اور نبوّت پر مہر ہو

مہر ہونے کا مطلب ہے بند ہونا یا ختم ہونا- پس " رویا اور نبوّت پر مہر ہو" کا مطلب ہے کہ رویا اور نبوّت ختم ہو جائینگی- اور یہ اسوقت ہوگا جب خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی شروع ہو گی- اس وقت نہ رویا نظر آئے گی اور نہ کوئی نبوّت کریگا- کیونکہ خداوند مسیح خود بادشاہ ہو گا اس لئے رویا اور نبوّت کی ضرورت ہی نہیں رہینگی- پولس رسول لکھتا ہے کہ " نبوّتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی " (۱- کرنتھیوں ۱۳:۸)

(۵) پاکترین مقام ممسوح کیا جائیگا

پاکترین مقام خدا کے مقدس کا وہ حصہ تھا جہاں عہد کا صندوق رکھا جاتا تھا- یہ حصہ خیمۂ اجتماع میں تھا جسے موسیٰ نے بنایا- اور ہیکل میں بھی تھا جسے سلیمان نے بنوایا- جو ہیکل خداوند مسیح کے وقت یروشلیم میں تھی اس میں پاکترین مقام تو تھا مگر عہد کا صندوق نہیں تھا- یہ ہیکل رومی حاکم ططس نے ۱۸ اگست ۷۰ء میں تباہ کردی- اسوقت سے یہودیوں کی کوئی ہیکل نہیں اور اس لئے کوئی پاکترین مقام بھی نہیں- جب خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت شروع ہو گی تو وہ ایک ہیکل بنوائیں گے (زکریاہ ۶:۱۲-۱۳)- یہ ہیکل اس نقشے کے مطابق بنے گی جو حزقی ایل ۴۰ باب سے ۴۸ باب میں دیا گیا ہے- اس ہیکل کا پاکترین مقام مسح کیا جائیگا اور عہد کا صندوق بھی اس میں رکھا جائیگا اور اس میں پہلے کی طرح خدا کا جلال بھر جائیگا- (حزقی ایل ۴۳:۱-۶ ،

۱-سلاطین ۸: ۱۰-۱۱)-

ستر ہفتوں کی تقسیم

اب ہم ستر ہفتوں کا شروع اور تقسیم اور آخر پر غور کرتے ہیں- یہ سمجھ لینا بہت ضروری ہے کہ ۴۹۰ برسوں کا عرصہ کب شروع ہوتا ہے- یہ مدت اسی وقت نہیں شروع ہو گئی جب دانی ایل کو رویا ملی- اور نہ یہودیوں کی ستر برس کی اسیری ختم ہونے پر- بلکہ فرشتہ نے اس کے شروع ہونے کی ایک خاص نشانی بتائی کہ جب کوئی بادشاہ یروشلیم دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم صادر کریگا اس وقت یہ مدت شروع ہو جائیگی- چنانچہ ہمیں کلام مقدس میں سے کسی بادشاہ کا ایسا حکم ڈھونڈنا ہے جو یروشلیم کی بحالی کیلئے صادر کیا گیا ہو- بہت سے مفسرین یہاں غلطی کر جاتے ہیں اور وہ صحیح حکم سے شروع نہیں کرتے اور اسطرح ساری رویا کی تفسیر غلط بیان کرتے جاتے ہیں- کلام مقدس میں چار حوالہ جات ہیں جن میں کسی بادشاہ نے حکم صادر کیا- ہم ان چاروں کو مختصر طور پر بیان کریں گے تاکہ آخر میں بیان کر سکیں کہ کونسا حکم درست ہے-

(ا) (عزرا ۱:۱-۴)- شاہ فارس خورس نے ۵۳۶ ق م میں حکم صادر کیا کہ یروشلیم میں خدا کا گھر جو برباد پڑا ہے بنایا جائے- اس حکم کو غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس حکم میں یروشلیم کی تعمیر کا کوئی ذکر نہیں- صرف خدا کے گھر کے بنانے کا حکم ہے- ہمیں دانی ایل ۹: ۲۵ یاد رکھنا چاہیئے جس میں لکھا ہے کہ "سمجھ لے کہ یروشلیم کی بحالی اور تعمیر کا حکم صادر ہونے سے" - پس شاہ فارس خورس وہ بادشاہ نہیں جس نے مطلوبہ حکم صادر کیا ہو-

(ب) عزرا ۵: ۱، ۶: ۱۲- تقریباً ۵۱۹ ق م میں دارا مادی بادشاہ نے حکم صادر کیا کہ ہیکل بنانے کا کام جو کافی برسوں سے رک گیا تھا دوبارہ شروع کیا جائے- یہ حکم بھی ہیکل بنانے کیلئے تھا-

(ج) عزرا ۷: ۱۱-۲۲- اسی طرح کا ایک حکم ارتخشستا بادشاہ نے ۴۵۸ ق م میں دیا- وہ بھی ہیکل کی تعمیر کے بارے میں تھا-

(د) نحمیاہ ۲۰:۲-۲۹- ارتخشستا بادشاہ نے ۴۴۵ ق م میں اپنی سلطنت کے بیسویں برس نحمیاہ کے کہنے پر ایک حکم صادر کیا کہ یروشلیم بنایا جائے- نحمیاہ کے ساتھیوں نے یروشلیم پہنچ کر باون دن میں یروشلیم کی دیوار مرمت کی (نحمیاہ ۶: ۱۵)- لیکن یروشلیم شہر کو تعمیر کرنے کیلئے تقریباً بارہ سال لگ گئے- یہ وہ حکم تھا جو دانی ایل ۹: ۲۵ کے مطابق ٹھیک تھا- یعنی یروشلیم کی بحالی اور تعمیر کا حکم- لہذا دانی ایل کے ستر ہفتوں کی رویا ۴۴۵ ق م سے شروع ہوتی ہے-

رویا کی تقسیم اور آخر

ستر ہفتوں کی رویا ۴۹۰ برسوں کیلئے ہے۔ ان برسوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یعنی سات ہفتے اور باسٹھ ہفتے اور ایک ہفتہ۔

سات ہفتوں کا پہلا حصہ یروشلیم کی تعمیر کو ظاہر کرتا ہے۔ یروشلیم کی تعمیر پر اتنا لمبا عرصہ لگنے کی وجہ رکاوٹیں اور مشکلیں تھی۔ سنبلط اور طوبیاہ اور دوسرے مخالفین نے بادشاہ سے شکایتیں کر کر کے کام بند کروادیا۔ جو تقریباً سولہ سال بند رہا۔ لیکن پھر دوبارہ شروع ہوا۔ اسی لئے پچیسویں آیت میں بتایا گیا ہے کہ "تب پھر بازار تعمیر کئے جائیں گے اور فصیل بنائی جائیگی مگر مصیبت کے ایام میں"۔ اگر نحمیاہ کی کتاب پڑھیں تو اس مخالفت اور مصیبت کا حال تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یروشلیم کی تعمیر کا کام رکا رہا۔

دوسرے حصے یعنی باسٹھ ہفتوں کے بارے میں لکھا ہے کہ "باسٹھ ہفتوں کے بعد وہ ممسوح قتل کیا جائیگا۔ اور اسکا کچھ نہ رہیگا"۔ یعنی مزید ۴۳۴ سال گزرنے کے بعد وہ ممسوح یعنی خداوند یسوع مسیح قتل کیا جائیگا۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ یروشلیم کی تعمیر کا حکم صادر ہونے کے ۴۸۳ برس بعد مسیح قتل کیا جائیگا۔ یہودی کلینڈر میں سال کے ۳۶۰ دن ہوتے ہیں۔ پس ۴۸۳ X ۳۶۰ = ۱۷۳۸۸۰ دن بنتے ہیں۔ ۱۴ مارچ ۴۴۵ ق م کو یروشلیم کی تعمیر کا حکم صادر ہوا اور ۶ اپریل ۳۲ء تک پورے ۱۷۳۸۸۰ دن بنتے ہیں جس دن خداوند مسیح مصلوب ہوئے۔

نوٹ:- اگر ان ۴۸۳ برسوں کے حساب میں کچھ فرق آ بھی جائے تو وہ بعید از قیاس نہیں ہے کیونکہ قبل از مسیح کا زمانہ ختم ہونے اور عیسوی زمانہ شروع ہونے میں ایک سال کا فرق پڑتا ہے۔

دوم۔ خداوند مسیح کی پیدائش اور مصلوب ہونے کا درست سال اور تاریخ معلوم نہیں ہے۔

تیسرا حصہ آخری ایک ہفتہ یعنی سات برس کا ہے۔ چھبیسویں آیت میں ممسوح کے قتل کئے جانے کے بعد ایک بادشاہ کا ذکر ہے جس کے لوگ شہر اور مقدس کو مسمار کریں گے۔ اور وہ ایک ہفتہ کیلئے بہتوں سے عہد قائم کریگا۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ بادشاہ کون سا ہوگا؟ خداوند مسیح

کے مصلوب کئے جانے کے بعد جس بادشاہ نے یروشلیم کو مسمار کیا وہ رومی حاکم طِطس تھا لیکن اس نے کسی سے ایک ہفتہ کیلئے کوئی عہد نہیں کیا۔ اور جب یروشلیم ۷۰ء میں برباد ہو گیا تو یہودی قوم بھی اسرائیل سے نکال دی گئی۔ جب یہودی لوگ اسرائیل میں نہ رہے تو ستر ہفتوں کی رویا ان برسوں کو شمار ہی نہیں کرتی۔ یہودی ۷۰ء کے بعد تقریباً انیس سو سال تک ملک در ملک دھکے کھاتے پھرے مثلاً ۶۲۷ء میں انہیں حجاز سے نکالا گیا۔ ۸۹۰ء میں شام سے نکالا گیا۔ ۶۲۰ء میں پرتگال سے نکالا گیا۔ ۱۱۱۰ء میں سپین سے نکالا گیا۔ ۱۳۹۰ء میں برطانیہ سے اور ۱۳۰۶ء میں فرانس سے نکالا گیا۔ ۱۳۷۰ء میں بلجیم سے اور ۱۳۷۰ء میں چیکوسلواکیہ سے نکالا گیا۔ ۱۳۹۴ء میں دوبارہ فرانس سے اور ۱۴۴۲ء میں ہالینڈ سے نکالا گیا۔ ۱۵۰۱ء میں روس سے اور ۱۵۴۰ء میں اٹلی سے نکالا گیا ۱۵۵۱ء میں جرمنی سے نکالا گیا اور گزشتہ صدیوں میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا آخر ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو انہیں اپنا ملک اسرائیل پھر دوبارہ مل گیا۔ اور ابھی تک ایسا کوئی بادشاہ نہیں آیا جس نے یہودیوں سے اور دوسروں سے ایک ہفتہ کے لئے عہد کیا ہو۔ اور نصف ہفتہ میں ذبیحہ اور ہدیہ موقوف کیا ہو اور فصیلوں پر اجاڑنے والی مکروہات رکھی ہوں۔ خداوند مسیح نے اس اجاڑنے والی مکروہ چیز کو جسکا ذکر دانی ایل نبی کی کتاب میں آیا ہے اپنی آمد ثانی کے قریب بتایا ہے۔ (متی ۲۴: ۱۵)۔ پس خداوند مسیح کے مصلوب ہونے کے وقت سے لیکر آج تک آخری ہفتہ یعنی سترھواں ہفتہ ابھی تک نہیں آیا۔ ۴۹۰ برسوں کا ٹائم کلاک خداوند مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد بند ہو گیا۔ ۴۸۳ برس گزر چکے تھے اور ابھی سات سال باقی تھے جس دن کوئی بادشاہ بہتوں کے ساتھ سات سالہ عہد کریگا اور دوسری شرائط پوری کریگا جو ۲۷ آیت میں درج ہیں اس دن ٹائم کلاک دوبارہ چلنا شروع ہو جائیگا اور بقایا سات سال کا عرصہ بھی پورا ہو گا۔ چنانچہ ہم معلوم کرتے ہیں کہ درمیانی GAP جو دو ہزار برس کا زمانہ ہے اور کلیسیا کا زمانہ کہلاتا ہے دانی ایل پر ظاہر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اگر یہودی قوم خداوند مسیح کو قبول کر لیتی تو سترھواں ہفتہ فوراً ہی شروع ہو جاتا۔ وہ بادشاہ جس کے بارے میں ۲۶ آیت کہتی ہے کہ "ایک بادشاہ آئیگا" مخالف مسیح ہے۔ جو ابھی آنے والا ہے۔ اسکا حال آگے آئے گا۔

انہترواں ہفتہ گزرنے کے بعد چھ چیزیں واقع ہونگی۔ (دانی ۹: ۲۶)

۱۔ ممسوح فرمانروا قتل کیا جائیگا۔

۲۔ ایک بادشاہ آئیگا جسکے لوگ شہر اور مقدس کو مسمار کریں گے۔

۳۔ آخر تک لڑائی اور بربادی مقرر ہو چکی ہے۔

۴۔ وہ بادشاہ بہتوں سے ایک ہفتہ کے لئے عہد قائم کریگا۔

دانی ایل کی ستر ہفتوں کی رویا

- ۷+۶۲=۶۹ ہفتے
- ۶۹ ہفتے X ۷ = ۴۸۳ سال وقفہ
- ۴۸۳ X ۳۶۰ = ۱۷۳۸۸۰ دن
- وقفہ
- ۷ سال
- ایک ہفتہ
- حکم نامہ جاری
  ممکن تاریخ
  ۱۴ مارچ ۴۴۵ ق م
- مسیح مصلوب
  ممکن تاریخ
  ۶ اپریل ۳۲ء
- عہد نامہ پر دستخط
- مخالف مسیح کا خاتمہ

- سات ہفتے
- ۴۹ سال
- باسٹھ ہفتے
- ۶۲ ہفتے X ۷ = ۴۳۴ سال
- کلیسیا کا زمانہ
- مخالف مسیح کا ہیکل میں داخلہ
- ۷ سال
- یروشلیم کی تعمیر

دانی ایل کا ستر ھواں ہفتہ
مخالف مسیح کا اسرائیل کے ساتھ سات سالہ عہد
برجدون کی لڑائی میں
مخالف مسیح کا خاتمہ
مسیح کی
ہزار سالہ بادشاہی
ممکن تاریخ
یکم تشری ۲۰۰۰ء
مخالف مسیح کا
ہیکل میں داخلہ
بڑی مصیبت کا عرصہ
ساڑھے تین سال
۱۲۶۰ دن - بیالیس ماہ
۱۴- الِسان ۱۹۹۷ء
ممکن تاریخ
عید فسح
ساڑھے تین سال
عہد نامہ پر دستخط
کلیسیا کا اٹھایا جانا
ممکن تاریخ - یکم یا
۱۵ تشری ۱۹۹۳ء
عید خیام
نرسنگوں کی عید
۱۲۶۰ دن
۱۲۹۰ دن
۱۳۳۵ دن
۴۵ دن بعد
۱۷ حیشوان
عید فسح سے ۳۰ دن پہلے یا
پوریم ۱۵- ادار
پوریم ۱۵- ادار
۱۵ پوریم ادار

۵- وہ نصف ہفتہ میں ذبیحہ اور ہدیہ موقوف کریگا- اور فصیلوں پر اجاڑنے والی مکروہات رکھی جائیں گی-

۶- اس اجاڑنے والے بادشاہ پر وہ بلا جو مقرر کی گئی ہے واقع ہوگی-

ان چھ باتوں میں سے صرف پہلی بات پوری ہوئی ہے- یعنی مسوح فرمانروا قتل ہو چکا ہے- یروشلیم شہر اور ہیکل کے مسمار کرنے کے بارے میں سمجھ لینا ضروری ہے کہ خداوند مسیح کے مصلوب ہونے کے چالیس سال بعد ایک بادشاہ آیا یعنی رومی حاکم طِطس جس نے ۷۰ء میں شہر اور مقدس دونوں کو برباد کر دیا لیکن یہ بادشاہ کسی اور بادشاہ کا پیش خیمہ تھا اور یہ تباہی ایک اور بڑی تباہی کی پیش خیمہ تھی اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں ابھی پوری ہونا باقی ہیں- ابھی کسی بادشاہ نے سات سالہ عہد یہودیوں سے نہیں کیا- اور اس نے نصف ہفتہ یعنی ساڑھے تین سال کے بعد اس عہد کو توڑ دینا ہے- یہ حصہ بھی ابھی پورا نہیں ہوا- اور اس بادشاہ کا انجام بھی ابھی مستقبل کی بات ہے-

02 MAY 06

ایک بادشاہ

دانی ایل ۹: ۲۷ کے علاوہ کلام مقدس میں چار اور حوالہ جات ہیں جو اس خاص بادشاہ کی صفات اور کام بیان کرتے ہیں جو آخری زمانہ میں سات سال کی حکومت کرنے کے لئے مقرر ہوگا- وہ حوالہ جات یہ ہیں (ا) ۲- تھس ۲: ۱تا۹ (ب مکاشفہ ۱۳: ۱تا ۸ (ج) مکاشفہ ۱۷: ۳تا۱۸ (د) دانی ایل ۷: ۲۴تا ۲۷-

ا- تھس ۲: ۱تا۹- یہ حوالہ اس بادشاہ کے بارے میں بتاتا ہے کہ (۱) وہ خداوند مسیح کی دوسری آمد سے پہلے آئیگا- ۲- اسکا نام گناہ کا شخص اور ہلاکت کا فرزند ہوگا- ۳- وہ خدا کی مخالفت کریگا- ۴- وہ اپنے آپ کو ہر خدا سے بڑا ٹھہرائیگا- ۵- وہ ہیکل میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا ظاہر کریگا- ۶- اس کو ظاہر ہونے سے ایک چیز روک رہی ہے ۷- اسکا نام بے دین بھی ہے- ۸- خداوند مسیح اسکو آکر نیست کریں گے- ۹- اسکی تاثیر شیطان کی تاثیر کی مانند ہوگی- ۱۰- وہ ہر طرح کی جھوٹی قدرت نشان اور عجیب کام دکھائیگا اور بہت سے لوگ دھوکہ کھائیں گے-

(ب) مکاشفہ ۱۳: ۱تا ۸ کا حوالہ اسی بادشاہ کی یہ صفات بیان کرتا ہے کہ وہ (۱) پرانی رومی حکومت میں سے ہوگا- (۲) شیطان اسے اپنی قدرت، تخت، اختیار دیگا- (۳) اس کے سر پر زخم کاری لگے گا لیکن وہ اچھا ہو جائیگا- (۴) دنیا اسکی پرستش کریگی- (۵) کوئی اس سے لڑائی کرنے کی جرأت نہیں کریگا (۶) اسے بیالیس ماہ تک بڑا بول اور کفر بولنے کا اختیار دیا جائیگا- (۷) وہ

مقدسوں سے لڑیگا اور ان پر غالب آئیگا- (۸) اسے ہر قبیلہ، امت، اہل زبان اور قوم پر اختیار دیا جائیگا- (۹) اسکا بت بنا کر ہیکل میں رکھا جائیگا جو بولیگا- (۱۰) اس کے نام کا عدد ۶۶۶ ہوگا- (۱۱) اسکی مہر انسانوں کے ہاتھوں اور ماتھے پر ہوگی- اس مہر کے بغیر کوئی آدمی خرید وفروخت نہیں کرسکیگا-

(ج) مکاشفہ ۱۷: ۳ تا ۱۸ کا حوالہ اس بادشاہ کی یہ صفات بتاتا ہے کہ (۱) اس پر ایک بڑی کسبی یعنی جھوٹی کلیسیا سوار ہوگی (۲) یورپ کے دس بادشاہ ایک رائے ہو کر اپنی قدرت اور اختیار اور بادشاہی اس کو دے دیں گے- (۳) وہ آئندہ اتھاہ گڑھے میں ڈالا جائیگا- ۱۹: ۲۰-

(د) دانی ایل ۷: ۲۴ تا ۲۷ کا حوالہ اس کے بارے میں یوں کہتا ہے کہ (۱) وہ دس بادشاہوں کے بعد برپا ہوگا (۲) وہ پہلوں سے مختلف ہوگا (۳) وہ تین بادشاہوں کو زیر کریگا- (۴) وہ حق تعالیٰ کے خلاف باتیں کریگا- (۵) وہ حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تنگ کریگا- (۶) وہ مقررہ اوقات اور شریعت کو بدلنے کی کوشش کریگا- (۷) وہ ساڑھے تین سال تک یہودیوں کو اذیت دیگا- (۸) آخر میں الہیٰ عدالت قائم ہوگی اور (۹) اسکی سلطنت اس سے لے لیں گے کہ اسے ہمیشہ کے لئے نیست ونابود کریں (۱۰) اور تمام آسمان کے نیچے سب ملکوں کی سلطنت حق تعالیٰ کے مقدس لوگوں کو بخشی جائیگی-

(ا) دانی ایل ۷: ۷ تا ۱۱ کے حوالہ میں (۱) اسکو چھوٹا سینگ کہا گیا ہے جو دس سینگوں کے درمیان میں سے نکلا جس کے آگے پہلوں میں سے تین سینگ جڑ سے اکھاڑے گئے- (۲) یہ بادشاہ گھمنڈ کی باتیں کریگا- (۳) یہ بادشاہ مارا جائیگا- (۴) اسکا بدن ہلاک کر کے شعلہ زن آگ میں ڈالا جائیگا-

اوپر والے تمام حوالوں میں جس ایک بادشاہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ مخالف مسیح ہے- دانی ایل کا خیال تھا جو چار سلطنتیں اس پر ظاہر کی گئی ہیں وہ جلد وقوع میں آئیں گی لیکن اس پر ظاہر کیا گیا کہ انکا تعلق دور کے زمانے سے ہے (دانی ایل ۸: ۲۶، ۱۰: ۱۴، ۱۲: ۸-۹)- وہ زمانہ اب گزر رہا ہے- پرانی رومی حکومت جو چوتھی حکومت تھی دس حصوں میں منقسم ہو گئی- صدیوں تک وہ ایسی ہی رہی- اب وہ پھر یکجا ہو رہی ہے- یورپین اکنامک کمیونٹی (E.E.C.) کا اعلان ہے کہ وہ دسمبر ۱۹۹۲ تک تمام یورپ کو متحد کر دیگی- جسکی ایک تجارت، ایک پاسپورٹ، ایک کرنسی، ایک نیشنل اسمبلی اور ایک دفاع ہوگا- موجودہ وقت میں اس کمیونٹی کے بارہ ممبر ہیں یعنی پرتگال- سپین- فرانس- انگلینڈ- آئرلینڈ- لکسمبرگ- نیدرلینڈ- جرمنی- ڈنمارک- بلجیم- یونان- اٹلی شامل ہیں- ابھی کچھ ممبران نکل جائیں گے کچھ اور آجائیں گے- آخر کار

صرف دس رہ جائیں گے۔ پھر ایک بادشاہ اور اٹھے گا۔ وہ ان دسوں میں سے تین کو نکال دیگا اور خود آٹھواں ہو گا۔ وہ مخالف مسیح ہو گا اور وہی متحدہ یورپ کا آخری ڈکٹیٹر ہو گا۔ وہی یہودیوں اور اسلامی ممالک سے سات سالہ عہد کر کے مڈل ایسٹ میں امن قائم کریگا۔ اسی کے عہد حکومت میں دانی ایل کی رویا کا سترھواں ہفتہ پورا ہو گا۔ پہلا نصف ہفتہ یعنی پہلے ساڑھے تین سال قدرے پر امن گزریں گے لیکن آخری نصف ہفتہ یعنی آخری ساڑھے تین سال میں زبردست جنگ ہو گی جو خداوند مسیح کی آمد پر ختم ہو گی۔ اور جو باتیں اس رویا میں درج کی گئی ہیں کہ پوری ہوں وہ سب خداوند یسوع مسیح کے آنے کے بعد پوری ہوں گی۔

××××××××××××

THE ARK OF THE COVENANT

۲ عہد کا صندوق

بناوٹ

خیمۂ اجتماع کے تمام سامان اور چیزوں میں سے جو اکیلی چیز سلیمان کی ہیکل میں پہنچائی گئی وہ عہد کا صندوق تھا- اور اس عہد کے صندوق کو خیمۂ اجتماع اور ہیکل دونوں میں افضل اور مرکزی حیثیت حاصل تھی- کلام مقدس میں یہ مختلف ناموں کے تحت ترانوے دفعہ مذکور ہے- ۱- صندوق- چھبیس دفعہ- (۲) عہد کا صندوق- بتیس دفعہ (۳) خداوند کا صندوق- چھ دفعہ (۴) خدا کا صندوق- بارہ دفعہ (۵) شہادت کا صندوق- سولہ دفعہ (۶) یہوواہ کا صندوق- ایک دفعہ- ۱- سلاطین ۲:۲۶ (۷) قدرت کا صندوق- (زبور ۱۳۲:۸) ایک دفعہ (۸) پاک صندوق- (۲- تواریخ ۳۵:۳) ایک دفعہ (۹) چوبی صندوق (استثنا ۱:۱۰) ایک دفعہ (۱۰) دنیا کے مالک کا عہد کا صندوق- (یشوع ۳:۱۳) ایک دفعہ (۱۱) اسلام میں اسے "تابوت سکینہ" کہتے ہیں (بحوالہ روزنامہ جنگ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۶-)

اسکے بنانے کا حکم خدا نے موسیٰ کو اسوقت دیا جب وہ پہاڑ پر خدا کے حضور چالیس دن اور چالیس رات ٹھہرا ہوا تھا- خدا نے موسیٰ کو فرمایا- "اور وہ میرے لئے ایک مقدس بنائیں تاکہ میں ان کے درمیان سکونت کروں- اور مسکن اور اس کے سارے سامان کا جو نمونہ میں تجھے دکھاؤں ٹھیک اسی کے مطابق تم اسے بنانا"- (خروج ۲۵:۸-۹)- اس مقدس کو مسکن اور خیمۂ اجتماع کے علاوہ اور بھی کئی ناموں سے پکارا گیا ہے- مسکن کی اشیا میں سب سے پہلی چیز جسکی وضاحت کی گئی وہ عہد کا صندوق ہے-

یہ کیکر کی لکڑی کا ایک صندوق تھا جو تقریباً چار ۴ فٹ لمبا، اڑھائی فٹ چوڑا اور اڑھائی فٹ اونچا تھا- یہ اندر اور باہر خالص سونے سے منڈھا تھا- اس کے اوپر چاروں طرف ایک سونے کا تاج تھا- اس کے چاروں پایوں میں چار سونے کے کڑے لگے ہوئے تھے- ان کڑوں میں دو کیکر کی لکڑی کی چوبیں گزاری جاتی تھیں جن کے گرد سونا منڈھا ہوا تھا- یہ صندوق اٹھانے کے کام آتی تھیں- یہ صندوق میں ہر وقت لگی رہتی تھیں اور اس سے الگ نہیں کی جاتی تھیں- صندوق اندر سے کھوکھلا یا خالی تھا اور بغیر ڈھکن کے تھا- صندوق کا ڈھکنا ایک الگ حصہ تھا جسکے دونوں

سروں پر دو کروبی بنے ہوئے تھے۔ ڈھکنا اور کروبی خالص سونے کے ایک ہی ٹکڑے میں سے بنائے گئے تھے اور ان میں کیکر کی لکڑی نہیں تھی۔ وہ کروبی اپنے پر اس ڈھکنے کے اوپر اسطرح پھیلائے ہوئے تھے کہ ڈھکنے کو ڈھانکے ہوئے تھے۔ اس ڈھکنے کو سرپوش کہا گیا ہے۔ یہ سرپوش صندوق کے اوپر رکھ دیا جاتا تھا۔ اور یہاں خدا موسیٰ سے ملاقات کرتا تھا۔ (خروج ۲۵:۱۰-۲۲)۔ خدا نے عہد کا صندوق اور خیمۂ اجتماع کی باقی چیزیں بنانے کیلئے ایک خاص شخص بنام بضلی ایل بن اوری بن حور کو چنا جو یہوواہ کے قبیلہ میں سے تھا اور اسکو حکمت اور فہم اور علم اور ہر طرح کی صنعت میں پاک روح سے معمور کیا۔ تاکہ ہنرمندی کے کاموں کو ایجاد کرے اور سونے اور چاندی اور پیتل کی چیزیں بنائے۔ (خروج ۳۱:۱-۴)۔ اس صندوق میں من سے بھرا ہوا سونے کا ایک مرتبان اور پھولا پھلا ہوا ہارون کا عصا اور عہد کی دو تختیاں تھیں۔ (عبرانیوں ۱۰:۴، خروج ۱۶:۳۳-۳۴، گنتی ۱۷:۱۰، ۱-سلاطین ۸:۹، ۲۱)۔ یہ عہد کا صندوق خیمۂ اجتماع کے اندر پاکترین مکان میں رکھا جاتا تھا۔ (عبرانیوں ۹:۳-۴، خروج ۲۶:۳۳-۳۴) اور اسکے آگے دوسرا پردہ کھینچ دیا جاتا تھا جو پاکترین مکان کو پاک مکان سے علیحدہ کرتا تھا۔ اس پاکترین مقام میں سوائے سردار کاہن ہارون کے اور کوئی شخص نہیں جاسکتا تھا۔ اور وہ بھی سال میں ایک دفعہ۔ (احبار ۱۶:۲-۳)۔ عہد کے صندوق کے سرپوش کے اوپر کروبیوں کے درمیان خدا کی حضوری جسے "شکینہ" یا جلال کہتے ہیں رہتی تھی۔ خروج ۲۵:۸ میں جہاں لکھا ہے "تاکہ میں ان کے درمیان سکونت کروں" وہاں اصلی ترجمہ یوں ہوگا "تاکہ میرا شکینہ ان کے درمیان سکونت کرے"۔ اسی طرح خروج ۴۰:۳۴ میں جہاں لکھا ہے "اور مسکن خداوند کے جلال سے معمور ہوگیا"۔ وہاں یہ ترجمہ پڑھا جانا چاہیے "اور مسکن خداوند کے شکینہ سے معمور ہوگیا"۔ شکینہ ایک خاص آسمانی جلالی روشنی ہوتی تھی جو یہوواہ کی حضوری کی نشانی تھی۔ اور اسکا ذکر اس لئے آتا ہے کہ یہوواہ کو کوئی انسان نہ سمجھ لیا جائے اور صرف روشنی ہی اسکی حضوری اور موجودگی کا ظہور کرے۔ اسلام میں بھی عہد کے صندوق کو "تابوت سکینہ" اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں سے روشنی نکلتی رہتی تھی۔ اور قرآن میں یہ لفظ سکینۃ ۲:۲۴۸ میں آیا ہے لیکن اسکا ترجمہ خدا کی حضوری کی بجائے دلجمعی کر دیا گیا ہے۔ روزنامہ جنگ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۱ء میں "بیت المقدس ہیکل سلیمانی" کے آرٹیکل میں اس تابوت سکینہ کے بارے میں لکھا ہے" کہ حضرت یوسف کی ہڈیاں اور کپڑے ایک پوٹلی میں بندھے ہوئے تھے۔ اسکو "تابوت سکینہ کہا جاتا ہے۔ اسے حضرت موسےٰ اپنے ہمراہ مصر سے لائے تھے"۔ بائبل میں عہد کے صندوق کی مکمل تواریخ کہ کب بنا، کہاں بنا اور کیسے بنا۔ سب تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ جو

اس آرٹیکل کے بیان سے فرق ہے- بیشک موسیٰ یوسف کی ہڈیوں کے تابوت کو مصر سے لے آیا تھا جیسا کہ پیدائش ۵۰:۲۶، خروج ۱۳:۱۹ میں ذکر ہے لیکن موسیٰ نے وہ تابوت یشوع کو دے دیا تھا جس نے چالیس سال بعد اسے سکم میں اسی قبرستان میں دفن کیا جسے یوسف کے باپ یعقوب نے حمور کے بیٹوں سے چاندی کے سو سکوں میں خریدا تھا- (یشوع ۲۴:۳۲)-
عہد کا صندوق بالکل نیا بنایا گیا تھا جو موسیٰ نے خدا کے دیئے ہوئے نقشہ کے مطابق بنوایا تھا-
عہد کے صندوق کو عام آدمی کا چھونا ممنوع تھا (گنتی ۴:۱۵، ۲- سیموئیل ۶:۶-۷)-
خدا نے بنی اسرائیل میں سے لاوی کے قبیلہ کو چنا کہ صرف وہی عہد کا صندوق اور خیمۂ اجتماع کی باقی سب چیزوں کے رکھنے اور اٹھانے کا کام کریں- صرف وہی خداوند کے حضور کھڑے ہو کر خدمت کریں اور اس کے نام سے لوگوں کو برکت دیں- (استثنا ۱۰:۸)- عہد کے صندوق کو ہمیشہ چوبوں کے ذریعے کندھوں پر اٹھایا جاتا تھا- اسکو گاڑی یا کسی جانور پر رکھ کر یا کسی اور طریقے سے لے جانا سخت منع تھا- (۲- سیموئیل ۶:۳)

عہد کے صندوق کا استعمال

کلام مقدس میں عہد کے صندوق کے مختلف کام ملتے ہیں جن کے لئے یہ استعمال کیا گیا- جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں-

(۱) خدا کی حضوری کی موجودگی

بیابان میں خداوند کی حضوری کا یہ نشان تھا کہ مسکن پر دن کے وقت ابر کا ستون کھڑا رہتا تھا جو دور دور سے نظر آتا تھا- اور سب بنی اسرائیل اسے دیکھ سکتے تھے- وہی ابر کا ستون رات کو آگ کا ستون بن جاتا تھا اور بنی اسرائیل کے ڈیروں میں رات کو روشنی رہتی تھی- جب تک یہ بادل اور آگ کا ستون مسکن پر کھڑا رہتا بنی اسرائیل اسی جگہ پر ڈیرے ڈالے رہتے- لیکن جب یہ ستون غائب ہو جاتا تو بنی اسرائیل آگے کوچ شروع کر دیتے تھے- (خروج ۱۳:۲۱-۲۲، ۴۰:۳۸)

(۲) سفر کی راہنمائی

بنی اسرائیل کے سارے سفر میں یہ ہوتا رہا- کہ جب وہ ابر مسکن کے اوپر سے اٹھ جاتا تو وہ آگے بڑھتے پر اگر وہ ابر نہ اٹھتا تو وہ اس دن تک سفر نہیں کرتے تھے جب تک وہ اٹھ نہ

جاتا" - (خروج ۴۰: ۳۶-۳۷) جب وہ لشکر گاہ سے کوچ کرتے تو خداوند کا ابر دن بھر ان کے اوپر چھایا رہتا تھا - اور صندوق کے کوچ کے وقت موسیٰ یہ کہا کرتا! اٹھ اے خداوند تیرے دشمن پراگندہ ہو جائیں اور جو تجھ سے کینہ رکھتے ہیں وہ تیرے آگے سے بھاگیں - اور جب وہ ٹھہر جاتا تو وہ یہ کہتا تھا کہ اے خداوند ہزاروں ہزار اسرائیلیوں میں لوٹ کر آجا" - (گنتی ۱۰: ۳۵-۳۶) پس بنی اسرائیل کا بیابان کا چالیس برس کا سفر عہد کے صندوق کی راہنمائی میں ہوا - لکھا ہے "خداوند کے عہد کا صندوق ان کے لئے آرامگاہ تلاش کرتا ہوا ان کے آگے آگے چلتا رہا" - (گنتی ۱۰: ۳۳) - ایک اور مقام پر لکھا ہے "کہ خداوند انہیں دن کو راستہ دکھانے کے لئے بادل کے ستون میں اور رات کو روشنی دینے کے لئے آگ کے ستون میں ہو کر ان کے آگے آگے چلا کرتا تھا - تاکہ وہ دن اور رات دونوں میں چل سکیں - وہ بادل کا ستون دن کو اور آگ کا ستون رات کو ان لوگوں کے آگے سے ہٹتا نہ تھا" - (خروج ۱۳: ۲۱-۲۲)

(۳) دشمنوں سے حفاظت

جب بنی اسرائیل نے ملک مصر میں سے نکلنے کے بعد بحر قلزم کے کنارے ڈیرے ڈالے تھے تو فرعون کی فوج نے انکا پیچھا کیا - لیکن خدا کی حضوری آگ کا ستون بن کر ان کے سامنے کھڑی ہو گئی اور انکو تباہی سے بچایا - جب ساری قوم بنی اسرائیل سمندر پار کر گئی تو آگ کا ستون جو فوج کا راستہ روکے ہوئے تھا اٹھ گیا - اور بادل کا ستون بن کر اسرائیلیوں کے پیچھے جا ٹھہرا - اسطرح سے خدا کی حضوری نے بنی اسرائیل کو دشمنوں سے بچایا - اگرچہ یہ واقع عہد کے صندوق کے بننے سے پہلے رونما ہوا مگر وہی بادل اور آگ کا ستون استعمال ہوا جو عہد کے صندوق کے بننے کے بعد استعمال ہوا - (خروج ۱۴: ۱-۳۱)

(۴) ملاقات کی جگہ

خدا نے موسیٰ سے فرمایا "وہاں میں تجھ سے ملا کرونگا اور اس سرپوش کے اوپر سے اور کروبیوں کے بیچ میں سے جو عہد نامہ کے صندوق کے اوپر ہوں گے ان سب احکام کے بارے میں جو میں بنی اسرائیل کے لئے تجھے دونگا تجھ سے بات چیت کیا کرونگا" - (خروج ۲۵: ۲۲) - جب کبھی موسیٰ خدا سے باتیں کرنے کیلئے خیمۂ اجتماع میں جاتا تو خدا اس سے کروبیوں کے درمیان میں سے اور سرپوش کے اوپر سے بولتا تھا - اور موسیٰ اسکی آواز سنتا اور اس سے باتیں کرتا تھا - (گنتی ۷: ۸۹) - اور لکھا ہے "کہ جیسے کوئی شخص اپنے دوست سے بات کرتا ہے ویسے

ہی خداوند روبرو ہو کر موسیٰ سے باتیں کرتا تھا اور موسیٰ لشکر گاہ کو لوٹ آتا تھا" (خروج ۳۳:۱۱)- پس عہد کا صندوق موسیٰ اور خدا کی ملاقات کی جگہ تھی-

(۵) یردن دو حصے ہو گیا

جب بنی اسرائیل بیابان کا سفر ختم کر کے دریائے یردن پر پہنچے تو کاہنوں نے یشوع کے حکم سے عہد کا صندوق اٹھایا اور دریا میں قدم رکھے تو دریائے یردن دو حصے ہو گیا اور ساری قوم پار ہو گئی- اس واقعہ کی یاد میں بارہ پتھروں کا ایک ڈھیر لگایا گیا- (یشوع ۴:۷)

(۶) یریحو کی دیوار گر گئی

یریحو کا شہر اپنی مضبوط دیوار کے اندر بالکل محفوظ تھا- خدا کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل نے شہر کے گرد ایک چکر روزانہ لگانا شروع کیا- عہد کا صندوق آگے آگے تھا اور سات کاہن صندوق کے آگے آگے نرسنگے بجاتے جاتے تھے- ساتویں دن اسی طرح سات چکر لگانے اور کاہنوں نے نرسنگے پھونکے تو ساری دیوار باہر کی طرف گر گئی- اور بنی اسرائیل نے یریحو کا شہر فتح کر لیا- (یشوع ۶:۲۰)

عہد کے صندوق کا سفر نامہ

۱- بیابان کا سفر

بنی اسرائیل ملک مصر میں سے ۱۴۹۱ ق م (تاریخ کے بارے میں مؤرخین کا بہت اختلاف ہے) میں ابیب کے مہینے میں نکلے- اور تین ماہ کے بعد کوہ سینا کے سامنے بیابان میں ڈیرے ڈالے (خروج ۱۹:۱)- یہاں خدا نے انہیں دس احکام کی تختیاں اور شریعت کی کتاب دی اور موسیٰ کے ذریعے خیمہ اجتماع اور اسکا سارا سامان بنوایا- عہد کا صندوق اسی جگہ تعمیر ہوا اور پاک ترین مقام میں رکھا گیا- (خروج ۲۵:۱۰)- بنی اسرائیل ملک کنعان پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک بیابان میں سفر کرتے رہے- ان چالیس برسوں میں عہد کا صندوق ان کے ساتھ ساتھ رہا- بنی اسرائیل رعمسیس سے چلے جہاں وہ ملک مصر میں رہتے تھے اور انہوں نے چالیس برسوں میں چالیس جگہوں پر قیام کیا جنکے نام گنتی ۳۳:۵-۴۸ میں دئے ہوئے ہیں- اور سفر کے آخر میں وہ موآب کے میدانوں میں خیمہ زن ہوئے جو دریائے یردن کے مغرب میں یریحو

کے سامنے واقع ہے۔ اس آخری منزل کا نام شلیم ہے۔ (یشوع ۲:۱)

(۲) جلجال

تقریباً ۱۴۵۱ ق م میں (یشوع ۳:۱-۴:۲۴) کاہن عہد کا صندوق اٹھائے ہوئے دریائے یردن میں کھڑے ہو گئے۔ دریائے یردن کا پانی عہد کے صندوق کے سامنے دو حصے ہو گیا اور ساری بنی اسرائیل قوم دریائے یردن کے پار ہوئی (۴:۱۶) اور جلجال میں ڈیرے ڈالے۔ (یشوع ۵:۱۰)۔ اسی دن سے من جو بنی اسرائیل کو آسمان سے کھانے کیلئے ملتا تھا موقوف ہو گیا (۵:۱۲)۔ جلجال سے انہوں نے عہد کے صندوق کی مدد سے یریحو شہر فتح کیا (۶ باب) اور پھر عی کو فتح کیا۔ (۸:۲۸)۔ تقریباً سات سال تک بنی اسرائیل اسی جگہ رہے۔

۳۔ سیلا

تقریباً ۱۴۴۴ ق م میں سیلا کے مقام پر خیمۂ اجتماع گاڑ دیا گیا اور عہد کا صندوق وہاں رکھا گیا۔ (یشوع ۱۸:۱)۔ اب تک ملک کنعان کا کافی حصہ مغلوب ہو چکا تھا اور بنی اسرائیل اپنی اپنی میراث کے مطابق آباد ہو چکے تھے۔ یشوع کی وفات کے بعد بنی اسرائیل میں قاضیوں کا دور رہا۔ اور عہد کا صندوق سیلا کے مقام پر ہی رہا۔ ان کے بعد سیموئیل نبی کے زمانہ میں خیمۂ اجتماع کو ہیکل کا نام بھی دیا گیا۔ (۱۔سیموئیل ۱:۳، ۱:۹، ۳:۳، ۴:۳)۔ جب ۱۱۴۱ ق م میں بنی اسرائیل کی فلستیوں کے ساتھ جنگ ہوئی تو وہ عہد کا صندوق سیلا سے لشکر گاہ میں لے گئے جو ابن عزر میں تھا۔ جنگ میں بنی اسرائیل ہار گئے۔ عہد کا صندوق چھن گیا۔ اور فلستی عہد کے صندوق کو اپنی لشکر گاہ جو افیق میں تھی لے گئے (۱۔سیموئیل ۴:۱)۔ وہاں سے وہ اسے اشدود میں لے گئے (۵:۱)۔ وہاں سے جات میں پہنچایا گیا (۵:۸)۔ جات کے باشندوں کو خدا نے گلٹیوں سے مارا۔ سو انہوں نے صندوق کو عقرون میں بھیج دیا (۵:۱۰) اور عقرون کے لوگوں نے اسے نئی گاڑی پر رکھ کر گایوں کو ہانک دیا کہ جدھر مرضی جائیں۔ وہ عہد کے صندوق کو لے کر بیت شمس کی طرف چل پڑیں (۶:۱۵)۔ بیت شمس کے لوگوں نے خداوند کے صندوق میں جھانکا اور خداوند نے انہیں مارا (۶:۱۹)۔ تب انہوں نے صندوق کو قریت یعریم میں بھیج دیا۔ پس خداوند کا صندوق وہاں ابینداب کے گھر رہا (۷:۱)۔

بڑی مدت کے بعد جب داؤد بادشاہ بنا تو وہ اس صندوق کو نئی گاڑی پر رکھ کر ابینداب کے گھر سے نکال لایا (۲۔سیموئیل ۶:۳) لیکن وہ اسے یروشلیم لے جانے پر راضی نہ ہوا کیونکہ

خداوند عزّہ پر ٹوٹ پڑا تھا کیونکہ اس نے عہد کے صندوق کو ہاتھ سے تھام لیا تھا- سو داؤد بادشاہ نے صندوق کو جاتی عوبید ادوم کے گھر رکھ دیا- (۲- سیموئیل ۱۱:۶)- وہاں یہ صندوق تین ماہ رہا- اور داؤد بادشاہ نے (۱- تواریخ ۱:۱۶) صیون میں ایک خاص خیمہ تیار کروایا اور عہد کے صندوق کو جاتی عوبید ادوم کے گھر سے تقریباً ۱۰۴۲ ق م میں لے آیا- جب سلیمان بادشاہ بنا تو اس نے خدا کا شاندار گھر یعنی ہیکل کوہ موریا پہاڑ پر بنوائی اور عہد کا صندوق وہاں منتقل کر دیا- (۱۰۰۴ ق م - ۲- سیموئیل ۷:۵)-

خدا کا کلام بتاتا ہے کہ "بنی اسرائیل کے ملک مصر سے نکل آنے کے بعد چار سو انیسویں سال اسرائیل پر سلیمان ---- نے خداوند کا گھر بنانا شروع کیا" اور سات سال میں اسے مکمل کر دیا- (۱- سلاطین ۱:۶، ۳۷، ۳۸)- پس جس دن عہد کا صندوق ہیکل میں رکھا گیا اس دن اسکی عمر چار سو ستاسی سال تھی-

بادشاہوں کے زمانہ میں عہد کا صندوق اسی جگہ پر رہا- اور یہوداہ کی اسیری کے وقت جب بابل کا بادشاہ نبوکد نضر حملہ کرنے والا تھا تو یرمیاہ نبی نے اسے اٹھا کر کسی جگہ چھپا دیا- کیونکہ ۶۱۰ ق م میں ہیکل اور شاہی خزانے بابل پہنچائے گئے تو عہد کا صندوق ان میں نہیں تھا- پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ عہد کا صندوق ہیکل میں تقریباً ۳۹۴ سال رہا- اور اسکی تعمیر کے وقت سے لیکر اس کے غائب ہونے تک تقریباً ۸۷۴ سال تک استعمال ہوتا رہا-

بابل کی اسیری کے بعد جب دوسری ہیکل عزرا اور نحمیاہ نے بنائی تو اس میں عہد کا صندوق نہیں تھا- اسی طرح جب ہیرودیس بادشاہ نے تیسری ہیکل بنوائی جو خداوند مسیح کے وقت تک موجود تھی تو اس میں بھی عہد کا صندوق نہیں تھا- ۷۰ء میں رومی حاکم طِطس نے یروشلیم کو برباد کر دیا- ہیکل کو برباد کر دیا- اور یہودیوں کو نکال دیا- اس وقت بھی عہد کے صندوق کا کوئی نام و نشان نہ تھا- ۷۰ء سے ۱۹۴۸ء تک یہودی قوم دنیا کے مختلف ملکوں میں دربدر دھکے کھاتی رہی- اس سارے عرصہ میں عہد کے صندوق کا کسی کو علم نہیں کہ کہاں غائب ہوا- یعنی ۲۶۰۰ سال گزر گئے ہیں عہد کے صندوق کو غائب ہوئے- اور اگر عہد کا صندوق آج کسی جگہ پر پڑا ہوا ہے تو اسکی عمر تقریباً ۳۴۷۴ سال ہے- اتنی عمر ہونے اور اتنی مدت گزرنے کے باوجود آج بھی عہد کا صندوق بالکل اچھی حالت میں ہو گا کیونکہ وہ تمام سونے کا بنا ہوا ہے- اور سونا ایسی دھات ہے جو ہزاروں سال تک خراب نہیں ہوتی- سرپوش اور کروبی تو خالص سونے کے ایک ہی ٹکڑے سے گھڑ کر بنائے گئے تھے- اور صندوق میں جو کیکر کی لکڑی ہے وہ بھی ہرگز خراب نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اندر اور باہر سے موٹے سونے سے ڈھکی ہے- اسی لئے

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ساڑھے تین ہزار سال گزرنے کے بعد اگر آج عہد کا صندوق کہیں سے مل جائے تو بالکل ٹھیک حالت میں ہوگا۔ صرف باہر کی چمک ختم ہو چکی ہوگی جیسے پرانے سنہری سکوں اور زیورات کی چمک جاتی رہتی ہے۔ اسے دوبارہ پالش کرکے چمکدار بنانا کوئی مشکل کام نہیں خصوصاً آجکل کی ایڈوانس ٹیکنالوجی کیلئے تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔

بازیابی کے امکانات

یہودی قوم میں سے بہت سے لوگ اس بات کا کامل یقین رکھتے ہے کہ وہی عہد کا صندوق جو موسیٰ نے بنایا تھا آج کسی نہ کسی جگہ موجود ہے اور جسطرح قمران کی غاروں میں سے توریت اور انبیاء کے قدیم نسخے دو ہزار سالوں سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود اچھی حالت میں دستیاب ہو چکے ہیں اسی طرح عہد کا صندوق بھی ضرور کسی نہ کسی دن دوبارہ معلوم ہو جائیگا۔ اسی وجہ سے ایسی افواہیں کہ عہد کا صندوق چھپا کر رکھا گیا ہے یا عہد کا صندوق دیکھا گیا ہے اکثر سننے اور پڑھنے میں آتی رہتی ہیں۔ چند ایک زیادہ مشہور اور وزنی افواہیں درج ذیل ہیں۔

(۱) ایک افواہ یہ سنی گئی ہے کہ عہد کا صندوق پسگہ پہاڑ میں کسی جگہ مدفون ہے۔ یہ وہی پہاڑ ہے جس پر خدا نے موسیٰ کو چڑھنے کیلئے کہا تاکہ اپنی موت سے پہلے ملک کنعان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کیونکہ وہ اس میں جا نہیں سکتا تھا۔ (استثنا ۳۴: ۱)۔ اسی پہاڑ کو کوہ نبو بھی کہا گیا ہے اور اسکا موجودہ نام جبل نبو ہے۔ اور یہ ۲۶۴۳ فٹ بلند ہے۔ جب بابل کا بادشاہ نبوکدنضر یہوداہ پر حملہ آور ہونے والا تھا تو خدا نے یرمیاہ نبی کی معرفت کئی دفعہ یہ پیغام دیا کہ شاہ بابل ضرور حملہ کریگا اور وہ تمہیں ضرور اسیر کرکے بابل کو لے جائیگا۔ (یرمیاہ ۲۵: ۹-۱۲، ۲۰: ۱-۶، ۲۱: ۱-۳۰، وغیرہ)۔ اور خدا نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ ملک کی تمام نفیس چیزیں۔ سب شاہی خزانے اور ہیکل کے خزانے بابل کو لے جائیگا۔ یرمیاہ نبی خود یسعیاہ نبی کی پیشینگوئی سے واقف تھا جو بالکل اسی قسم کی تھی (یسعیاہ ۳۹: ۶-۷)۔ پس یرمیاہ نبی کو یقین تھا کہ ہیکل کے تمام سونے چاندی کے برتن بابل کو جائیں گے۔ لہذا اس نے عہد کا صندوق پوشیدہ طور پر نکال کر پسگہ پہاڑ کی ایک غار میں چھپا دیا۔ اسکا مدخل اس طریقے سے بند کر دیا کہ آج تک کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ شاہ بابل سونے چاندی کے جو خزانے بابل کو لے گیا تھا انکی باقاعدہ فہرست میں چیزوں کے نام اور تعداد درج تھے۔ کیونکہ جب ستر برس کی اسیری کے بعد شاہ فارس خورس نے یہودیوں کو واپس یروشلیم جانے دیا کہ خدا کا گھر بنائیں تو

اس نے خدا کے گھر کے تمام سونے چاندی کے برتن جو نبوکد نظر لے گیا تھا واپس کر دیئے۔ (عزرا ۱:۷-۱۱) ان تمام سونے کی چیزوں اور برتنوں میں عہد کے صندوق کا بالکل کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔ مجھے خود شکایت ہے کہ یرمیاہ نبی نے ایسا کام کیا ہوگا۔ نیز کیتھولک بائبل میں ۲- مکابیوں ۲:۴-۸ میں یہ لکھا ہے "اور اس تحریر میں یہ آیا ہے یہ کہ نبی (یرمیاہ) نے بمطابق اس وحی کے جو اس پر نازل ہوئی حکم دیا تھا کہ مسکن اور صندوق اس کے ساتھ لے چلیں جب کہ وہ اس پہاڑ پر چڑھنے لگا جس پر چڑھ کر موسیٰ نے خدا کی میراث پر نگاہ کی تھی۔ اور کہ ارمیا (یرمیاہ) نے وہاں پہنچ کر ایک غار پایا جو قابل سکونت تھا اور اس کے اندر مسکن اور صندوق اور بخور کا مذبح رکھ دئے اور مدخل کو بند کر دیا۔ اور جب اس کے ساتھیوں میں سے بعض آئے تاکہ راہ پر نشان کر دیں مگر اسے نہ پا سکے۔ تو ارمیا نے یہ امر معلوم کرکے انکو ملامت کی اور کہا کہ وہ جگہ نامعلوم ہی رہیگی جب تک خدا اپنی امت کو دوبارہ فراہم کر کے رحم نہ کرے۔ اسی وقت خداوند ان تمام چیزوں کو پھر ظاہر کریگا اور خداوند کا جلال اور بادل نمودار ہوگا جس طرح موسیٰ کے دنوں میں ظاہر ہوا اور اس وقت کی طرح جب سلیمان نے دعا کی کہ یہ مقام بہت ہی مقدس ہو۔"
اگرچہ پروٹسٹینٹ لوگوں نے مکابیوں کی کتابوں کو روحانی نہیں سمجھا اور اپنی بائبل میں شامل نہیں کیا لیکن ان کی تواریخی حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان لڑائیوں اور جنگوں کی تواریخ درست ہے جو مکابیوں کی کتابوں میں درج ہیں تو بہت ممکن ہے کہ جو کچھ عہد کے صندوق کے بارے میں لکھا ہے وہ بھی درست ہو۔ اور عہد کا صندوق اور مسکن اور بخور کا مذبح واقعی اس پہاڑ میں ابھی تک موجود ہوں۔

(۲) دوسری افواہ۔ یہ ہے کہ دیوار گریہ کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف کھدائی کی گئی ہے اور کھودنے والوں نے عہد کے صندوق کے اوپر کروبی کی شکل کی کوئی چیز دیکھی تو اس نے اسکو ہاتھ لگانے کی ہمت نہ کی مبادا ہلاک ہو جائے۔ لہذا کھدائی کرنے والے اس غرض سے واپس آگئے کہ کسی کاہن کو بلایا جائے۔ اس اثنا میں یہ خبر باہر پھیل گئی اور اس جگہ کے محافظ دوڑے ہوئے آئے اور انہوں نے سب کو باہر نکال دیا اور اینٹوں اور سیمنٹ سے وہ جگہ بند کر دی۔ دوبارہ پھر ایسی کھدائی کرنے کی کوئی مہم نہیں ہوئی۔

(۳) امریکہ کی کینس ریاست کے شہر ونفیلڈ کی ایک پرانی خبر ہے کہ چار اشخاص کی ایک پارٹی کے لیڈر ٹام کراسٹر نے عہد کا صندوق دریافت کر لیا ہے۔ ٹام قدیم تواریخ بحال کرنے والے عالمی ادارے کا لیڈر ہے جس کے ایک ساتھی جم بولنگر نے کہا کہ عہد کا صندوق پنگہ پہاڑ کی ایک غار کے اندر ایک سر بھر اور بند کئے ہوئے راستہ میں دریافت کیا گیا ہے۔ اس پارٹی نے

صندوق کو ہٹایا نہیں کیونکہ پہلے اردن کی حکومت سے اجازت لینی درکار ہے جو انکا خیال ہے کہ جلد حاصل کرلی جائیگی۔ انہوں نے اس صندوق کی پیمائش یوں بیان کی ہے کہ یہ چار فٹ چوڑا، پانچ فٹ لمبا اور چار فٹ اونچا ہے۔ لیکن کلام مقدس میں اسکی پیمائش یہ ہے۔ چار فٹ لمبا۔ اڑھائی فٹ چوڑا اور اڑھائی فٹ اونچا۔ (خروج ۲۵:۱۰، ۳۷:۱، ۱۰)

(۴) ایتھوپیا کا تواریخی ریکارڈ

سلیمان بادشاہ کے عہد حکومت میں سبا کی ملکہ یروشلیم میں سلیمان بادشاہ سے ملاقات کیلئے آئی۔ اسوقت ہیکل تعمیر ہو چکی تھی اور عہد کا صندوق پاکترین مقام میں رکھا جا چکا تھا۔ ایتھوپیا کے شاہی تواریخی ریکارڈ میں درج ہے کہ سلیمان نے سبا کی ملکہ کے ساتھ شادی کی اور ان سے ایک لڑکا ہوا جسکا نام شہزادہ مینی لک اول MENELIK I رکھا گیا۔ وہ یروشلیم میں محل میں رہا اور اس نے ہیکل کے کاہنوں سے تعلیم پائی اور وہ یہوواہ کا بڑا پکا ایماندار بن گیا۔ ستمبر ۱۹۳۵ء کے نیشنل جیو گرافک میگزین میں مسٹر ایل رابرٹ کا بہت سے ایسے لوگوں سے انٹرویو درج ہے جو اس کہانی کو سچ سمجھتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ وہ لڑکا یروشلیم میں انیس سال تک رہا۔ اس کے بعد وہ بہت سے یہودی لوگوں کیساتھ ایتھوپیا واپس آگیا۔ اور عہد کا صندوق بھی ساتھ لے آیا۔ انکا ایمان ہے کہ عہد کا صندوق آکسم شہر میں ایک گرجے کے اندر تہ خانے میں رکھا ہے جسکا نام چرچ آف زائن آف میری ہے۔ اس شہزادہ مینی لک اول نے ایتھوپیا میں بادشاہت کو خوب مضبوط کیا اور اسی کی نسل میں سے بادشاہ ہیل سلاسی تھا جو اپنے آپ کو " یہوواہ کا ببر" کہتا تھا اور جو ۱۹۷۴ء میں کمیونسٹ انقلاب میں جیل میں ڈال دیا گیا جہاں وہ ۱۹۷۵ء میں مر گیا۔ بادشاہ ہیل سلاسی کا پڑپوتا شہزادہ سٹیفن مینگیسٹا ٹرانشو۔ کینیڈا میں رہائش پذیر ہے۔ کسی اور مصنف نے اس سے انٹرویو لئے اور اسی نے بتایا کہ اسکا باپ اس صوبہ تگر TIGRE کا گورنر جنرل تھا جس میں آکسم کا قدیم شہر واقع ہے۔ اور وہاں اسی چرچ کے نیچے تہ خانوں میں عہد کا صندوق محفوظ رکھا گیا ہے چرچ کی اصلی عمارت سولہویں صدی میں جل گئی اور موجودہ چرچ اسی بنیاد پر پھر تعمیر کیا گیا۔ ۱۹۶۵ء میں ملکہ الزبتھ دوم بھی اس چرچ کو دیکھنے کیلئے بادشاہ ہیل سلاسی کے ساتھ آئی تھی۔

ایتھوپیا کے سرکاری قومی کاغذات میں یہ ریکارڈ ہے کہ شہزادہ مینلک اول کسطرح عہد کا صندوق اور شریعت کی دو تختیاں یروشلیم سے ایتھوپیا لایا تھا۔ کہانی یوں بیان کی جاتی ہے کہ شہزادہ مینلک اپنے باپ سلیمان کی شکل وشباہت پر تھا اور چونکہ ایتھوپیا یروشلیم سے ڈھائی

ہزار میل دور تھا سلیمان نے شہزادہ مینلک اول کے جانے پر اسے عہد کے صندوق کی نقل بنوا کر دی تاکہ اسے یروشلیم میں عبادت کے لئے نہ آنا پڑے- ریکارڈ میں یہ درج ہے کہ شہزادہ مینلک اول اسرائیل کی برگشتگی اور بت پرستی کی بابت فکر مند تھا- اس کے باپ سلیمان نے خود ہیکل میں غیر قوموں کے بت رکھوا دئے تھے- پس جب شہزادہ کی الوداعی ضیافت ہوئی تو اس کے آدمیوں نے نقلی عہد کے صندوق کو اصلی عہد کے صندوق سے بدل لیا اور پاکترین مقام میں نقلی صندوق رکھ دیا- بہت سے کاہنوں نے اصلی عہد کے صندوق کی حفاظت کیلئے یہ قدم اٹھایا اور اسکو واپس یروشلیم لانے کا ارادہ کیا جب اسرائیل پھر سچے خدا کی طرف لوٹیں گے- بد قسمتی سے بنی اسرائیل خدا سے زیادہ دور ہوتے گئے اور بالآخر اسیر ہو کر دنیا کی ساری قوموں میں بکھر گئے- اور اصلی عہد کا صندوق یروشلیم کبھی واپس نہ لایا جاسکا-

اسی اثنا میں شہزادہ مینلک اول کی نسلیں اور اسکے کاہنوں کی نسلیں بڑھتی رہیں اور انکی آبادی کافی بڑھ گئی- وہ اپنے آپ کو بیٹا اسرائیلی BETA ISRAEL کہنے لگے- آجکل انہیں فلاشا کہتے ہیں- ایبے سینا کے شاہی تواریخی ریکارڈ میں یہ درج ہے کہ ایتھوپیا کی یہودی سلطنت پر ۹۵۰ء میں ایک فلاشا ملکہ ایڈتھ حکومت کرتی تھی اور یہ یہودی بادشاہت دو اور صدیوں تک قائم رہی- بارھویں صدی میں مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا- لیکن ۱۵۵۸ء میں پھر سلیمان کی نسل کے ایک یہودی بادشاہ نے پھر حکومت کی جس کی نسل سے بادشاہ ہیل سلاسی تھا- اسرائیل کی حکومت ۱۹۸۵ء میں تقریباً دس ہزار یہودی فلاشا کو ایتھوپیا سے اسرائیل خفیہ طور پر لائے- اور اسی طرح ۱۹۹۰ء میں پھر تقریباً سولہ ہزار دوسری دفعہ لائے گئے- یہ تمام فلاشا سلیمان اور شہزادہ مینلک کی اولاد ہیں-

ایک یہودی میگزین بنائے برتھ میگزین میں ۱۹۳۵ء میں ایک رپورٹ شائع کی گئی کہ موسیٰ نے جو شریعت کی تختیاں اور عہد کا صندوق تیار کیا تھا وہ شہزادہ مینلک اول یروشلیم سے ایتھوپیا لے آیا تھا- اور اسے ایبے سینا کے پہاڑوں میں مضبوط قلعوں کے اندر منتقل کر دیا گیا ہے تاکہ اٹلی کے حملہ آور اسے نہ لے جائیں- ۱۹ جولائی ۱۹۸۱ء کی ٹرانٹو کی مشہور اخبار "دی ٹرانٹو سٹار" میں ایک خبر چھپی تھی کہ جولائی ۱۹۳۶ء میں ایتھوپیا کا ایک سرکاری وفد ایک فرانسیسی انشورنس کمپنی کے پاس عہد کے صندوق کا بیمہ کروانے کیلئے آیا تاکہ اسکے نقصان کی ذمہ دار ہوسکے- ایتھوپیا کے فلاشا یہودیوں کو یقین ہے کہ وہ کسی نہ کسی دن اصلی عہد کا صندوق ایتھوپیا سے یروشلیم لے آئیں گے-

یسعیاہ کی کتاب کا اٹھارواں باب کوش یعنی ایتھوپیا کے بارے میں نبوت پر مشتمل

ہے۔ اسکی صرف سات آیات ہیں اور آخری آیت میں لکھا ہے "اس وقت رب الافواج کے حضور اس قوم کی طرف سے ایک ہدیہ رب الافواج کے نام کے مکان پر جو کوہ صیون ہے پہنچایا جائیگا" یہاں ہدیہ کیلئے عبرانی لفظ NES استعمال ہوا ہے جو ایک نہایت متبرک چیز کی بجائے استعمال کیا گیا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عہد کے صندوق کی طرف اشارہ ہے۔ (یسعیاہ ۱۸:۷)۔ اسی طرح خدا نے صفنیاہ نبی کے وسیلہ سے فرمایا کہ "میں اس وقت لوگوں کے ہونٹ پاک کرونگا (صحیح ترجمہ ہے میں لوگوں کی پاک زبان یعنی عبرانی زبان لوٹاؤنگا) تاکہ وہ سب خداوند سے دعا کریں اور ایک دل ہو کر عبادت کریں۔ کوش یعنی ایتھوپیا کی نہروں کے پار سے میرے عابد یعنی میری پراگندہ قوم میرے لئے ہدیہ (ARK-NES) لائیگی"۔ صفنیاہ ۳:۹-۱۰۔ خدا ایتھوپیا کی قوم کو اپنی پراگندہ قوم اور میرے عابد کہہ کر پکارتا ہے کہ وہ میرے لئے ہدیہ لائیں گے۔ اور گمان ہے کہ یہ ہدیہ عہد کا صندوق ہوگا۔

خدا کے مقررہ انتظام کے مطابق ابھی دو ہیکلیں یروشلیم میں اور تعمیر ہونی ہیں۔ اول مخالف مسیح کے ذریعے بننے والی ہیکل اور دوم خداوند یسوع مسیح کے ذریعے بننے والی ہیکل۔ اول الذکر ہیکل خداوند مسیح کی ظاہرہ آمد اور ہزار سالہ بادشاہت سے پہلے بنے گی۔ یہ مخالف مسیح کے سات سالہ دور کی سیاست کا پھل ہوگی جو وہ مشرق وسطیٰ میں امن قائم کرنے اور بہت سے ملکوں کے ساتھ سات سالہ عہد قائم کرنے کے ذریعے سے کریگا۔ (دانی ایل ۹:۲۷)۔ یہودی اسے اسی ایک سبب سے کہ وہ انہیں ہیکل بنوا کر دیگا اپنا مسیح مان لیں گے لیکن ساڑھے تین سال کے بعد یہی مخالف مسیح یروشلیم جائے گا اور جھوٹے نبی کی مدد سے اسی ہیکل میں اپنا بت نصب کریگا اور اپنی پرستش طلب کریگا۔ یہودی ایسا کرنے سے انکار کردیں گے اور اس طرح وہ یہودیوں کا ایسا زبردست مخالف بن جائیگا کہ ہٹلر بھی اس کے سامنے ماند پڑ جائیگا۔ (۲۔ تھس ۲:۴، مکاشفہ ۱۳:۱۴-۱۵)۔

مؤخر الذکر ہیکل خداوند مسیح اپنی آمد ثانی کے بعد بنوائیں گے۔ (زکریاہ ۶:۱۲-۱۳)۔ یہ ہیکل نہائیت عظیم الشان ہوگی۔ اور خداوند کا تخت ہیکل کے اندر ہوگا (حزقی ایل ۴۳:۷)۔ اس ہیکل کا تفصیلی نقشہ اور پیمائش حزقی ایل کی کتاب کے آخری آٹھ ابواب (۴۰-۴۸) میں دی ہوئی ہے۔

ہیکل بغیر عہد کے صندوق کے نامکمل ہے۔ اب یہ کہنا کہ ان دونوں میں سے کس ہیکل میں عہد کا صندوق موجود ہوگا بعید از قیاس ہے۔ خداوند مسیح کی آمد ثانی پر بہت بڑا زلزلہ اور جغرافیائی تبدیلیاں متوقع ہیں اسلئے گمان کیا جاتا ہے کہ عہد کا صندوق اسوقت کہیں سے نمودار ہو

جائیگا اور دوسری ہیکل میں رکھا جائیگا- پرانے عہد نامہ میں عہد کے صندوق کا آخری حوالہ یرمیاہ ۳:۱۶ ہے- "اور یوں ہوگا خداوند فرماتا ہے کہ جب ان ایام میں تم ملک میں بڑھو گے اور بہت ہوگے تب وہ پھر نہ کہیں گے کہ خداوند کے عہد کا صندوق- اسکا خیال بھی کبھی ان کے دل میں نہ آئیگا- وہ ہرگز اسے یاد نہ کریں گے اور اس کی زیارت کو نہ جائیں گے اور اسکی مرمت نہ ہوگی- اس وقت یروشلیم خداوند کا تخت کہلائیگا" (یرمیاہ ۳:۱۶)- یہ حوالہ بالکل اسی وقت کا اشارہ کرتا ہے جب دوسری ہیکل میں خدا... مسیح کا تخت ہوگا- اور اسوقت عہد کے صندوق کا نہ صرف بیان آیا ہے بلکہ "مرمت" کا بھی ذکر ہے- آٹھ سو سے زیادہ برسوں میں جب عہد کا صندوق ہیکل میں موجود رہا کبھی "مرمت" کا لفظ استعمال نہیں ہوا- لیکن خداوند مسیح کی آمد ثانی کے بعد کی ہیکل میں عہد کے صندوق کی مرمت کے بارے میں لکھا ہے کہ نہیں ہوگی- جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ عہد کا صندوق موجود ہوگا" وہ مرمت طلب ہوگا- لیکن اس صندوق کے بارے میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں- (۱) لوگ نہ کہیں گے کہ خداوند کے عہد کا صندوق- (۲) اسکا خیال بھی کبھی ان کے دل میں آئیگا- (۳) وہ ہرگز اسے یاد نہ کریں گے- (۴)- اسکی زیارت کو نہ جائینگے- (۵)- اور اسکی مرمت نہ ہوگی- سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ اسوقت کیوں نہ کہیں گے کہ خداوند کا صندوق ؟ لوگ کیوں اسکا خیال بھی کبھی دل میں لائیں گے؟ لوگ کیوں اسے ہرگز یاد نہ کریں گے؟ لوگ کیوں اس کی زیارت کو نہ جائیں گے؟ لوگ کیوں اسکی مرمت نہ کریں گے؟ ان پانچوں سوالوں کا ایک ہی جواب ہے- کہ جس خداوند کی حضوری کا نشان عہد کے صندوق پر ہوتا تھا وہ خود اسوقت وہاں موجود ہوں گے- اس لئے عہد کے صندوق کو کوئی نہ پوچھے گا- وہ موجود ہوگا لیکن اس کی وہ قدر نہیں ہوگی جو پہلے ہوتی تھی اسوقت بنی اسرائیل اور دوسری سب قوموں کی توجہ کا مرکز خداوند مسیح خود ہوں گے نہ کہ عہد کا صندوق- لکھا ہے کہ "اس میں یعنی یروشلیم میں سب قومیں خداوند کے نام سے جمع ہوں گی"- (یرمیاہ ۳:۱۷)- وہ عہد کے صندوق کو دیکھنے کیلئے جمع نہیں ہونگی بلکہ خداوند کے نام میں یعنی یہوواہ کے نام میں جو خداوند مسیح کا پرانے عہد نامہ کا نام ہے- خداوند کے نام کی تعریف ہو جو نہ صرف پرانے زمانوں کے بھیدوں کو کھول دیتا ہے بلکہ آنے والے زمانوں کی باتوں کو بھی پہلے سے آشکارا کر دیتا ہے- آمین ثم آمین-

* * * * * * * * * * * * * *

۴ کلیسیا کا اٹھایا جانا

(RAPTURE)

تمہید۔

جسطرح پرانے زمانے میں بنی اسرائیل قوم خدا کی خاص چنی ہوئی قوم تھی اسی طرح نئے عہد نامے میں کلیسیا خدا کی خاص چنی ہوئی قوم ہے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ خدا نے وعدہ کیا کہ وہ اسے ملک کنعان ہمیشہ کے لئے دیگا۔ (پیدائش ۱۵:۱۸ تا ۲۱) اور اس نے دیا۔ اسی طرح خداوند مسیح نے کلیسیا کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے باپ کے گھر میں لے جانے کیلئے آئیں گے۔ (یوحنا ۱۴:۲ تا ۴)۔ خداوند مسیح نے فرمایا "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا کیونکہ میں جاتا ہوں۔ تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور اگر میں جاکر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو۔" بنی اسرائیل کیلئے دنیاوی ملک کا وعدہ تھا لیکن کلیسیا کے لئے ایک ایسے ملک کا وعدہ ہے جو آسمانی اور ابدی ہے۔ ایک ایسے شہر کا وعدہ ہے جو جلالی اور نورانی ہے اور ایسے مکانوں کا وعدہ ہے جو انسانی ہاتھوں کے بنے ہوئے نہیں۔ کلیسیا زمین پر ہے اور کلیسیا کو ملنے والے مکانات آسمان میں ہیں۔ پس جب وقت آئے گا کہ کلیسیا ان مکانوں میں پہنچائی جائے تو کلیسیا زمین پر سے اٹھائی جائیگی اور آسمان میں پہنچائی جائیگی۔ اس واقعہ کو کلیسیا کا اٹھایا جانا یا RAPTURE کہتے ہیں۔ یہ ایک خاص واقعہ ہے جو خاص لوگوں کیلئے خاص وقت پر ایک خاص طریقے سے ہوگا تاکہ ایک خاص مقصد کو پورا کرے۔

لفظ RAPTURE نئے عہد نامے میں ایک دفعہ بھی نہیں پایا جاتا۔ یہ لاطینی لفظ RAPARE سے لیا گیا ہے جسکا مطلب ہے "جھپٹ کر نکال لینا"۔ کلام مقدس میں اس کے لئے "CAUGHT UP" استعمال ہوا ہے اور اردو ترجمے میں "اٹھایا جانا"۔

یہ واقعہ کب ہو گا؟

چونکہ اس واقعہ کا تعلق صرف کلیسیا سے ہے۔ اس لئے یہ واقعہ کلیسیا کے مکمل ہونے پر ہو گا۔ خداوند مسیح نے فرمایا "میں اپنی کلیسیا بناؤنگا" (متی ۱۶:۱۸)۔ پہلی صدی عیسوی سے کلیسیا بن رہی ہے اور ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ اس لئے ابھی تک کلیسیا زمین پر ہی ہے جونہی یہ مکمل ہو گی اس وقت یہ زمین پر سے اٹھائی جائیگی۔ یہ بھی سمجھنا لازمی امر ہے کہ کلیسیا کس طرح بن رہی ہے اور کب مکمل ہو گی؟ کلیسیا سے مراد "پاک کئے ہوئے" اور "بلائے ہوئے" لوگ ہیں۔ وہ لوگ جو سچے دل سے توبہ کر کے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے خداوند یسوع مسیح کے خون سے دھل کر پاک ہو جاتے ہیں وہ کلیسیا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اعمال ۲:۴۷ میں لکھا ہے "جو نجات پاتے تھے ان کو خداوند ہر روز کلیسیا میں ملا دیتے تھے۔" ابتدائی جماعت ایک سو بیس اشخاص پر مشتمل تھی (اعمال ۱:۱۵)۔ جن میں خداوند مسیح کی ماں مقدسہ مریم بھی تھی۔ عید پینتیکست کے دن جب پاک روح نازل ہوا اور پطرس نے پہلا وعظ کیا تو تین ہزار آدمیوں نے اسکا کلام قبول کیا۔ انہوں نے بپتسمہ لیا اور کلیسیا میں مل گئے (اعمال ۲:۴۱)۔ اس طریقے سے کلیسیا میں لوگوں کی تعداد بڑھنی شروع ہوئی۔ ہر روز کلام سنایا جاتا تھا اور ہر روز لوگ توبہ کر کے اور خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کر کے کلیسیا میں شامل ہو جاتے تھے۔ اعمال ۴:۴ میں کلیسیا کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہو گئی۔ اور اعمال ۶:۷ میں لکھا ہے کہ "خدا کا کلام پھیلتا رہا اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھتا گیا"۔ پہلی صدی کے آخر تک خدا کا کلام اس وقت کی تمام رومی حکومت میں اور افریقہ کے ملکوں میں بھی پھیل چکا تھا۔ رومی حکومت میں تمام یورپ اور مشرق وسطے شامل تھا۔ ہندوستان میں بھی خدا کا کلام پہلی صدی عیسوی میں پہنچ چکا تھا۔ پس ساری دنیا میں جہاں کہیں لوگ توبہ کرتے اور خداوند مسیح کو قبول کرتے تھے وہ بپتسمہ لے کر کلیسیا میں شامل ہو جاتے تھے۔ اس طرح خداوند مسیح کی کلیسیا بنتی اور بڑھتی چلی گئی۔ کلیسیا مختلف ادوار میں سے گزری ہے۔ کبھی ظلم و تشدد اور ایذا رسانی کا دور۔ کبھی آرام اور چین کا دور۔ کبھی غفلت اور ٹھنڈی محبت کا دور، کبھی سرگرمی اور جوش و خروش کا دور۔ کبھی ترقی اور عروج کا دور اور کبھی تنزلی اور زوال کا دور۔ ان سب حالات کے باوجود کلیسیا کی ترقی ہوتی رہی اور غیر قوموں میں سے لوگ خداوند مسیح پر ایمان لاتے رہے۔ اب کلیسیا کو بنتے ہوئے بیسویں صدی گزر رہی ہے۔ ہر صدی میں خداوند مسیح پر ایمان لانے والے لوگ اپنی عمر پوری کر کے اس جہان فانی سے کوچ کرتے رہے اور ہر صدی میں کچھ زندہ ایماندار اس زمین پر زندہ موجود

رہے ہیں۔ چنانچہ اس آخری صدی میں بھی لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں سچے ایماندار زندہ موجود ہیں۔ اس طرح خداوند مسیح کی کلیسیا کے دو حصے بن جاتے ہیں۔
(ا) وہ ایماندار جو اپنی عمر گزار کر مسیح میں سو گئے۔ (ب) وہ ایماندار جو ابھی اس زمین پر موجود ہیں۔ چونکہ کلیسیا ابھی تک اس زمین پر موجود ہے اس لئے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ابھی کلیسیا کی تعداد مکمل نہیں ہوئی۔ ابھی اور بہت سے لوگوں نے خداوند مسیح کو قبول کر کے نجات پانی ہے۔ جب ایمانداروں کی ایک خاص تعداد پوری ہو جائیگی تو کلیسیا مکمل ہو جائیگی۔ پولس رسول رومیوں ۱۱:۲۵-۲۶ میں لکھتا ہے کہ "میں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے ناواقف رہو کہ اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہو گیا ہے اور جب تک غیر قومیں پوری پوری داخل نہ ہوں وہ ایسا ہی رہیگا۔ اور اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پائیگا"۔ اسرائیل کا جو حصہ سخت ہو گیا ہے وہ یہودی ہے جس نے اپنی سخت دلی کے سبب سے خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول نہ کیا بلکہ پکڑ کر رومی حکومت کے حوالہ کر دیا کہ مصلوب کیا جائے۔ یہودی اب بھی خداوند مسیح کے دشمن ہیں اور اس سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ اس لئے ہوا کہ غیر قوموں کے لئے نجات کا دروازہ کھل جائے۔ جب تک غیر قوموں میں سے وہ سب لوگ نجات حاصل کر کے کلیسیا میں شامل نہیں ہو جاتے جو خدا کے ارادہ میں آ چکے ہیں اس وقت تک یہودی اسی بے ایمانی کی حالت میں رہیں گے۔ لیکن خداوند مسیح کی دوسری آمد پر وہ انہیں پہچان لیں گے اور ایمان لے آئیں گے اور نجات پائیں گے۔ پس مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ کلیسیا میں شامل ہونے والے تمام لوگوں کی ایک تعداد مقرر ہے جسے خداوند مسیح کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ جب وہ تعداد پوری ہو جائیگی تو کلیسیا مکمل ہو جائیگی اور تب وہ زمین پر سے اٹھائی جائیگی۔

کلیسیا کے بارے میں ایک اور بات سمجھ لینا بھی ضروری ہے جو مسیحی قوم کے مختلف فرقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ مسیحی قوم کے دو بڑے فرقے ہیں یعنی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ۔ اور پھر پروٹسٹنٹ لوگوں میں آگے بہت سی مشنیں اور بہت سے فرقے ہیں مثلاً یو۔ پی مشن، میتھوڈسٹ مشن، انیگلی کن مشن، سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ مشن، یہواہ وٹنس مشن، میکنٹائر مشن، پینتیکاسٹل مشن، بردرن چرچ، چرچ آف گاڈ اور بے شمار دوسرے فرقے۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ فرقے اور مشنیں کلیسیا نہیں ہیں۔ یہ انسان کے بنائے ہوئے الگ الگ فرقے ہیں جو الگ الگ تعلیم رکھتے ہیں۔ کلیسیا صرف نجات یافتہ لوگوں کی جماعت ہے۔ چاہے وہ کیتھولک لوگوں میں ہوں یا پروٹسٹنٹ لوگوں میں یا کسی اور فرقے میں ہوں۔ لہذا ہر مسیحی کیلئے نجات یافتہ ہونا ضروری ہے چاہے وہ کسی فرقے میں ہو۔ اگر کسی مسیحی کو نئی پیدائش

، نجات اور گناہوں کی معافی کا تجربہ نہیں تو وہ مسیحی نہیں ہے اور وہ اس کلیسیا میں شامل نہیں جو اوپر اٹھائی جائے گی۔ ہر سچے مسیحی کا نام برہ کی کتاب حیات میں درج ہوتا ہے اور جن کے نام برہ کی کتاب حیات میں درج ہیں وہی کلیسیا ہے اور صرف وہی اوپر اٹھائے جائیں گے۔

کلیسیا کو خدا کا گھر یا مقدس کہا گیا ہے۔ (۱۔ کرنتھیوں ۳:۱۶-۱۷، ۶:۱۹، افسیوں ۲:۱۹-۲۱، ۱۔ تم ۳:۱۵، ۱۔ پطرس ۲:۵) اور نجات یافتہ لوگوں کو زندہ پتھر جن سے خدا کا گھر بنتا ہے۔ ہر گھر میں پتھروں کی تعداد گنی جا سکتی ہے۔ اسی طرح خدا کی کلیسیا میں بھی زندہ پتھروں کی تعداد گنی ہوئی ہے اور مقرر ہے۔ کلیسیا کے تکمیل ہونے کا تعلق برسوں کے حساب سے نہیں ہے۔ کہ کلیسیا ۱۹۹۲ء یا ۱۹۹۳ء میں مکمل ہو جائے گی۔ چونکہ اسکا تعلق صرف تعداد سے ہے جو صرف خداوند مسیح کو معلوم ہے اس لئے کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ کلیسیا فلاں سال میں اٹھائی جائیگی۔

کلیسیا کیسے اٹھائی جائیگی؟

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کلیسیا اس وقت زمین پر ہے۔ کلیسیا کا جو حصہ خداوند میں سو گیا ہے وہ زمین میں دفن ہے، سمندر میں غرق ہے یا جل کر راکھ ہو چکا ہے۔ کلیسیا کا جو حصہ زندہ زمین پر موجود ہے وہ فانی اور خاکی بدنوں میں ہے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ " گوشت اور خون خدا کی بادشاہی کے وارث نہیں ہو سکتے۔ اور نہ فنا بقا کی وارث ہو سکتی ہے " (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۵۰) پس ہم ان بدنوں میں آسمان پر نہیں جا سکتے۔ خداوند مسیح نے جو کلیسیا کو زمین سے اوپر اٹھانے اور آسمان میں لے جانے کا پروگرام بنایا ہے تو انھوں نے اسکا انتظام بھی کیا ہے۔ وہ سب سے پہلے ہمارے بدنوں کو بدلنے کا کام کریں گے۔ یہ کام دو حصوں میں ہو گا کیونکہ کلیسیا دو حصوں میں ہے۔

(ا) پہلے کلیسیا کا وہ حصہ جو مسیح میں سو گیا جی اٹھیگا۔ وہ تمام نجات یافتہ لوگ جو خداوند مسیح میں مر گئے وہ نئے روحانی بدنوں میں جی اٹھیں گے جیسے خداوند مسیح خود جب مردوں میں سے جی اٹھے تو نئے روحانی بدن میں جی اٹھے۔ یہ بدن غیر فانی۔ غیر مرئی، روحانی اور آسمانی ہوں گے۔

(ب) کلیسیا کا دوسرا حصہ جو زندہ زمین پر موجود ہو گا وہ یکدم بدل جائیگا۔ تمام زندہ ایمانداروں کے فانی بدن بدل کر روحانی اور غیر فانی بدن بن جائیں گے۔ یعنی مرے ہوئے ایماندار اور سب زندہ ایمانداروں کو بالکل اسی طرح کے بدن مل جائیں گے جس طرح خود خداوند مسیح کا بدن ہے۔ ایمانداروں کے بدنوں کو بدلنے کا کام خداوند مسیح کے ذمے ہے۔ لکھا ہے " وہ

اپنی اس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا ہے ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر بنائیگا۔" (فلپیوں ۳:۲۱)۔ خداوند مسیح میں ایسی قوت اور قدرت ہے کہ وہ سب چیزوں کو اپنے تابع کر سکتے ہیں۔ اور اسی قدرت سے وہ ساری کلیسیا کے بدنوں کو بدل کر اپنے جلالی بدن کی صورت پر بنائیں گے۔ پولس رسول لکھتا ہے کہ "جس طرح ہم اس خاکی کی صورت پر ہوئے اسی طرح اس آسمانی کی صورت پر بھی ہوں گے"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۴۹)۔ خاکی کی صورت آدم ہے۔ اور آسمانی کی صورت خداوند مسیح ہے۔ جس طرح ہم آدم کی مانند اس خاکی بدن میں ہیں اسی طرح ہم خداوند مسیح کی مانند جلالی جسم میں بھی ہوں گے۔

کلیسیا کے بدنوں کے بدلنے کا ایک خاص وقت مقرر ہے اور یہ عمل ایک خاص طریقہ سے وقوع پذیر ہوگا۔ پولس رسول اس طریقہ کا مفصل بیان یوں کرتا ہے۔ "دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں۔ ہم سب تو نہیں سوئیں گے مگر سب بدل جائیں گے۔ اور یہ ایک دم میں۔ ایک پل میں۔ پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا کیونکہ نرسنگا پھونکا جائیگا اور مردے غیرفانی حالت میں اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے۔ کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہنے"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۵۱-۵۳)۔ پولس رسول بتاتا ہے کہ کلیسیا کے اٹھائے جانے سے پہلے ضرور ہے کہ فانی جسم بدل کر غیرفانی جسم بن جائیں۔ اور یہ اس طرح ہوگا کہ نرسنگا پھونکا جائیگا اور اسی وقت ایماندار مردے غیرفانی حالت میں جی اٹھیں گے۔ ان کے ساتھ ہی ہم زندہ ایماندار بھی بدل جائیں گے۔ یہ ساری تبدیلی ایک پل میں مکمل ہو جائیگی۔ اس طرح پہلی صدی کے ایمانداروں سے لے کر آخری صدی کے ایمانداروں تک سب روحانی بدنوں میں تبدیل ہو جائیں گے اور اکٹھے مل کر ایک بڑا گروہ بن جائیں گے۔ یعنی ساری کلیسیا ایک جگہ جمع ہو جائیگی۔ گزشتہ دو ہزار برسوں میں ایسا دن اور ایسا وقت کبھی نہیں آیا جب ساری کلیسیا ایک جگہ جمع ہو۔ یہی وہ انوکھا وقت ہوگا جب ساری کلیسیا روحانی بدنوں میں ایک جگہ جمع ہوگی۔

کلیسیا کے بدنوں کے بدلنے کا طریقہ اور اس کے اٹھائے جانے کا طریقہ ایک اور مقام پر یوں درج ہے۔ "خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئیگا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے" (۱۔ تھس ۴:۱۶-۱۷)۔ جب کلیسیا کے اٹھائے جانے کا وقت آ

RAPTURE
کلیسیا کا اٹھایا جانا
یوحنا ۱۴:۲
مسیح اور باپ کا تخت مکاشفہ ۲۱:۳
افسیوں ۵:۲۷
کلیسیا کا باپ کے گھر کے مکانوں میں سات سال رہنا
۱-کرنتھیوں ۳:۱۴
۱-تھس ۴:۱۳
کلیسیا کی عدالت آگ سے
۱-کرنتھیوں ۳:۱۳
ہوا میں مسیح سے ملاقات
۱-تھس ۴:۱۷
کلیسیا کی رہائش گاہ
دانی ایل ۹:۲۷
مخالف مسیح کی سات سالہ حکومت
آخری نصف ہفتہ
پہلا نصف ہفتہ
روس کا اسرائیل پر حملہ
تیسری جنگ عظیم
مقدسوں کا قتل کیا جانا
دو گواہ
ہر مجدون کی لڑائی
مغربی اردن اور غزہ کی آزادی
فلسطینی ریاست کا قیام
ہیکل کی تعمیر
ابلیس اور میکائیل کی لڑائی
ہیکل میں بت نصب کرنا
کلیسیا کا زمانہ
رومیوں ۱۱:۲۵
مکاشفہ ۲۰:۴
دانی ایل ۱۲:۲
مسیح میں سوئے مقدسوں کا جی اٹھنا
۱-تھس ۴:۱۶

جائیگا تو خداوند مسیح اسے لینے کے لئے خود آئیں گے۔ اس وقت وہ اپنے باپ کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھے ہیں۔ وہ کلیسیا کو لینے کے لئے کسی فرشتے یا کروبی کو نہیں بھیجیں گے بلکہ خود تخت چھوڑ کر نیچے اتر آئیں گے اور ہوا میں ٹھہریں گے۔ وہ زمین پر نہیں اتریں گے بلکہ ہوا میں ٹھہریں گے۔ اور اسوقت تین کام ہوں گے۔ (ا) للکار۔ خداوند مسیح زور سے للکاریں گے۔ یہ للکار خاص ان کے اپنے مردوں کے لئے ہو گی جیسے انہوں نے لعزر کا نام لیکر زور سے پکارا اور مردہ لعزر جی اٹھا۔ باقی مردے قبروں میں ہی رہے۔ صرف لعزر جی اٹھا۔ اسی طرح اب بھی ہو گا۔ خداوند مسیح کی للکار صرف وہ مردے سنیں گے جو مسیح میں موئے۔ جیسے خداوند مسیح نے فرمایا" کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ مردے خدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے اور جو سنیں گے وہ جئیں گے" (یوحنا ۵:۲۵)۔ خداوند مسیح کی للکار سن کر مردے بیدار ہو جائیں گے۔

(ب) مقرب فرشتہ کی آواز۔ دوسرا کام مقرب فرشتہ کی آواز ہو گی۔ یہ تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا کہ وہ آواز کس لئے ہو گی لیکن خیال ہے کہ یہ آواز ان تمام ناموں کی ہو گی جو برہ کی کتاب حیات میں درج ہیں۔ (ج) خدا کا نرسنگا۔ تیسرا کام خدا کا نرسنگا بجانے کا ہو گا۔ پرانے زمانے میں نرسنگوں سے بہت کام لیا جاتا تھا۔ ان سے مختلف آوازیں نکال کر مختلف پیغام دئے جاتے تھے۔ انکا ذکر گنتی ۱۰ باب میں ہے۔ یہ جماعت کو جمع کرنے، کوچ کرنے اور دیگر باتوں کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ جب خدا کا نرسنگا پھونکا جائیگا تو وہ مردے جو جی اٹھے ہیں اور وہ جو بدل گئے ہیں سب کوچ شروع کر دیں گے۔ اور سب مل کر ہوا میں اوپر کو اٹھنا شروع ہو جائیں گے۔ لکھا ہے کہ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے۔ پس کلیسیا بادلوں سے بھی اونچی اٹھائی جائیگی اور اسوقت وہ ہوا میں خداوند یسوع مسیح کا استقبال کریگی۔ کلیسیا اور خداوند مسیح کی ملاقات ہوا میں ہو گی۔ اسوقت تمام ایماندار اپنے خداوند اور منجی کو روبرو دیکھیں گے اور بے حد خوش ہوں گے۔ اور خداوند انہیں ساتھ لے کر آسمان پر واپس چلے جائیں گے۔

کلیسیا کے اٹھائے جانے کے عمل میں یاد رکھنے والی

چند خاص باتیں

۱۔ خداوند مسیح جب کلیسیا کو لینے کے لئے آئیں گے تو کسی کو نظر نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ جلالی جسم میں ہوں گے۔

۲۔ خداوند مسیح زمین پر نہیں اتریں گے بلکہ ہوا میں ٹھہریں گے۔

۳۔ وہ اپنی قدرت سے تمام مردہ اور زندہ ایمانداروں کو بدلیں گے۔ اور اوپر کھینچ لیں گے۔

۴- جب ایماندار اوپر اٹھیں گے یا مردہ ایماندار زندہ ہوں گے تو کسی کو نظر نہیں آئیں گے- کیونکہ وہ بھی جلالی بدنوں میں ہوں گے-

۵- دنیا کے لوگ کلیسیا کو اوپر جاتا نہیں دیکھیں گے لیکن لاکھوں اور کروڑوں زندہ ایمانداروں کے غائب ہو جانے کو محسوس کریں گے- جن کے سبب سے اخباروں- ٹی وی اور ریڈیو پر یہی خبریں بار بار سنائی دیں گی کہ تمام دنیا میں لوگ غائب ہو گئے-

۶- جب کلیسیا اٹھائی جائیگی تو ایک بھی ایماندار یا نجات یافتہ انسان پیچھے زمین پر نہیں رہ جائیگا-

۷- جب کلیسیا اٹھائی جائیگی تو پاک روح بھی ساتھ ہی اٹھایا جائیگا کیونکہ خدا کا پاک روح کلیسیا میں رہتا ہے- جب کلیسیا زمین پر نہیں ہے تو پاک روح کے رہنے کی جگہ نہیں ہے- لہذا وہ بھی اٹھایا جائیگا- اور اس طرح پاک روح کا زمانہ یا کلیسیا کا زمانہ یا فضل کا زمانہ ختم ہو جائیگا-

۸- جب خداوند مسیح اپنی کلیسیا کو لینے کیلئے آئیں گے تو یہ انکی دوسری آمد نہیں ہو گی جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں- یہ ان کی پوشیدہ آمد ہو گی- کیونکہ کلیسیا کے اٹھائے جانے کا سارا عمل پوشیدگی میں ہو گا-

۹- جب کلیسیا اٹھائی جائیگی تو تمام نامی مسیحی اور غیر اقوام کے لوگ سب زمین پر ہی رہ جائیں گے- زمین کے کاروبار سب بدستور چلتے رہیں گے-

میں نے شروع میں ایک فقرہ لکھا تھا "کلیسیا کا اٹھایا جانا ایک خاص واقعہ ہے جو خاص لوگوں کے لئے خاص وقت پر ایک خاص طریقہ سے ہو گا تاکہ ایک خاص مقصد کو پورا کرے"- اب میں اسکی تھوڑی سی وضاحت کروں گا- کلیسیا کا اٹھایا جانا ایک خاص واقعہ ہے- ہزاروں لاکھوں لوگ اس دنیا سے غائب ہو جائیں گے اس لئے دنیاوی خبروں کے لحاظ سے یہ ایک خاص واقعہ ہو گا خصوصاً جب کہ سب بیک وقت غائب ہوں گے- چونکہ ان غائب ہونے والے لوگوں میں صرف نجات یافتہ لوگ ہی ہوں گے اس لئے سب لوگ ایمانداروں کے گھروں اور خاندانوں کو چیک کریں گے تاکہ یقین ہو جائے کہ صرف نجات یافتہ لوگ ہی غائب ہوئے ہیں- ان سب کے غائب ہونے کا وقت بھی ایک خاص وقت ہو گا- جو نہ کسی کو معلوم ہے اور نہ کسی کے وہم وگمان میں ہو گا- اور انکا اٹھایا جانا چونکہ نہائیت نرالے طریقے سے ہو گا اس لئے اسے ہم خاص طریقہ کہہ سکتے ہیں- اب آخری بات کا بیان کرتا ہوں کہ کلیسیا کے اٹھائے جانے کے خاص مقصد کیا کیا ہوں گے- کلیسیا کے اٹھائے جانے کے سات بڑے مقاصد ہیں-

۱- تمام مردہ ایماندار اور زندہ ایمانداروں کو ایک جگہ جمع کرنا- اور خداوند مسیح سے ملنا-

۲- کلیسیا کو آگ میں سے گزار کر پاک کرنا-

۳-مقدسوں کو انکی محنتوں اور خدمتوں کے مطابق انعامات تقسیم کرنا-
۴-جلالی کلیسیا کو باپ کے سامنے پیش کرنا-
۵-جلالی کلیسیا کو مکانات تقسیم کرنا-
۶-کلیسیا کو اس مصیبت سے بچالینا جو زمین پر بعد میں آنے والی ہے-
۷-بنی اسرائیل کے لئے خدا کا پروگرام جو کلیسیا کی وجہ سے رکا ہوا تھا دوبارہ شروع ہونا-

کلیسیا کے اٹھائے جانے کے بعد کیا ہوگا؟

جب کلیسیا اٹھائی جا چکے گی تو اس کے بعد سات چیزیں واقع ہونگی-

(۱) سب سے پہلا کام کلیسیا کی عدالت ہوگی- "کیونکہ ضرور ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے تاکہ ہر شخص اپنے ان کاموں کا بدلہ پائے جو اس نے بدن کے وسیلہ سے کئے ہوں- خواہ بھلے ہوں خواہ برے"-(۲-کرنتھیوں ۵:۱۰)- نجات یافتہ ایماندار اگرچہ اٹھائے جائیں گے لیکن ان کے ان کاموں کا حساب ہوگا جو انہوں نے نجات پانے کے بعد بدن کے وسیلہ سے کئے- پولس رسول لکھتا ہے جو دن آگ کے ساتھ ظاہر ہوگا وہ اس کام کو بتا دیگا اور وہ آگ خود ہر ایک کا کام آزمالیگی کہ کیسا ہے" (۱-کرنتھیوں ۳:۱۳)- "جو دن" سے مراد ہے کلیسیا کے اٹھائے جانے کا دن- یہ دن آگ کے ساتھ ظاہر ہوگا یعنی کلیسیا آگ میں سے گزاری جائیگی- وہ آگ ہر ایک کا کام آزمالیگی- ایماندار اپنی زندگی میں جیسا کام کرتے ہیں یا جیسی خدمت کرتے ہیں- انہیں ردوں سے تشبیہ دی گئی ہے- جوں جوں ہماری ایمان کی زندگی میں سال مہینے گزرتے جاتے ہیں ہم ردے رکھتے جاتے ہیں- پولس رسول بتاتا ہے کہ یہ ردے چھ قسم کے ہوسکتے ہیں- سونا، چاندی یا بیش قیمت پتھر، لکڑی گھاس، یا بھوسہ- ان میں سے پہلے تین آگ میں جلنے والے نہیں جب کہ آخری تین یعنی لکڑی گھاس یا بھوسہ آگ میں جلنے والے ہیں- اگر ہمارے بدن کے کام آخری تین ردوں کی مانند ہوں گے تو وہ جل جائیں گے اور باقی کچھ نہ بچے گا- اگر ہمارے بدن کے کام پہلے تین ردوں کی مانند ہوں گے تو وہ باقی رہیں گے اور چمکیں گے- لکھا ہے "جسکا کام اس پر بنا ہوا باقی رہیگا وہ اجر پائیگا اور جس کا کام جل جائیگا وہ نقصان اٹھائیگا لیکن خود بچ جائیگا مگر جلتے جلتے"- جب ساری کلیسیا آگ میں سے گزرے گی تو تمام جلنے والے کام جل جائیں گے اور صرف نہ جلنے والے ردے باقی رہ جائیں گے- اس طرح تمام کلیسیا پاک کی جائے گی-

(۲) اس کے بعد دوسرا کام اجر اور انعامات کی تقسیم ہے- جو نہ جلنے والے ردے باقی رہیں گے

یعنی سونا، چاندی اور بیش قیمت پتھر جو وفاداری، محنت، جانفشانی، خدمت، فرمانبرداری اور پاکیزگی کو ظاہر کرتے ہیں انکا اجر ملیگا- خداوند مسیح نے فرمایا "دیکھ میں جلد آنے والا ہوں اور ہر ایک کے کام کے موافق دینے کے لئے اجر میرے پاس ہے "- (مکاشفہ ۲۲:۱۲)- خادموں کی محنتوں کے مطابق اجر ملیگا- جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند ابدالآباد تک روشن رہیں گے-" (دانی ایل ۱۲:۳)- پولس رسول اپنے بارے میں کہتا ہے " میں اچھی کشتی لڑ چکا- میں نے دوڑ کو ختم کر لیا- میں نے ایمان کو محفوظ رکھا- آئندہ کے لئے میرے واسطے راستبازی کا وہ تاج رکھا ہوا ہے جو عادل منصف یعنی خداوند مجھے اس دن دیگا اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ان سب کو بھی جو اس کے ظہور کے آرزو مند ہوں "- (۲- تم ۴:۷-۸) مقدسوں کو ملنے والے اجر مختلف قسموں کے ہوں گے- بعض کو تاج ملیں گے جو مختلف قسموں کے ہوں گے- بعض ستاروں کی مانند روشن ہوں گے اور انکا جلال مختلف ہو گا- بعض کو وہ انعام ملیں گے جو غالب آنے والوں کے انعام ہیں جنکا ذکر سات کلیسیاؤں کے خطوط میں آتا ہے- جب ساری کلیسیا کو انعام اور اجر مل چکیں گے تو اس وقت کلیسیا نہایت خوبصورت دکھائی دیگی-

(۳) تیسرا کام کلیسیا کا باپ کو دکھایا جانا ہو گا- جب کلیسیا اپنی تمام ناپاکی سے پاک ہو کر انعامات اور اجر کو حاصل کر کے نہایت خوبصورتی کی حالت میں ہو گی تب خداوند مسیح اسے باپ کے سامنے پیش کریں گے تاکہ انہیں دکھائے کہ میری دلہن کیسی ہے جو میں زمین کے لوگوں میں سے تیار کر کے لایا ہوں-

(۴) باپ کے سامنے دکھائی جانے کے بعد کلیسیا کو مکانات دیئے جائیں گے- ان مکانات کے بارے میں خداوند مسیح نے یوحنا ۱۴ باب میں وعدہ کیا ہے اور اب یہ وعدہ پورا ہو گا- ان مکانوں کو لفظوں میں بیان کرنا نہایت مشکل ہے- یہ نہایت جلالی، نورانی اور آسمانی قسم کے ہوں گے- کلیسیا ان مکانوں میں سات سال رہیگی-

(۵) جب کلیسیا آسمان پر ان مکانوں میں رہائش پذیر ہو گی تو وہ شادی کی تیاری کریگی- ہمیں معلوم نہیں کہ اس تیاری میں کیا کچھ شامل ہو گا- لیکن سات سال کے آخر میں لکھا ہے کہ " آؤ ہم خوشی کریں اور نہایت شادمان ہوں اور اسکی تمجید کریں- اس لئے کہ برہ کی شادی آ پہنچی اور اسکی بیوی نے اپنے آپ کو تیار کر لیا "- (مکاشفہ ۱۹:۷)

(۶) سات سالوں کے آخر میں آسمان پر برہ کی شادی کی ضیافت ہو گی- لکھا ہے " مبارک ہیں وہ جو برہ کی شادی کی ضیافت میں بلائے گئے ہیں "- (مکاشفہ ۱۹:۹)

(۷) آخر میں جب خداوند مسیح اپنی دوسری آمد میں زمین پر آئیں گے تو کلیسیا ان کے ساتھ آئے گی- جب خداوند مسیح اپنی ہزار سالہ بادشاہت شروع کریں گے تو کلیسیا ان کے ساتھ بادشاہت کریگی- خداوند مسیح کے شاگرد بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کریں گے- (لوقا ۲۲: ۳۰، دانی ایل ۷: ۲۷)-

کیا کلیسیا کے اٹھائے جانے کی کچھ نشانیاں ہیں؟

کلام مقدس میں کلیسیا کے اٹھائے جانے کی کوئی نشانی نہیں دی گئی جس سے ہم پہچان سکیں یا اندازہ لگا سکیں کہ اب کلیسیا کے اٹھائے جانے کا وقت نزدیک ہے- متی ۲۴ باب میں خداوند مسیح نے بہت سی نشانیاں بتائی ہیں لیکن وہ سب ان کی آمد ثانی کے بارے میں ہیں- پولس رسول کے خطوں سے اور مکاشفہ کی کتاب سے مخالف مسیح کی نشانیاں ملتی ہیں جن کو خداوند مسیح کی آمد کے ساتھ ملانے سے کچھ کار آمد نتائج حاصل ہوتے ہیں- مثلاً لکھا ہے کہ "وہ دن نہیں آئیگا جب تک پہلے گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو-" (۲- تھس ۲: ۳)- اسکا مطلب ہے کہ خداوند مسیح کی آمد کا دن اسوقت تک نہیں آسکتا جب تک پہلے مخالف مسیح ظاہر نہ ہو- پس مخالف مسیح پہلے آئیگا اور خداوند مسیح کی آمد ثانی بعد میں ہوگی- پھر اسی کے آگے لکھا ہے کہ "اب جو چیز اسے روک رہی ہے تاکہ وہ اپنے خاص وقت پر ظاہر ہو اسکو تم جانتے ہو---- مگر اب ایک روکنے والا ہے اور جب تک وہ دور نہ کیا جائے روکے رہیگا- اسوقت وہ بے دین ظاہر ہوگا" (۲- تھس ۲: ۶-۸)- یعنی مخالف مسیح کو بھی کوئی چیز ظاہر ہونے سے روک رہی ہے- وہ چیز پاک روح ہے جو کلیسیا میں رہتا ہے- لہذا ظاہر ہے کہ مخالف مسیح اس وقت ظاہر ہوگا جب کلیسیا اٹھائی جائیگی- اب مخالف مسیح کے ظاہر ہونے کی دو خاص نشانیاں ہیں- اول یہودیوں اور عربی اسلامی ممالک کے ساتھ سات سالہ معاہدہ جس سے مڈل ایسٹ میں امن قائم ہوگا اور دوم E.E.C کے دس ممبران میں سے تین کو اکھاڑ کر آٹھواں خود بن جائیگا- لہذا جب مڈل ایسٹ کی امن کانفرنسوں میں کامیابی اور صلح کی باتیں نظر آئیں تو سمجھ لیں کہ مخالف مسیح ظاہر ہونے والا ہے- اسی طرح جب E.E.C کے دس ممبر رہ جائیں اور کسی وقت یک تحت تین کے نکل جانے کا وقت آجائے تو سمجھ لیں کہ مخالف مسیح ظاہر ہونے والا ہے- اور جب مخالف مسیح ظاہر ہونے والا ہوگا تو کلیسیا اس سے پہلے اٹھالی جائیگی- اس طریقے سے ہم کچھ نشان دہی کرسکتے ہیں جو ہمیں تیار رہنے کیلئے محرک کا کام دے سکتی ہے مگر کلیسیا کے اٹھائے جانے کا صحیح اور درست وقت کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا- مڈل ایسٹ کی

ان کانفرنسیں شروع ہو چکی ہیں- یہ بڑی اہمیت رکھتی ہیں کیونکہ یہی مخالف مسیح کے سات سالہ عہد کرنے کے لئے راستہ ہموار کریں گی- اسی طرح E.E.C کے دسمبر ۱۹۹۲ء تک یورپ کو متحد کرنے کا پروگرام بھی مخالف مسیح کے ڈکٹیٹر بننے کیلئے راستہ ہموار کر رہا ہے- یورپ اور مڈل ایسٹ کے سیاسی حالات کی تبدیلیوں کا مشاہدہ بڑے غور سے کرتے رہنا چاہئے کیونکہ یہاں ہی سے پتہ چلے گا کہ مخالف مسیح کے ظاہر ہونے میں کتنی دیر ہے- جب اس کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہو تو سمجھ لیں کہ کلیسیا بھی جلد اٹھائی جانے والی ہے-

کیا کلیسیا بڑی مصیبت میں سے گزرے گی ؟

یرمیاہ ۳۰:۷ دانی ایل ۱۲:۱ اور متی ۲۴:۲۱ صاف صاف بتاتی ہیں کہ مخالف مسیح کے سات سالہ عہد کے آخری نصف ہفتہ میں ساری دنیا پر ایک بہت بڑی مصیبت آنے والی ہے جس کے بارے میں خداوند مسیح نے فرمایا کہ "اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہو گی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہو گی"- بہت سے لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ کیا کلیسیا اس مصیبت میں سے گزرے گی ؟-اگر نہیں تو کیوں ؟

میں اسکا ہمیشہ یہی جواب دیتا ہوں کہ کلیسیا اس بڑی مصیبت کے زمانہ سے پہلے اٹھالی جائیگی لہذا وہ اس مصیبت میں سے نہیں گزرے گی- اس کی بہت سی وجوہات ہیں-

(۱) یرمیاہ ۳۰:۷ اور دانی ایل ۱۲:۱ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہ بڑی مصیبت اسرائیل کی ہے- یرمیاہ نبی اسے یعقوب کی مصیبت کہتا ہے اور دانی ایل اسے "تیری قوم کے فرزندوں" کی مصیبت کہتا ہے جو یہودیوں کے لئے ہو گی نہ کہ کلیسیا کے لئے-

(۲) خدا کا پروگرام جو بنی اسرائیل کے لئے تھا وہ کلیسیا کے درمیان میں آجانے سے رک گیا تھا- اب مخالف مسیح کے ماتحت خدا کا وہ پروگرام دوبارہ شروع ہو گا لہذا ضروری ہے کہ کلیسیا درمیان سے ہٹائی جائے تاکہ خدا کا پروگرام دوبارہ شروع ہو سکے-

(۳) مکاشفہ کے پہلے تین ابواب میں لفظ "کلیسیا" انیس دفعہ آیا ہے- اس کے بعد ساری مکاشفہ کی کتاب میں لفظ کلیسیا نہیں آیا سوائے ۲۲:۱۶ کے- مکاشفہ کی کتاب کے ۴ باب سے ۱۹ باب تک ان واقعات کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو مخالف مسیح کے سات سالہ عہد میں وقوع پذیر ہوں گے- اور ان سولہ ابواب میں کلیسیا کا ذکر نہ ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ کلیسیا وہاں موجود

ہی نہیں ہے-

(۴) مکاشفہ پہلے باب میں یوحنا رسول، خداوند مسیح اور سات چراغدان یعنی کلیسیا تینوں زمین پر ہیں- لیکن چوتھے باب میں تینوں آسمان پر دکھائے گئے ہیں- جس سے ظاہر ہے کہ چوتھے باب کے شروع میں کلیسیا آسمان پر اٹھائی جاتی ہے-

(۵) حنوک زندہ اوپر اٹھا لیا گیا (پیدائش ۵:۲۴) جبکہ نوح طوفان میں سے گزرا- (پیدائش ۷:۷)- حنوک کلیسیا کو ظاہر کرتا ہے جو اٹھالی جائیگی اور نوح بنی اسرائیل کو جو مصیبت میں سے گزرے گی-

(۶) سدوم پر آگ نہیں برس سکتی جب تک راستباز لوط نکل نہ جائے- (پیدائش ۱۹:۲۲ ۲-پطرس ۲:۶-۹)- اسی طرح بڑی مصیبت شروع نہیں ہو سکتی جب تک کلیسیا نہ نکل جائے-

(۷) یشوع نے جب تک راحب فاحشہ جو غیر قوم کی ایک عورت تھی کو یریحو سے نکال نہیں لیا اسوقت تک اسکو آگ سے نہیں جلایا- اسی طرح اس دنیا پر خدا کا غضب اسوقت تک نہیں پڑے گا جب تک کلیسیا نکال نہ لی جائے گی-

(۸) توما نے جب تک خداوند مسیح کے ہاتھوں میں انگلی نہ ڈال لی انکا یقین نہ کیا- (یوحنا ۲۰:۲۶)- توما اسرائیل کو ظاہر کرتا ہے جو خداوند مسیح کے زخم دیکھے بغیر یقین نہ کریں گے (زکریاہ ۱۲:۶)- باقی شاگردوں نے سات دن پہلے خداوند مسیح کو دیکھا اور ایمان لائے- وہ کلیسیا کو ظاہر کرتے ہیں جو سات سال پہلے اٹھائی جائے گی اور ہوا میں خداوند مسیح کو دیکھے گی-

(۹) مصیبت کا زمانہ خدا کے غضب کا زمانہ ہے- خداوند مسیح پر ایمان لانے والوں پر خدا کا غضب نہیں یوحنا ۳:۳۶- لہذا کلیسیا اس غضب کے زمانے میں سے نہیں گزرے گی- وہ غضب کا زمانہ یہودیوں اور غیر قوموں کے لئے ہے-

(۱۰) لکھا ہے کہ جب خداوند مسیح دوبارہ آئیں گے تو مقدسین ان کے ساتھ آئیں گے - لہذا ضرور ہے کہ وہ پہلے کسی وقت آسمان میں پہنچائے جائیں- اس لئے سات سال گزرنے کے بعد کلیسیا مکاشفہ ۱۹:۱ میں آسمان پر دکھائی گئی ہے-

(۱۱) نرسنگوں کی عید کفارہ کی عید سے سات دن پہلے آتی ہے- نرسنگوں کی عید کلیسیا کے اٹھائے جانے کو ظاہر کرتی ہے جب کہ کفارہ کی عید خداوند مسیح کی دوسری آمد کو ظاہر کرتی ہے- (احبار ۲۳:۲۴-۲۷)-

اور بھی بہت سے دلائل ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ کلیسیا مصیبت میں سے نہیں

گزرے گی بلکہ پہلے ہی اٹھالی جائیگی۔

ربقہ اور کلیسیا میں مشابہت

جیسے ابرہام کے نوکر نے اضحاق کے لئے بیوی لانے کے لئے دور کا سفر کیا۔ اسی طرح پاک روح جو باپ سے صادر ہوا زمین تک پہنچا۔ ابرہام کے نوکر نے خدا کی مرضی کے مطابق لڑکی چنی۔ اور زیور پہنائے اور تیار کروا لیا۔ اسی طرح پاک روح نے کلیسیا کو شروع کیا۔ زیور پہنائے اور تیار کیا۔ نوکر وہاں زیادہ دیر ٹھہرنا نہیں چاہتا۔ اور لڑکی کو تیار کروا کر جلدی اپنے مالک اضحاق کے پاس پہنچانا چاہتا تھا۔ اسی طرح پاک روح جتنی جلدی ہوسکے کلیسیا کو تیار کر کے ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔ (پیدائش ۵۶:۲۴)۔ ربقہ کے والدین لڑکی کو بلا کر پوچھتے ہیں کہ کیا تو اس آدمی کے ساتھ جائے گی؟ کیونکہ آدمی ناواقف ہے۔ لڑکی کہتی ہے میں جاؤنگی۔ اسی طرح کلیسیا پاک روح کی راہنمائی میں چلنے کیلئے تیار ہے تاکہ وہ اس کو خداوند مسیح سے ملائے۔ پھر ربقہ کی تیاری ہوتی ہے تاکہ رخصت کی جائے۔ اسی طرح اب کلیسیا کی تیاری ہو رہی ہے اور تقریباً آخری مراحل میں سے گزر رہی ہے تاکہ جلد خداوند مسیح کے پاس پہنچائی جائے۔

آخر کار ابرہام کا نوکر ربقہ کو ساتھ لے کر اس کے باپ کے گھر سے روانہ ہوتا ہے اور واپسی کا سفر کرتا ہے۔ اسی طرح پاک روح کلیسیا کو تیار کروا کر واپس لے جائے گا۔ ادھر اضحاق بڑی بے چینی سے اپنی ہونے والی بیوی کا انتظار کر رہا ہے۔ اسی طرح خداوند مسیح اب باپ کے گھر میں بڑی بے چینی سے کلیسیا کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب مقررہ وقت آئے تو وہ اسے لینے کے لئے روانہ ہوں۔ اضحاق اپنے گھر سے روانہ ہوا اور کافی دور تک ان کو لینے کے لئے گیا۔ اور میدان میں ٹھہر گیا۔ اسی طرح خداوند ہوا میں آکر ٹھہریں گے۔ اور کلیسیا کو اپنی قدرت سے اوپر اٹھائیں گے۔ جب خداوند مسیح کا عالمگیر کلیسیا سے ملاپ ہوگا تو وہ اس کو لے کر اس جگہ کی طرف روانہ ہو جائے گے جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ "جہاں میں ہوں تم بھی ہو"۔

× × × × × × × × × × × ×

صفحہ ۵۲ سے آگے

اٹھائے جائیں گے۔ آج مسیحیوں میں جو فرقے سبت کو مانتے ہیں وہ اپنے آپ کو شریعت کے تحت لانا پسند کرتے ہیں اور زمینی وعدے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ لیکن عالم بالا کی چیزوں کی طرف دھیان نہیں دیتے جو سب مسیحیوں کے لئے رکھی ہیں۔

× × × × × × × × × × × ×

۴

سبّت

سبت ایک عبرانی لفظ ہے جسکا معنی ہے آرام کرنا۔ ختم کرنا۔ فارغ ہونا۔ اور تلفظ شبات ہے۔ یہ لفظ بائبل میں سب سے پہلے خروج ۱۶ باب کی ۲۳ آئیت میں استعمال کیا گیا ہے۔ جس میں من اکٹھا کرنے کے بارے میں ہدایات ہیں۔ "خداوند کا حکم یہ ہے کہ کل خاص آرام کا دن یعنی خداوند کا مقدس سبت ہے -- چھ دن تک تم اسے جمع کرنا پر ساتویں دن سبت ہے اس میں وہ نہیں ملے گا--- چنانچہ لوگوں نے ساتویں دن آرام کیا" (خروج ۱۶: ۲۳-۲۹) صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل اس سبت کے آرام سے بالکل ناواقف تھے کیونکہ باوجود منع کرنے کے پھر بھی چند لوگ من جمع کرنے کیلئے سبت کو باہر چلے گئے (۱۶: ۲۷)۔ ایک تو مصر کی غلامی کی وجہ سے انکو ساتویں دن آرام نہیں ملتا تھا دوسرے خدا نے ان کے آباؤاجداد یعنی ابرہام۔ اضحاق اور یعقوب کو کبھی بھی سبت منانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بیشک خدا نے پیدائش ۲: ۱-۳ میں ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا کیونکہ اس میں خدا ساری کائنات سے جسے اس نے پیدا کیا اور بنایا فارغ ہؤا۔ لیکن خدا نے اس کے ماننے اور ساتویں دن آرام کرنے کا حکم آدم یا اسکی اولاد کو کہیں بھی نہیں دیا۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ سبت کو آرام کرنے کا حکم پیدائش سے ہی ہے وہ بالکل غلط کہتے ہیں۔ ساری بائبل میں ایک بھی آیت ایسی نہیں جو اس حکم کو ثابت کرے۔ سبت کو ماننے کا حکم سب سے پہلے من جمع کرنے کے بارے میں ملا۔ اور پھر اسی جگہ پر یعنی سینا کے بیابان میں جب کوہ سینا کے سامنے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے تو خدا نے ۴۵ دن کے بعد دس احکام کی دو پتھر کی تختیاں دیں جن میں سے چوتھا سبت کے بارے میں تھا۔ پیدائش ۲: ۳ میں خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا لیکن ماننے کا حکم قطعاً نہیں دیا۔

سبت کے بارے میں چوتھا حکم یوں ہے "- یاد کرکے تو سبت کا دن پاک ماننا- چھ دن تک تو محنت کرکے اپنا سارا کام کاج کرنا- لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے اس میں نہ تو کوئی کام کرے نہ تیرا بیٹا نہ میری بیٹی نہ تیرا غلام نہ تیری لونڈی نہ تیرا چوپایہ نہ کوئی مسافر جو تیرے ہاں تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو- کیونکہ خدا نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا- اسلئے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدّس ٹھہرایا "- (خروج ۲۰:۸-۱۱)- سبت کا حکم "یاد کرکے" سے شروع ہوتا ہے- یہ دو الفاظ اور کسی حکم کے ساتھ نہیں لکھے گئے- اس سے ظاہر ہے کہ خدا نے اس حکم کے بارے میں پہلے انہیں آگاہ کر دیا ہے- اب صرف اس حکم کی یاد دہانی ہی مطلوب ہے- جس سات دن کے مجموعے کو ہم ہفتہ کہتے ہیں پرانے عہد نامہ میں اسکا کوئی استعمال نظر نہیں آتا- عبرانی زبان میں ہفتہ کیلئے HEPTAD ہے جسکا مطلب صرف سات ہے- اس ساتویں عدد یا ساتویں دن کا خصوصی استعمال نوح کے طوفان کے بعد سے نظر آتا ہے (پیدائش ۷:۴،۱۰) لیکن نوح کے طوفان سے پہلے اس ساتویں دن کا خصوصی ذکر بھی نہیں ہوتا تھا- اس سے صاف ظاہر ہے کہ ساتویں دن کا آرام اور مقدّس ٹھہرایا جانا خدا کے اپنے بارے میں تھا نہ کہ آدم کی اولاد کیلئے- اور آدم کی تخلیق کے ۲۵۰۹ برس تک دنیا کی کسی قوم نے یہ سبت یا آرام کا دن نہیں منایا-

سبت ایک نشان

جب خدا نے کوہ سینا پر موسیٰ کے ذریعے شریعت دی تو اس میں سبت کے بارے میں ایک اضافی حکم دیا جو دس احکام میں نہیں تھا "- اور خداوند نے موسیٰ سے کہا- تو بنی اسرائیل سے یہ بھی کہہ دینا کہ تم میرے سبتوں کو ضرور ماننا- اسلئے کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان تمہاری پشت در پشت ایک نشان رہیگا تاکہ تم جانو کہ میں خداوند تمہارا پاک کرنے والا ہوں- پس تم سبت کو ماننا اسلئے کہ وہ تمہارے لئے مقدّس ہے- جو کوئی اسکی بے حرمتی کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے- جو اس میں کچھ کام کرے وہ اپنی قوم میں سے کاٹ ڈالا جائے- چھ دن کام کاج کیا جائے لیکن ساتواں دن آرام کا سبت ہے جو خداوند کیلئے مقدّس ہے- جو کوئی سبت کے دن کام کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے- پس بنی اسرائیل سبت کو مانیں اور پشت در پشت اسے دائمی عہد جان کر اسکا لحاظ رکھیں- میرے اور بنی اسرائیل کے درمیان یہ ہمیشہ کیلئے ایک نشان رہیگا

اسلئے کہ چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کر کے تازہ دم ہوا۔" (خروج ۳۱: ۱۲-۱۷)۔ پس سبت خدا اور بنی اسرائیل کے درمیان دائمی عہد کا ایک نشان ہے۔ یہ نشان کسی اور قوم کیلئے نہیں۔ دنیا میں اسوقت بے شمار قومیں موجود تھیں جب خدا نے بنی اسرائیل کو یہ نشان دیا۔ خدا نے کسی اور قوم کو کوئی اور ایسا نشان ہر گز نہیں دیا۔ اور نہ ہی شریعت کے بعد کے زمانہ یعنی فضل کے زمانہ اور پاک روح کے زمانہ میں خدا نے ایسا نشان کسی اور قوم یا کلیسیا کو دے کر اس سے دائمی عہد باندھا ہے۔ سبت کا نشان ابرہام۔ اضحاق اور یعقوب کیلئے بھی نہیں تھا۔ اور نہ وہ سبت کے پابند تھے۔ انکو خدا نے ایک اور نشان دیا تھا یعنی ختنہ کا نشان (پیدائش ۱۷: ۱۱)۔ "پھر خدا نے ابرہام سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اسے مانے۔ اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانوگے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے"۔ (خروج ۱۷: ۹-۱۴)۔ ابرہام اور اسکی نسل کو ختنہ کا نشان کوہ سینا پر شریعت کے عہد سے چار سو تیس برس پہلے ملا۔ جب کہ سبت کا کوئی استعمال بنی اسرائیل میں نہیں تھا۔ پس اس لحاظ سے ختنہ کا نشان سبت کے نشان سے پہلے استعمال ہونے کی وجہ سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اسکا تعلق ایمان سے ہے شریعت سے نہیں۔ شریعت کا اسوقت نام و نشان بھی نہیں تھا جس وقت ختنہ کا نشان دیا گیا۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ نشان ہیں۔ ختنہ کا نشان ایمان اور ایمانداروں سے تعلق رکھتا ہے جو ابدی عہد اور غیر مشروط عہد ہے۔ سبت کا نشان جو ۴۳۰ سال بعد میں ملا وہ شریعت سے تعلق رکھتا ہے اور مشروط عہد ہے۔ ان دونوں عہدوں کی وضاحت کا یہ وقت نہیں۔ لہذا اتنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کہ ان دو نشانوں کو آپس میں ملا جلا نہیں دینا چاہے۔ ختنہ کا دس احکام میں جو کوہ سینا پر ملے کوئی ذکر نہیں۔ خدا نے شروع ہی سے ایمان کے عہد کو شریعت کے عہد سے یعنی غیر مشروط عہد کو مشروط عہد سے الگ رکھا ہے۔

سبت کے نام

سبت کا دن مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔

۱۔ سبت کا دن۔ خروج ۱۶: ۲۶

۲- مقدس سبت کا دن- خروج ۲۵:۱۶ نحمیاہ ۱۴:۹

۳- خداوند کا سبت- خروج ۲۵:۱۶، ۲۵، ۱۰:۲۵، استثنا ۱۴:۵

۴- آرام کا سبت- خروج ۲:۳۵، ۱۵:۳۱

۵- خدا کا سبت- خروج ۱۰:۲۰

سبت کو ماننا

بنی اسرائیل کو سبت ماننے کا سختی سے حکم ملا تھا- جو کوئی سبت کے دن کام کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے (خروج ۱۵:۳۱) جو کوئی اس کی بے حرمتی کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے- جو اس میں کچھ کام کرے وہ اپنی قوم میں سے کاٹ ڈالا جائے (خروج ۱۴:۳۱، گنتی ۱۵:۳۲-۳۶)- اس کے ماننے کا حکم خروج ۱۴:۳۱، ۱۶:۳۱، ۱۳:۱۲، احبار ۳:۱۹، ۳۸:۲۳ میں بار بار دہرایا گیا ہے- بنی اسرائیل سبت کو خرید وفروخت نہیں کر سکتے تھے (نحمیاہ ۳۱:۱۰)- وہ انگور نہیں کچل سکتے تھے- (نحمیاہ ۱۵:۱۳)- وہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے تھے- (یرمیاہ ۲۱:۱۷-۲۷)- وہ چارپائی اٹھا کر چل پھر نہیں سکتے تھے- (یوحنا ۱۰:۵)- وہ آگ نہیں جلا سکتے تھے (خروج ۳:۳۵)- وہ لکڑیاں جمع نہیں کر سکتے تھے- (گنتی ۳۲:۱۵)- وہ بھاگ نہیں سکتے تھے- (متی ۲۰:۲۴)- وہ شہر کے پھاٹک نہیں کھول سکتے تھے- (اعمال ۱۳:۱۶)

سبت کے ماننے والوں کو مبارک کہا گیا ہے (یسعیاہ ۲:۵۶) اور ان کے ساتھ وعدے کئے گئے ہیں- (یسعیاہ ۷:۵۶) سبت کے تقدس کیلئے دو برے قربان کئے جاتے تھے جبکہ دوسرے دنوں میں صرف ایک ایک برہ قربان کیا جاتا تھا (گنتی ۹:۲۸-۱۹)- یہ دن خدا کی پرستش اور عبادت کیلئے مخصوص تھا (احبار ۳:۲۳)- اس دن بنی اسرائیل کے چوپایوں- مسافروں اور غلاموں کیلئے بھی مکمل آرام کا دن ماننے کا حکم تھا- ارض اسرائیل کیلئے بھی سبت منانے کا حکم موجود تھا- کہ زمین صرف چھ سال تک فصل بونے کا حکم تھا- ساتویں سال زمین کو بھی آرام دینے کا حکم تھا- (احبار ۲:۲۵، ۶، ۳۴:۲۶، ۴۳:۲۶)- جب بنی اسرائیل نے ۴۹۰ سالوں تک زمین کو سبت کا آرام نہ دیا تو خدا نے ان کو بابل کی اسیری میں بھیج دیا تاکہ زمین ۷۰ سال تک آرام کرے- (۲- تواریخ ۲۱:۳۶)

خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی میں بنی اسرائیل اسی طرح سبت منائیں گے اور عیدوں اور قربانیوں کو بدستور جاری رکھیں گے- (حزقی ایل ۲۴:۴۴، یسعیاہ ۲۳:۶۶، زکریاہ ۱۸:۱۴)

کلیسیا کیلئے سبت کی بابت تعلیم

ابتدائی کلیسیا چونکہ تمام کی تمام یہودی تھی لہذا وہ سب سبت کو مانتے تھے۔ شروع شروع میں یہودیوں کی مخالفت زیادہ نہ تھی۔ لیکن جوں جوں شاگردوں کا شمار بڑھتا گیا اور مسیحی ہفتہ کے پہلے روز بھی جمع ہو کر عبادت اور پرستش کرنے لگے تو مخالفت بہت بڑھ گئی۔ اور رسولوں نے ہفتہ کے پہلے روز جو خداوند مسیح کے جی اٹھنے کا دن تھا جمع ہونے کو سبت پر زیادہ ترجیح دی۔ بعد میں جب غیر اقوام بھی کافی تعداد میں مسیحی ہونے لگے تو سبت کا ماننا بالکل ترک کر دیا گیا۔ سبت کی تعلیم کے بارے میں خداوند مسیح کا فقیہوں فریسیوں اور مذہبی راہنماؤں سے بہت اختلاف تھا۔ انہوں نے خداوند مسیح پر بہت دفعہ یہ الزام لگایا کہ وہ سبت کے حکم کو توڑتا ہے۔ مثلاً (۱) سبت کو شفا دیتا ہے۔ (متی ۱۲: ۱۰، مرقس ۳: ۲، لوقا ۶: ۹) (۲) سبت کو بالیں توڑ کر کھانا۔ مرقس ۲: ۲۳-۲۴۔ متی ۱۲: ۱) خداوند مسیح نے بتایا کہ ابن آدم سبت کا مالک ہے۔ (متی ۱۲: ۸)۔ جب کاہن سبت کے دن ہیکل میں سبت کی بے حرمتی کرنے پر بھی بے قصور رہتے ہیں تو خداوند مسیح پر کون الزام لگا سکتا ہے جبکہ "یہاں وہ ہے جو ہیکل سے بھی بڑا ہے"۔ (متی ۱۲: ۳-۸)۔ خداوند مسیح نے بیماروں کو شفا دینے کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اگر سبت کو کوئی جانور کنوئیں میں گر جائے تو اسے نکالو گے یا نہیں؟ اسی طرح کسی بیمار کو سبت کو شفا دینا کوئی جرم نہیں۔

رسولوں کی تعلیم میں صاف لکھا ہوا ہے "پس کھانے پینے یا عید یا نئے چاند یا سبت کی بابت کوئی تم پر الزام نہ لگائے۔ کیونکہ یہ آنے والی چیزوں کا سایہ ہیں مگر اصل چیزیں مسیح کی ہیں"۔ (کلسیوں ۲: ۱۶)۔ ابتدائی مسیحیوں کو یہ سکھایا گیا کہ یہودیوں کی رسموں کی بابت کوئی تم پر یہ الزام نہ لگائے کہ تم ان کو نہیں مناتے۔ کیونکہ مسیحی اب نہ یہودیوں کی عیدیں رکھتے تھے۔ نہ قربانیاں کرتے تھے۔ نہ نئے چاند کو یا سبت کو مناتے تھے۔ اور اگر کوئی یہودی انہیں کہتا کہ تم یہ دن نہیں مناتے تو رسول یہ جواب دیتے تھے کہ یہ چیزیں اصل چیزوں کا سایہ ہیں۔ بلکہ آنے والی چیزوں کا سایہ ہیں۔ اصل چیزیں مسیح کی ہیں۔ یہودیوں کی عیدیں اور قربانیاں اور سبت سب آنے والی چیزوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ وہ عکس یا سایہ ہیں۔ جب اصل آ گیا تو عکس کی ضرورت نہیں۔ لہذا اب مسیحیوں کو یہ تمام دن منانے کی ضرورت نہیں۔ اور سبت بھی اسی فہرست میں شامل ہے۔

خدا نے ساتویں دن آرام کیا اور اسے مقدس ٹھہرایا۔ خدا نے اپنی امت بنی اسرائیل کو بھی اپنے آرام میں داخل کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے نافرمانی کی اور چالیس سال تک خدا کو غصہ دلایا اور ناراض کیا۔ پس خدا نے فرمایا "چنانچہ میں نے اپنے غضب میں قسم کھائی کہ یہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے"۔ (عبرانیوں ۳:۱۱-۱۹) یشوع نے بھی انہیں آرام میں داخل نہ کیا۔ وہ سب بیابان میں مر گئے۔ اور لکھا ہے کہ پھر ایک خاص مدت ٹھہرا کر اتنی مدت کے بعد داؤد کی کتاب میں اسے آج کا دن کہتا ہے کہ اگر آج تم اسکی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو"۔ پس خدا کی امت کے لئے سبت کا آرام باقی ہے۔" (عبرانیوں ۴:۱-۹)

یہ سبت کا آرام کسی آنے والے وقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جب خدا اپنی امت کو مکمل طور پر آرام اور امن واماں دیگا۔ اور یہ وقت خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت میں آئے گا جب بنی اسرائیل حقیقی طور پر آرام پائیں گے۔ پیدائش کی کتاب کے پہلے چھ دن جن میں خدا نے کائنات کا تخلیقی کام مکمل کیا ان چھ ہزار سالوں کو ظاہر کرتے ہیں جو آدم سے لیکر خداوند مسیح کی دوسری آمد تک بنتے ہیں۔ بنی آدم کے لئے خدا کا ٹائم فارمولا ہے ایک دن برابر ایک ہزار سال۔ پڑھیں ۲۔ پطرس ۳:۸۔ "اے عزیزو! یہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر"۔ اسی طرح زبور ۹۰:۴"۔ کیونکہ تیری نظر میں ہزار برس ایسے ہیں جیسے کل کا دن جو گزر گیا"۔ خدا کے اس ٹائم فارمولے کے مطابق چھ دن چھ ہزار برس کے برابر ہیں۔ اور ساتواں دن یعنی سبت کا دن جو ابھی آنے والا ہے وہ ایک ہزار سال کے برابر ہے جو خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی کو ظاہر کرتا ہے۔ پس سبت کا اصل مطلب خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی ہے جس میں یہودی قوم کو مکمل طور پر آرام ملیگا اور خدا کی امت خدا کے آرام میں داخل ہو گی۔ لیکن سبت کا یہ آرام مسیحیوں کے لئے نہیں کیونکہ وہ یہودی یا بنی اسرائیل نہیں ہیں۔ ان کے لئے خداوند مسیح نے آسمانی وعدے کئے ہوئے ہیں اور جن کو حاصل کرنے کیلئے وہ آسمان میں اٹھائے جائیں گے۔

ہمیں اس بات کا امتیاز ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ مسیحی لوگ آسمانی لوگ ہیں جن کے لئے آسمانی وعدے کئے گئے اور وہ آسمان پر اٹھائے جائیں گے۔ جبکہ یہودی یا بنی اسرائیلی لوگ زمینی لوگ ہیں۔ ان کے لئے زمینی وعدے ہیں جو زمین پر پورے ہوں گے۔ وہ آسمان پر نہیں اٹھائے جائیں گے۔ آج مسیحیوں میں جو فرقے سبت کو مانتے ہیں وہ اپنے آپ کو شریعت کے تحت رکھنا پسند کرتے ہیں اور زمینی وعدے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ لیکن عالم بالا کی چیزوں کی

سبت کا آرام باقی ہے

خدا نے ساتویں دن آرام کیا اور اُسے مقدس ٹھہرایا- خدا نے اپنی امت بنی اسرائیل کو بھی اپنے آرام میں داخل کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے نافرمانی کی اور چالیس سال تک خدا کو غصہ دلایا اور ناراض کیا- پس خدا نے فرمایا "چنانچہ میں نے اپنے غضب میں قسم کھائی کہ یہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے"- (عبرانیوں ۳:۱۱-۱۹) یشوع نے بھی انہیں آرام میں داخل نہ کیا- وہ سب بیابان میں مر گئے- اور لکھا ہے کہ پھر ایک خاص مدت ٹھہرا کر اتنی مدت کے بعد داؤد کی کتاب میں اسے آج کا دن کہتا ہے کہ اگر آج تم اسکی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو" - پس خدا کی امت کے لئے سبت کا آرام باقی ہے-" (عبرانیوں ۴:۱-۹)

یہ سبت کا آرام کسی آنے والے وقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جب خدا اپنی امت کو مکمل طور پر آرام اور امن واماں دیگا- اور یہ وقت خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت میں آئے گا جب بنی اسرائیل حقیقی طور پر آرام پائیں گے- پیدائش کی کتاب کے پہلے چھ دن جن میں خدا نے کائنات کا تخلیقی کام مکمل کیا ان چھ ہزار سالوں کو ظاہر کرتے ہیں جو آدم سے لیکر خداوند مسیح کی دوسری آمد تک بنتے ہیں- بنی آدم کے لئے خدا کا ٹائم فارمولا ہے ایک دن برابر ایک ہزار سال- پڑھیں ۲- پطرس ۳:۸- "اے عزیزو! یہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر"- اسی طرح زبور ۹۰:۴"- کیونکہ تیری نظر میں ہزار برس ایسے ہیں جیسے کل کا دن جو گزر گیا"- خدا کے اس ٹائم فارمولے کے مطابق چھ دن چھ ہزار برس کے برابر ہیں- اور ساتواں دن یعنی سبت کا دن جو ابھی آنے والا ہے وہ ایک ہزار سال کے برابر ہے جو خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی کو ظاہر کرتا ہے- پس سبت کا اصل مطلب خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی ہے جس میں یہودی قوم کو مکمل طور پر آرام ملیگا اور خدا کی امت خدا کے آرام میں داخل ہو گی- لیکن سبت کا یہ آرام مسیحیوں کے لئے نہیں کیونکہ وہ یہودی یا بنی اسرائیل نہیں ہیں- ان کے لئے خداوند مسیح نے آسمانی وعدے کئے ہوئے ہیں اور جن کو حاصل کرنے کیلئے وہ آسمان میں اٹھائے جائیں گے- ہمیں اس بات کا امتیاز ضرور یاد رکھنا چاہے کہ مسیحی لوگ آسمانی لوگ ہیں جن کے لئے آسمانی وعدے کئے گئے اور وہ آسمان پر اٹھائے جائیں گے- جبکہ یہودی یا بنی اسرائیلی لوگ زمینی لوگ ہیں- ان کے لئے زمینی وعدے ہیں جو زمین پر پورے ہوں گے- وہ آسمان پر نہیں

باقی صفحہ ۵۴ پر

۵

مسیح کا دن

"خداوند مسیح کا دن" ایک ایسا دن ہے جس سے بہت کم مسیحی واقف ہیں۔ کرسمس اور ایسٹر کے دنوں کو تو سب جانتے ہیں اور مناتے ہیں لیکن "مسیح کے دن" سے شاذونادر ہی کوئی مسیحی واقف ہو گا۔ یہ نام پرانے عہدنامے میں بالکل مذکور نہیں لیکن نئے عہد نامہ میں پانچ دفعہ استعمال کیا گیا ہے۔ آئیے سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ یہ کہاں کہاں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ فلپیوں ۱:۶

"اور مجھے اس بات کا بھروسہ ہے کہ جس نے تم میں نیک کام شروع کیا ہے وہ اسے یسوع مسیح کے دن تک پورا کریگا"۔ اس آیت میں پولس رسول مسیحیوں سے مخاطب ہے اور دو باتوں کا ذکر کرتا ہے۔

(ا) پہلا ذکر کسی نیک کام کا ہے جو مسیحیوں یا ایمانداروں میں شروع کیا گیا۔ نیک کام شروع کرنے والے کا نام مذکور نہیں البتہ ضمیر (PRONOUN) "جس" استعمال کیا گیا ہے جو دوسری آیت میں "خدا" کے لئے ہے۔ یعنی نیک کام شروع کرنے والا خدا ہے۔ اور جو نیک کام خدا نے انکی زندگیوں میں شروع کیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور خداوند یسوع پر ایمان لانے کی توفیق دے کر نجات کی خوشی اور پاک روح کی قوت بخشی ہے تاکہ گناہ اور شیطان پر فتح حاصل کرتے ہوئے یہ زندگی خدا کی مرضی کے مطابق گزاریں۔

(ب)۔ دوسرا ذکر کسی دن کا ہے کہ جو نیک کام خدا نے انکی زندگیوں میں شروع کیا ہے وہ ایک خاص دن تک پورا کردیگا۔ اور وہ دن "یسوع مسیح کا دن" بتایا گیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ایمانداروں کی زندگیوں میں خدا ایک نیک کام شروع کرتا ہے اور وہ نیک کام انکی ساری زندگی جاری رہتا ہے اور "یسوع مسیح کے دن" وہ نیک کام پورا اور مکمل ہو جاتا ہے۔ جو ایماندار اپنی عمر پوری کرکے خداوند مسیح میں سو گئے انہوں نے "یسوع مسیح کا دن" نہیں دیکھا پس انکی روحیں خداوند مسیح کے پاس فردوس میں رہیں گی اور "یسوع مسیح کے دن" کا انتظار کریں گی۔ جو ایماندار زندہ ہیں اور خدا کا نیک کام ان میں جاری ہے اور "یسوع مسیح کا دن" انکی

زندگی میں یعنی ان کے جیتے جی ہی آجاتا ہے تو وہ نیک کام ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس دن کے بعد جاری نہیں رہتا۔ یہاں سے ہم آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ "یسوع مسیح کا دن" کیا ہے اور اس کے بعد کیا ہوگا۔ "؟یسوع مسیح کا دن" وہ دن ہے جس دن خداوند یسوع مسیح اپنی کلیسیا کو یعنی تمام مسیحیوں کو لینے کیلئے آئیگا چاہے وہ سو گئے ہوں یا زندہ ہوں۔ اس دن کو (RAPTURE) کہتے ہیں۔ یعنی جس دن کلیسیا آسمان پر اٹھائی جائیگی۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ یہاں یہ نہیں لکھا گیا کہ وہ نیک کام مسیح کی آمد تک پورا ہوگا کیونکہ کلیسیا تو مسیح کی آمد پر زمین پر موجود ہی نہیں ہوگی۔ وہ تو آسمان پر ان مکانوں میں رہائش پذیر ہوگی جو خداوند مسیح نے انکو RAPTURE کے بعد آسمان میں دئے ہوں گے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ایماندار کی زندگی اس زمین پر خداوند مسیح کی آمد تک نہیں بلکہ کلیسیا کے اٹھائے جانے تک ہے۔ اور کلیسیا خداوند مسیح کی آمد سے پہلے اٹھائی جائے گی۔ کلیسیا کا وجود اس دنیا میں "مسیح کے دن" تک ہے اور اس کے بعد نہیں۔

۲- فلپیوں ۱:۱۰

"تاکہ عمدہ عمدہ باتوں کو پسند کر سکو اور "مسیح کے دن" تک صاف دل ہو اور ٹھوکر نہ کھاؤ"۔ یہ دوسرا حوالہ ہے جس میں "مسیح کے دن" کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس آیت میں بھی ایمانداروں کو "مسیح کے دن" تک صاف دل رہنے اور ٹھوکر نہ کھانے کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ ہر مسیحی کو عمدہ عمدہ باتیں پسند کرنے، صاف دل رہنے اور ٹھوکر نہ کھانے کی ضرورت ہے۔ لیکن کب تک؟ کیا مسیح کی آمد تک یا ہزار سالہ بادشاہی کے آخر تک، بڑے سفید تخت کی عدالت تک، نئے آسمان اور نئی زمین کے آنے تک یا نئے یروشلیم کے آنے تک؟ تو جواب ہے ان سب میں سے ایک بھی نہیں۔ کیونکہ یہ سب واقعات "مسیح کے دن" کے بعد آئیں گے اور کلیسیا اس وقت زمین پر موجود نہیں ہوگی۔ ایمانداروں کا اس زمین پر آخری دن "مسیح کا دن" ہے۔ بس ختم۔ اس کے بعد وہ آسمان پر اٹھائے جائیں گے۔ لہذا یہ آیت بھی ثابت کرتی ہے کہ کلیسیا مسیح کی آمد سے پہلے اٹھائی جائیگی اور ہمیں صرف مسیح کے دن تک صاف دل رہنے کی ضرورت ہے۔

۳- فلپیوں ۲:۱۶

"اور زندگی کا کلام پیش کرتے ہو تاکہ "مسیح کے دن" مجھے فخر ہو کہ نہ میری دوڑ دھوپ بیفائدہ ہوئی نہ میری محنت اکارت گئی" - اس آیت کو پچھلی آیت یعنی ۱۵ آیت کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہے جس میں لکھا ہے "تاکہ تم بے عیب اور بھولے ہو کر ٹیڑھے اور کجرو لوگوں میں خدا کے بے نقص فرزند بنے رہو (جن کے درمیان تم دنیا میں چراغوں کی طرح دکھائی دیتے ہو- اور زندگی کا کلام پیش کرتے ہو)-"

پولس رسول ایمانداروں کو لکھتا ہے کہ دُنیا کے لوگ جن میں تم بستے ہو ٹیڑھے اور غلط طریقوں پر چلتے ہیں لیکن تم ان کی مانند نہ بنو بلکہ تم خدا کے بے نقص فرزندوں کی طرح بے عیب اور بھولے بن کر رہو- کیونکہ تم دنیا کے لوگوں میں چراغوں کی مانند ہو اور خدا کا کلام پیش کرتے ہو- پولس رسول کہتا ہے کہ اگر تم ایسا کرتے ہو تو مجھے "مسیح کے دن" فخر ہو گا کہ میں نے جو محنت تم پر کی اور تمہیں خدا کے بے نقص فرزند بنانے کی کوشش کرتا رہا وہ بے فائدہ نہیں گئی- اس نے فلپی شہر کے مسیحیوں کو خداوند میں مضبوط بنانے کے لئے بہت محنت کی تھی- انکو تعلیم دینے میں بہت وقت لگایا تھا- ان کے لئے دعائیں کرنے میں بہت وقت لگایا تھا- ان کے ساتھ شخصی گفتگو اور رفاقت میں بڑا وقت لگایا تھا اور بہت محنت کی تھی- اس ساری محنت کا پھل اور اجر اسے کب ملنا تھا؟ پولس رسول خود ہی جواب دیتا ہے کہ "مسیح کے دن" نہ مسیح کی آمد پر، نہ ہزار سالہ بادشاہی میں- بلکہ "مسیح کے دن" یعنی اس دن جس دن ایمانداروں کو اور محنت کرنے والے خادموں کو انعامات تقسیم ہوں گے- پس "مسیح کا دن" تقسیم انعامات کا دن ہے (PRIZE DISTRIBUT ON DAY)- جس دن کلیسیا اٹھائی جائیگی اسی دن کلیسیا کو انعامات بھی تقسیم ہوں گے- "اہل دانش نور فلک کی مانند چمکیں گے اور جنکی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند ابدالآباد تک روشن رہیں گے "- (دانی ایل ۱۲:۳)- جب تقسیم انعامات کے دن پولس رسول فلپی شہر کے ایمانداروں کو انعام ملتے ہوئے دیکھیگا تو اسکو بڑا فخر ہو گا کہ نومرید مسیحی ایمانداروں کو خداوند میں مضبوط کرنے کیلئے اسکی محنت اور کوشش رائیگاں نہیں گئی- یہ ایک حقیقت ہے کہ پولس رسول نومرید مسیحیوں کو نوزائیدہ بچوں کی طرح پالتا تھا- ہر مبشر اور وفادار خادم کیلئے ایسا کرنا ضروری ہے- کیونکہ توبہ کرکے اور خداوند مسیح پر ایمان لاکر نجات پانا آسان کام ہے لیکن مسیحی زندگی میں خداوند کے کلام کے مطابق کامل رفتار کے ساتھ چلتے رہنا مشکل کام ہے- پولس رسول پختہ اور قائم رہنے والی خدمت کرتا تھا- جس کے نتیجے میں اسے خوشی اور فخر حاصل ہوتا تھا- جب ہم سب ساری کلیسیا سمیت تقسیم انعامات کے دن جمع ہوں گے تو ہم دیکھیں گے کہ پولس رسول

خود بھی بہت سے انعام واکرام سے لدا ہوا ہوگا اور یہ واقعہ "مسیح کے دن" ہوگا۔

(۴) ۲- کرنتھیوں ۱:۱۴

"چنانچہ تم میں سے کتنوں ہی نے مان بھی لیا ہے کہ ہم تمہارا فخر ہیں جس طرح ہمارے خداوند یسوع کے دن تم بھی ہمارا فخر ہوگے"۔ پولس رسول کرنتھس کے ایمانداروں کو لکھتا ہے کہ تم میں سے بعض ہم پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارا چال چلن ایسا پاکیزہ اور صاف رہا جو خدا کے لائق ہے۔ اور پولس رسول ان کو لکھتا ہے کہ وہ بھی خداوند یسوع کے دن ہمارا فخر ہوں گے۔ یہ وہی بات ہے جو پولس رسول نے فلپی شہر کے ایمانداروں کو لکھی تھی۔ اور یہ فخر اس دن عیاں ہوگا جب کلیسیا اٹھائی جائیگی اور انعامات تقسیم ہوں گے۔

(۵) ۱- کرنتھیوں ۱:۸

"جو تم کو آخر تک قائم بھی رکھیگا تاکہ تم ہمارے خداوند یسوع مسیح کے دن بے الزام ٹھہرو"۔ اس آیت میں پولس رسول ایمانداروں کو ایک اہم حقیقت سے روشناس کراتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے دن نہ صرف انعامات تقسیم ہوں گے بلکہ کچھ معائنہ اور چیکنگ کا کام بھی ہوگا جسے مقدسوں کی عدالت کہتے ہیں۔ بلکہ یہ عدالت کا کام پہلے ہوگا اور انعامات بعد میں تقسیم ہوں گے۔ اسکی تفصیل کیلئے عدالتوں کا مضمون دیکھئے۔ ایمانداروں کے کام آگ کے وسیلے سے پرکھے جائیں گے اور اجر صرف اسی کام کا ملیگا جو باقی بچ جائیگا۔ جو کام جل جائیں گے انکا کچھ اجر نہیں ہے۔ پولس رسول کی یہ خواہش ہے کہ خداوند مسیح کے دن سب مقدسین بے الزام ٹھہریں۔ کیونکہ اگر ان پر کچھ الزام ہے یا وہ کسی بات میں قائم نہیں رہے تو عدالت کے دن انکا کام ظاہر ہو جائیگا۔ مقدسوں کی یہ عدالت دوسرے لوگوں کے ساتھ نہیں ہوگی۔ جیسے غیر قوموں کی عدالت یا یہودیوں کی عدالت یا مردوں کی عدالت وغیرہ۔ مقدسوں کی عدالت کا وقت بھی سب سے پہلے ہے یعنی خداوند یسوع مسیح کے دن اور اس لئے ہمیں اس دن کی تیاری بھی کرنی چاہئے

مختصراً یہ کہ سکتے کہ (۱) کلیسیا کا وجود اس دنیا میں صرف مسیح کے دن تک ہے۔ اس کے بعد نہیں (۲) جو نیک کام خدا نے ہماری زندگی میں شروع کیا ہے وہ مسیح کے دن تک پورا کردیگا۔ (۳) مقدسوں کو صرف مسیح کے دن تک صاف دل رہنے کی ضرورت ہے۔ (۴) مقدسوں کیلئے مسیح کا دن آخری زمینی دن ہوگا۔ جبکہ باقی دنیا کے سب کام بدستور جاری

باقی صفحہ پر

۶

عیدیں

بنی اسرائیل میں عیدیں ایک نہایت اہم مقام رکھتی تھیں۔ ان کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں غور طلب ہیں۔

(۱) بنی اسرائیل کی عیدیں خداوند نے خود مقرر کی تھیں۔ اسی لئے انہیں گنتی ۲۹:۳۹ اور احبار ۲۳:۲،۳۷،۴۴ میں مقرر کردہ عیدیں کہا گیا ہے۔ گنتی ۱۵:۳ میں انہیں معین عیدیں کہا گیا ہے۔ خداوند کی مقرر کردہ عیدیں سات تھیں۔ جنکے نام یہ ہیں (۱) عید فسح (۲) عید فطیر (۳) پہلے پھلوں کی عید (۴) ہفتوں کی عید (۵) نرسنگوں کی عید (۶) کفارہ کی عید (۷) عید خیام۔ بعد میں دو اور عیدیں بنی اسرائیل نے خود شامل کر لیں جن میں سے ایک عید تجدید تھی اور دوسری عید پوریم۔

(۲) ہر عید کا نام اور تاریخ خداوند نے خود مقرر کی اور عید منانے کا طریقہ اور عید کے متعلق نذر اور قربانیوں کے قوانین بھی خداوند نے مقرر کئے۔

(۳) ہر عید کے منانے کی خاص وجہ تھی جو خداوند نے خود بیان کی اور یہ بھی کہ ہر عید کتنے دن تک منائی جائیگی۔

(۴) بعض عیدوں پر ایک مقدس اجتماع ہوتا تھا اور بعض عیدوں پر دو۔

(۵) ان عیدوں کو "خداوند کی عیدیں کہا گیا ہے۔ (خروج ۱۲:۱۴، ۱۳:۶، احبار ۲۳:۳۹ اور خداوند انہیں میری عیدیں کہتے ہیں۔ احبار ۲۳:۲

(۶) پرانے عہد نامے میں عید کا ذکر سب سے پہلے خروج ۵:۱ میں کیا گیا ہے جہاں بنی اسرائیل کو بیابان میں عید کرنے کیلئے کہا گیا ہے۔

(۷) سب عیدیں موسوی شریعت کے طور پر بنی اسرائیل کو دی گئیں لیکن دو عیدیں شریعت ملنے سے پہلے ہی منائی جا چکی تھیں یعنی عید فسح اور عید فطیر۔

(۸) ابرہام کی بلاہٹ سے لیکر بنی اسرائیل کے ملک مصر سے نکلنے کے ۴۳۰ سالوں کے عرصہ میں کوئی عید نہیں منائی جاتی تھی- کیونکہ بنی اسرائیل اسوقت بغیر شریعت کے- بغیر قربانیوں کے اور بغیر عیدوں کے زندگی گزارتے تھے-

(۹) سات میں سے تین عیدوں پر بنی اسرائیل کے تمام مردوں کو حکم تھا کہ وہ خداوند کے حضور ایک جگہ جمع ہوں اور یہ عیدیں عید فطیر- ہفتوں کی عید اور عید خیام تھیں- (خروج ۲۳:۱۴-۱۷، ۳۴:۱۸-۲۳، استثنا ۱۶:۱۶-

(۱۰) جس جگہ سب اسرائیل مردوں کو جمع ہونا تھا وہ خداوند خود چنتا تھا- (استثنا ۱۶:۱۵)

(۱۱) سب عیدیں وقت معین پر منانے اور معین طریقے سے منانے کا سخت حکم تھا- (گنتی ۹:۳)-

(۱۲)- عیدیں نہ ماننے والوں اور درست طریقے سے نہ ماننے والوں کو قوم سے کاٹ ڈالے جانے کی سزادی جاتی تھی (گنتی ۹:۱۳- خروج ۱۲:۱۵)-

(۱۳) سب عیدیں مذہبی فرائض اور مخصوص عبادت سے بھی وابستہ تھیں-

(۱۴) سب عیدیں آنے والی چیزوں کا عکس تھیں اور سب کے روحانی معنی آنے والی اصلی چیزوں میں پورے ہوتے ہیں-

(۱۵) ساتوں عیدیں دو حصوں میں منقسم ہیں (ا) پہلی چار عیدیں موسم گرما کی عیدیں ہیں (ب) آخری تین ایک ہی ماہ یعنی تشری (ستمبر- اکتوبر) میں آتی تھیں- دونوں حصوں میں چار ماہ کا وقفہ تھا جس میں کوئی عید نہیں تھی-

(۱۶) روحانی اور نبوتی نقطہ نگاہ سے پہلی چار عیدیں پوری ہو چکی ہیں- اور آخری تین عیدیں ابھی پوری ہونا باقی ہیں-

(۱۷) اگر کچھ لوگ کسی لاش کو چھونے یا کسی اور وجہ سے ناپاکی کی حالت میں ہوں اور وہ دوسروں کے ساتھ عید نہ مناسکتے ہوں تو ان کیلئے دوسرا موقع مہیا کیا گیا ہے- (گنتی ۹:۶-۱۳)

(۱۸) ہر عید میں لوگوں کو خداوند کیلئے کچھ لانا ہوتا تھا- کیونکہ لکھا ہے "کوئی میرے آگے خالی ہاتھ نہ آئے" (خروج ۲۳:۱۵)- پس ہر عید پر مقررہ نذرانہ اور ہدیہ اور قربانی کے جانور اور دیگر چیزیں جو رسم کے مطابق مقرر تھیں لوگ لیکر جاتے تھے اور خداوند کے حضور پیش کرتے تھے-

(۱۹) تمام عیدوں میں جو ہدیے اور نذرانے اور جانوروں کی قربانیاں پیش کی جاتیں وہ اپنی جگہ پر بہت اہمیت رکھتی تھیں کیونکہ لاوی اور کاہنوں کیلئے اسی طریقے سے خوراک جمع ہوتی تھی- اب ہر عید کا تفصیلی مطالعہ بمعہ روحانی اطلاق پیش کیا جاتا ہے-

(۱) عید فسح

توراتی واقعہ

عید فسح پہلے مہینے (ابیب یا نسان) کی چودہ تاریخ کو منائی جاتی تھی۔ (خروج ۲۳:۵،۱۲: ۱-۴۹، گنتی ۹:۳،۲۸:۱۶) یہ عید اس واقعہ کی یاد میں منائی جاتی تھی کہ خداوند مصریوں کو مارتے وقت بنی اسرائیل کو چھوڑ گیا۔ (خروج ۱۲:۲۷)۔ فسح کیلئے عبرانی لفظ "پسح" ہے جسکا معنی ہے "چھوڑنا یا نظرانداز کرنا)۔ فسح کیلئے انگریزی لفظ PASSOVER ہے اور اسکا مطلب ہے "اوپر سے گزرجانا۔ چھوڑجانا"۔ مصر کی دس آفتوں میں سے آخری آفت پہلوٹھوں کا مارا جانا تھا۔ خدا نے موسیٰ کے وسیلہ سے بنی اسرائیل کو پہلے ہی بتادیا تھا کہ "میں آدھی رات کو نکل کر مصر کے بیچ میں جاؤنگا۔ اور ملک مصر کے سب پہلوٹھے فرعون جو تخت پر بیٹھا ہے اسکے پہلوٹھے سے لیکر وہ لونڈی جو چکی پیستی ہے اس کے پہلوٹھے تک اور سب چوپایوں کے پہلوٹھے مرجائیں گے۔ اور سارے ملک میں ایسا بڑا ماتم ہوگا جیسا نہ کبھی پہلے ہوا اور نہ پھر کبھی ہوگا۔ لیکن اسرائیلیوں میں سے کسی پر خواہ انسان ہو خواہ حیوان ایک کتا بھی نہیں بھونکیگا تاکہ تم جان لو کہ خداوند مصریوں اور اسرائیلیوں میں کیسا فرق کرتا ہے" (خروج ۱۱:۴-۷)

خدا نے کہا کہ ہر شخص پہلے مہینے کی دسویں تاریخ کو اپنے آبائی خاندان کے مطابق گھر پیچھے ایک برہ لے جو بے عیب اور یکسالہ نر ہو (بھیڑ یا بکری)۔ تم اسے اس مہینے کی چودھویں تاریخ تک رکھ چھوڑنا اور اسرائیلیوں کے قبیلوں کی ساری جماعت شام کو اسے ذبح کرے۔ اور تھوڑا سا خون لیکر جن گھروں میں وہ اسے کھائیں اسکے دروازوں کے دونوں بازوؤں اور اوپر کی چوکھٹ پر لگادیں۔ اور وہ اس کے گوشت کو اسی رات بھون کر بے خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھائیں۔ اس میں سے کچھ بھی صبح تک باقی نہ چھوڑنا۔ اور اگر کچھ اس میں سے صبح تک باقی رہ جائے تو اسے آگ میں جلادینا۔ اور تم اسے اس طرح کھانا اپنی کمر باندھے اور اپنی جوتیاں پاؤں میں پہنے اور اپنی لاٹھی ہاتھ میں لئے ہوئے۔ تم اسے جلدی جلدی کھانا کیونکہ یہ فسح خداوند کی ہے۔ اس لئے کہ میں اس رات ملک مصر میں سے ہو کر گزرونگا اور انسان اور حیوان کے سب پہلوٹھوں کو جو ملک مصر میں ہیں ماروںگا۔ اور مصر کے سب دیوتاؤں کو بھی سزادونگا۔ میں خداوند ہوں۔ اور جن گھروں میں تم ہو ان پر وہ خون تمہاری طرف سے نشان ٹھہرےگا اور میں اس خون کو دیکھ کر تمکو چھوڑتا جاؤنگا اور جب میں مصریوں کو ماروںگا تو وبا تمہارے پاس پھٹکنے کی

بھی نہیں کہ تم کو ہلاک کرے۔ اور وہ دن تمہارے لئے ایک یادگار ہوگا اور تم اسکو خداوند کی عید کا دن سمجھ کر ماننا۔ تم اسے ہمیشہ کی رسم کرکے اس دن کو نسل در نسل عید کا دن ماننا۔ (خروج ۱۲: ۱-۱۴)

اور آدھی رات کو خداوند نے ملک مصر کے سب پہلوٹھوں کو ہلاک کر دیا۔ اور سب مصری رات ہی کو اٹھ بیٹھے اور مصر میں بڑا کہرام مچا کیونکہ ایک بھی ایسا گھر نہ تھا جس میں کوئی نہ مرا ہو۔ تب اس نے رات ہی رات میں موسیٰ اور ہارون کو بلوا کر کہا کہ تم بنی اسرائیل کو لیکر میری قوم کے لوگوں میں سے نکل جاؤ اور جیسا کہتے ہو جا کر خداوند کی عبادت کرو۔

اہم نقطہ

اس حقیقی واقعہ میں اہم مرکزی نقطہ وہ خون کا نشان ہے جو بنی اسرائیل نے باہر کے دروازوں پر لگایا تھا۔ بنی اسرائیل کے پہلوٹھے اس خون کے نشان کے وسیلہ سے بچ گئے۔ اگر وہ خون نہ لگاتے تو وہ بھی مصریوں کی طرح ہلاک ہو جاتے۔ یہ خون ایک ایسے برے کا تھا جو بے عیب بے داغ یکسالہ نر برہ تھا۔

روحانی اور نبوتی اطلاق

اس عید سے متعلق ہر چیز کسی آنے والی اصلی اور روحانی چیز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مثلاً بنی اسرائیل قوم دنیا کے گنہگار انسانوں کو ظاہر کرتی ہے۔ فرعون بادشاہ ابلیس اور شیطان کو ظاہر کرتا ہے۔ مصر کی غلامی شیطان کی غلامی کو ظاہر کرتی ہے۔ موسیٰ جس کے وسیلہ سے بنی اسرائیل چھڑائے گئے خداوند مسیح کو ظاہر کرتا ہے۔ ملک مصر اس دنیا کو اور ملک کنعان خدا کی بادشاہت کو ظاہر کرتا۔ ہے برہ جس کا خون لگانے سے بنی اسرائیل بچ گئے خداوند یسوع مسیح کو ظاہر کرتا ہے۔ فرعون کے بیگار لینے والے حاکم شیطان کے فرشتوں اور اس دنیا کے حاکموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ فرعون کی ہٹ دھرمی ابلیس کی سخت دلی اور مضبوط گرفت کو ظاہر کرتی ہے۔ جسطرح بنی اسرائیل قوم ملک مصر میں فرعون کی غلامی میں دکھ کی زندگی گزار رہی تھی تو خدا نے موسیٰ کے وسیلہ برہ کے خون کے سبب انہیں ہلاکت سے بچا کر آزاد کیا تاکہ بیابان کا سفر طے کرکے ملک کنعان میں جا بسیں۔ اسی طرح دنیا کے گنہگار انسان شیطان کی غلامی میں بری طرح گرفتار تھے لیکن خدا نے خداوند مسیح کے پاک خون کے وسیلہ سے انہیں آزاد کرنے کا انتظام کر دیا تاکہ اس دنیا کا سفر طے کرکے حقیقی آسمانی مکانوں میں جا بسیں۔ اب جو

کوئی اس برہ کے خون کو اپنے دل کے دروازہ پر لگائے گا- وہ ہلاکت سے بچ جائیگا اور جو اس خون کو اپنے اوپر نہیں لگائیگا اس کے گناہ قائم رہیں گے اور وہ آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالے جائیں گے-

جس برہ کا خون بنی اسرائیل نے استعمال کیا اسکے بارے میں لکھا ہے کہ وہ بے عیب اور بے داغ ہو- یکسالہ نر ہو- یہ خداوند مسیح کی طرف اشارہ ہے جو گناہ سے بالکل پاک، بے عیب اور بے داغ تھا جیسے کہ پطرس رسول لکھتا ہے "تمہاری خلاصی فانی یعنی سونے چاندی کے ذریعہ سے نہیں ہوئی بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برے یعنی مسیح کے بیش قیمت خون سے"- (۱-پطرس ۱-۱۸)- برہ کے بارے میں حکم تھا کہ تم اسکی کوئی ہڈی نہ توڑنا" (خروج ۱۲: ۴۶) خداوند مسیح کی صلیب پر کوئی ہڈی نہیں توڑی گئی (یوحنا ۱۹: ۳۶)-

عید فسح کا نبوتی اطلاق پورا ہو چکا ہے- خداوند یسوع مسیح جسے یوحنا خدا کا برہ کہتا ہے (یوحنا ۱: ۲۹) وہ صلیب پر جہان کے گناہ اٹھا کر اپنا خون بہا چکا ہے اور اپنی جان دے چکا ہے- اور مسیح جو ہمارا فسح کا برہ ہے بھی عین اسی دن مصلوب ہوا جس دن عید فسح تھی- عید فسح کی شام کو برہ ذبح کیا گیا- اسی رات خداوند مسیح پکڑوائے گئے اور پھر مصلوب کروائے گئے- اور چونکہ سبت کی شام شروع ہونے والی تھی اس لئے رومی سپاہیوں نے صلیب پر لٹکے ہوئے آدمیوں کی ٹانگیں توڑنا شروع کیں تاکہ جلدی مر جائیں اور صلیب سے اتارے جا سکیں- لیکن جب وہ خداوند مسیح کے پاس پہنچے تو وہ پہلے ہی جان دے چکے تھے اور اس لئے انکی کوئی ہڈی نہ توڑی گئی- اور سپاہی نے پسلی میں بھالا مار کر اس کی موت کا یقین کر لیا اور صلیب پر سے اتار لیا- پس نتیجہ یہ نکلا کہ عید فسح جس اصل چیز کی تصویر تھی وہ آ چکی ہے- اب برہ کا خون ہر گنہگار کیلئے بہایا جا چکا ہے- جو کوئی ایمان کے وسیلہ سے اس خون کو اپنے دل پر لگائیگا وہ آنے والی ہلاکت سے بچ جائیگا- اے عزیز آپ جو اس وقت یہ کتاب پڑھ رہے ہیں کیا آپ نے خداوند مسیح کے خون کو اپنے دل پر لگا لیا ہے؟ کیا آپ کے گناہ معاف ہو چکے ہیں؟ کیا آپ کو ہمیشہ کی زندگی اور نجات مل چکی ہے؟- اگر نہیں تو ابھی سچے دل سے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کریں اور خداوند مسیح پر ایمان لا کر نجات اور خوشی پائیں-

پہلوٹھے خدا کی ملکیت

خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ سب پہلوٹھوں کو یعنی جو بنی اسرائیل میں خواہ انسان ہو خواہ حیوان پہلوٹھی کے بچے ہوں انکو میرے لئے مقدس ٹھہرا کیونکہ وہ میرے ہیں- خدا نے

برہ کے خون کے نشان کے وسیلہ سے بنی اسرائیل کے پہلوٹھوں کو بچایا اور پھر انکو اپنی ملکیت قرار دیا- (خروج ۱۳:۱-۱۶)- اور حکم دیا کہ اسکی یادگار منانا اور شریعت کو ہاتھ پر ایک نشان اور پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان ٹکیوں کی مانند لگانا (خروج ۱۳:۹،۱۶)- خداوند کے پہلوٹھے لینے میں بھی ثبوت پائی جاتی ہے- کہ وہ تمام لوگ جو خداوند مسیح کے خون کے وسیلہ سے ہلاکت سے بچ جاتے ہیں وہ خداوند کی ملکیت بن جاتے ہیں- کیونکہ قیمت یعنی برہ کے خون سے خریدے گئے ہیں- پولس رسول لکھتا ہے "تم اپنے نہیں- کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو" (۱- کرنتھیوں ۶:۲۰، ۷:۲۳)- کلیسیا خداوند مسیح کے خون خریدوں کی جماعت ہے اور اسکو عبرانیوں ۱۲:۲۳ میں "پہلوٹھوں کی عام جماعت کہا گیا ہے جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں"- لہذا کلیسیا پہلوٹھوں کی عام جماعت ہونے کی وجہ سے خداوند کی ملکیت ہے- اسی لئے خداوند مسیح اسے "اپنی کلیسیا" کہتے ہیں (متی ۱۶:۱۸)- اور پطرس رسول یوں کہتا ہے "تم ایک برگزیدہ نسل- شاہی کاہنوں کا فرقہ- مقدس قوم اور ایسی امت ہو جو خدا کی خاص ملکیت ہے تاکہ اس کی خوبیاں ظاہر کرو جس نے تمہیں تاریکی سے اپنی عجیب روشنی میں بلایا ہے- پہلے تم کوئی امت نہ تھے مگر اب خدا کی امت ہو"- (۱- پطرس ۲:۹-۱۰)- خدا کا شکر ہے کہ جو کچھ اس نے بنی اسرائیل کے پہلوٹھوں کے بارے میں تصور پیش کی وہ خداوند مسیح کے خون خریدوں میں حقیقی طور پر پوری ہوتی ہے-

(۲) عید فطیر

عید فطیر پہلے مہینے (ابیب یا نسان) کی پندرھویں تاریخ یعنی عید فسح کے دوسرے دن منائی جاتی تھی- (خروج ۱۲:۱۵-۲۰، احبار ۲۳:۶-۸، گنتی ۲۸:۱۷-۲۵)- یہ عید سات دن تک یعنی ۱۴ سے ۲۱ تاریخ تک منائی جاتی- اس میں بنی اسرائیل بے خمیری روٹی استعمال کرتے تھے- پہلے ہی دن سے خمیر گھر سے بالکل باہر نکال کر پھینک دیا جاتا تھا- سات دن تک سارے ملک میں کہیں خمیر نظر نہ آتا تھا- لکھا ہے "جو کوئی کسی خمیری چیز کو کھائے وہ خواہ مسافر ہو خواہ اسکی پیدائش اسی ملک کی ہو اسرائیل کی جماعت سے کاٹ ڈالا جائیگا- " (خروج ۱۲:۱۹)- بے خمیری روٹی دکھ کو ظاہر کرتی ہے- استثنا ۱۶:۳ میں لکھا ہے تو اس کے ساتھ خمیری روٹی نہ کھانا بلکہ سات دن تک اس کے ساتھ بے خمیری روٹی جو دکھ کی روٹی ہے کھانا کیونکہ تو ملک مصر سے ہڑبڑی میں نکلا تھا- یوں تو عمر بھر اس دن کو جب تو مصر سے نکلا یاد رکھ سکیگا"- پس عید فطیر اس دکھ کو یاد دلاتی ہے جو بنی اسرائیل ملک مصر میں تحت فرعون کی

غلامی میں اٹھاتے تھے اور اس دن کو یاد دلاتی ہے جب وہ ملک مصر سے باہر نکلے تھے- لکھا ہے کہ "مصری ان لوگوں سے بضد ہونے لگے تاکہ ان لوگوں کو ملک مصر سے جلد باہر چلتا کریں کیونکہ وہ سمجھے کہ ہم سب مر جائیں گے- سو ان لوگوں نے اپنے گندھے گندھائے آٹے کو بغیر خمیر دئے لگنوں سمیت کپڑوں میں باندھ کر اپنے کندھوں پر دھر لیا"- (خروج ۱۲: ۳۳-۳۴)

عید فطیر ان تین عیدوں میں سے ایک عید تھی جن میں بنی اسرائیل کے تمام مردوں کو ایک ایسی جگہ جمع ہونا پڑتا تھا جو خداوند خود چن لے- ملک کنعان میں یہ جگہ یروشلیم کی ہیکل تھی- اور تمام ملک سے سب مرد ہیکل میں جمع ہوا کرتے تھے- (خروج ۲۳: ۱۷، ۳۴: ۲۳-۲۴) "- تیرے سب مرد سال میں تین بار خداوند خدا کے آگے جو اسرائیل کا خدا ہے حاضر ہوں- کیونکہ میں قوموں کو تیرے آگے سے نکال کر تیری سرحدوں کو بڑھا دونگا اور جب سال میں تین بار تو خداوند اپنے خدا کے آگے حاضر ہوگا تو کوئی شخص تیری زمین کا لالچ نہ کریگا"- سو بنی اسرائیل کے مردوں کو خداوند کے سامنے حاضر ہونے کے حکم کے ساتھ خدا کا سہ پہلو وعدہ بھی تھا- پہلی بات قوموں کو تیرے آگے سے نکال دونگا- دوسری بات تیری سرحدوں کو بڑھا دونگا- اور تیسری بات کوئی شخص انکی غیر حاضری میں انکی زمین کا لالچ اور قبضہ نہیں کریگا کیونکہ خدا انکی حفاظت کریگا- اس عید پر "مقدس اجتماع بھی ہوتے تھے- ایک پندرہ تاریخ کو اور دوسرا اکیس تاریخ کو- ان دونوں دنوں میں انہیں کوئی خادمانہ کام کرنے کی اجازت نہ تھی (گنتی ۲۸: ۱۷-۲۵)- بلکہ آتشین قربانی- نذر کی قربانی اور خطا کی قربانی اور تپاون کیلئے روزانہ جو کچھ مقرر تھا وہ چڑھائیں- اس اجتماع میں بنی اسرائیل کے تمام قبیلوں کے لوگ یروشلیم میں خداوند کے سامنے حاضر ہونے کیلئے آتے تھے اس لئے انہیں آپس میں ایک دوسرے کو ملنے اور دوسرے قبیلوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا کافی موقع مل جاتا تھا- اسے ہم سالانہ کنونیشن بھی کہہ سکتے ہیں- جس میں نہ صرف سوشل میل جول ہو جاتا ہے بلکہ خداوند کی عبادت بھی ملکر اکٹھی ہوتی ہے-

روحانی اور نبوتی اطلاق

اس عید کی سب سے اہم چیز بے خمیری روٹی ہے- جسکی سات دن تک سختی سے پابندی کی جاتی ہے- یعنی تازہ گندھے ہوئے آٹے کا استعمال کرنا- گندم یا جو کا آٹا یاد دلاتا ہے کہ پہلے گندم یا جو کے دانے زمین میں دبائے جاتے ہیں جو اگ کر فصل پیدا کرتے ہیں اور پھر گھروں میں غلہ جمع ہوتا ہے- یہ غلہ اور اناج جمع نہیں ہوسکتا اگر دانے زمین میں گر کر مر نہیں

جاتے- فصل پیدا ہونے کے لئے ان دانوں کا مرنا اور زمین میں دبے رہنا ضروری ہے- خداوند مسیح نے فرمایا "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے"- (یوحنا ۱۲:۲۴)- خداوند کا یہ بیان نہ صرف ایک زراعتی اصول کی تشریح تھی بلکہ خداوند مسیح کی خود اپنے بارے میں پیشینگوئی تھی- کہ جب تک میں مروں گا نہیں اسوقت تک پھل اور فصل یعنی نجات یافتہ اور راستباز لوگ پیدا نہیں ہوسکتے- خداوند مسیح عید فسح کے روز ہمارا فسح بن گئے اور صلیب پر قربان ہوگئے- اگلے ہی روز عید فطیر شروع ہو جاتی ہے- اگلے ہی روز خداوند مسیح دفن کئے گئے- پس عید فطیر خداوند مسیح کے مرنے اور دفن ہونے کو پیش کرتی ہے- لکھا ہے "ان باتوں کے بعد ارمتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا پلاطس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے- پلاطس نے اجازت دی- پس وہ آکر اسکی لاش لے گیا- اور نیکدیمس بھی آیا جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا- اور پچاس سیر کے قریب مر اور عود ملا ہوا لایا- پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا جس طرح کہ یہودیوں میں دفن کرنے کا دستور ہے- اور جس جگہ وہ مصلوب ہوا وہاں ایک باغ تھا اور اس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا- انہوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو وہیں رکھ دیا کیونکہ یہ قبر نزدیک تھی"- (یوحنا ۱۹:۳۸-۴۲)- خداوند مسیح کے دفن کرنے کا سارا واقعہ عید فطیر کے دن ہوا جسطرح انکا مصلوب ہونا عید فسح کے دن ہوا- تا کہ ان دونوں عیدوں میں جو نبوتی پہلو ہے وہ خداوند مسیح میں پورا ہو-

(۳) پہلے پھلوں کی عید

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا- بنی اسرائیل سے کہہ جب تم اس ملک میں جو میں تم کو دیتا ہوں داخل ہو جاؤ اور اسکی فصل کاٹو تو تم اپنی فصل کے پہلے پھلوں کا ایک پولا کاہن کے پاس لانا- اور وہ اسے خداوند کے حضور ہلائے تا کہ وہ تمہاری طرف سے قبول ہو- اور کاہن اسے سبت کے دوسرے دن صبح کو ہلائے" (احبار ۲۳:۹-۱۴)- بنی اسرائیل کی تیسری عید پہلے پھلوں کی عید کہلاتی ہے- عید فطیر کے دنوں میں جو کی فصل کٹائی کے لئے تیار ہو جاتی ہے اسی لئے عید فطیر کے بعد اکثر لوگ جو کی کٹائی شروع کر دیتے ہیں- لہذا فصل کی کٹائی کے شروع میں پہلا پولا خداوند کے حضور لاؤ- اور اس پہلے پولے کو کاہن خداوند کے حضور رکھے- اور پھر سبت کے دوسرے دن صبح کو خداوند کے حضور ہلائے- لکھا ہے کہ "جب تک تم اپنے خدا

کے لئے یہ چڑھاوا نہ لے آؤ اس دن تک نئی فصل کی روٹی یا بھنا ہوا اناج یا ہری بالیں ہر گز نہ کھانا۔ تمہاری سب سکونت گاہوں میں پشت در پشت ہمیشہ یہ آئین رہیگا"۔ "جس دن تم پولے کو ہلاؤ اسی دن ایک نر بے عیب یکسالہ برہ سوختنی قربانی کے طور پر خداوند کے حضور گزراننا۔ اور اس کے ساتھ نذر کی قربانی اور تپاون لیکر آنا"۔ اس عید کے ساتھ کوئی مقدس اجتماع نہیں ہوتا تھا اور نہ اسرائیلی مرد ہیکل میں خداوند کے حضور جمع ہوتے تھے۔

روحانی اور نبوتی اطلاق

یہ عید پہلے پھلوں کی عید ہے۔ نئے عہد نامے میں پہلا پھل مردوں میں سے جی اٹھنے والے کو کہا گیا ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے "کہ فی الواقع مسیح مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں ان میں پہلا پھل ہوا۔ کیونکہ جب آدمی کے سبب سے موت آئی تو آدمی ہی کے سبب سے مردوں کی قیامت بھی آئی۔ اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں۔ ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ پہلا پھل مسیح۔ پھر مسیح کے آنے پر اس کے لوگ"۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۰-۲۳) پولس رسول اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ خداوند مسیح کو دکھ اٹھانا اور مرنا ضرور تھا کیونکہ یہ خدا کا انتظام تھا۔ لیکن سب سے پہلے وہی مردوں میں سے زندہ ہوا (اعمال ۲۶: ۲۳)۔

خداوند مسیح کے زندہ ہونے کا واقعہ اس طرح پر ہے کہ ہفتہ کے پہلے دن چند عورتیں صبح سویرے ہی ان خوشبودار چیزوں کو جو تیار کی تھیں لیکر قبر پر آئیں اور پتھر کو قبر پر سے لڑھکا ہوا پایا مگر اندر جا کر خداوند یسوع کی لاش نہ پائی۔ اور ایسا ہوا کہ جب وہ اس بات سے حیران تھیں تو دیکھو دو شخص براق پوشاک پہنے انکے پاس آکھڑے ہوئے۔ جب وہ ڈر گئیں اور اپنے سر زمین پر جھکائے تو انہوں نے ان سے کہا کہ زندہ کو مردوں میں کیوں ڈھونڈتی ہو؟ وہ یہاں نہیں بلکہ جی اٹھا ہے۔ یاد کرو جب وہ گلیل میں تھا تو اس نے تم سے کہا تھا کہ ضرور ہے کہ ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جائے اور مصلوب ہو اور تیسرے دن جی اٹھے"۔ (لوقا ۲۴: ۱-۷)۔ خداوند مسیح اپنے کہنے کے مطابق مردوں میں سے زندہ ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا تھا "میں اپنی جان دیتا ہوں تا کہ اسے پھر لے لوں۔ کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اسے پھر لینے کا بھی اختیار ہے" (یوحنا ۱۰: ۱۷-۱۸)۔ خداوند نے اپنے مصلوب ہونے اور مرنے اور زندہ ہونے کے بارے میں بہت دفعہ پہلے اپنی خدمت اور تعلیم کے دوران صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میں

تیسرے دن زندہ ہو جاؤنگا- دیکھیں (متی ۱۶:۲۱، ۱۷:۲۳، ۲۰:۱۸-۱۹، مرقس ۱۰:۳۳-۳۴، لوقا ۱۸:۳۱-۳۳)-

کیا خداوند مسیح سب سے پہلے شخص تھے جو مردوں میں سے زندہ ہوئے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ پرانے عہد نامے میں ایلیاہ نبی نے صارپت کی بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا (۱-سلاطین ۱۷:۲۲)- الیشع نبی نے ایک لڑکے کو زندہ کیا (۲-سلاطین ۴:۳۶)- ایک مردہ شخص کو دفن کرنے گئے تو وہ الیشع نبی کی ہڈیوں سے ٹکراتے ہی جی اٹھا (۲-سلاطین ۱۳:۲۱)- خداوند مسیح نے یائیرس کی بیٹی کو زندہ کیا (متی ۹:۲۵)- نائین شہر کی بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا (لوقا ۷:۱۵) اور بیت عنیاہ کے چار دن کے مردہ لعزر کو زندہ کیا- (یوحنا ۱۱:۴۴)- یہ سب مردے خداوند مسیح سے پہلے زندہ ہوئے پھر یہ کس طرح سے کہا جا سکتا ہے کہ خداوند مسیح پہلا پھل تھا اور جو سو گئے ان میں سے جی اٹھنے والوں میں اول؟- بیشک یہ سب مردے خداوند مسیح سے پہلے مردوں میں سے جی اٹھے لیکن وہ سب اپنے انہی خاکی اور فانی بدنوں میں زندہ ہوئے جن جسموں میں وہ مرے تھے- خداوند مسیح کا جسم مرنے سے پہلے عام انسانوں کی طرح کا جسم تھا یعنی خاکی اور فانی- لیکن جی اٹھنے کے بعد انکا جسم ایسا نہیں تھا بلکہ وہ جلالی- روحانی اور آسمانی اور غیر فانی جسم تھا- اس لحاظ سے خداوند مسیح سب جی اٹھنے والوں میں پہلے تھے کیونکہ اس طرح کوئی مردہ زندہ نہیں ہوا جسطرح خداوند مسیح زندہ ہوئے-

نہ صرف خداوند مسیح روحانی اور آسمانی جسم میں زندہ ہوئے بلکہ لکھا ہے کہ خداوند مسیح کے آنے پر لاکھوں اور کروڑوں انسان اسی طرح روحانی آسمانی جسموں میں زندہ ہو جائیں گے جسطرح خداوند مسیح خود زندہ ہوئے- پولس رسول اسے "اپنی اپنی باری پر" کہتا ہے- پہلا پھل مسیح اور پھر مسیح کے آنے پر اس کے لوگ- خداوند مسیح کے خون سے دھلے ہوئے سب لوگ جو گزشتہ صدیوں میں مر گئے وہ خداوند مسیح کے آنے پر جی اٹھیں گے- لکھا ہے "کہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئیگا- اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے"- (۱- تھس ۴:۱۶)- ہم مسیحیوں کے پاس ایک ایسی زندہ اور آسمانی امید ہے جو اور کسی کے پاس نہیں- خداوند مسیح کے آنے پر جی اٹھنے کی امید اور ان سے منہ در منہ ملنے کی امید اور پھر ان کے ساتھ آسمان پر جانے کی امید اور آسمان میں خدا باپ کو دیکھنے کی امید اور ان آسمانی مکانوں میں رہنے کی امید جو خداوند مسیح نے پہلے سے ہمارے رہنے کیلئے تیار کئے ہیں-

پس پہلے پھلوں کی عید خداوند مسیح کے جی اٹھنے کی نبوت کرتی ہے جو عین وقت پر

پوری ہوئی - اب ہم دیکھیں گے کہ کسطرح ؟

شریعت میں حکم تھا کہ فصل کا پہلا پولا کاہن کے پاس لایا جائے - وہ اسے اسی وقت خداوند کے حضور نہیں ہلاتا تھا بلکہ وہاں رکھ دیتا تھا - اور سبت کے بعد دوسرے دن صبح خداوند کے حضور ہلایا جاتا تھا - خداوند مسیح بھی سبت کے بعد دوسرے دن صبح کے وقت جی اٹھے - اس طرح پولا ہلانے کی نبوت خداوند مسیح کے جی اٹھنے کے ساتھ پوری پوری مطابقت رکھتی ہے - اور نہ صرف یہ بلکہ جسطرح اس پولے کے بعد فصل میں اور بھی بہت سے پولے جمع کئے جاتے تھے اسی طرح "پہلا پھل مسیح" کے بعد بہت سے پولے یعنی مقدس لوگ بھی اسی طرح اپنی باری پر جمع کئے جائیں گے -

(۴) ہفتوں کی عید یا عید پینتیکست

یہ عید فصل کا پہلا پولا خداوند کے حضور ہلانے کے پورے پچاس دن بعد آتی تھی - اسی لئے اسے پنتیکوست کی عید کہتے ہیں - پنتیکی کا مطلب پچاس ہوتا ہے - احبار ۲۳: ۱۵ - ۱۶ میں لکھا ہے "اور تم سبت کے دوسرے دن سے جس دن ہلانے کی قربانی کے لئے پولا لاؤ گے گننا شروع کرنا جب تک سات سبت پورے نہ ہو جائیں - اور ساتویں سبت کے دوسرے دن تک پچاس دن گن لینا - تب تم خداوند کے لئے نذر کی نئی قربانی گزراننا" - کیونکہ اس عید کا دن مقرر کرنے کے لئے سات سبت گننے پڑتے تھے اس لئے اسے ہفتوں کی عید بھی کہتے تھے (خروج ۳۴: ۲۲ -) اور چونکہ اس عید سے پہلے فصل کی کٹائی بھی ہوتی تھی اس لئے اسے فصل کی کٹائی کی عید بھی کہتے تھے - خروج ۲۳: ۱۶ - تیسری عید کی طرح یہ عید بھی سبت کے دوسرے دن منائی جاتی تھی اور خداوند کے لئے نذر کی نئی قربانی گزرانی جاتی تھی - تیسری اور چوتھی عیدیں چونکہ فصل کی کٹائی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اس لئے یہ عیدیں بیابان کے سفر میں چالیس سال تک نہیں منائی گئیں بلکہ جب بنی اسرائیل ملک کنعان میں پہنچ کر آباد ہو گئے اور فصل بونے اور کاٹنے لگے تو پھر ان عیدوں کو شروع کیا گیا -

اس عید پر میدہ کی دو روٹیاں خداوند کے حضور ہلانے کی قربانی کیلئے پیش کی جاتی تھیں - ان دونوں روٹیوں میں خمیر ڈالا جاتا تھا - احبار ۲۳: ۱۷ میں لکھا ہے کہ "وہ خمیر کے ساتھ پکائی جائیں تاکہ خداوند کے لئے پہلے پھل ٹھہریں" - اور ان روٹیوں کے ساتھ سات یکسالہ بے عیب برے - ایک بچھڑا اور دو مینڈھے نذر کی قربانی کیلئے - ایک بکرا خطا کی قربانی کیلئے اور دو یکسالہ نر برے سلامتی کی قربانی کیلئے چڑھائے - اور جس دن یہ قربانیاں چڑھائی جائیں اسی دن مقدس مجمع

ہو- جس میں کوئی خادمانہ کام نہ کیا جائے- اسی عید میں. بنی اسرائیل کے تمام مرد یروشلیم میں ہیکل میں جمع ہوں-

روحانی اطلاق (۱)

بنی اسرائیل جب ملک مصر سے نکلے تو رعمسیس سے روانہ ہو کر کوہ سینا کے سامنے تیسرے مہینے (سیوان) کی تیسری تاریخ کو پہنچے- (گنتی ۳۳:۳، خروج ۱:۱۹)- اردو بائبل میں یوں لکھا ہے "اور بنی اسرائیل کو جس دن ملک مصر سے نکلے تین مہینے ہوئے اسی دن وہ سینا کے بیابان میں آئے"- یہاں تین کی بجائے تیسرا مہینہ پڑھنا چاہیے- یعنی تیسرا مہینہ اور اسی دن سے مراد سیوان کی تین تاریخ- وہاں خروج ۱۱:۱۹ کے مطابق موسیٰ نے انہیں بتایا کہ تیسرے دن خدا کوہ سینا پر اترے گا- پس ٦ سیوان کو خدا کوہ سینا پر اترا- لہذا پندرہ نسان سے ٦ سیوان تک پورے پچاس دن بنتے ہیں- پس یہ عید جو ۱۵ نسان کے ۵۰ دن بعد آتی تھی اس دن خدا کے کوہ سینا پر اترنے اور دس احکام ملنے کی یادگار میں منائی جاتی ہے- یہ نہ صرف تورا (دس احکام) کے ملنے بلکہ خدا اور بنی اسرائیل کی پہلی ملاقات کا دن بھی تھا- (خروج ۱۷:۱۹)

جسطرح بنی اسرائیل سینا کے بیابان میں خدا سے ملاقات کرنے کیلئے ٹھہرے ہوئے تھے اسی طرح خداوند مسیح کے شاگرد روح القدس کی قوت کیلئے ٹھہرے ہوئے تھے- انہیں کہا گیا تھا کہ جب تک عالم بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے اس شہر میں ٹھہرے رہو"- (لوقا ۴۹:۲۴)- پس شاگردوں کو اس نئی قوت سے ملاقات کرنا ضروری تھا- اور خدا کے مقررہ نظام کے مطابق اس کے لئے بھی وہی وقت مقرر کیا گیا جو عید پینتی کوست کا تھا- بیابان میں خدا یہوواہ بنی اسرائیل پر ظاہر ہوا اور ۱۴۹۱ برس بعد خدا پاک روح ظاہر ہوا- دونوں موقعوں پر آگ کے شعلے ظاہر ہوئے- پہاڑ اور مکان ہل گئے- آندھی اور سناٹے کا شور ہوا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاک روح کے نزول کا واقعہ بھی کلیسیا کی ترقی اور حفاظت اور راہنمائی کیلئے اتنا ہی ضروری تھا جتنا بیابان کی کلیسیا کیلئے بیابان میں خداوند کا ساتھ ہونا- بیابان کی کلیسیا ایک تصویر اور عکس تھی- خداوند مسیح کی کلیسیا اصل چیز تھی- اسی لئے خدا کی حضوری یعنی شکینہ جلال بنی اسرائیل کے گناہ اور بدی کی وجہ سے جاتا رہا لیکن خدا پاک روح دو ہزار سال سے بدستور اب تک کلیسیا میں سکونت پذیر ہے اور کلیسیا کے روحانی سفر میں مدد کر کے کلیسیا کو خداوند مسیح کیلئے تیار کر رہا ہے-

روحانی اور نبوتی اطلاق (۲)

اس عید میں نذر کی نئی قربانی مقرر کی گئی کہ دو خمیری روٹیوں کو خداوند کے سامنے ہلایا جائے۔ اور لکھا ہے "تاکہ خداوند کیلئے پہلے پھل ہوں"۔ (احبار ۲۳:۱۷) ہم نے تیسری عید یعنی پہلے پھلوں کی عید میں دیکھا کہ فصل کی کٹائی کا پہلا پولا یعنی نہ صرف پہلا بلکہ صرف ایک پولا خداوند کے حضور ہلایا گیا۔ اور وہ خداوند مسیح کے مردوں میں سے جی اٹھنے کو پیش کرتا ہے۔ اس چوتھی عید میں دو خمیری روٹیاں خداوند کے سامنے ہلانے کی قربانی کے طور پر پیش کی گئیں اور اگرچہ یہاں پولے پیش نہیں کئے گئے پھر بھی انہیں پہلے پھل کہا گیا ہے۔ دو خمیری روٹیوں کو پہلے پھل کہا گیا ہے۔

دو خمیری روٹیاں دو قسم کے گروہ کو ظاہر کرتی ہیں یعنی یہودی اور غیر اقوام کے لوگ۔ روٹیوں کا خمیر گناہ کو ظاہر کرتا ہے کہ ان میں گناہ ہے۔ تمام بنی نوع انسان گنہگار ہیں چاہے یہودی ہوں یا غیر اقوام کے لوگ۔ دنیاوی طور پر یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے نفرت کرتے اور کوئی لین دین نہیں کرتے۔ نہ یہودی غیر اقوام سے کسی قسم کا برتاؤ کرتے اور نہ غیر اقوام یہودیوں سے کرنا چاہتے ہیں۔ جب خدا کے پاک روح نے پطرس کو کرنیلیس کے گھر بھیجا تو وہاں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے یہ کہا "تم جانتے ہو کہ یہودی کو غیر قوم والے سے صحبت رکھنا یا اس کے ہاں جانا ناجائز ہے مگر خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ میں کسی آدمی کو نجس یا ناپاک نہ کہوں"۔ (اعمال ۱۰:۲۸)۔ ایک اور واقعہ سے بھی یہودیوں کی نفرت عیاں ہوتی ہے جب خداوند مسیح سامریہ کے ایک کنوئیں پر بیٹھے تھے اور ایک سامری عورت پانی بھرنے آئی اور خداوند مسیح نے اس سے کہا کہ مجھے پانی پلا تو اس عورت نے جواب دیا" تو یہودی ہو کر مجھ سامری عورت سے پانی کیوں مانگتا ہے؟ (کیونکہ یہودی سامریوں سے کسی طرح کا برتاؤ نہیں رکھتے) یوحنا ۴:۹۔ اس عید پر دونوں خمیری روٹیوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر یعنی ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر رکھا گیا اور پھر کاہن نے انہیں خداوند کے حضور ہلایا۔ یہ کام یروشلیم میں عید پینتی کوست کے دن ہوا۔ یعنی خدا کا پاک روح پہلی بار نازل ہوا۔ اعمال ۲:۱-۴ میں لکھا ہے جب عید پینتی کوست کا دن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے۔ اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا اور انہیں آگ کے شعلے کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور ان میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں۔ اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح

روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی۔

یہی پاک روح پھر کرنیلیس کے گھر میں رومی لوگوں پر نازل ہوا جن سے یہودی لوگ نفرت کرتے تھے (اعمال ۱۰: ۴۴-۴۸)۔ لکھا ہے پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ روح القدس ان سب پر نازل ہوا جو کلام سن رہے تھے۔ اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایماندار آئے تھے وہ سب حیران ہوئے کہ غیر قوموں پر بھی روح القدس کی بخشش جاری ہوئی۔ کیونکہ انہیں طرح طرح کی زبانیں بولتے اور خدا کی تمجید کرتے سنا۔ پطرس نے جواب دیا۔ کیا کوئی پانی سے روک سکتا ہے کہ یہ بپتسمہ نہ پائیں جنہوں نے ہماری طرح روح القدس پایا۔ اور اس نے حکم دیا کہ انہیں یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیا جائے"۔ ان آیات میں ہم روح القدس کا ایک عجیب کام دیکھتے ہیں کہ وہی پاک روح جو یہودی مسیحیوں کو یروشلیم میں عید پینتی کوست کے دن ملا وہی پاک روح اب رومی لوگوں کو بھی مل گیا۔ پاک روح نے کوئی امتیاز نہیں رکھا کہ وہ یہودی تھے اور یہ غیر قوم رومی لوگ ہیں۔ پاک روح کے اس کام سے شاگرد اور دوسرے یہودی ایماندار حیران ہیں کہ خدا نے رومی لوگوں کو بھی وہی پاک روح دیا حالانکہ وہ نامختون اور بت پرست تھے۔ لیکن جب وہ خداوند مسیح پر ایمان لے آئے تو پھر ان میں کچھ فرق نہ رہا بلکہ خدا نے پاک روح کے وسیلہ یہودیوں کو رومیوں کے ساتھ اسطرح جوڑ دیا کہ اب وہ ایک دوسرے کو پیار کرتے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھاتے پیتے اور اکٹھے عبادت کرنے لگ گئے۔ یہ ایک بہت بڑا کام تھا جو پاک روح نے کیا کہ یہودی مسیحیوں کے دلوں میں سے غیر اقوام کیلئے نفرت دور کردی اور ان سے ملاپ کرا کر دونوں کو ایک کردیا۔ اسی لئے پولس رسول لکھتا ہے "دونوں سے اپنے آپ میں ایک نیا انسان پیدا کرکے صلح کرادی۔ اور صلیب پر دشمنی کو مٹا کر اور اس کے سبب سے دونوں کو ایک تن بنا کر خدا سے ملائے۔ اور اس نے آکر تمہیں جو دور تھے اور انہیں جو نزدیک تھے دونوں کو صلح کی خوشخبری دی۔ کیونکہ اسی کے وسیلہ سے ہم دونوں کی ایک ہی روح میں باپ کے پاس رسائی ہوتی ہے"۔ (افسیوں ۲: ۱۶-۱۸) اور کرنتھس کے یونانی ایمانداروں کو بھی وہ یہی بات لکھتا ہے کہ "کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی۔ خواہ غلام خواہ آزاد۔ ایک ہی روح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی روح پلایا گیا"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۱۳)۔ پس ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ عید پینتی کوست کے دن جب یہودی دو خمیری روٹیوں کو خداوند کے حضور ہلانے کی قربانی کے طور پر پیش کر رہے تھے اسوقت خدا اصلی چیز بھی یروشلیم میں پیش کر رہا تھا یعنی پاک روح کا نزول جس سے دو گروہ یعنی یہودی اور غیر اقوام دونوں ایک بدن بن گئے۔

اس کے ساتھ نذر کی قربانی اور خطا کی قربانی اور نئے چاند کی قربانیاں بھی چڑھائی جاتی تھیں۔
دو اہم واقعات اسی عید کی برسی پر واقع ہوئے ہیں اور توقع ہے کہ ایک واقعہ اسی عید کی برسی پر مستقبل میں وقوع پذیر ہوگا۔

۱- پہلا واقعہ

جب شاہ فارس خورس نے ۵۳۶ ق م میں یہ اعلان جاری کیا کہ یہودی ہیکل کی تعمیر کیلئے یروشلیم کو واپس جاسکتے ہیں تو تقریباً بیالیس ہزار لوگ یروشلیم کے گردو انواح کے شہروں میں بس گئے۔ اسوقت ان کے راہنماؤں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ خداوند خدا کیلئے ایک قربانگاہ بنائی (عزرا ۳: ۱-۶)۔ اور ہیکل کی تعمیر سے پہلے ہی کاہنوں نے یکم تشری کو سوختنی قربانیاں گزارنی شروع کر دیں۔ یہ کام سردار کاہن یشوع نے کیا جسکو یونانی میں JESUS یعنی یسوع کہتے ہیں۔ پس یشوع کو خداوند مسیح سے جو ہمارا سردار کاہن ہے تشبیہ دی گئی ہے۔
(ب) پھر ہم دیکھتے ہیں کہ عزرا کے دنوں میں یروشلیم کی دیوار مکمل ہونے سے پہلے ہیکل کی مرمت ختم ہو گئی اور عزرا کاہن نے یکم تشری کو سب کے سامنے توریت پڑھی۔ (نحمیاہ ۸: ۲-۳) "اور ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ کو عزرا کاہن توریت کو جماعت کے یعنی مردوں اور عورتوں اور ان سب کے سامنے لے آیا جو سن کر سمجھ سکتے تھے۔ اور وہ اس میں سے پانی پھاٹک کے سامنے کے میدان میں صبح سے دوپہر تک مردوں اور عورتوں اور سبھوں کے آگے جو سمجھ سکتے تھے پڑھتا رہا اور سب لوگ شریعت کی کتاب پر کان لگائے رہے"۔ پس نرسنگوں کی عید کے دن بنی اسرائیل نے خدا کے عہد کو ایک دفعہ پھر قبول کر کے ایک نئے آغاز کی بنیاد ڈالی۔

روحانی اور نبوتی اطلاق

اس عید کی اہم مرکزی چیز نرسنگوں کا بجایا جانا ہے۔ یہاں پر دو ایسے واقعات بیان کئے جاتے ہیں جنکا تعلق نرسنگوں سے ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ دو واقعات بھی اسی روز وقوع پذیر ہوں جس روز یہودیوں کی نرسنگوں کی عید ہو یا راش ہاشنا ہوگا۔

(ا) خداوند کا روز عظیم

یوایل نبی خداوند کے روز عظیم اور ہرمجدان کی لڑائی کو نرسنگوں کی عید کے دن سے ملاتا ہے- یوایل ۲:۱-۲ میں لکھا ہے "صیون میں نرسنگا پھونکو- میرے کوہ مقدس پر سانس باندھ کر زور سے پھونکو- ملک کے تمام باشندے تھر تھرائیں کیونکہ خداوند کا روز چلا آتا ہے بلکہ آپہنچا ہے"- ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ "خداوند کا دن" اور "ہر مجدان کی لڑائی" "راش ہاشنا" یعنی نرسنگوں کی عید کے روز وقوع پذیر ہوگا- دانی ایل ۹:۲۷ اور مکاشفہ ۱۲:۶ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بڑی مصیبت کا شروع اس وقت ہوگا جب مخالف مسیح نئی تعمیر شدہ ہیکل کو ناپاک کریگا اور اسکا آخر اسوقت ہوگا جب ہرمجدان کی لڑائی پر خداوند مسیح کی دوسری آمد پر مخالف مسیح تباہ کیا جائیگا- یہ ممکن ہے کہ اسرائیل کو دھوکہ دینے کی کسی کوشش کے نتیجے میں مخالف مسیح ہیکل میں داخل ہو اور وہ مارا جائے اور پھر شیطان اسے فسح کے روز زندہ کردے تاکہ پیشنگوئیوں کو پورا کرسکے (مکاشفہ ۱۳:۲-۸، ۱۴) کیونکہ فسح کے روز سے لیکر نرسنگوں کی عید تک پورے ۱۲۶۰ دن بنتے ہیں یعنی ساڑھے تین سال-

(ب) اس عید پر آخری نرسنگا بڑے زور سے لمبا سانس کھینچ کر بجایا جاتا ہے اور اس بات کی یادگار ہے کہ خدا نے کوہ سینا سے واپس آسمان کی طرف صعود فرمایا (زبور ۴۷:۵)- پس یہ خدا کا نرسنگا جسے پچھلا یا آخری نرسنگا کہتے ہیں کلیسیا کے اٹھائے جانے کے ساتھ بھی جوڑا جا سکتا ہے- (۱- تھس ۴:۱۶-۱۷ اور ۱- کر ۱۵:۵۲) "- پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا- کیونکہ نرسنگا پھونکا جائیگا اور مردے غیرفانی حالت میں اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے"- سب علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حوالہ کلیسیا کے اوپر اٹھائے جانے سے تعلق رکھتا ہے- اگر ایسا ہی ہے تو پھر کلیسیا "راش ہاشنا" یعنی یہودیوں کے نئے سال کے دن یکم تشری کو اٹھائی جائیگی-

(ج) پاک روح کا اٹھایا جانا

چوتھی عید یعنی پینتی کوست کی عید میں ہم نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کے ملک مصر سے نکلنے کے پورے پچاس دن بعد خدا کوہ سینا پر اترا کہ بنی اسرائیل کو دس احکام دے اور نئے عہد نامے میں ہم نے دیکھا کہ اس عید کا روحانی اطلاق پاک روح کے نازل ہونے میں ہوا- اب پانچویں عید میں اگر خدا کوہ سینا سے واپس آسمان کی طرف صعود فرماتا ہے تو اسکا روحانی اطلاق یہ ہوسکتا ہے کہ اسی روز پاک روح بھی اس دنیا پر سے اوپر اٹھایا جائیگا- پہلے ہم نے دیکھا کہ اسی روز کلیسیا بھی اٹھائی جا سکتی ہے- اگر کلیسیا زمین پر سے اٹھالی جائے تو پاک روح کے رہنے کی اور کوئی جگہ نہیں- کیونکہ لکھا ہے "کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور خدا کا روح تم میں بسا

یہ پاک روح جو اعمال دو باب میں یہودیوں پر نازل ہوا وہی اعمال دس باب میں رومیوں پر نازل ہوا اور اسی طرح اعمال آٹھ باب میں سامریوں پر بھی نازل ہوا- اور پھر اعمال انیس باب

میں یونانیوں پر نازل ہوا- یہ مختلف وقتوں پر یہودیوں یونانیوں رومیوں اور سامریوں پر الگ الگ پاک روح اس لئے نازل ہوا کہ مسیح میں سب برابر ہو جائیں اور کوئی اپنے آپ کو بڑا یا چھوٹا نہ سمجھے بلکہ سب اپنے آپکو ایک ہی بدن کے اعضا سمجھیں- لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ چوتھی عید جس اصلی چیز کی تصویر تھی وہ اصل چیز عین اسی دن نازل ہو گئی جس دن وہ تصویر یا عکس خداوند کے سامنے پیش کی جارہی تھی-

(۵) نرسنگوں کی عید

چوتھی عید کے بعد چار ماہ کیلئے کوئی عید مقرر نہیں کی گئی- اس عرصے میں بنی اسرائیل فصلوں کی کٹائی کر کے اناج اور غلہ اپنے اپنے کھتوں میں جمع کر لیتے تھے- اس کے علاوہ گرمیوں میں انگور کی فصل کی دیکھ بھال کی ضرورت کے پیش نظر کام کرنے کا وقت دیا گیا تھا- اس طرح ساتویں مہینے تک یہ سارا کام تقریباً ختم ہو جاتا تھا اور اس ساتویں مہینے میں جو تشری کا مہینہ تھا (یعنی ستمبر اکتوبر) خدا نے تین عیدیں مقرر کیں- ایک یکم تاریخ کو- دوسری دس تاریخ کو اور تیسری پندرھویں تاریخ کو- اسطرح آخری تین عیدیں ایک ہی ماہ میں آتی تھیں-

پانچویں عید نرسنگوں کی عید کہلاتی ہے اور ماہ تشری کی پہلی تاریخ کو منائی جاتی ہے- اس دن صبح سے شام تک نرسنگے بجائے جاتے ہیں- یہ نرسنگے چھٹے ماہ کے پورے دنوں میں ہر روز بجائے جاتے تھے- اور آخری نرسنگا ساتویں ماہ کی پہلی تاریخ کو بجایا جاتا- اور اسی دن عید کی عبادت سے پہلے تیس نرسنگے بجائے جاتے اور عبادت کے دوران ساٹھ نرسنگے بجائے جاتے، تھے- بعض نرسنگے لمبے سانس کھینچ کر بجائے جاتے بعض چھوٹے سانس کے ساتھ- بعض نرسنگے آہستہ بجائے جاتے بعض زور کے ساتھ- سب سے آخر میں ایک نرسنگا لگاتار کافی دیر تک بجایا جاتا اور یہ ایک خاص نرسنگا ہوتا تھا- اسکا مطلب تھا کہ کوہ سینا پر سے خداوند کی حضوری واپس آسمان کی طرف چلی گئی- بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ "ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ تمہارے لئے خاص آرام کا دن ہو- اس میں یادگاری کے لئے نرسنگے پھونکے جائیں اور مقدس مجمع ہو- تم اس روز کوئی خادمانہ کام نہ کرنا اور خداوند کے حضور آتشین قربانی گزراننا"- (احبار ۲۳:۲۳-۲۵)-

یہ اس بات کی یادگار میں منائی جاتی تھی کہ خدا جو کوہ سینا پر بنی اسرائیل سے ہمکلام ہونے اور دس احکام اور شریعت دینے کیلئے نیچے اترا تھا (خروج ۱۹: ۱۶-۲۰) اب واپس آسمان کی طرف چلا گیا- زبور ۴۷: ۵ "خداوند بلند آواز کے ساتھ- خداوند نے نرسنگے کی آواز کے ساتھ صعود فرمایا"

اس کے علاوہ یہ نئے چاند کا دن بھی تھا اس لئے ویسے بھی سب لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تھے کہ آج چاند نظر آئے گا یا نہیں- جیسے پاکستان میں بھی عید کے موقعہ پر عید کا چاند دیکھنے کیلئے سب لوگ آسمان کی طرف دیکھتے ہیں بلکہ بعض تو دوربینوں کی مدد سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں- اس دن تمام لوگ سفید لباس پہنتے تھے اور عبادت میں ۴۷ زبور پڑھا جاتا تھا- جہاں لکھا ہے کہ خداوند ساری دنیا کا شہنشاہ ہے- تیس نرسنگے عبادت سے پہلے بجائے جاتے اور ساٹھ نرسنگے عبادت کے دوران- اور نرسنگوں کا رخ آسمان کی طرف کیا جاتا- کیونکہ خداوند خدا کی حضوری آسمان کی طرف واپس چلی گئی- ۴۷ زبور کی باقی سب آیات اکٹھی پڑھی جاتی تھیں- اگر ان آیات کے پہلے حروف کو ملایا جائے تو یہ لفظ بنتا ہے "KARASATAN" اسکا مطلب ہے "پھٹ جا شیطان" اور یہ اشارہ ہے اس بات کا کہ شیطان ہزار سال کے لئے باندھا جائیگا-

یہ دن اس لحاظ سے بھی اہمیت رکھتا تھا کہ یہودیوں کے انتظامی سال YEAR CIVIL" کا پہلا دن اسی عید پر شروع ہوتا ہے- ان کے مذہبی کیلنڈر کے لحاظ سے پہلا مہینہ ابیب یا نسان کا مہینہ ہوتا ہے اور تشری کا مہینہ ساتواں مہینہ ہوتا ہے لیکن سول کیلنڈر تشری ماہ سے شروع ہوتا ہے- اور اس لئے نئے سال کی خوشی بھی اسی عید پر منائی جاتی ہے- جسے "راش ہاشنا" "ROSH HA SHANAH" کہتے ہیں- یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا نے آدم کو اسی دن تخلیق کیا تھا- اور ابرہام- اضحاق اور یعقوب اور سیموئیل نبی کی پیدائش بھی اسی دن یعنی یکم تشری کو ہوئی تھی- یہ بھی سنا گیا ہے کہ خداوند مسیح کی پیدائش بھی یکم تشری کو یعنی ۲۹ ستمبر ۴ ق م کو سبت کے روز ہوئی تھی نہ کہ ۲۵ دسمبر کو جیسا کہ عام خیال کیا جاتا ہے- اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اسی دن یعنی یکم تشری کو یوحنا نے خداوند مسیح کو دریائے یردن میں بپتسمہ دیا تھا- یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا کی عدالت بھی اسی روز ہوگی (یوایل ۲: ۳۱) اور عدالت سے ان کی مراد "خداوند کا خوفناک روز عظیم ہے" جسے مسیحی لوگ خداوند مسیح کی دوسری آمد کا روز کہتے ہیں-

عید کا یہ دن متبرک گنا جاتا ہے اور شریعت پڑھ کر سنائی جاتی ہے اور اس دن سوختنی قربانی کے طور پر ایک بچھڑا- ایک مینڈھا اور سات بے عیب یکسالہ نر برے چڑھائے جاتے اور

ہوا ہے "(۱-کرنتھیوں ۱۶:۳)- پس یہ بات قابل قبول نظر آتی ہے کہ جب کلیسیا ہی زمین پر نہ رہی تو پاک روح بھی نہیں رہ سکتا- لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ کلیسیا اور پاک روح دونوں اسی روز ہی اٹھائے جائیں گے-

(۶) کفارہ کی عید

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا- اسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ کا دن ہے- اس روز تمہارا مقدس مجمع ہو اور تم اپنی جانوں کو دکھ دینا اور خداوند کے حضور آتشین قربانی گزراننا- تم اس دن کسی طرح کا کام نہ کرنا کیونکہ وہ کفارہ کا دن ہے جس میں خداوند تمہارے خدا کے حضور تمہارے لئے کفارہ دیا جائیگا- جو شخص اس دن اپنی جان کو دکھ نہ دے وہ اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائیگا- اور جو شخص اس دن کسی طرح کا کام کرے اسے میں اس کے لوگوں میں سے فنا کر دونگا- تم کسی طرح کا کام مت کرنا- تمہاری سب سکونت گاہوں میں پشت در پشت سدا یہی آئین رہیگا- یہ تمہارے لئے خاص آرام کا سبت ہو- اس میں تم اپنی جانوں کو دکھ دینا- تم اس مہینے کی نویں تاریخ کی شام سے دوسری شام تک اپنا سبت ماننا- "(احبار ۲۳:۲۶-۳۲)-

کفارہ کی عید جسکو عبرانی زبان "میں یم کپور" یعنی یوم کفارہ کہتے ہیں دراصل عید کی بجائے روزے اور غم اور دکھ دینے کا دن ہے- اس دن کا خاص مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے سارے سال کے گناہوں کا کفارہ دیا جائے اور انکی معافی ہو جائے- اس مقصد کیلئے سردار کاہن اپنی اور اپنی امت کے گناہوں کی معافی کیلئے خون لیکر پردہ کے اندر سال میں ایک بار جاتا تھا اور ساری قوم باہر انتظار کرتی رہتی تھی- اس دن سب سے پہلے سردار کاہن غسل کرتا اور خاص لباس یعنی کتان کا مقدس کرتہ- پاجامہ- کمر بند- عمامہ پہنتا تھا- پھر ایک بچھڑا اپنی خطا کی قربانی کیلئے ایک مینڈھا سوختنی قربانی کیلئے گزارنتا تھا- اس طرح وہ پہلے اپنے اور اپنے گھر کے لئے کفارہ دیتا تھا- پھر وہ اسرائیل کی جماعت سے خطا کی قربانی کیلئے دو بکرے لے اور انکو خیمۂ اجتماع کے دروازہ پر خداوند کے حضور کھڑا کرے اور ان دونوں بکروں پر چٹھیاں ڈالے- ایک خداوند کیلئے اور دوسری عزازیل کیلئے- جس بکرے پر خداوند کے نام کی چٹھی نکلے اسے سردار کاہن خطا کی قربانی کیلئے چڑھائے- لیکن جس بکرے پر عزازیل کے نام کی چٹھی نکلے وہ خداوند کے حضور کھڑا کیا جائے تاکہ اس سے کفارہ دیا جائے اور وہ عزازیل کیلئے بیابان میں چھوڑ دیا جائے- اس کے بعد سردار کاہن ایک بخوردان سے خداوند کے مذبح پر کی آگ کے انگارے بھرے اور اس پر

بخور کو خداوند کے حضور آگ میں ڈالے تاکہ بخور کا دھواں سرپوش کو جو شہادت کے صندوق کے اوپر ہے چھپالے کہ وہ ہلاک نہ ہوں- اور اس خطا کی قربانی کے بکرے کو ذبح کرے اور اس کے خون کو پردہ کے اندر لاکر سرپوش کے اوپر اور سامنے چھڑکے اور بنی اسرائیل کی ساری نجاستوں اور گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ دے- اسی طرح وہ اس خون کو مذبح کے سینگوں پر لگائے اور کچھ خون انگلی سے سات بار چھڑکے- اس طرح وہ خیمۂ اجتماع اور پاکترین مقام اور مذبح کیلئے بھی کفارہ دے- پھر وہ زندہ بکرے کو بھی آگے لائے اور ہارون اپنے دونوں ہاتھ اس زندہ بکرے کے سر پر رکھ کر اس کے اوپر بنی اسرائیل کی سب بدکاریوں اور انکے سب گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرے اور ان کو اس بکرے کے سر پر دھر کر اسے کسی شخص کے ہاتھ جو اس کام کیلئے تیار ہو بیابان میں بھجوا دے- وہ بکرا ان کی سب بدکاریاں اپنے اوپر لادے ہوئے کسی ویرانہ میں لے جائیگا- سو وہ اس بکرے کو بیابان میں چھوڑ دے- اس کے بعد سردار کاہن اپنے کپڑے اتارے اور غسل کرے اور پھر اپنے روزانہ کے کپڑے پہنے اور باہر آکر سوختنی قربانیاں اور خطا کی قربانی پیش کرے- (احبار ۱۶: ۱-۳۴)-

کفارہ کا لفظ پرانے عہد نامہ میں تقریباً چوراسی دفعہ اور نئے عہد نامہ میں تقریباً پانچ دفعہ مذکور ہے- کفارہ کا معنی ہے ڈھانک دینا- اور اسکا وسیلہ کسی کی سفارش یا قربانی یا کسی اور کی جان لینے سے ہو سکتا تھا- یہودی عالموں کا خیال ہے کہ موسیٰ نے اسی دن بنی اسرائیل کے سونے کا بچھڑا بنا کر بت پرستی کا گناہ خدا سے پہاڑ پر بخشوا لیا تھا اور پتھر کی دو تختیاں دوسری بار لکھوا کر لایا تھا (خروج ۳۲: ۳۰) نیز انکا عقیدہ ہے کہ اسی دن یوسف اپنے بھائیوں پر مصر میں ظاہر ہوا اور انکے گناہ کو بخش دیا- (پیدائش ۵۰: ۱۴-۲۱)- اور انکا یہ خیال ہے کہ اسی دن یعنی دس تشری کو ابھی مسیح کے ساتھ بھی ملاقات ہوگی اور وہ بھی ان کے سب گناہ بخش دیگا- (زکریاہ ۱۲: ۱۱)-

یہودی عبادتخانوں میں "یم کپار کو" یوناہ نبی کی کتاب پڑھی جاتی ہے- اس میں تین مشابہتیں پائی جاتی ہیں (۱) جسطرح یوناہ خدا سے بھاگ گیا اور اسی طرح بنی اسرائیل خدا کے نافرمان بنے (۲) جسطرح یوناہ کو سزا ملی اور اسے جہاز پر سے نیچے سمندر میں پھینک دیا گیا- اس نے مچھلی کے پیٹ میں ہی توبہ کی اور بچا لیا گیا- اسی طرح بنی اسرائیل سزا پائیں گے- اور سزا کے دوران توبہ کریں گے اور بچا لئے جائیں گے اور انہیں خدا کی پہچان حاصل ہوگی- (۳) خدا نے نینوہ شہر کے لوگوں کو تباہ کرنے کی بجائے بچا لیا کیونکہ اس نے انہیں توبہ کی توفیق دی- اسی طرح خدا دنیا کو بھی توبہ کی توفیق دیگا اور اسکو تباہی سے بچا لیگا اور وہ سب خداوند مسیح کو قبول

کریں گے۔ یوناہ جو اسرائیل کو ظاہر کرتا ہے اس نے بنی اسرائیل کی سزا اپنے اوپر لے لی اور تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہ کر قوم کا کفارہ دیا۔

روحانی و نبوتی اطلاق

دراصل بنی اسرائیل کا کفارہ ایک حقیقی اور اصلی کفارہ کی نقل اور عکس تھی۔ ہر قسم کے گناہ کے کفارہ اور معافی کے لئے برہ یا بکرا یا عوضانہ دیا جا سکتا تھا۔ سال کے باقی دنوں میں ہر روز خطا اور گناہ کی قربانی پیش کی جاتی تھی۔ لیکن تشری کی دس تاریخ کو ساری امت کے گناہوں کا کفارہ ایک ہی دن اکٹھا دیا جاتا تھا۔ یہ کفارہ روزمرہ کی قربانیوں سے فرق تھا۔ اس میں عزازیل کے بکرے پر ساری امت کے گناہوں کو ہاتھ رکھنے کے ذریعے لاد دیا جاتا اور بیابان کی طرف بھیج دیا جاتا یا کسی پہاڑ پر سے نیچے دھکیل دیا جاتا۔ اس طرح ایک بکرا ساری امت کے گناہوں کو اپنے اوپر اٹھا کر خیمہ کے باہر دکھ اٹھاتا تھا۔ یہ خداوند مسیح کی تصویر پیش کرتا ہے جس نے سارے جہاں کے گنہگاروں کیلئے دروازہ کے باہر دکھ اٹھایا۔ لکھا ہے "اسی لئے یسوع نے بھی امت کو خود اپنے خون سے پاک کرنے کے لئے دروازہ کے باہر دکھ اٹھایا"۔ (عبرانیوں ۱۲:۱۳)۔ وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی"۔ (۱۔ یوحنا ۲:۲، ۴، ۱۰)۔ بنی اسرائیل نے ابھی خدا کے اس کفارے کو قبول نہیں کیا۔ اسی لئے انکو ابھی تک اس کفارے سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ لکھا ہے کہ "اسے خدا نے اس کے خون کے باعث ایسا کفارہ ٹھہرایا ہے جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو" (رومیوں ۳:۲۵)۔ چند ہی سالوں کے بعد ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب خدا انکی آنکھوں کو کھولے گا اور دلوں کو تبدیل کرے گا اور وہ خداوند مسیح کے اس کفارہ پر ایمان لائیں گے جو اس نے صلیب پر دیا۔ اور تب ان کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے اور خدا کی طرف سے انہیں حقیقی تازگی اور معافی ملیگی۔ "اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پائیگا (رومیوں ۱۱:۲۶)۔

اگرچہ یہودیوں کے لئے معافی کا دن جلد آنے والا ہے مگر پہلے اسے اس مصیبت اور سزا میں سے گزرنا پڑیگا جو خدا نے اس کے لئے مقرر کی ہے۔ چنانچہ یہ قوم ایک بار پھر بہت بڑی مصیبت میں پڑنے والی ہے جو ساڑھے تین سال تک رہے گی۔ اور نازی ظلم و ستم سے جو دوسری جنگ عظیم میں ہوئے کہیں زیادہ ہو گی۔ اگر ہم عید کے دنوں پر غور کریں تو دو تشری سے نو تشری تک سات دن تک انہیں اپنی جانوں کو دکھ دینا ہوتا ہے۔ یہ سات دن ان سات

سالوں کو ظاہر کرتے ہیں جو دانی ایل نبی کی ستر ہفتوں کی رویا کا آخری ہفتہ کہلاتا ہے اور جس میں مخالف مسیح کے ہاتھوں یہودیوں پر تشدد اور ظلم و ستم ہوگا۔ پہلے ساڑھے تین سال تشدد کم ہوگا لیکن آخری ساڑھے تین سال بہت زیادہ ہوگا۔ لیکن آخر کار خدا انکو بچائے گا اور دشمن کے ہاتھ سے چھڑائیگا۔

سال یوبلی

ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ نہ صرف کفارہ کی عید منانے کیلئے مخصوص کی گئی تھی بلکہ ہر پچاس سال کے بعد یہ یوبلی کا سال بھی منانے کیلئے مقرر تھی تاکہ سب باشندوں کیلئے آزادی کی منادی کرائی جائے۔ خدا نے فرمایا "اور تو برسوں کے سات سبتوں کو یعنی سات گنا سات سال گن لینا اور تیرے حساب سے برسوں کے سات سبت کی مدت کل انچاس سال ہونگے۔ تب تو ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو بڑا نرسنگا زور سے پھنکوانا۔ تم کفارہ کے روز اپنے سارے ملک میں یہ نرسنگا پھنکوانا۔ اور تم پچاسویں برس کو مقدس جاننا اور تمام ملک میں سب باشندوں کے لئے آزادی کی منادی کرانا۔ یہ تمہارے لئے یوبلی ہو۔ اس میں تم میں سے ہر ایک اپنی ملکیت کا مالک ہو اور ہر شخص اپنے خاندان میں پھر شامل ہو جائے"۔ (احبار ۲۵:۹-۱۰)۔

اس یوبلی کے دن اور کفارہ کے دن تمام پرانے قرضے معاف کر دئے جائیں۔ غلاموں کو آزاد کر دیا جائے۔ خاندانی زمین اور موروثی زمین جو کسی کے ہاتھ بک چکی ہو اپنے اصل مالک کو واپس کر دی جائے۔ اس سال کچھ نہ بونا۔ چھٹے سال ہی خدا کثرت سے برکت دیگا جو ساتویں اور آٹھویں سال کیلئے کافی ہو۔ یہ سال جشن منانے اور سب کاموں کو نئے سرے سے شروع کرنے کا سال ہو۔

تواریخی واقعات

دو تواریخی واقعات دس تشری کو ہوئے جو کہ یہودیوں کا سب سے مقدس دن ہے۔ (ا) ہارون سردار کاہن نے بنی اسرائیل کیلئے پہلا کفارہ بیابان میں دیا۔ (ب) دوسرا واقعہ ۱۹۷۳ء میں یم کپور کو ہوا کہ عرب افواج نے اسرائیل پر بغیر اطلاع دئے حملہ کر دیا۔ جب یہودیوں کے صرف تین ہزار سپاہی بارلیولائن پر ڈیوٹی دے رہے تھے تو ایک لاکھ مصری سپاہیوں نے اچانک حملہ کر دیا۔ لیکن خدا نے معجزانہ طور پر ان کو تباہ و برباد ہونے سے بچا لیا۔ (ج) تیسرا بڑا

واقعہ جو شائد اسی دن ہونے والا ہے کہ اس دن یہودیوں کے گناہوں کو دھونے کیلئے ایک چشمہ جاری ہوگا۔ (زکریاہ ۱۳:۱)۔ اس دن یہودیوں کی اسی مسیح کے ساتھ صلح ہو گی جسکو انہوں نے دو ہزار سال ہوئے رد کیا تھا اور مصلوب کروایا تھا۔ خداوند فرماتا ہے "تب تم پر صاف پانی چھڑکوں گا اور تم پاک صاف ہو گے اور میں تم کو تمہاری تمام گندگی سے اور تمہارے سب بتوں سے پاک کرونگا۔ اور میں تم کو نیا دل بخشونگا اور نئی روح تمہارے باطن میں ڈالونگا اور تمہارے جسم میں سے سنگین دل کو نکال ڈالونگا اور گوشتین دل تمکو عنایت کرونگا۔ اور میں اپنی روح تمہارے باطن میں ڈالونگا اور تم سے اپنے آئین کی پیروی کراونگا اور تم میرے احکام پر عمل کرو گے اور ان کو بجالاؤ گے"۔ (حزقی ایل ۳۶:۲۵-۲۷)۔

(۷) عید خیام

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہہ اسی ساتویں مہینے کی پندرھویں تاریخ سے لیکر سات دن تک خداوند کے لئے عید خیام ہو گی۔ پہلے دن مقدس مجمع ہو۔ تم اس دن کوئی خادمانہ کام نہ کرنا۔ تم ساتوں دن برابر خداوند کے حضور آتشین قربانی گزارانا۔ آٹھویں دن تمہارا مقدس مجمع ہو۔ اور پھر خداوند کے حضور آتشین قربانی گزرانا۔ وہ خاص مجمع ہو۔ اس میں کوئی خادمانہ کام نہ کرنا"۔ اور ساتوں روز برابر سائبانوں میں رہنا۔ جتنے اسرائیل کی نسل کے ہیں سب کے سب سائبانوں میں رہیں۔ تاکہ تمہاری نسل کو معلوم ہو کہ جب میں بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال کر لا رہا تھا تو میں نے ان کو سائبانوں میں ٹکایا تھا۔ میں خداوند تمہارا خدا ہوں"۔ (احبار ۲۳:۳۳-۳۶، ۴۲-۴۳)۔

عید خیام ان تین سالانہ عیدوں میں سے تیسری اور آخری تھی جن میں تمام یہودی مردوں کو ہر سال یروشلیم میں خداوند کے حضور حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اس عید کو عبرانی میں سکات کہتے ہیں۔ یہ سینا کے بیابان میں شروع کی گئی۔ یہ تشری مہینے کی پندرہ تاریخ سے ۲۲ تاریخ تک رہتی ہے (ستمبر-اکتوبر) یہ کفارہ کی عید کے پانچ دن بعد آتی ہے۔ اور اسے سال کے آخر میں فصل کی کٹائی کی عید بھی کہا جاتا ہے۔ اس عید پر لوگوں کو گھر سے باہر تنبو یا سائبان یا خیمے اور جھونپڑیاں لگانے پڑتے تھے۔ اور ساتوں دن ان میں رہنا پڑتا تھا۔ اس طرح وہ بنی اسرائیل کے چالیس سال کے سفر کو یادگار کے طور پر مناتے تھے جو انہوں نے ملک مصر سے نکلنے کے بعد طے کیا تھا۔ پہلے اور آٹھویں دن مقدس مجمع بھی ہوتا تھا۔ یہ مکمل طور پر خوشی کی عید تھی اور کفارہ کی عید کی طرح غمناک پہلو نہیں رکھتی تھی اور بڑے چھوٹے سب اس عید کو بہت

پسند کرتے تھے ایسے جیسے آجکل ہم گھر سے باہر خاندانی پک نک مناتے ہیں۔

تاریخی واقعات

اس عید سے تعلق رکھنے والے دو واقعات ماضی کی تاریخ سے ہیں اور ایک مستقبل کے ساتھ۔

(ا) سلیمان کی ہیکل کی مخصوصیت

یہ مخصوصیت ۱۵ تشری کو عید خیام کے روز ۱۰۰۵ ق م میں واقع ہوئی۔ ۲۔ تواریخ ۵:۲۔ ۳ میں اسکا یوں ریکارڈ ہے کہ "تب سلیمان نے اسرائیل کو بزرگوں اور قبیلوں کے سب رئیسوں یعنی بنی اسرائیل کے آبائی خاندانوں کے سرداروں کو یروشلیم میں اکٹھا کیا تاکہ وہ داؤد کے شہر سے جو صیون ہے خداوند کے عہد کا صندوق لے آئیں اور اسرائیل کے سب لوگ ساتویں مہینے کی عید میں بادشاہ کے پاس جمع ہوئے اور اسرائیل کے سب بزرگ آئے اور لاویوں نے صندوق اٹھایا اور وہ صندوق کو اور خیمۂ اجتماع کو اور سب مقدس ظروف کو جو اس خیمہ میں تھے لے آئے۔ ان کو لاوی کاہن لائے تھے"۔ اور اس مخصوصیت کے موقع پر سب کاہن۔ ان کے بیٹے اور بھائی کتانی کپڑوں سے ملبس ہو کر جھانجھ اور ستار اور بربط لئے ہوئے مذبح کے مشرقی کنارے پر کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ ایک سو بیس کاہن تھے جو نرسنگے پھونک رہے تھے تو ایسا ہوا کہ جب نرسنگے پھونکنے والے اور گانے والے مل گئے تاکہ خداوند کی حمد اور شکر گزاری میں ان سب کی ایک آواز سنائی دے اور جب نرسنگوں اور جھانجھوں اور موسیقی کے سب سازوں کے ساتھ انہوں نے اپنی آواز بلند کر کے خداوند کی ستائش کی کہ وہ بھلا ہے کیونکہ اس کی رحمت ابدی ہے تو وہ گھر جو خداوند کا مسکن ہے ابر سے بھر گیا یہاں تک کہ کاہن ابر کے سبب سے خدمت کیلئے کھڑے نہ رہ سکے اس لئے کہ خدا کا گھر خداوند کے جلال سے معمور ہو گیا تھا۔

(ب) دوسری ہیکل کی مخصوصیت

یہ نہایت معنی خیز بات ہے کہ پہلی ہیکل سلیمان کے وقت میں عید خیام کے وقت مخصوص ہوئی اور پورے ۴۹۰ برس کے بعد دوسری ہیکل بھی جو عزرا کے وسیلے سے بنی وہ بھی عید خیام کے وقت مخصوص ہوئی۔ (اسلاطین ۸:۲، ۴۵ اور نحمیاہ ۸:۱۴-۱۸)۔

(ج) خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت میں عید خیام

تمام عیدوں میں سے صرف یہ ایک عید ہے جو خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت کے دوران بڑی دھوم دھام سے منائی جائیگی- اور تمام دنیا کی غیر اقوام کو خداوند کا حکم ہوگا کہ منانے کیلئے یروشلیم آئیں اور اگر نہ آئیں گے تو ان کیلئے سزا مقرر کی گئی ہے، لکھا ہے اور یروشلیم سے لڑنے والوں قوموں میں سے جو بچ رہیں گے سال بسال بادشاہ رب الافواج کو سجدہ کرنے اور عید خیام منانے کو آئیں گے اور دنیا کے ان تمام قبائل پر جو بادشاہ رب الافواج کے حضور سجدہ کرنے کو یروشلیم میں نہ آئیں گے مینہ نہ برسے گا- اگر قبائل مصر جن پر بارش نہیں ہوتی نہ آئیں تو ان پر وہی عذاب نازل ہوگا جس کو خداوند ان غیر قوموں پر نازل کریگا جو عید خیام منانے کو نہ آئیں گی- اہل مصر اور ان سب قوموں کو جو عید خیام منانے کو نہ جائیں یہی سزا ہوگی "(زکریاہ-۱۴:۱۶-۱۹)- بھلا غیر قوموں کیلئے اس عید کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے کہ وہ ہزار سالہ بادشاہت میں اسے منانے کیلئے یہودیوں کے ساتھ یروشلیم میں حاضر ہوں جو ان کی عیدوں اور رسموں سے ناواقف ہوں گے؟ کون سا ایسا عالمگیر واقع ہو سکتا ہے کہ دنیا کی سب قومیں جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتی ہیں سب ملکر اس ایک دن کو منانے کیلئے یروشلیم پہنچا کریں گی؟ یہ صرف ایک ہی واقعہ ہو سکتا ہے- خداوند مسیح کی دوسری آمد اور ہزار سالہ بادشاہت کا شروع-

****

اسی مصنف کی تحریر کردہ کتابیں

۱- کلیسیا کے بارہ بھید
۲- غیر زبانیں بولنے کے بارہ اصول
۳- مفتاح المکاشفہ (حصہ اول)
۴- سنہرے مضامین
۵- مفتاح المکاشفہ (حصہ دوم- زیر تکمیل)
۶- قدیم مکاشفات (زیر تکمیل)

بنی اسرائیل کی سات عیدوں کا خلاصہ

	عید فسح	عید فطیر	پہلے پھلوں کی عید
حوالہ جات	احبار ۲۳:۵ گنتی ۲۸،۳:۹	احبار ۲۳:۶-۸ خروج ۱۲:۱۵-۲۰ گنتی ۲۸:۱۶-۲۴ استثنا ۱۶:۱-۸	احبار ۲۳:۹-۱۴
تاریخ یہودی کیلنڈر تاریخ عیسوی کیلنڈر ۲۰۰۰ء	پہلا مہینہ ابیب - ۱۴ تاریخ ۲۰ اپریل	پہلا مہینہ ابیب - ۱۵-۲۱ تاریخ ۲۰ اپریل	۱۷ ابیب یا جس دن پولا ہلایا جائے۔ ۲۲ اپریل
مدت	ایک دن	سات دن	ایک دن
مقدس اجتماع	X	پہلا اور ساتواں دن	X
عبرانی نام	پسح	حگ ہامطزا	
کس چیز کی یاد میں	(۱) مصریوں کے پہلوٹھے مارے گئے وقت خدا بنی اسرائیل کو چھوڑتا گیا۔ (۲) برہ کی یاد جسکے خون کا نشان لگانے سے بچ گئے۔	(۱) ملک مصر سے نکلنے کی یاد میں	(۱) نئے ملک کنعان میں فصل کا پہلا پھل ہو۔
عید پر کیا کیا جاتا ہے	(۱) برہ ذبح کیا جاتا ہے جو بھون کر بے خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھایا جاتا (۲) پہلوٹھوں کے ہاتھوں اور ماتھے پر شریعت کے نشان باندھے جاتے ہیں۔	۱- سات دن بے خمیری روٹی کھانا ۲- سب مرد یروشلیم میں جمع ہونا ۳- پہلے اور ساتویں روز مقدس اجتماع کرنا۔	۱- پہلا خداوند کے حضور ہلانے کیلئے دینا
عید کب شروع ہوئی	۱- شریعت ملنے سے پہلے ۲- ملک مصر سے نکلتے وقت	۱- شریعت ملنے سے پہلے۔ ۲- ملک مصر سے نکلتے وقت	ملک کنعان میں پہنچنے کے بعد
روحانی اطلاق	(۱) خداوند یسوع ہمارا فسح کا برہ ہے (۲) کلیسیا پہلوٹھوں کی جماعت ہے اور یسوع کی ملکیت ہے۔	۱- یسوع مرا اور دفن ہوا ۲- یسوع بے گناہ اور پاک تھا	۱- یسوع مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں پہلوٹھا یعنی پہلا پھل۔

۴- ہفتوں کی عید یا عید پنتیکست	۵- نرسنگوں کی عید	۶- کفارہ کے دن کی عید	۷- عید خیام
احبار ۲۳:۱۵-۲۱ استثنا ۱۶:۹-۱۱	احبار ۲۳:۲۳-۲۵ گنتی ۲۹:۱-۶	احبار ۲۳:۲۶-۳۲ گنتی ۲۹:۷	احبار ۲۳:۳۳-۳۶ ۲۳:۳۹-۴۳ گنتی ۲۹:۱۲-۳۸ استثنا ۱۶:۱۳ نحمیاہ ۸:۱۴
ماہ سیوان ٦ تاریخ ۹ جون	ساتواں ماہ تشری - پہلی تاریخ ۳۰ ستمبر	ساتواں ماہ تشری - دس تاریخ ۹-۱ اکتوبر	ساتواں ماہ تشری - ۱۵-۲۲ تاریخ ۱۴-۱ اکتوبر
ایک دن	ایک دن	ایک دن	سات دن
مقدس اجتماع ہو	مقدس اجتماع ہو	مقدس اجتماع ہو	۱- پہلا اور آٹھواں روز
شولت	راش ہاشنا	یوم کپور	
۱- خدا کوہ سیناہ پر اترا ۲- دس احکام ملے	۱- خدا کوہ سینا پر سے صعود فرمایا		۱- فصل جمع کرنے کی خوشی میں ۲- بیابان میں سائبانوں میں رہنے کی یاد میں-
۱- دو سیدے کی خمیری روٹیاں ہلانے کی قربانی کیلئے-	۱- نرسنگے بجاتے ۲- قربانیاں کرتے	۱- دو بکرے چن کر قرعہ ڈالا جاتا ایک بکرا خداوند کیلئے ذبح کیا جاتا دوسرا بکرا عزازیل کیلئے چھوڑا جاتا ۲- جانوں کو دکھ دینا	۱- گھر سے باہر جھونپڑیاں بنا کر سات دن رہنا- ۱- بیابان میں شروع ہوئی ۱- ہزار سالہ بادشاہت کے قیام کا دن مقرر ہوگا
۱- ملک کنعان میں پہنچ کر شروع ہوئی	۱- بیابان میں شروع ہوئی	۱- بیابان میں شروع ہوئی	۱- بیابان میں شروع ہوئی
۱- پاک روح نازل ہوا- ۲- یہودی اور غیر اقوام ایک ہو گئے-	۱- کلیسیا آخری نرسنگے پر اٹھائی جائیگی- ۲- پاک روح صعود فرمائے گا-	ساری یہودی قوم اسی ایک ہی دن خداوند مسیح کو قبول کریگی- اور قومی کفارہ ہوگا-	۱- ہزار سالہ بادشاہت کے قیام کا دن مقرر ہوگا

۷

دو گواہ

"اور میں اپنے دو گواہوں کو اختیار دونگا اور وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے ایک ہزار دو سو ساٹھ دن نبوت کریں گے"- مکاشفہ ۱۱:۳-

خدا کے مقدس کا حال پہلی دو آیات میں ختم ہو جاتا ہے- اور تیسری آیت سے ایک بالکل نیا مضمون شروع ہوتا ہے جسکا نام ہے "دو گواہ"- مقدس کے ساتھ ہی یوحنا رسول کا شخصی کردار بھی ختم ہو جاتا ہے جو اسے خداوند کی طرف سے پورا کرنے کیلئے کہا گیا تھا یعنی چھوٹی کتاب کو فرشتہ سے لیکر کھانا اور مقدس کا ناپنا- جب یروشلیم غیر قوموں کے ہاتھوں پامال اور برباد ہوتا ہوگا اسوقت خداوند کے لوگوں کے لیے گواہی کا موقع ہوگا- یہ خداوند مسیح کے جلال اور عزت کے لئے قلمبند کیا جارہا ہے کہ انہوں نے اپنے آپکو کسی زمانہ میں بھی بے گواہ نہیں چھوڑا- اور نہ ہی انکو ایسے بے گواہوں کی کمی رہی ہے جو مشکل سے مشکل اور خطرناک سے خطرناک حالات میں بھی اسکی گواہی دینے کے لئے خوشی سے تیار نہ ہوں-

یہاں تیسری آیت میں دو غیر معمولی شخصیتوں کا تعارف کرایا جاتا ہے جنہیں دو گواہ کے نام سے بیان کیا گیا ہے- یہ دو گواہ اسی طرح کام کریں گے جسطرح ۵۸۶ ق م میں یروشلیم کی تباہی سے پہلے یرمیاہ نبی نے کام کیا- ان دو گواہوں کے بارے میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں-

(۱) خدا کے اپنے لوگ

یہ دو گواہ خدا کے خاص اپنے آدمی ہوں گے کیونکہ لکھا ہے کہ "میں" یعنی یوحنا کے ساتھ بولنے والا اور مکاشفہ کے سارے واقعات کو کنٹرول کرنے والا خداوند مسیح ان دونوں کو اپنے گواہ کہتا ہے- اس سے ظاہر ہے کہ وہ خداوند کے چنے ہوئے اور مقرر کئے ہوئے تجربہ کار خادم ہوں گے- جو اس کے سارے پلان سے واقف ہوں گے اور جو پہلے بھی اس کی خدمت کر چکے ہوں گے جس سے خداوند کو تسلی اور یقین ہوگا کہ جو خدمت ان کے سپرد کی جائے گی وہ اسے بڑی خوش اسلوبی سے پورا کریں گے- وہ قابل اعتماد اور دلیر ہوں گے-

(ب) وہ تعداد میں دو ہوں گے۔

خداوند مسیح نے ان مشکل حالات میں گواہی دینے کیلئے صرف دو شخصوں کو چنا ہے۔ ایک یا تین شخص نہیں چنے گئے۔ دو کا عدد گواہی کا عدد ہے۔ خداوند مسیح نے فرمایا "اور تمہاری توریت میں بھی لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی مل کر سچی ہوتی ہے"۔ (یوحنا ۸: ۱۷، استثنا ۱۷: ۶)۔ خدا نے پرانے وقتوں میں بہت دفعہ دو دو شخصوں کو اکٹھا کھڑا کیا تاکہ اس کے مقصد کو پورا کریں۔ مثلاً

۱۔ موسیٰ اور ہارون مصر کے فرعون کے پاس اکٹھے بھیجے گئے تاکہ بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے چھڑائیں۔ (خروج ۵: ۱)

۲۔ ایلیاہ اور الیشع نے اکٹھی خدمت کی۔ (۲۔ سلاطین ۲: ۱)

۳۔ یشوع اور زربابل یروشلیم شہر اور دیوار اور ہیکل بنانے کیلئے اکٹھے اٹھ کھڑے ہوئے۔

۴۔ سدوم اور عمورہ کو تباہ کرنے کیلئے دو فرشتے اکٹھے بھیجے گئے حالانکہ ایک ہی فرشتہ سارا کام کر سکتا تھا۔ (پیدائش ۱۸: ۲۰)

۵۔ یشوع اور کالب صرف دو آدمی کنعان کے موعودہ ملک میں داخل ہوئے۔ (گنتی ۱۴: ۳۰)

۶۔ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو دو دو کر کے بھیجا۔ (لوقا ۱۰: ۱)

۷۔ پطرس اور یوحنا اکٹھے گئے۔ (اعمال ۳: ۱)

۸۔ پولس اور برنباس پہلے مشنری سفر میں اکٹھے گئے۔ (اعمال ۱۳: ۲)

۹۔ پولس اور سیلاس دوسرے مشنری سفر میں اکٹھے گئے۔ (اعمال ۱۵: ۴۰)

۱۰۔ زیتون کے پہاڑ پر شاگردوں کو خداوند مسیح کی آمد ثانی کا یقین دلانے کیلئے دو فرشتے ظاہر ہوئے حالانکہ ایک فرشتہ بھی کافی تھا۔ (اعمال ۱: ۱۰)

۱۱۔ خداوند مسیح کے مردوں میں سے جی اٹھنے کی گواہی دینے کیلئے دو فرشتے ظاہر ہوئے۔ (یوحنا ۲۰: ۱۲)

پس ہم خدا کے اس اصول کو مصیبت کے زمانہ میں بھی کام کرتا ہوا دیکھتے ہیں کہ گواہی کیلئے دو شخص اکٹھے استعمال کئے جائیں گے۔

(ج) گواہوں

ان دو اشخاص کیلئے جو لقب استعمال ہوا ہے وہ "گواہ" ہے- خداوند ان کے لئے شاگرد یا خادم یا رسول یا نبی کا لقب استعمال نہیں کرتے بلکہ ایک ایسا لقب جو انکی ایک خاص خدمت کو ظاہر کرے- گواہی دینا پاک روح سے معمور ہونے کا نشان ہے- خداوند مسیح نے فرمایا "کہ جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے"- (اعمال ۱:۸)

یہ لوگ رسول اور شاگرد اور برگزیدہ تھے مگر جو خاص نام خداوند مسیح نے آسمان پر جانے سے پہلے ان کو دیا وہ "گواہ" تھا- انہوں نے روح القدس کی قوت سے خداوند مسیح کی گواہی دی- اعمال کی کتاب میں چند خاص باتیں درج ہیں جن کے وہ گواہ بنے-

(۱) خداوند مسیح کے معجزوں، نشانوں اور عجیب کاموں کے گواہ- (اعمال ۱۰:۳۹)

(۲) اس کے مصلوب ہونے اور جی اٹھنے کے گواہ- (اعمال ۱:۲۲، ۲:۳۲، ۳:۱۵)

(۳) مسیح کے دکھوں کے گواہ- (۱-پطرس ۵:۱)

(۴) مسیح کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے گواہ

(۵) خدا کے دہنے ہاتھ سربلند ہونے کے گواہ- (اعمال ۵:۳۱)

(۶) وہی زندوں اور مردوں کا منصف مقرر کیا گیا- (اعمال ۱۰:۴۲)

(۷) جو کوئی اس پر ایمان لائیگا اسکے نام سے گناہوں کی معافی حاصل کریگا- (اعمال ۱۰:۴۳)

(۸) خدا کے فضل کی خوشخبری کی گواہی- (اعمال ۲۰:۲۴)

(۹) کہ یسوع ہی مسیح ہے- (اعمال ۱۸:۵، ۲:۳۶)

(۱۰) کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اس کے بیٹے میں ہے- (۱-یوحنا ۵:۱۱)

ان باتوں سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب تمام رسولوں اور شاگردوں نے مندرجہ بالا باتوں میں خداوند مسیح کی گواہی دی تو یہ دو گواہ بھی انہی باتوں میں خداوند کے گواہ بنیں گے-

(د) اختیار

ان دو گواہوں کو خاص اختیار دیا گیا- انگریزی ترجمہ میں اختیار کیلئے لفظ "POWER" استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے قوت- اور مسیح کی گواہی کے لئے جو چیز سب سے زیادہ درکار ہے وہ روح القدس ہی ہے- روح القدس کی قوت گواہی کیلئے دلیری بخشتی ہے- کوئی شخص اس قوت کے بغیر مسیح کی گواہی نہیں دے سکتا- اگرچہ بڑی مصیبت کے زمانہ میں

ہزاروں لوگ مسیح کی گواہی دیں گے مگر یہ دو شخص خاص قوت سے لبریز ہو کر گواہی دیں گے۔ ان دونوں کو نہ صرف قوت دی گئی بلکہ خاص اختیار بھی دیا گیا جسکا ذکر آگے چل کر پانچویں اور چھٹی آیات میں آئیگا۔ کلیسیا کے اٹھائے جانے کے ساتھ ہی پاک روح بھی اٹھایا جائیگا۔ لہذا اس وقت پاک روح کا زمانہ نہیں ہوگا لیکن پھر بھی پاک روح اس دنیا میں کام کریگا۔ اور اس کے کام کرنے کا طریقہ وہی ہوگا جو پرانے عہد نامہ میں تھا یعنی وقتی اور عارضی۔

(ر) نبوّت

ان دو گواہوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ نبوّت کریں گے۔ اور دسویں آیت میں انکو نبی بھی کہا گیا ہے۔ نبوّت ہمیشہ آنے والے زمانے کے بارے میں ہوتی ہے کہ مستقبل میں کیا ہوگا۔ پس یہ دو گواہ نہ صرف خداوند مسیح کی گواہی دیں گے بلکہ دنیا کو آگاہ کریں گے کہ اب آگے کیا ہونے والا ہے۔ مکاشفہ کی کتاب کی مدد سے ہم جانتے ہیں کہ ان کی نبوّت کے اختتام پر خداوند مسیح کی بادشاہی اس زمین پر قائم ہوگی۔ پس ان کی نبوّت مخالف مسیح کے عہد حکومت کے خاتمہ کے بارے میں اور خدا کی عدالت اور اسکا قہر نازل ہونے کے بارے میں اور خدا کی بادشاہی کے بارے میں ہوگی۔ ان کے بارے میں ایک اور بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ یہودی یا بنی اسرائیل قوم میں سے ہوں گے کیونکہ تمام پہلے انبیا بنی اسرائیل قوم میں سے آئے ہیں۔

(س) ۱۲۶۰ دن

یہ دو گواہ ایک خاص مدّت کیلئے نبوّت کریں گے۔ جو ایک ہزار دو سو ساٹھ دن ہے۔ یہ مدّت حقیقی اور اصلی ہے۔ یہ ان دنوں سے ایک دن بھی کم یا زیادہ نہیں ہوگی اور یہودی کیلنڈر کے مطابق پورے ساڑھے تین برس ہوگی کیونکہ یہودی کیلنڈر میں ہر ماہ تیس دن کا اور سال ۳۶۰ دن کا ہوتا ہے۔ اس مدّت کو تین مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ مکاشفہ ۱۱: ۳، اور ۱۲: ۶ میں اسے ۱۲۶۰ دن کہا گیا ہے۔ مکاشفہ ۱۱: ۲ اور ۱۳: ۵ میں اسی مدّت کو ۴۲ مہینے کہا گیا ہے اور مکاشفہ ۱۲: ۱۴ اور دانی ایل ۷: ۲۵ میں اسی مدّت کو "ایک زمانہ اور زمانوں اور آدھا زمانہ" کہا گیا ہے۔ تینوں صورتوں میں یہ مدت ساڑھے تین سال بنتی ہے۔ جسکو دانی ایل ۹: ۲۷ میں نصف ہفتہ کہا گیا ہے۔ جو خدا کے ٹائم فارمولے "ایک دن برابر ایک سال" کے مطابق ساڑھے تین سال کا عرصہ ہوگا۔

مخالف مسیح کے سات سالہ عہد حکومت کے دو حصے ہیں۔ اول پہلا نصف ہفتہ اور دوم دوسرا

نصف ہفتہ۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دو گواہ کون سے حصہ میں آئیں گے؟ اسی باب کی دوسری آیت اس پر روشنی ڈالتی ہے کہ یروشلیم بیالیس مہینوں کے لئے غیر قوموں کے ہاتھوں پامال ہوتا رہیگا۔ اور چونکہ وہ پچھلے نصف ہفتے میں واقع ہو گا اس لئے یہ دو گواہ بھی پچھلے نصف ہفتے میں نبوت کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ مندرجہ بالا چھ حوالہ جات جو ایک ہی مدت کی طرف اشارہ کرتے ہیں تمام آخری نصف ہفتہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیچے ان کا پھر بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) مکاشفہ ۱۱: ۳۔ دو گواہ ۱۲۶۰ دن تک نبوت کریں گے۔

(۲) مکاشفہ ۱۲: ۶۔ اس عورت یعنی بنی اسرائیل کی ۱۲۶۰ دن تک پرورش کی جائے گی۔

(۳) مکاشفہ ۱۱: ۲۔ غیر قومیں بیالیس ماہ تک یروشلیم کو پامال کرتی رہیں گی۔

(۴) مکاشفہ ۱۳: ۵۔ اس حیوان یعنی مخالف مسیح کو بیالیس مہینے تک کفر بکنے کا اختیار دیا گیا۔

(۵) مکاشفہ ۱۲: ۱۴۔ اس عورت یعنی بنی اسرائیل کی ایک پوشیدہ جگہ میں پرورش کی جائیگی۔

(۶) دانی ایل ۷: ۲۵۔ مقدس لوگ ایک دور اور دوروں اور نیم دور تک اس بادشاہ یعنی مخالف مسیح کے حوالہ کئے جائیں گے۔

یہ سب کام اسی مدت یعنی آخری نصف ہفتہ میں ہوں گے جسے "بڑی مصیبت کا زمانہ" کہتے ہیں۔ پہلا نصف ہفتہ پر امن ہو گا۔ اس عرصہ میں مقدس لوگ نہیں ستائے جائیں گے اور نہ یروشلیم پامال ہو گا۔ نہ ہی بنی اسرائیل بھاگ کر پہاڑیوں میں چھپیں گے بلکہ اس وقت تو وہ نئی تعمیر شدہ ہیکل کی خوشی میں خوب عبادت کرتے ہوں گے۔

(ک) ٹاٹ اوڑھے ہوئے

اس آیت کا آخری حصہ نہ صرف نبوت کی مدت پر روشنی ڈالتا ہے بلکہ دو گواہوں کی جسمانی حالت پر بھی کیونکہ لکھا ہے کہ وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے نبوت کریں گے۔ ٹاٹ جانوروں کے سیاہ بالوں سے بنا ہوا کھردرا اور موٹا کپڑا ہوتا ہے۔ یہ کتاب مقدس میں ۷۴ دفعہ مذکور ہے۔ ٹاٹ اوڑھنا پرانے عہد نامہ میں خاکساری اور فروتنی اور رنج والم اور دکھ کو ظاہر کرتا ہے۔ کلام مقدس میں ٹاٹ اوڑھنے کی مندرجہ ذیل چند مثالیں ہیں۔

(۱) جب حزقیاہ بادشاہ نے ربشاقی کی ہتک آمیز باتیں سنیں تو اپنے کپڑے پھاڑے اور ٹاٹ اوڑھ کر خداوند کے گھر میں گیا۔ (۲۔ سلاطین ۱۹: ۱)

(۲) جب داؤد نے فرشتہ کو ننگی تلوار لئے کھڑے دیکھا تو داؤد اور بزرگ ٹاٹ اوڑھے ہوئے منہ

کے بل گرے۔ (۱- تواریخ ۱۶:۲۱)
(۳) نحمیاہ کے دنوں میں شریعت کی کتاب پڑھی گئی تو بنی اسرائیل روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور مٹی اپنے سر پر ڈال کر اکٹھے ہوئے۔ (نحمیاہ ۱:۹)۔
(۴) جب مردکی کو ہامان کے منصوبے کا علم ہوا جو تمام یہودی قوم کو مارنے کے بارے میں تھا تو اس نے اپنے کپڑے پھاڑے اور ٹاٹ پہنا اور سر پر راکھ ڈال کر شہر کے بیچ میں چلا گیا اور بلند اور پر درد آواز سے چلانے لگا۔ (آستر ۱:۴)۔
(۵) جب دانی ایل نے خداوند سے دعا کی تو وہ روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور راکھ پر بیٹھ کر اسکا طالب ہوا۔ (دانی ایل ۳:۹)

خدا کے حضور خاکساری اور فروتنی کا یہ طریقہ پرانے عہد نامہ سے ہے اس لئے یہ دو گواہ جو اس طریقہ سے رنج و ماتم کریں گے اور اپنی قوم کے گناہوں کا اقرار اور توبہ کریں گے پرانے عہد نامہ سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔

چنانچہ اس تیسری آیت میں ان دو گواہوں کی سات خوبیاں دیکھتے ہیں کہ وہ خداوند کے اپنے لوگ ہوں گے۔ وہ تعداد میں دو ہوں گے۔ وہ مسیح کی گواہی دیں گے۔ وہ پاک روح سے بھرپور ہوں گے۔ وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے خاکسار بنیں گے۔ وہ ۱۲۶۰ دن تک نبوت کریں گے۔

۴- آیت

"یہ وہی زیتون کے دو درخت اور دو چراغدان ہیں
جو زمین کے خداوند کے سامنے کھڑے ہیں"۔

تیسری آیت میں دو گواہوں کی شناخت یا پہچان نہیں کروائی گئی کہ وہ گواہ کون سے ہوں گے؟ اس آیت میں اسی بات کا ایک اشارہ پایا جاتا ہے۔ لفظ "وہی" ظاہر کرتا ہے کہ ماضی میں کوئی دو شخص تھے جنکو زیتون کے درخت اور چراغدان کہا گیا اور وہ خداوند کے حضور کھڑے رہتے ہیں۔ ایسی مثال زکریاہ چار باب میں ملتی ہے جس میں زکریاہ ایک شمعدان دیکھتا ہے جس کے سر پر ایک کٹورا ہے اور اس کے اوپر سات چراغ ہیں اور ان ساتوں چراغوں پر ان کی سات سات نلیاں۔ اس کے پاس زیتون کے دو درخت ہیں۔ ایک تو کٹورے کی دہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ جب زکریاہ نے پوچھا کہ یہ دونوں زیتون کے درخت کیا ہیں تو اسے بتایا گیا کہ یہ وہ دو ممسوح ہیں جو رب العالمین کے حضور کھڑے رہتے ہیں۔ (زکریاہ ۴:۱-۱۴)۔ یہ دو

مسوح یہوداہ کا ناظم زرؔبابل اور سردار کاہن یشوع ہیں جن کے وسیلہ سے ہیکل کی دوبارہ تعمیر ہوئی- خدا نے اس وقت ان دو اشخاص کو کھڑا کیا کہ بیک وقت دو مقاصد کو پورا کریں- ایک زیتون کے درخت کا اور دوسرا چراغدان کا- زیتون کے درخت سے زیتون کا تیل نکلتا تھا جو کاہنوں اور بادشاہوں کو مسح کرنے کے علاوہ چراغدان جلانے کے کام آتا تھا اور روحانی معنوں میں پاک روح کو ظاہر کرتا تھا- جبکہ چراغدین روشنی مہیا کرتا تھا-

یہ صاف عیاں ہے کہ وہ دو ممسوح زرؔبابل اور یشوع ماضی کی دو اہم شخصیتیں تھیں جو اب دوبارہ واپس نہیں آسکتیں لیکن مکاشفہ کی کتاب میں ان سے ایسا ہی مطلب مراد ہے کہ ان دونوں کی طرح یہ دونوں گواہ بھی تاریکی میں روشنی دینے کا کام کریں گے اور بنی اسرائیل کو خدا کی طرف راغب کریں گے- وہ یہ کام پاک روح کی قوت کی مدد سے کریں گے- یہ غور کا مقام ہے کہ بنی اسرائیل کو پہلا چراغدان دیا گیا جب وہ ۱۴۶۲ ق م میں مصر کی غلامی سے واپس آئی تھی تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ زمین پر خدا کے گواہ ہیں لیکن وہ خدا کا مقصد پورا کرنے میں ناکام رہے اور ۶۰۶ ق م میں دوسری اسیری میں جا پڑے- جب وہ ۵۳۶ ق م میں بابل کی اسیری سے واپس آئے ان کو دوبارہ چراغدان دکھایا گیا جو انکو دنیا میں گواہی دینے کی ذمہ داری کی یاددہانی کرانے کیلئے تھا- یہ کہہ کر افسوس ہوتا ہے کہ وہ تیسری بار بھی ناکام رہے اور خدا کا نور بن کر دنیا میں روشنی نہ دے سکے- پس وہ تیسری بار ۷۰ء میں رومیوں کی اسیری میں چلے گئے- وہ انیس صدیوں تک دنیا کے مختلف ممالک میں تتر بتر کردئے گئے حتےٰ کہ ۱۹۴۸ء میں انکی تیسری اسیری بھی ختم ہوئی اور اسرائیل کی آزاد ریاست وجود میں آ گئی- اب خدا ان کو تیسری بار پھر شمعدان دکھائے گا تاکہ وہ دنیا کو روشنی دینے کیلئے خدا کے گواہ بنیں- پس ان دو گواہوں کی یہ دو خوبیاں ہوں گی کہ وہ زیتون کے درخت کی مانند ہوں گے جس سے زیتون کا تیل حاصل ہوتا ہے- اس زیتون کے تیل سے شمعدان جلتا رہتا ہے- یہ زیتون کا تیل پاک روح کو ظاہر کرتا ہے جس سے یہ دو گواہ معمور ہوں گے- اور دوم یہ دو گواہ شمعدان کی مانند ہوں گے جو جل کر روشنی دیتا ہے اور تاریکی کو دور کرتا ہے-

ان دو گواہوں کی تیسری صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ زمین کے خداوند کے سامنے کھڑے ہیں- یہ صفت بھی دراصل یشوع اور زرؔبابل کیلئے استعمال کی گئی تاکہ وہ ہیکل کی تعمیر کے کام میں خدا کے حکموں کو پورا کریں- یہ دونوں شخصیتیں آسمان میں خداوند کے حضور کھڑی نہیں تھیں- بلکہ زمین پر اسکی خدمت کرتیں اور حکم بجا لاتی تھیں- پس خدا کے حضور کھڑے ہونے سے مراد ہے خدا کا حکم بجا لانے کیلئے تیار رہنا- ریکابیوں کے خاندان نے نسل در نسل

رہنے میں اپنے باپ یوناداب کا حکم مانا اور خدا نے ان کی تعریف کی اور کہا "یوناداب بن ریکاب کیلئے میرے حضور میں کھڑے ہونے کو کبھی آدمی کی کمی نہ ہوگی"۔ (یرمیاہ ۳۵:۱۹)۔ خدا کی وفادار رہنے والی اور اسکے احکام کی فرمانبرداری کرنے والی اولاد مبارک ہوتی ہے۔

خدا کے حضور کھڑے ہونے کا ایک اور مطلب سفارش بھی ہے۔ ابرہام خدا کے حضور کھڑا رہا تاکہ لوط کی سفارش کرے۔ (پیدائش ۱۸:۲۲)۔ اسی طرح خدا نے موسیٰ اور سیموئیل کی مثال دی کہ "اگرچہ موسیٰ اور سیموئیل میرے حضور کھڑے ہوتے تو بھی میرا دل ان لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوتا"۔ (یرمیاہ ۱۵:۱)۔ موسیٰ اور سیموئیل دونوں بنی اسرائیل کیلئے خدا کے حضور سفارش کرنے میں مشہور ہیں۔ جب کبھی بنی اسرائیل نے بدی کی یا بت پرستی کرکے خدا کو غصہ دلایا اور خدا اپنا قہر نازل کرنے لگا تو ان دونوں نے فوراً خدا کے حضور کھڑے ہو کر سفارش کی کہ خدا اپنا قہر نازل نہ کرے۔

ایک اور بات وضاحت طلب یہ ہے کہ یہاں خداوند کو زمین کا خداوند کہا گیا ہے۔ جس سے مراد زمین کا خالق ہونا ہے۔ ۲۔ کرنتھیوں ۴:۴ میں شیطان کو اس جہان کا خدا کہا گیا ہے۔ اس سے مراد اس جہان کا اختیار ہے۔ کیونکہ شیطان اس زمین کا خالق نہیں ہے البتہ اسنے چالاکی اور مکاری سے اس جہان کی حکومت کا اختیار آدم سے چھین لیا ہے اور وہ خداوند مسیح کے سامنے دلیری سے کہتا ہے کہ یہ سارا اختیار اور اس کی شان وشوکت میرے سپرد ہے اور جسکو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ (لوقا ۴:۶)۔ لہذا یہ دو گواہ اس خداوند کے سامنے کھڑے ہیں جو زمین و آسمان کا خالق اور مالک ہے۔ اور جو بہت جلد زمین کا سارا اختیار اور حکومت شیطان سے واپس لینے والا ہے۔

۵- آیت

"اور اگر کوئی انہیں ضرر پہنچانا چاہتا ہے تو ان کے منہ سے
آگ نکل کر ان کے دشمنوں کو کھا جاتی ہے اور اگر کوئی انہیں
ضرر پہنچانا چاہیگا تو وہ ضرور اسی طرح مارا جائیگا"۔

یہ دونوں گواہ ساڑھے تین سال کی خدمت کے دوران الہیٰ حفاظت میں رکھے جائیں گے۔ لکھا ہے کہ لوگ انہیں ضرر پہنچانا چاہیں گے۔ ان ضرر پہنچانے والے لوگوں کو دشمن بھی کہا گیا ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ لوگ ان کے دشمن کیوں بن جائیں گے جب کہ یہ دونوں گواہ نہ

سیاست میں حصہ لیں گے اور نہ کوئی دنیاوی عہدہ یا کاروبار سنبھالیں گے اور صرف منادی کریں گے؟ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی منادی اور گواہی ہی کی وجہ سے لوگ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ مجھے ایک زمانہ حال کی چھوٹی سی مثال یاد آرہی ہے۔ جب ۱۹۵۰-۱ میں پاکستان میں ہم نے توبہ کی منادی کی تو ہمارے اپنے مسیحی لوگ ہمارے خلاف ہو گئے کہ یہ غلط تعلیم والے کہاں سے آ گئے؟ جب ہم نے بالغوں کو بپتسمہ دینا شروع کیا تو مخالفت اور دشمنی اور بڑھ گئی۔ ہمارے بھائیوں کو مشن کی نوکریوں سے نکال دیا گیا۔ ہمارے بچوں کو سکولوں اور کالجوں سے یہ کہہ کر نکال دیا گیا کہ یہ غوطہ مشن کے بچے ہیں۔ یو۔پی مشن کے پادری صاحب نے میرے خلاف کلیسیا میں اعلان کر دیا کہ ماسٹر جان کو اپنے گھر نہ آنے دیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج تمام مسیحی قوم توبہ کی منادی اور بپتسمہ کی اصلیت سے واقف ہے اور مخالفت اور دشمنی نہیں رہی لیکن آج سے چالیس سال پہلے ہمیں ہر جگہ مخالفت اور دشمنی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مثال کی روشنی میں ہم ان دو گواہوں کو دیکھیں تو ہم معلوم کرتے ہیں کہ وہ اسرائیل کے ملک میں ہیں۔ اور یہودیوں یا بنی اسرائیل قوم میں سے ہیں یعنی ان کے اپنے ملک میں اپنی قوم کے لوگ انکے مخالف اور دشمن بن جائیں گے۔

اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا منادی کریں گے اور کیا گواہی دیں گے کہ ان کے اپنے لوگ ان کے دشمن بن جائیں گے؟ تو اسکا اندازہ لگانا بھی زیادہ مشکل نہیں کیونکہ یسعیاہ اور یرمیاہ اور حزقی ایل کی کتابوں میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جہاں ان نبیوں نے ان کے غلط کاموں کے خلاف منادی کی تو لوگ ان کے خلاف ہو گئے۔ یرمیاہ کی منادی اور نبوّت اسوقت کے عوام اور بادشاہ کو اتنی بری لگی کہ انہوں نے اسے پکڑ کر مارا اور قید کر دیا۔ (یرمیاہ ۳۷:۱۵) اور نہ صرف یہ بلکہ اسے رسّے سے باندھ کر ایک کنوئیں میں لٹکا دیا جہاں کیچڑ تھا اور یرمیاہ کیچڑ میں دھنس گیا۔ (یرمیاہ ۳۸:۶) یہ سب کچھ یرمیاہ پر اس لئے واقعہ ہوا کہ اس نے لوگوں کی مرضی کے خلاف منادی کی تھی۔ آخری دنوں میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہ دو گواہ جو کچھ منادی کریں گے اور جس کی گواہی دیں گے وہ عوام کو بری محسوس ہو گی اور بجائے اس نبوّت کے کلام کو قبول کرنے کے وہ ان کے دشمن بن جائیں گے۔

اب اگر ہم اسوقت پر غور کریں جب یہ دو گواہ نقشۂ دنیا پر ظاہر ہوں گے تو وہ مخالف مسیح کے عہد کا وسط ہو گا۔ یعنی پہلے ساڑھے تین سال ختم ہونے والے ہوں گے اور آخری ساڑھے تین سال شروع ہونے والے ہوں گے۔ ان حالات میں بنی اسرائیل اس ہیکل میں عبادت کرتے ہوں گے جو مخالف مسیح نے ان کو بنوا کر دی ہو گی۔ وہ ہر روز جانوروں کی

قربانیاں کرتے ہوں گے۔ وہ اپنے ارد گرد کی قوموں سے بے خطر امن وامان سے رہتے ہوں گے اور مخالف مسیح یعنی یورپ کے ڈکٹیٹر کے گن گاتے ہوں گے جس نے نہ صرف ان کو ہیکل بنوا کر دی بلکہ ملک میں امن وامان بھی پیدا کیا۔ اسکا مددگار جھوٹا نبی جو یہودیوں میں سے ہوگا مخالف مسیح کا اثر ورسوخ قائم رکھنے کیلئے یروشلیم میں ہی رہتا ہوگا۔ ان دو گواہوں کی منادی یہ ہو گی کہ جس شخص نے تم کو ہیکل بنوا کر دی ہے وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ تم نے اس کو موعودہ مسیح مان لیا ہے۔ وہ موعودہ مسیح بھی نہیں اور یہ جھوٹا مسیح جو نشان اور عجیب کام کرکے تمہیں گمراہ کر رہا ہے وہ سچا نبی نہیں۔ پس سب لوگ ان دونوں گواہوں کے خلاف ہو جائیں گے اور نہ صرف ان کے اپنے لوگ ان کے دشمن بن جائیں گے بلکہ مخالف مسیح اور جھوٹا نبی بھی ان کے مخالف بن کر ان کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔

ابھی وہ وقت نہیں آیا جب جھوٹا نبی اس مخالف مسیح کا بت بنائے گا اور اسکو بت میں روح پھونکنے کا اختیار ہوگا اور وہ بت بولے گا اور وہ بت ہیکل میں نصب کر کے یہودیوں کو سجدہ کرنے کے لئے کہے گا۔ یہ واقعہ مکاشفہ ۱۳ باب میں ظہور پذیر ہوگا۔ اور یہودی اس بت کی پوجا نہیں کریں گے اور مخالف مسیح یہودیوں کے خلاف ہو جائیگا اور جنگ چھڑ جائیگی۔ ان دو گواہوں کی منادی ایسا واقعہ ہونے سے تھوڑی دیر پہلے شروع ہوگی۔ خدا انکو وقت آنے سے پہلے آگاہ کریگا کہ تمہارا عہد موت کا عہد ہے۔ اور تمہارا مسیحا درست آدمی نہیں ہے۔ خداوند مسیح نے یہودیوں کو خود آگاہ کیا تھا کہ "میں اپنے باپ کے نام سے آیا ہوں اور تم مجھے قبول نہیں کرتے۔ اگر کوئی اور اپنے ہی نام سے آئے تو اسے قبول کر لو گے"۔ (یوحنا ۵:۴۳)۔ یہ مخالف مسیح کے بارے میں خداوند مسیح کی پیشینگوئی تھی جو ۱۹۶۷ برسوں کے بعد پوری ہو جائیگی جب موجودہ یہودی یورپ کے ڈکٹیٹر کو اس لئے اپنا مسیحا قبول کر لیں گے کہ وہ انکو ہیکل بنوا کر دیگا۔ چند سال ہوئے اسرائیل کے ملک میں ہیکل کی تعمیر کی خواہش اس قدر زیادہ بڑھ گئی کہ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اگر شیطان بھی آکر ہمیں ہیکل بنوا دے تو ہم اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔ یہودی قوم ایک دفعہ پھر دھوکہ کھا جائیگی اور جو سچا مسیحا نہیں اس کے پیچھے لگ جائیگی۔ ایک دفعہ پہلے انہوں نے دھوکا کھایا جب سچا مسیحا خداوند یسوع مسیح آئے اور انہوں نے انکو رد کر کے مصلوب کروا دیا۔ اب وہ دوسری بار دھوکہ کھائیں گے اور بہت نقصان اٹھائیں گے کیونکہ یہی شخص انکو فنا اور ملیامیٹ کرنے پر تل جائیگا اور ہٹلر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ انکی ہلاکت کا سبب ہوگا۔

یہ دو گواہ سچے مسیحا خداوند یسوع مسیح کی منادی کریں گے اور اس کی گواہی دیں گے کہ وہ

جلد آنے والا ہے- ہم جانتے ہیں یہ دو گواہ مسیح کی گواہی دیں گے کیونکہ خداوند مسیح تیسری آیت میں فرماتے ہیں- "میں اپنے دو گواہوں کو اختیار دونگا" - یہ دو گواہ بڑی دلیری سے لوگوں کو بتائیں گے کہ خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت جلد شروع ہونے والی ہے اور وہ ان سب قوموں سے جنگ کرکے ان کو شکست دیں گے اور اپنی حکومت قائم کریں گے- لہذا مخالف مسیح اور جھوٹا نبی اس قسم کی منادی ہر گز برداشت نہیں کریں گے جسطرح ہیرودیس بادشاہ مجوسیوں کے منہ سے یہ سن کر برداشت نہ کر سکا کہ "یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟" - (متی ۲:۲) کیونکہ وہ خود یہودیوں کا بادشاہ تھا-

ان دو گواہوں کی مخالفت اور دشمنی کے سبب کی وضاحت تو ہو چکی اب اس اختیار پر غور کریں گے جو خدا انکو اپنی حفاظت کیلئے دیگا- لکھا ہے "اگر کوئی انہیں ضرر پہنچانا چاہتا ہے! تو ان کے منہ سے آگ نکل کر ان کے دشمنوں کو کھا جاتی ہے اور اگر کوئی نہیں ضرر پہنچانا چاہے گا تو وہ ضرور اسی طرح مارا جائیگا-" ان دنوں میں ان دو گواہوں کو اپنے دشمنوں کو آگ سے مارنے کا اختیار اور اجازت دی جائے گی- یہ جملہ کہ "ان کے منہ سے آگ نکل کر" یہ ظاہر نہیں کرتا کہ ان کے منہ سے بیچ مچ کی آگ نکلے گی بلکہ اسکا مطلب ہے کہ وہ اپنے منہ سے آگ طلب کریں گے اور آسمان سے آگ آکر ان کے دشمنوں کو کھا جائیگی- بعض لوگ اس جملہ اور اس آیت کو روحانی مطلب دیتے ہیں اور اس آگ کو حقیقی آگ قبول نہیں کرتے بلکہ آگ کا مطلب کلام لیتے ہیں جو لوگوں کے دلوں کے اندر آگ لگائیگا- اگر لوگوں کے دلوں میں کلام کی آگ لگ جائے پھر تو وہ خدا کی طرف قائل ہو جاتے ہیں لیکن یہاں قائل ہونے کی بجائے وہ ان دونوں گواہوں کو مارنا چاہتے ہیں- لہذا یہ کلام کی آگ نہیں بلکہ حقیقی آگ ہے جو یہ دو گواہ اپنے بچاؤ کی خاطر استعمال کریں گے- یہ طریقہ خدا کے کلام کے مطابق ہے اور موسیٰ اور ایلیاہ نے اسے استعمال کیا-

مندرجہ ذیل مثالوں میں آسمانی آگ لوگوں کو مارنے کے لئے استعمال کی گئی-

۱- گنتی ۱۶:۳۵- موسیٰ کے دنوں میں خدا نے آسمانی آگ نازل کرکے دو سو پچاس آدمیوں کو مار دیا جنہوں نے اس کے خلاف گناہ کیا تھا-

۲- ۲- سلاطین ۱:۹-۱۲- ایلیاہ نے دو دفعہ آسمان سے آگ طلب کی اور اکاون اکاون آدمی مارے گئے-

۳- ۱- سلاطین ۱۸:۳۸- ایلیاہ نے دعا کی اور آگ آسمان سے نازل ہو کر قربانی اور لکڑی اور پتھر اور مٹی اور خندق کے پانی کو کھا گئی-

پرانے عہد نامہ میں دشمنوں کیلئے آسمان سے آگ طلب کرنے کی اجازت تھی لیکن کلیسیا کے زمانہ میں نئے عہد نامہ کے مطابق اس کی اجازت نہیں۔ ایمانداروں کو فضل کے زمانہ میں برائی کے بدلے برائی کرنے کی اجازت نہیں۔ خداوند مسیح نے فرمایا "لیکن میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت کرو۔ جو تم سے عداوت رکھیں انکا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری تحقیر کریں ان کے لئے دعا کرو۔ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے"۔ (لوقا ۶: ۲۷-۲۹)۔ خداوند مسیح کو اختیار تھا کہ وہ آسمان سے آگ طلب کرکے اپنے دشمنوں کو بھسم کردے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ لکھا ہے کہ "ابن آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا ہے"۔ (لوقا ۹: ۵۶)۔ جب یعقوب اور یوحنا نے خداوند مسیح سے کہا "اے خداوند کیا تو چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں یعنی سامریوں کو بھسم کردے جیسا ایلیاہ نے کیا"۔ تو خداوند مسیح نے ان کو جھڑکا اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کیسی روح کے ہو۔ جب گتسمنی باغ میں شاگردوں میں سے ایک سردار کاہن کے نوکر پر تلوار چلا کر اسکا دہنا کان اڑا دیا۔ تو خداوند مسیح نے نہ صرف ان کو منع کیا بلکہ اس کے کان کو چھو کر اسے اچھا کر دیا۔ (لوقا ۲۲: ۵۱)۔ اعمال کی کتاب میں ابتدائی کلیسیا میں سے کسی نے بھی اپنے مخالفوں اور اذیت دینے والوں کے خلاف اس الٰہی اختیار کو کبھی استعمال نہیں کیا۔ روح القدس کی نعمتیں جنکا ذکر ۱- کرنتھیوں ۱۲: ۴-۱۱ اور افسیوں ۴: ۱۱ میں کیا گیا ہے، دشمنوں کے خلاف آگ نازل کرنا شمار نہیں کرتیں۔ ان دو گواہوں کو یہ اختیار پرانے عہد نامہ کے ماتحت دیا گیا ہے جنکا ہم اطلاق اور ذکر مکاشفہ کی کتاب میں بار بار پڑھتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا دوبارہ اپنی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ سلوک شروع کریگا جیسا وہ گزشتہ زمانہ میں کیا کرتا تھا۔

۶- آیت

"انکو اختیار ہے کہ آسمان کو بند کردیں تاکہ انکی نبوت کے زمانہ میں پانی نہ برسے اور پانیوں پر اختیار ہے کہ انہیں خون بنا ڈالیں اور جتنی دفعہ چاہیں زمین پر ہر طرح کی آفت لائیں"

ان دو گواہوں کو معجزے کرنے کا الٰہی اختیار دیا جائیگا تاکہ وہ خدا کی طرف سے بھیجے جانے کا ثبوت مہیا کرسکیں۔ پچھلی آیت میں ہم نے انکا یہ اختیار دیکھا کہ وہ اپنے مخالفوں پر آسمان سے آگ نازل کرکے ان کو بھسم کرسکتے ہیں۔ اس آیت میں انکے تین اور اختیار مشاہدہ کرتے

ہیں- اول بارش کو بند کرنا- یعنی وہ آسمان کو بند کر دیں گے کہ ان کی نبوت کے زمانہ یعنی ساڑھے تین سال تک مینہ نہ برسے- یہ خاص اختیار ایلیاہ نے استعمال کیا تھا جو ۱- سلاطین ۱:۱۷ میں مذکور ہے- دوم پانی کو خون بنانا- انہیں پانیوں پر اختیار ہو گا کہ انہیں خون بنا ڈالیں جیسا موسیٰ نے مصر میں کیا تھا- (خروج ۷:۱۰)- سوم ان کو اختیار ہو گا کہ جتنی دفعہ چاہیں زمین پر ہر طرح کی آفت لائیں- معلوم ہوتا ہے کہ انکا اختیار موسیٰ سے بھی بڑا ہو گا کیونکہ اسکو دس آفتیں صرف ایک ایک بار نازل کرنے کا اختیار دیا گیا لیکن ان کو ہر طرح کی آفت جو دس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہیں جتنی دفعہ چاہیں یعنی ایک سے زیادہ دفعہ زمین پر لاسکتے ہیں- مصر کی آفتوں میں خدا کا کنٹرول زیادہ نظر آتا ہے- لیکن اس آخیر زمانہ کی آفتوں میں دو گواہوں کو زیادہ کنٹرول دیا گیا ہے- ان چار اختیاروں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان دو گواہوں کو اتنا بڑا اختیار دیا جائیگا جو پرانے عہد نامہ کے نبیوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا- یہی وجہ ہے کہ وہ ساڑھے تین سال کے لیے عرصہ تک اپنے دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں گے اور اپنی گواہی اور خدمت کو سرانجام دے سکیں گے- اگر انکو یہ اختیار نہ دیا جاتا تو وہ اپنی خدمت کے آغاز میں ہی قتل کر دئے جاتے-

۷- آیت

"جب وہ اپنی گواہی دے چکیں گے تو وہ حیوان جو اتھاہ گڑھے
سے نکلیگا ان سے لڑ کر ان پر غالب آئیگا اور انکو مار ڈالیگا"-

سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کے مقررہ پلان کے مطابق اس کے ہر گواہ، ہر نبی، ہر ایماندار اور ہر مقدس کی خدمت اور گواہی کیلئے وقت مقرر ہے- یہاں تک کہ تمام کلیسیا کیلئے بھی ایک مخصوص مدت مقرر ہے جس میں وہ گواہی دے سکتی ہے- ہر گواہ اور خادم خدا کی دی ہوئی قوت کیساتھ اپنی خدمت کو پورا کرتا ہے اور جب تک وہ اپنی خدمت نہیں پوری کرتا اسوقت تک کوئی اسے مار نہیں سکتا- شیطان بھی الٰہی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا- جب کسی کی خدمت کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو جس طریقے کی خدا اجازت دیتا ہے اس طریقے سے اسکی زندگی ختم ہو جاتی ہے چاہے قدرتی موت ہو یا قتل یا شہید یا کوئی اور طریقہ- ان دو گواہوں کو زمینی تواریخ کے ۱۲۶۰ تاریک ترین دنوں میں گواہی دینے کا کام سونپا جائیگا- خدا کے کسی خادم کو ایسی خوفناک مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا جتنا انہیں کرنا پڑیگا- پھر بھی وہ اپنی

خدمت کو پورا کریں گے۔ وقت سے پہلے کوئی انکو ہلاک نہیں کر سکے گا۔ اس آیت میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ جب وہ اپنی گواہی دے چکیں گے اور اپنی خدمت کو پورا کر لیں گے تو پھر وہ قتل کر دئے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے انکا دہرا اختیار یعنی بچاؤ کا اختیار (DEFENSIVE) اور حملہ کرنے کا اختیار (OFFENSIVE) دونوں ان سے واپس لے لئے جائیں اور وہ بے بس ہو کر اپنے دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہوں۔

اب ہم ان کے قاتل پر غور کریں گے۔ ان کے ساتھ لڑائی کرنے والا اور ان پر غالب آکر ان کو قتل کرنے والا کوئی انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ جسکو حیوان کہا گیا ہے۔ مکاشفہ کی کتاب میں تین حیوانوں کا ذکر ہے

(ا) اتھاہ گڑھے میں سے نکلنے والا حیوان۔ مکاشفہ ۱۱:۷

(ب) سمندر میں سے نکلنے والا حیوان۔ مکاشفہ ۱:۱۳

(ج) زمین میں سے نکلنے والا حیوان۔ مکاشفہ ۱۱:۱۳

ان میں سے دوسرا یعنی سمندر میں سے نکلنے والا حیوان یورپ کا ڈکٹیٹر مخالف مسیح ہوگا اور تیسرا حیوان یعنی زمین میں سے نکلنے والا حیوان جھوٹا مسیح ہوگا جو مخالف مسیح کا مددگار ہوگا۔ لیکن پہلا حیوان یعنی اتھاہ گڑھے میں سے نکلنے والا حیوان ان فرشتوں کا بادشاہ ہوگا جو مکاشفہ ۱۱:۹ میں مذکور ہے "۔ اتھاہ گڑھے کا فرشتہ ان پر بادشاہ تھا۔ اسکا نام عبرانی میں ابدون اور یونانی میں اپلیون ہے۔ "مکاشفہ نو باب کے مطالعہ میں ہم نے ٹڈیوں کا حال دیکھا جو اتھاہ گڑھے میں قیدی فرشتے تھے اور ایک فرشتہ ان کا بادشاہ تھا۔ ان فرشتوں نے ٹڈیوں کی شکل میں زمین کے باشندوں کو اذیت دی لیکن ان کے بادشاہ نے شائد ابھی تک ذاتی طور پر کچھ کام نہ کیا ہو۔ پس اسکو یہ کام دیا گیا کہ وہ ان دو گواہوں کو قتل کرے کیونکہ کوئی انسان ان پر غالب نہ آسکا۔

بعض کہتے ہیں کہ اتھاہ گڑھے میں سے نکلنے والا یہ حیوان شیطان ہے۔ اول تو شیطان کو کبھی بھی اتھاہ گڑھے میں بند نہیں کیا گیا بلکہ شروع ہی سے آزاد چھوڑا گیا ہے جبکہ چند دوسرے نافرمان فرشتے اتھاہ گڑھے میں اور دریائے فرات کے کنارے قید کئے گئے تھے۔ انہیں مقررہ وقت پر چھوڑا جائیگا اور ان سے خاص کام لیا جائیگا۔ شیطان آسمان سے نیچے زمین پر گرایا ضرور گیا تھا لیکن وہ اتھاہ گڑھے میں قید نہیں کیا گیا تھا۔ اب خدا کا یہ پروگرام یہ ظاہر کرتا ہے کہ خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی کے شروع میں وہ قید کیا جائیگا اور اتھاہ گڑھے میں ڈال کر ہزار سال کے لئے بند کر دیا جائیگا۔ (مکاشفہ ۲۰:۱-۳)۔ یہ واقعہ مخالف مسیح کے عہد حکومت کے ختم ہونے کے بعد ہوگا نیز شیطان کے اتھاہ گڑھے میں قید کئے جانے سے پیشتر مخالف مسیح اور

جھوٹا نبی دونوں زندہ آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالے جا چکے ہوں گے۔ (مکاشفہ ۱۹:۲۰)
لہذا یہ حیوان جو اتھاہ گڑھے سے نکلا شیطان نہیں ہے بلکہ اتھاہ گڑھے کے قیدی فرشتوں کا بادشاہ۔ مکاشفہ کی کتاب میں لفظ حیوان چھتیس دفعہ مذکور ہے اور سب سے پہلا نام اسی حیوان کا ہے جو اتھاہ گڑھے سے نکلتا ہے۔

مسیح سے قبل کے زمانوں میں یا مسیح کے بعد کے زمانوں میں خدا کے فتحمند لوگوں کی کامیابی اس بات میں کبھی نہیں دیکھی گئی کہ انہوں نے اپنے جسموں کو تباہی سے کسطرح بچایا بلکہ اس بات میں کہ انہوں نے بستر قیامت کی خاطر بدنوں کو قربان کر کے ایمان کو کسطرح محفوظ رکھا؟ عبرانیوں کے خط کا گیارھواں باب اس بات کے ثبوت میں بہت سی مثالیں پیش کرتا ہے۔ اور یہ دو گواہ بھی اچھی مثال پیش کرتے ہیں۔

۸- آیت

"اور انکی لاشیں اس بڑے شہر کے بازار میں پڑی رہینگی جو روحانی اعتبار سے سدوم اور مصر کہلاتا ہے۔ جہاں انکا خداوند بھی مصلوب ہوا تھا"۔ بھی مصلوب ہوا تھا"۔

ان دو گواہوں کی موت انکے دشمنوں کیلئے اتنی اہم ہو گی کہ انسانیت کے تمام معقول قوانین کے خلاف ان کی لاشوں کو اس بڑے شہر یروشلیم کے بازار میں پڑا رہنے دیا جائیگا اور ان کو مناسب تدفین کی اجازت بھی نہیں دی جائیگی۔ یہ ایک طرح سے انکی اور ان کے خدا کی تحقیر ہو گی جس کی وہ منادی کرتے رہے اور اپنی فتح کا نشان۔

وہ بڑا شہر جس میں یہ دو گواہ اپنی خدمت اور گواہی اور نبوت پوری کریں گے اور جس میں وہ مارے بھی جائیں گے بلاشک وشبہ یروشلیم شہر ہی ہے۔ یروشلیم کا یہ برگشتہ شہر جسکو بائبل میں بہت دفعہ مقدس شہر کہا گیا ہے سدوم اور مصر سے مشابہ ٹھہرایا گیا ہے۔ سدوم دینی بداخلاقی اور بدی کو ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ مصر بت پرستی اور ظلم اور دنیاداری کو ظاہر کرتا ہے سدوم ایک شہر ہے لیکن مصر ایک ملک ہے۔ دونوں نام کتاب مقدس میں خدا کے کم نہ ہونے والے قہر کا نشانہ بن کر بار بار مذکور ہیں۔ تین حوالہ جات یہوداہ ۱:۷، ۲۔ پطرس ۲:۶، اور یرمیاہ ۲۳:۱۴ میں سدوم کے لوگوں کو حرامکار اور بے دین اور بدکار کہا گیا ہے۔ یروشلیم اور اس کے باشندوں کی روحانی حالت قدیم زمانوں میں ایسی ہی تھی اور اب آخیر زمانہ میں بھی ایسی ہی ہو گی۔ اس لئے ان پر خدا کا غضب نازل ہوگا۔ جسطرح دو فرشتوں نے سدوم پر آگ نازل کی

سی طرح یہ دو گواہ بھی اس شہر پر آسمانی آگ نازل کریں گے۔ (پیدائش ۱۹:۲۴)۔
یہ یقین دلانے کیلئے کہ جس شہر میں ان دو گواہوں کی لاشیں پڑی رہیں گی وہ یروشلیم کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا، مزید وضاحت یوں کی گئی ہے کہ "جہاں ان کا خداوند بھی مصلوب ہوا تھا"۔ چونکہ خداوند مسیح یقینی طور پر یروشلیم شہر میں ہی مصلوب ہوئے تھے اس لئے کوئی بھی شخص یہ غلطی نہیں کر سکتا کہ وہ تفسیر کرتے وقت کسی اور شہر کا ذکر کرے۔ شائد سدوم اور مصر کی تشبیہات کسی اور شہر کی طرف بھی کھینچی جا سکتی ہیں جو آگ سے جلا ہو یا بدکاری کا اڈہ ہو۔ لیکن جو نشان اس آیت کے آخر میں دیا گیا ہے اس سے ہر قسم کی غلطی یا غلط فہمی دور ہو جاتی ہے۔ بہت دفعہ خدا کا کلام خود کلام کی تفسیر کرتا ہے جس کو ہر لحاظ سے اول درجہ دینا چاہیئے۔ یرمیاہ ۲۳:۱۴ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے "۔ میں نے یروشلیم کے نبیوں میں بھی ایک ہولناک بات دیکھی۔ وہ زنا کار جھوٹ کے پیرو اور بدکاروں کے حامی ہیں یہاں تک کہ کوئی اپنی شرارت سے باز نہیں آتا۔ وہ سب میرے نزدیک سدوم کی مانند اور اسکے باشندے عمورہ کی مانند ہیں۔" اس آیت میں خدا یروشلیم کو بہت صاف لفظوں میں سدوم سے تشبیہ دیتا ہے۔
ویسے بھی انبیاء عام طور پر یروشلیم میں ہی قتل ہوتے رہے اور خداوند یسوع مسیح نے اپنے قتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود فرمایا "کیونکہ ممکن نہیں کہ نبی یروشلیم سے باہر ہلاک ہو"
(لوقا ۱۳:۳۳) انہوں نے اس کے بارے میں مزید فرمایا "اے یروشلیم! اے یروشلیم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے انکو سنگسار کرتی ---" (لوقا ۱۳:۳۴)۔ پس ضروری ہے کہ یہ دو گواہ بھی یروشلیم میں ہی مارے جائیں۔

۹- آیت

"اور امتوں اور قبیلوں اور اہل زبان اور
قوموں میں سے لوگ انکی لاشوں کو
ساڑھے تین دن تک دیکھتے رہیں گے اور
انکی لاشوں کو قبر میں نہ رکھنے دیں گے"۔

جن دو گواہوں سے لوگ زندگی میں اتنے خوفزدہ تھے اب انکی لاشیں دیکھنے کیلئے لوگ ہجوم

در ہجوم اس بازار میں جمع ہو جائیں گے جس میں انکی لاشیں پڑی ہیں۔ ساڑھے تین دن تک تمام امتوں اور قبیلوں اور اہل زبان اور قوموں میں سے لوگ ان گواہوں کی لاشوں کو خوشی سے دیکھتے رہیں گے۔ انکی موت کی خبر سنتے ہی ٹی۔وی کیمرے وہاں پہنچ جائیں گے اور سٹلائٹ کے ذریعے دنیا کے تمام ممالک میں لوگ گھر بیٹھے انکی لاشوں کو دیکھ لیں گے اور ساڑھے تین دن تک دیکھتے رہیں گے۔

ان لاشوں کے بارے میں ساڑھے تین دن حقیقی اور اصلی دن مراد ہیں جو چوبیس گھنٹوں کے ہوتے ہیں اور ان سے کوئی روحانی معنی یا تشبیہ مراد نہیں۔ ان دنوں کو کوئی روحانی معنی دینا بالکل غیر مناسب اور خلاف کلام ہے۔ برطانوی یہودی ۱۲۶۰ دنوں کو رومی حکومت کے ۱۲۶۰ سال سے تعبیر کرتے ہیں اور لاشوں کے ساڑھے تین دنوں کو ملکہ میری کی اذیت کے ساڑھے تین سال یعنی فروری ۱۹۵۵ء سے نومبر ۱۵۵۸ء تک۔ اس قسم کی مضحکہ خیز تعبیر واضح کرتی ہے کہ کیوں مکاشفہ کی کتاب کی تواریخی تعبیر مشکوک پیدا کرتی ہے۔ خدا نے سب لوگوں کو ان دو گواہوں کی لاشیں ساڑھے تین دن تک دیکھنے دیں لیکن اپنی الٰہی حکمت کے تحت اپنے بیٹے کی لاش کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہونے دیا۔ خدا نے لاش کو صلیب پر سے اترنے کے بعد مناسب طریقے سے مسالہ جات اور خوشبو لگانے اور ایسی قبر میں رکھنے کا پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا جس کے منہ پر بھاری پتھر رکھنے کا بندوبست بھی ہوا اور بعد میں کسی شخص نے بھی اس لاش کو نہ دیکھا۔ یہ سارا کام بہت جلدی کیا گیا کیونکہ سبت شروع ہونے والا تھا۔

۱۰- آیت

"اور زمین کے رہنے والے انکے مرنے سے خوشی
منائیں گے اور شادیانے بجائیں گے اور آپس میں
تحفے بھیجیں گے کیونکہ ان دو نبیوں نے زمین
کے رہنے والوں کو ستایا تھا"

ان دو گواہوں کی موت کی خوشی میں ایک بہت بڑا جشن منایا جائیگا۔ شادیانے بجائے جائیں گے۔ آپس میں تحفے بھیجے جائیں گے اور شاید ملکر ڈانس بھی کئے جائیں گے اور شرابیں بھی پی جائیں گی۔ خداوند مسیح نے اپنی موت کے بارے میں اپنے شاگردوں سے یہی کہا تھا کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم روؤ گے اور ماتم کرو گے مگر دنیا خوش ہوگی"۔ (یوحنا ۱۶:۲۰)

۱- ان دو گواہوں کی موت پر بھی ایسا ہی ہوگا بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ ہوگا اور تمام خوشیاں کرسمس کے جشن کی مانند ہو جائیں گی- کلام مقدس میں ایک دوسرے کو تحفے بھیجنے کی مثالیں موجود ہیں لیکن یہ ایک نہایت انوکھا اور عجیب موقع ہے کہ کسی کی موت پر تحفے بھیجے جائیں گے- نحمیاہ ۸:۱۰ میں ایک دوسرے کو تحفے بھیجے گئے کیونکہ عزرا کاہن کے شریعت کی کتاب پڑھنے سے سب لوگ شادمان تھے- آستر ۹:۱۹-۲۲ میں تحفے بھیجے گئے کیونکہ یہودیوں نے ہامان کے بیٹوں اور اپنے دشمنوں کو قتل کر دیا تھا- ساری یہودی قوم تباہی سے بچ گئی تھی- اب زمانوں کے آخر میں پھر تحفے تحائف بھیجے جائیں گے مگر ایک غلط مقصد کیلئے-

لکھا ہے کہ ان دونوں نبیوں نے زمین کے رہنے والوں کو ستایا تھا- کیا گنہگاروں کو توبہ کے لئے بلانا اور انہیں گمراہی سے آگاہ کر کے بے راہ پر واپس لانا ستانا ہوتا ہے؟ ہاں! جو گنہگار توبہ نہیں کرنا چاہتے اور غلط راہ کو چھوڑ کر خداوند کے پیچھے نہیں آنا چاہتے ان کے لئے خدا کا کلام راحت اور خوشی کا سبب نہیں ہوتا بلکہ ذہنی کوفت اور روحانی تکلیف کا باعث بن جاتا ہے- وہ آخر میں اپنی تباہی کا انجام سن کر اور مختلف طریقوں سے آنے والی خدا کی عدالتوں اور آفتوں کا ذکر سن سن کر تنگ آجاتے ہیں- وہ سننا نہیں چاہتے لیکن سننا پڑتا ہے اور اس لئے ان دو گواہوں کی منادی ان کے ستائے جانے کا وسیلہ بنی- جیسے ایلیاہ نبی پر الزام لگایا گیا کہ یہ اسرائیل کا ستانے والا ہے-(۱-سلاطین ۱۸:۱۷)

۱۱-آیت

"اور ساڑھے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے
ان میں زندگی کی روح داخل ہوئی اور وہ اپنے
پاؤں کے بل کھڑے ہو گئے اور ان کے دیکھنے
والوں پر بڑا خوف چھا گیا"-

ابھی یروشلیم میں جشن کی خوشیاں جاری ہیں- چوتھے دن کی دوپہر آنے والی ہے- لوگ ابھی تک دور دور کے علاقوں سے یروشلیم کے اس بازار میں جمع ہو رہے ہیں جہاں دونوں لاشیں زمین پر پڑی ہیں- ٹی-وی کیمرے ابھی تک ان کی تصویریں تمام دنیا میں بھیج رہے ہیں- اور لوگ ان کی لاشوں کو کسی وقت بھی اپنے گھروں میں دیکھ سکتے ہیں- اچانک ایک غیر متوقع اور حیران کن منظر دیکھنے میں آتا ہے- دونوں گواہوں کی لاشوں میں زندگی آجاتی ہے- سینکڑوں

لوگوں کی موجودگی میں ان میں حرکت ہوتی ہوئی نظر آنے لگتی ہے۔ شائد پہلے انہوں نے آنکھیں کھولی ہوں۔ پھر سر کو دائیں بائیں حرکت دی ہو اور اپنے ارد گرد جمع ہونے والے ہجوم کو حیرت سے دیکھا ہو۔ پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئے ہوں گے اور آخر کار وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ چند منٹ پیشتر وہ شکست اور ذلت کا نشان بنے ہوئے تھے لیکن اب وہ فتح او حیرانگی اور خوف کا نشان بن گئے۔ خداوند مسیح کے زندہ ہونے کی خبر نے بھی لوگوں میں خوف اور تعجب پیدا کر دیا تھا۔ خداوند مسیح کی آمد سے پیشتر دو گواہوں کے دوبارہ زندہ ہونے سے سب دنیا حیران، خوفزدہ اور تعجب کی حالت میں ہو گی۔ ان کا زندہ ہونا خدا کی بڑائی اور مارنے والوں کی بے بسی اور کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ زندگی کا روح خداوند کے پاس ہے۔ وہی مارتا اور وہی زندہ کرتا ہے۔ انسان اس معاملے میں بے بس ہے۔ انکی فتح شکست میں بدل گئی انکا غرور پست ہو گیا۔ ان کی خوشیاں اور جشن پر خوف اور ہیبت طاری ہو گئی۔ انسان کس بات پر فخر کر سکتا ہے؟ کسی چیز پر نہیں۔ اسکا فخر توڑ دیا جائیگا۔

لکھا ہے ان کے دیکھنے والوں پر بڑا خوف چھا گیا۔ اس خوف کی چار وجوہات ہو سکتی ہیں۔ (۱) یہ جانتے ہوئے کہ ان دو گواہوں کے پاس بڑا اختیار اور الہی قوت تھی جسکی وجہ سے کوئی ان کو ضرر نہ پہنچا سکا، لوگوں پر اس بات کا خوف پیدا ہو گیا کہ اب یہ قتل کئے جانے کا بدلہ لیں گے اور معلوم نہیں کیا کیا آفتیں آسمان سے نازل کر دیں (۲) جب وہ خدا کے قہر کی منادی کرتے تھے تو سننے والوں پر خوف چھا جاتا تھا۔ اب انہیں انکی منادی کی باتیں یاد آئیں اور اس بات سے خوف پیدا ہونے لگا کہ دو گواہ اب پھر وہی منادی دوبارہ شروع کر دیں گے۔ (۳) خوف کی تیسری وجہ یہ بھی تھا کہ چونکہ یہ دو گواہ مر کر زندہ ہو جاتے ہیں لہذا اب ان سے چھٹکارا مشکل ہے۔ اگر ان کو پھر مار دیا گیا تو یہ پھر زندہ ہو جائیں گے اور ان سے خلاصی پانا مشکل ہو گا۔ (۴) بعض شائد اس وجہ سے بھی خوفزدہ ہوں کہ جو نبوت انہوں نے کی تھی اگر وہ پوری ہو گئی تو یہ بادشاہی یقیناً ختم ہو جائیگی اور خداوندوں کے خداوند اور بادشاہوں کے بادشاہ کی بادشاہی شروع ہو جائیگی۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے انکی لاشوں کو ساڑھے تین دن تک کیوں بازار میں پڑا رہنے دیا؟ خدا ان کے مارے جانے کے فوراً بعد بھی ان کو دوبارہ زندہ کر سکتا تھا یا ایک دن کے بعد یا دو دن کے بعد لیکن خدا نے پورے ساڑھے تین دن انتظار کیا اور پھر انکو زندہ کیا۔ اسکی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے ۱۲۶۰ دن یعنی ساڑھے تین سال منادی کی اور زمین کے رہنے والوں کو ستایا۔ اب زمین کے رہنے والوں کو ان پر اختیار دے دیا گیا لیکن

ساڑھے تین سال کی بجائے ساڑھے تین دن کے لیے یعنی ایک سال پیچھے ایک دن۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ یہ دو گواہ یہودیوں کیلئے نشان بنیں گے۔ یہودی لوگ اس وقت ساڑھے تین سال کی بڑی مصیبت کے زمانہ میں سے گزر رہے ہوں گے۔ اب وہ ان ساڑھے تین سالوں کے اختتام پر پہنچے ہوں گے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ اس مصیبت کے زمانہ میں دو تہائی یہودی مارے جائیں گے اور مٹ جانے کے قریب ہوں گے۔ لہذا یہ دو گواہ مردہ حالت میں بنی اسرائیل کو ظاہر کرتے ہیں۔ جس طرح لوگ ان دو گواہوں کو ساڑھے تین دن تک دیکھتے رہے اس طرح دنیا ساڑھے تین سال تک یہودیوں پر ظلم ہوتے دیکھتی رہی۔ جس طرح ان دو گواہوں کو قبر میں نہیں رکھنے دیا جس سے انکا مکمل خاتمہ ہو جاتا اسی طرح یہودی قوم کو بھی مکمل طور پر تباہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اور سب سے ضروری بات جس طرح ساڑھے تین دن کے بعد ان مردہ گواہوں میں پھر زندگی آ گئی اسی طرح ساڑھے تین سال کے بعد یہودی قوم الٰہی مدد سے دشمنوں سے چھڑائی جائے گی اور ان میں زندگی کی روح آئے گی اور وہ خداوند کو پہچانے گی۔ اور آخر میں جس طرح دیکھنے والوں پر بڑا خوف چھا گیا تھا اسی طرح آخر میں تمام دنیا پر یہودیوں کا بڑا خوف چھا جائے گا۔ خدا ان دو گواہوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک کر کے یہودی قوم کو ان کی موجودہ حالت اور مستقبل سے آگاہ کر رہا ہے۔

(۳) یہ ساڑھے تین سال وہ زمانہ ہے جس میں مقدس لوگ مخالف مسیح کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں گے کہ وہ ان کو قتل کرے۔ چنانچہ وہ ہزاروں اور لاکھوں مقدسوں کو قتل کروادیگا۔ اب ساڑھے تین سال ختم ہونے والے ہیں اور خدا سب دنیا پر وہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہے جو وہ ان شہیدوں کے بارے میں کرنے والا ہے۔ جس طرح یہ دو شہید زندہ کیئے گئے اسی طرح بہت جلد بڑی مصیبت کے عرصے کے تمام شہید زندہ کیئے جائیں گے۔ (مکاشفہ ۲۰:۴)

(۴) خداوند مسیح نے ساڑھے تین سال منادی کی اور آخر یروشلیم میں قتل کیا گیا لیکن تیسرے دن زندہ ہوگیا۔ ان دو گواہوں نے بھی ساڑھے تین سال منادی کی اور یروشلیم میں قتل کیئے گیئے۔ شائد خداوند یہودیوں کو جتا رہے ہیں کہ جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا وہی ان دو گواہوں کے ساتھ کیا اور ابھی تک تم میں سچائی کی پہچان نہیں آئی۔ اس مثال میں یہ فرق ہے کہ مسیح کی لاش قبر میں تھی لیکن ان کی لاشیں باہر بازار میں پڑی رہیں اور مسیح تین دن کے بعد زندہ ہوا لیکن یہ ساڑھے تین دن کے بعد زندہ ہوئے۔ البتہ ان کے زندہ ہونے میں کوئی انسانی ذریعہ استعمال نہیں ہوا بلکہ خدا نے ان کو خود زندہ کیا۔ ان سے پہلے بہت سے مردے زندہ ہوئے مثلاً

(۱) صارپت کی بیوہ کا لڑکا جسکو ایلیاہ نے زندہ کیا۔

(۱-سلاطین ۱۷: ۲۲)

(۲) شونیمی عورت کے بیٹے کو الیشع نے زندہ کیا (۲-سلاطین ۴: ۳۵)

(۳) ایک مردہ الیشع کی ہڈیوں کے ساتھ لگ کر زندہ ہو گیا۔ (۲-سلاطین ۱۳: ۲۱)

(۴) بیت عنیاہ کا لعزر جسکو خداوند مسیح نے زندہ کیا۔ (یوحنا ۱۱: ۴۴)

(۵) یائیرس کی بیٹی کو خداوند مسیح نے زندہ کیا۔ (لوقا ۸: ۵۵)

(۶) بیوہ کے لڑکے کو خداوند مسیح نے زندہ کیا۔ (لوقا ۷: ۱۵)

ان سب مردوں کو خدا نے کسی اور کی معرفت زندہ کیا۔ لیکن یہ دو گواہ مسیح کی طرح خدا نے خود زندہ کئے۔

۱۲- آیت

"اور انہیں آسمان پر سے ایک بلند آواز سنائی دی
کہ یہاں اوپر آجاؤ۔ پس وہ بادل پر سوار ہو کر
آسمان پر چڑھ گئے اور ان کے دشمن انہیں دیکھ
رہے تھے"۔

آسمانی دعوت

جب یروشلیم کے لوگ اور دنیا کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں ان دو گواہوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا دیکھ کر حیران اور متعجب ہو رہے تھے اور سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اسی وقت یہ دو گواہ ابھی ایک اور عجوبہ دکھانے والے تھے۔ آسمان سے ایک بلند اور پرشکوہ آواز سنائی دی جس نے انکو دعوت دی کہ "یہاں اوپر آجاؤ" - یہ خداوند مسیح کی آواز ہے جو مکاشفہ کی اس کتاب کے شروع سے لیکر آخر تک وقتاً فوقتاً سنائی دیتی ہے۔ اور ۱: ۱۲، ۴: ۱، ۹: ۱۴، ۱۰: ۴، ۱۰: ۸، ۱۱: ۱۲، ۱۴: ۲، ۱۴: ۱۳، اور ۱۸: ۴ میں مذکور ہے۔ خداوند نے لعزر کو زندہ کرتے وقت بھی "بلند آواز سے پکارا کہ اے لعزر نکل آ"۔ جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نکل آیا اسی طرح جب خداوند کلیسیا کو لینے کیلئے آئیں گے تو بلند آواز کے ساتھ للکاریں گے (۱- تھس ۴: ۱۶) تو وہ تمام مردے جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے۔ پولس کہتا ہے اسکی آواز میں مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت ہے۔

ان دو گواہوں کا آسمان پر جانا ایک دعوت کے جواب میں ہے۔ یہ دعوت کتنی پیاری

اور خوبصورت ہے۔ یہ دل کو کتنی خوشی بخشنے والی ہے۔ میں ایسی دعوت سننے کا بہت خواہشمند ہوں چاہے مجھے اس کے لئے کتنی ہی قیمت کیوں نہ دینی پڑے۔ یہ دعوت ہمیں اسی قسم کا ایک اور واقعہ یاد دلاتی ہے جہاں خداوند نے یوحنا رسول کو دعوت دی کہ "یہاں اوپر آجا" - اور فوراً یوحنا اوپر آسمان میں اٹھایا گیا۔ (مکاشفہ ۱:۴)۔ مگر یوحنا اور ان دو گواہوں کے آسمان پر اٹھائے جانے میں فرق ہے۔ یوحنا روح میں اٹھایا گیا اور اسکا جسم زمین پر ہی تھا لیکن یہ دو گواہ جو مردہ تھے پہلے زندہ کئے گئے اور پھر بدن سمیت اوپر اٹھائے گئے۔ یوحنا کو اوپر جاتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا مگر ان دونوں کو آنکھوں انسانوں نے دیکھا۔

ان دو گواہوں کے آسمان پر اٹھائے جانے سے تقریباً سات سال پہلے اسی قسم کا ایک اور واقع ہوا تھا لیکن معلوم نہیں کہ دنیا کے لوگ اسکی حقیقت کو سمجھے تھے یا نہیں۔ مخالف مسیح کے نقشہ دنیا پر ظاہر ہونے سے پہلے بیشمار لوگ دنیا کے تمام ممالک میں سے بیک وقت غائب ہو گئے تھے۔ یہ RAPTURE یعنی کلیسیا کا اٹھایا جانا تھا۔ اخبارات ٹی وی اور ریڈیو کی خبروں میں اسکی وضاحت کی گئی تھی کہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اگرچہ کسی نے ان کو جاتے ہوئے۔ نہیں دیکھا تھا۔ پھر بھی ان دو گواہوں کو آسمان پر جاتے ہوئے دیکھنے والوں میں بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جو سات سال پہلے زندہ تھے اور جنہیں RAPTURE کا واقعہ ابھی تک یاد ہوگا۔ شائد وہ سوچیں گے کہ جسطرح یہ دو شخص انکی آنکھوں کے سامنے آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اس پرانے واقعہ میں بھی وہ لوگ ضرور آسمان پر ہی گئے ہوں گے۔ اگر ان دو گواہوں کے اٹھائے جانے کا مقابلہ کلیسیا کے اٹھائے جانے اور خداوند مسیح کے اٹھائے جانے سے کیا جائے تو یہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

دو گواہ کون تھے

مکاشفہ گیارہ باب کی ان دس آیات (۳ تا ۱۲) میں ان دو اشخاص کو "دو گواہوں" کے نام ہی سے پکارا گیا ہے۔ کسی جگہ پر بھی ان کے نام یا شناخت کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور آج تک کوئی نہیں جان سکا کہ یہ دو گواہ کون سے ہوں گے۔ اتنا ضرور ہے کہ ان دو گواہوں کو روح یا فرشتہ نہیں کہا گیا اور یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ دو گواہ دو اشخاص ہیں جو حقیقی انسان اور اس کے کوئی روحانی معنی بھی نہیں ہیں۔ گزشتہ انیس سو سالوں سے ان دو گواہوں کو جاننے کی کوشش کی گئی ہے اور مختلف مفسروں نے مختلف خیال ظاہر کئے ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) پہلا خیال: بعض مفسروں کا خیال ہے کہ یہ دو گواہ اسرائیل اور کلیسیا کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسرائیل خداوند مسیح سے پہلے کے دو ہزار سالوں میں گواہی دینے کیلئے منتخب ہوئی اور خداوند مسیح کے بعد گواہی دینے کے لیے دو ہزار سال کے لیے کلیسیا چنی گئی۔ یہ خیال روحانی معنوں میں ہے۔ لیکن تیسری، ساتویں اور دسویں آیات ان دو گواہوں کو خاص شخص اور فرد قرار دیتی ہیں جو انسانی بدن میں ہوتے ہوئے موت اور جی اٹھنے کے مرحلوں میں سے گزریں گے۔ یہ دونوں گواہ دو جماعتوں یعنی اسرائیل اور کلیسا کے نمائندے نہیں ہیں۔ لہذا یہ خیال بھی غلط ہے۔

(۲) دوسرے خیال میں وہ لوگ شامل ہیں جو دونوں گواہوں کو آفتوں کی مشابہت کی بنا پر موسیٰ اور ایلیاہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ گزشتہ زمانے میں ایلیاہ نے آسمان سے آگ نازل کی اور بارش کو ساڑھے تین سال تک روک دیا۔ اور موسیٰ نے پانی کو خون بنایا۔ اور آسمان سے بہت سی دوسری آفتیں نازل کیں۔ ان کے علاوہ موسیٰ اور ایلیاہ پہاڑ پر مسیح کی صورت بدلتے وقت اس سے باتیں کرتے تھے۔ متی ۱۷:۳۔۵) موسیٰ کو ان دو گواہوں میں سے ایک اس لیے تصور کرنا ممکن نہیں کیونکہ وہ زمین پر ایک دفعہ مر گیا۔ (یشوع ۱:۲) اگر دو گواہوں میں سے ایک موسیٰ ہو تو وہ دوسری دفعہ مارا جائے گا۔ لیکن عبرانیوں ۹:۲۷ کے مطابق "آدمیوں کے لیے ایک بار مرنا مقرر ہے۔" اس طرح موسیٰ کی دو دفعہ موت کلام کے خلاف ہو جاتی ہے۔ لہذا یہ موسیٰ نہیں ہو سکتا۔ ایلیاہ دو گواہوں میں سے ایک اس لیے ہو سکتا ہے چونکہ وہ زندہ آسمان پر اٹھایا گیا اور اسے وہی معجزے کرنے کا اختیار بھی تھا۔ نیز ایلیاہ کے بارے میں ملاکی نبی کی ایک پیشگوئی یوں بیان کرتی ہے کہ "دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا اور وہ باپ کا دل بیٹے کیطرف اور بیٹے کا دل باپ کی طرف مائل کرے گا۔" (ذکی ۴:۵) اس پیشگوئی کے بارے میں شاگردوں نے خداوند مسیح سے سوال و جواب کیا لکھا ہے" شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیاہ کا پہلے آنا ضرور ہے؟" اس نے جواب میں کہا "ایلیاہ البتہ آئے گا اور سب کچھ بحال کرے گا لیکن میں اسے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آ چکا اور انہوں نے اسے نہ پہچانا بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا اس طرح ابنِ آدم بھی ان کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ تب شاگرد سمجھ گئے کہ اس نے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے۔"

(متی ۱۷:۱۰۔۱۳۔ مرقس ۹:۹۔۱۳) اور فرشتہ کی بھی زبردست گواہی موجود ہے کیونکہ وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے باپ زکریاہ سے ہمکلام ہوتا جب وہ ہیکل میں اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام سرانجام دے رہا تھا۔ لکھا ہے۔ "مگر فرشتہ نے اس سے کہا اے زکریاہ! خوف نہ کر

کیونکہ تیری دعا سن لی گئی اور تیرے لئے تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہوگا- تو اسکا نام یوحنا رکھنا اور تجھے خوشی اور خرمی ہو گی اور بہت سے لوگ اس کی پیدائش کے سبب سے خوش ہوں گے کیونکہ وہ خداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا اور ہر گز نہ مے نہ کوئی اور شراب پئیگا اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر جائیگا اور بہت سے بنی اسرائیل کو خداوند کی طرف جو ان کا خدا ہے پھیریگا اور وہ ایلیاہ کی روح اور قوت میں اس کے آگے آگے چلیگا کہ والدوں کے دل اولاد کی طرف اور نافرمانوں کو راستبازوں کی دانائی پر چلنے کی طرف پھیرے اور خداوند کے لئے ایک مستعد قوم تیار کرے "-(لوقا ۱:۱۳-۱۷)- فرشتے کے اس پیغام میں یوحنا بپتسمہ دینے والے کو صاف طور پر ایلیاہ کہا گیا ہے- پس خداوند مسیح کا بیان اور فرشتہ کی گواہی آشکارا کرتی ہے کہ ایلیاہ جو دوبارہ آنے والا تھا وہ آچکا ہے- اور اس نے بھی موت دیکھ لی ہے کیونکہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر کاٹ دیا گیا تھا- (متی ۱۴:۱۰)- پس ان دو گواہوں میں سے ایک ایلیاہ بھی نہیں ہوسکتا-

(۳) تیسرا نظریہ یہ ہے کہ دو گواہ ایلیاہ اور حنوک ہیں کیونکہ دونوں جسمانی موت نہیں مرے اور دونوں انہی دنیاوی جسموں میں اٹھائے گئے تھے- ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جسمانی بدن کے بارے میں کتاب مقدس میں دو عام اصول پائے جاتے ہیں- اول یہ کہ "آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا مقرر ہے" (عبرانیوں ۹:۲۷) اور دوم کہ "گوشت اور خون خدا کی بادشاہی کے وارث نہیں ہوسکتے"- (۱-کرنتھیوں ۱۵:۵۰)- اگر حنوک اور ایلیاہ جسمانی بدنوں میں اوپر اٹھائے گئے اور وہ دوسرے مقدسین کے ساتھ خدا کی بادشاہی میں شامل ہونے تک انہی بدنوں میں رہیں تو وہ خدا کے کلام کے دونوں اصولوں کو توڑنے کے مرتکب ہوں گے- وہ جسمانی بدنوں میں ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتے- انہیں ضرور واپس آکر موت کی شرط کو پورا کرنا ہوگا- اس کے بعد انہیں نئے روحانی بدنوں میں تبدیل ہو کر دوسرے مقدسوں میں شامل ہونا چاہیئے-

اس نظریہ کا جواب یہ ہے کہ دونوں حنوک اور ایلیاہ جسمانی بدنوں میں نہیں اٹھائے گئے- پہلے انکا جسم بدل کر روحانی جسم میں تبدیل ہوا اور وہ انسانی آنکھ سے اوجھل ہو گئے کیونکہ انسانی آنکھ روحانی جسم نہیں دیکھ سکتی- حنوک کے بارے میں لکھا ہے "حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب ہو گیا کیونکہ خدا نے اسے اٹھا لیا"- (پیدائش ۵:۲۴) حنوک کلیسیا کی مثال ہے- کلیسیا بھی حنوک کی طرح پہلے آسمانی بدن میں تبدیل ہوگی- دنیا کے لوگوں کے لئے "غائب ہو جائیگی اور پھر آسمان پر اٹھائی جائے گی- اگر ہزاروں اور لاکھوں مقدسین بغیر موت کا مزہ چکھے آسمانی بدنوں میں آسمان پر جاسکتے ہیں تو حنوک پر بھی اعتراض

نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بغیر موت کا مزہ چکھے آسمان پر چلا گیا۔

(۴) چوتھا نظریہ یہ ہے کہ یہ دو گواہ پرانے عہد نامہ کے مخصوص نبیوں مثلاً حنوک۔ موسیٰ اور ایلیاہ میں سے کوئی نہیں ہوگا بلکہ خدا اسوقت بڑی مصیبت کے دنوں میں خداوند مسیح کو قبول کرنے والوں میں سے کوئی سے دو مقدسوں کو چن لے گا اور ان کو ان نشانوں اور معجزوں کی قدرت دے گا جو موسیٰ اور ایلیاہ کو ملی تھی اور آخری دنوں کی نبوت کیلئے استعمال کریگا۔ خداوند کو نبیوں کی کمی نہیں ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے صرف پرانے نبیوں ہی کو استعمال کریگا۔ یہ نظریہ بہت اچھا ہے اور سب سے بہتر جواب ہے لیکن ENGLISH VERSION TODAYS کے ترجمے میں تیسری آیت کو یوں لکھا گیا ہے کہ "میں اپنے دو گواہوں کو بھیجوں گا" جس سے ظاہر ہے کہ خدا دو نئے نبی پیدا نہیں کریگا بلکہ انہی پرانے نبیوں میں سے ہی کسی کو بھیجے گا۔ لیکن اگر یہ ترجمہ درست نہیں تو چوتھا نظریہ سب سے بہتر ہے۔

ان تمام نظریات کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا نہایت مشکل امر ہے کہ وہ دو گواہ کون سے دو اشخاص ہوں گے حنوک اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اسکی مانند لاکھوں لوگ اٹھائے جائیں گے۔ موسیٰ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ وہ پہلے مر چکا ہے۔ اور ایلیاہ اس لئے نہیں سکتا کہ وہ پہلے آ چکا ہے۔ اب صرف خدا ہی جانتا ہے کہ اپنے اس پروگرام کو پورا کرنے کے لئے اس نے کون کون سے دو آدمیوں کو چنا ہے۔

* * * * * * * * * * * * *

دو گواہ	کلیسیا کے مقدسین	خداوند مسیح
۱۔ یہ مر گئے تھے [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

۸

نیا یروشلیم شہر

"نئے یروشلیم" کا ذکر بائبل مقدس میں صرف مکاشفہ ۱۲:۳ اور ۲:۲۱ میں پایا جاتا ہے دونوں حوالوں میں اسے ایسا آسمانی شہر دکھایا گیا ہے جو خدا کے پاس سے اترتا ہے۔ مکاشفہ ۱۲:۳ میں لکھا ہے "اور میں اپنے خدا کا نام اور اپنے خدا کے شہر یعنی اس نئے یروشلیم کا نام جو میرے خدا کے پاس سے آسمان سے اترنے والا ہے اور اپنا نیا نام اس پر لکھوں گا۔" مکاشفہ ۲:۲۱ میں لکھا ہے "پھر میں نے شہر مقدس نئے یروشلیم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا اور وہ اس دلہن کی مانند آراستہ تھا جس نے اپنے شوہر کے لئے سنگار کیا ہو"۔ ان دو حوالہ جات اور چند دوسرے حوالہ جات کی مدد سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ۔

۱۔ نیا یروشلیم ایک آسمانی شہر ہے۔ مکاشفہ ۱۲:۳ اور ۲:۲۱ کے علاوہ عبرانیوں ۱۶:۱۱ اور ۲۲:۱۲ بھی اسے آسمانی شہر بتاتے ہیں۔

۲۔ اسے خدا کا شہر کہا گیا ہے۔ عبرانیوں ۲۲:۱۲ اور مکاشفہ ۱۲:۳۔

۳۔ اسے مقدس شہر کہا گیا ہے۔ مکاشفہ ۲:۲۱، ۱۰ اور ۱۹:۲۲۔

۴۔ اسے پائدار شہر کہا گیا ہے۔ عبرانیوں ۱۰:۱۱۔

۵۔ اسے بہتر شہر کہا گیا ہے۔ عبرانیوں ۱۶:۱۱۔

۶۔ اس شہر کا معمار اور بنانے والا خدا ہے۔ عبرانیوں ۱۰:۱۱۔

۷۔ یہ ابھی آنے والا شہر ہے۔ عبرانیوں ۱۴:۱۳۔

۸۔ وہ خدا کے پاس سے اترے گا۔ مکاشفہ ۲:۲۱، ۱۰ اور ۱۲:۳۔

۹۔ یہ شہر نئی دلہن کی طرح نہایت خوبصورت ہے۔ مکاشفہ ۲:۲۱۔

اصطلاح

اس شہر کو دو طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔

(ا) تشبیہی طریقہ (ب) مادی اصطلاح

تشبیہی طریقہ

(ا) تشبیہی طریقے میں اسے خدا کی کلیسیا سے جو خداوند مسیح کی دلہن ہے تشبیہ دے کر بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ مکاشفہ ۲۱:۹ میں جب فرشتہ نے یوحنا سے کہا ادھر آ۔ میں تجھے دلہن یعنی برہ کی بیوی دکھاؤں۔ تو اسے شہر مقدس یروشلیم دکھایا گیا جو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اتر رہا تھا۔ اس تشبیہ میں کلیسیا کو جلال والی کلیسیا، معیاری اور کامل کلیسیا کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جیسے کہ پولس رسول افسیوں ۵:۲۷ میں لکھتا ہے کہ "ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے جسکے بدن میں داغ یا جھری یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو"۔ جب تک کلیسیا اس زمین پر ہے وہ جلال والی کلیسیا نہیں ہے کیونکہ ایمانداروں میں بدن کے سبب سے گناہ ہوتے ہیں۔ جب مقررہ وقت پر کلیسیا آسمان پر اٹھائی جائیگی تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کرے تو اسوقت جب خداوند مسیح اسے ساتھ لے کر آسمان کی طرف جاتے ہوں گے تو آسمان پر پہنچنے سے پہلے دو واقعات ہوں گے۔(ا)۔ کلیسیا کی عدالت یعنی صفائی (ب) اجر اور انعامات کی تقسیم۔ کلیسیا کی عدالت آسمانی آگ سے ہوگی اور لکڑی گھاس اور بھوسے کے سب ردے جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ تو صرف سونے چاندی اور قیمتی پتھروں کے ردے ہی باقی رہ جائیں گے جن کا اجر اور انعام ملیگا۔ اس وقت ساری کلیسیا جلالی بن جائے گی جب وہ مختلف قسموں کے تاج اور جامے اور ستارے پہنے ہوئے ہو گی۔ اسی لئے نئے یروشلیم کو اس دلہن کی مانند آراستہ دکھایا گیا ہے جس نے اپنے شوہر کے لئے سنگار کیا ہو۔ گویا کہ جلالی یروشلیم جلالی کلیسیا کو ظاہر کرتا ہے۔ اس بڑے شہر کی وسعت کلیسیا کے عالمگیر ہونے کو ظاہر کرتی ہے جس میں تمام دنیا کی ہر قوم ہر ملک اور ہر زبان کے بے شمار لوگوں کے شامل ہونے کی گنجائش ہے۔ اس شہر کا بنانے والا اور معمار خدا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ کلیسیا خدا نے خود پاک روح کے وسیلہ سے تیار کی ہے۔ یہ کسی انسان کی تیار کردہ نہیں اگرچہ انسان خدا کے ہتھیار بن کر استعمال ہوئے لیکن خدا نے اسے بنایا ہے۔ اسکا آسمان سے اترنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ کلیسیا کا اصلی وطن آسمان پر ہے۔ ایماندار آسمانی لوگ ہیں اور ابد تک خدا کے ساتھ رہیں گے۔ اس شہر کی شہرپناہ کی بنیادیں مسیح کے بارہ رسولوں کو اور بارہ دروازے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس شہر کا مکعب شکل کا ہونا کلیسیا کی کاملیت کو پیش کرتا ہے۔ کیونکہ اس میں خدا اور برہ کی کاملیت بھری ہو گی۔ شہر کی تمام خوبصورتی کلیسیا کی روحانی خوبصورتی اور پاکیزگی کو ظاہر کرتی ہے۔ شہر کا سونا اور روشنی کلیسیا کے جلالی اور نورانی ہونے کو ظاہر کرتا" ہے جس میں خدا کا جلال اور خدا کا نور ہو گا۔ نئے یروشلیم کی اور بھی بہت سی خوبیاں اور اوصاف جلالی کلیسیا کی روحانی اور آسمانی خوبیوں کو بیان کرتی ہیں جنکا ذکر مکاشفہ ۲۱ اور ۲۲

باب میں تفصیل سے دیا گیا ہے۔

(ب) مادی اصطلاح

نئے یروشلیم کو مکاشفہ ۲۱:۱۰ سے ۲۲:۵ میں ایک مادی حقیقی اور اصلی شہر کے طور پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ ۱۵۰۰ میل لمبا ۱۵۰۰ میل چوڑا اور ۱۵۰۰ میل اونچا ہوگا۔ یعنی یہ ایک شہر سارے پاکستان سے زیادہ لمبا اور اس سے تین گنا چوڑا ہوگا۔ دنیا کا بڑے سے بڑا شہر پچاس میل لمبا اور پچاس میل چوڑا ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک نئے یروشلیم شہر میں ٹرانٹو، نیویارک، میکسیکو ٹوکیو جیسے نوسو (۹۰۰) شہر صرف پہلی منزل پر ہی سما سکتے ہیں۔ اگر ایک میل کی ایک منزل بنائی جائے تو نئے یروشلیم میں ۱۵۰۰ منزلیں بن سکتی ہیں اور نیویارک جیسے ۱۵۰۰×۹۰۰ یعنی ۱۳۵۰۰۰۰ (ساڑھے تیرہ لاکھ) شہر آباد ہو سکتے ہیں۔ تمام شہر شفاف خالص سونے کا بنا ہوا ہوگا۔ شہر کی ایک ہی سڑک ہے جو خالص شفاف سونے کی بنی ہے۔ شہر کی دیوار بڑی اور بلند ہے اس دیوار کی بارہ بنیادیں اور بارہ دروازے ہیں۔ شہر کے وسط میں آب حیات کا دریا بہتا ہے جس کے دونوں کناروں پر زندگی کا درخت لگا ہے اور جس میں بارہ قسم کے پھل لگتے ہیں۔ شہر میں سورج یا چاند کی روشنی کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ خدا کے جلال نے اسے روشن کر رکھا ہے اور برہ اسکا چراغ ہے۔ خدا اور برہ کا تخت اس شہر کے وسط میں ہوگا۔ کلیسیا کے ایماندار اور پرانے عہد نامہ کے مقدسین اس میں رہیں گے۔ وہ خدا کا منہ دیکھیں گے اور اسکی عبادت کریں گے۔ وہ ابد الآباد بادشاہی کریں گے۔ یہ نیا یروشلیم شہر خدا کے پاس سے اسوقت اترے گا جب نیا آسمان اور نئی زمین بن چکی ہوگی۔ یہ نئی زمین پر ٹک جائیگا۔ اور قومیں اسکی روشنی میں چلیں پھریں گی۔ اندر باہر آیا جایا کریں گی مگر وہاں رہ نہیں سکیں گی۔ یہ شہر کلیسیا کی رہائش کے لئے ابدی سکونت گاہ ہوگا۔ خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت کے دوران یہ شہر پرانے یروشلیم شہر کے اوپر فضا میں معلق رہیگا۔ ایماندار اس شہر میں فرشتوں کی مانند رہیں گے۔ اور جس طریقے سے ہوا کی عملداری کا حاکم ابلیس اور اس کے فرشتے اب سارے جہاں کے ارد گرد اڑتے رہتے ہیں اسی طرح مقدسین اڑتے رہیں گے اور ساری زمین کی حکومتوں کو کنٹرول کریں گے۔ خداوند مسیح کا اپنا جلالی تخت پرانے یروشلیم میں کوہ موریا پر پاکترین مقام میں ہوگا اور وہاں ہی سے سب احکام صادر ہوں گے۔

****

THE DAY OF THE LORD

9

خداوند کا دن

کلام مقدس میں "خداوند کا دن" ایک ایسا خاص دن ہے جو ساری دنیا کی تواریخ میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ خاص دن خاص مقصد کے لئے خاص لوگوں پر خاص طریقے سے خاص نشانیوں کے ساتھ آئے گا۔ خدا پرانے عہد نامے میں مختلف نبیوں کے ذریعے اس دن کے بارے میں مطلع کرتا رہا اور نئے عہد میں بھی اسکا ذکر کیا گیا ہے۔ گزشتہ چار ہزار برسوں سے اس دن کی اطلاع مل رہی ہے اور اس دن کو ہمیشہ مستقبل زمانے میں بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر زمانہ کے لوگ اس دن کے بارے میں جان جائیں۔ سب سے پہلے اس دن کے بارے میں مختلف نبیوں کے بیانات کو یکجا قلمبند کر کے مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

۱- یسعیاہ نبی

اُس دن کو ہلاکت کا دن اور غضب کا دن کہتا ہے۔ وہ لکھتا ہے "اب تم واویلا کرو۔ کیونکہ خداوند کا دن نزدیک ہے۔ وہ قادر مطلق کی طرف سے بڑی ہلاکت کی مانند آئے گا۔ اس لئے سب ہاتھ ڈھیلے ہوں گے اور ہر ایک کا دل پگھل جائے گا اور وہ ہراساں ہوں گے۔ جانکنی اور غمگینی ان کو آلیگی۔ وہ ایسے درد میں مبتلا ہوں گے جیسے عورت زہ کی حالت میں۔ وہ سراسیمہ ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھیں گے اور ان کے چہرے شعلہ نما ہوں گے۔ دیکھو خداوند کا وہ دن آتا ہے جو غضب میں اور قہر شدید میں سخت درشت ہے تاکہ ملک کو ویران کرے اور گنہگاروں کو اس پر سے نیست و نابود کرے۔ کیونکہ آسمان کے ستارے اور کواکب بے نور ہو جائینگے اور سورج طلوع ہوتے ہوتے تاریک ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور میں جہان کو اسکی برائی کے سبب سے اور شریروں کو ان کی بدکرداری کی سزا دونگا۔ اور میں مغروروں کا فخر نیست اور ہیبتناک لوگوں کا گھمنڈ پست کر دونگا۔ میں آدمی کو خالص سونے سے بلکہ انسان کو

اوفیر کے کندن سے بھی کمیاب بناؤنگا۔ اس لئے میں آسمانوں کو لرزاؤنگا اور رب الافواج کے غضب سے اور اسکے قہر شدید کے روز زمین اپنی جگہ سے جھٹکی جائیگی۔ (یسعیاہ ۱۳: ۶ تا ۱۳)
یسعیاہ نبی نے یہ آیات آج سے تقریباً ۲۷۰۴ برس پہلے لکھیں اور بتایا کہ خداوند کا دن نزدیک ہے۔ اس دن بہت سی دنیا ماری جائیگی۔ لوگ کمزور اور حیران ہوں گے۔ اسرائیل کا ملک ویران کیا جائیگا۔ اس دن سورج اور چاند اور ستارے روشنی نہ دیں گے۔ اس دن شریروں کو ان کی بدی کی سزا دی جائیگی۔ مغروروں کا گھمنڈ توڑا جائیگا۔ زندہ انسان بہت کم نظر آئیں گے کیونکہ زیادہ مارے جائیں گے۔ اور خدا اپنا قہر ایک زبردست زلزلے کی شکل میں انڈیلیگا۔ یہی باتیں خدا نے یسعیاہ نبی کے وسیلے ایک اور موقع پر بھی کہیں (۲: ۱۱-۲۱) جنکو دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

۲- حزقی ایل نبی

تقریباً ۵۷۲ ق م میں لکھتا ہے "افسوس اس روز پر۔ اس لئے کہ وہ روز قریب ہے۔ ہاں خداوند کا روز یعنی بادلوں کا روز قریب ہے۔ وہ قوموں کی سزا کا وقت ہوگا (حزقی ایل ۳۰: ۳)۔ اور پھر" خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ ایک بلا یعنی بلای عظیم! دیکھ وہ آتی ہے۔ خاتمہ آیا۔ خاتمہ آیا۔ وہ تجھ پر آپہنچا۔ دیکھ وہ آپہنچا۔ اے زمین پر بسنے والے تیری شامت آگئی۔ وقت آپہنچا۔ ہنگامہ کا دن قریب ہوا۔ یہ پہاڑوں پر خوشی کی للکار کا دن نہیں۔ اب میں اپنا قہر تجھ پر انڈیلنے کو ہوں اور اپنا غضب تجھ پر پورا کرونگا اور تیری روش کے مطابق تیری عدالت کرونگا اور تیرے سب گھنونے کاموں کی سزا تجھ پر لاؤنگا۔ (حزقی ایل ۷: ۵-۸)
خداوند کے روز کے بارے میں جو باتیں حزقی ایل پر ظاہر کی گئیں وہ یہ ہیں کہ وہ روز قریب ہے۔ وہ بادلوں اور قوموں کی سزا کا روز ہے۔ زمین یعنی اسرائیل کے ملک کی شامت آئے گی۔ ہنگامہ اور شور ہوگا لیکن خوشی کا نہیں بلکہ خدا کے قہر انڈیلے جانے کا کیونکہ خدا ان کی بدکاری کی عدالت کریگا۔

۳- یرمیاہ نبی

یوں لکھتا ہے "کیونکہ یہ خداوند رب الافواج کا دن یعنی انتقام کا روز ہے تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لے۔ پس تلوار کھا جائیگی اور سیر ہوگی اور انکے خون سے مست ہوگی"۔ (یرمیاہ ۴۶: ۱۰) اور ایک دوسرے مقام پر یرمیاہ لکھتا ہے "افسوس! وہ دن بڑا ہے۔

اسکی مثال نہیں- وہ یعقوب کی مصیبت کا وقت ہے پر وہ اس سے رہائی پائیگا- اور اس روز یوں ہو گا رب الافواج فرماتا ہے کہ میں اسکا جوا تیری گردن پر سے توڑونگا اور تیرے بندھنوں کو کھول ڈالونگا اور بیگانے پھر تجھ سے خدمت نہ کرائیں گے- پر وہ خداوند اپنے خدا کی اور اپنے بادشاہ داؤد کی جسے میں انکے لئے برپا کرونگا خدمت کریں گے" (یرمیاہ ۳۰: ۷-۹)

یرمیاہ نبی پر یہ ظاہر کیا گیا کہ اس روز خدا دشمنوں سے انتقام لیگا- تلوار انکو کھا جائیگی اور بہت خون بہیگا- اسرائیل پر بہت مصیبت آئیگی پر وہ بچایا جائیگا اور اس کے بعد وہ مکمل طور پر آزاد ہوں گے اور خدا کی اور اپنے بادشاہ داؤد یعنی خداوند یسوع مسیح کی جو داؤد کی نسل سے ہے خدمت کریں گے-

۴- یوایل نبی

پر تقریباً ۸۰۰ ق م میں ظاہر کیا گیا "اس روز پر افسوس! کیونکہ خداوند کا روز نزدیک ہے- وہ قادر مطلق کی طرف سے بڑی ہلاکت کی مانند آئیگا"- (یوایل ۱: ۱۵)- "صیون میں نرسنگا پھونکو- میرے کوہ مقدس پر سانس باندھ کر زور سے پھونکو- ملک کے تمام باشندے تھرتھرائیں کیونکہ خداوند کا روز چلا آتا ہے بلکہ آپہنچا ہے- اندھیرے اور تاریکی کا روز- ابر سیاہ اور ظلمات کا روز ہے---- ان کے سامنے زمین و آسمان کانپتے اور تھرتھراتے ہیں- سورج اور چاند تاریک اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں- اور خداوند اپنے لشکر کے سامنے للکارتا ہے کیونکہ اسکا لشکر بے شمار ہے اور اسکے حکم کو انجام دینے والا زبردست ہے کیونکہ خداوند کا روز عظیم نہائیت خوفناک ہے- کون اسکی برداشت کر سکتا ہے---- اور زمین و آسمان میں عجائب ظاہر کرونگا یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کے ستون- اس سے پیشتر کہ خداوند کا خوفناک روز عظیم آئے آفتاب تاریک اور مہتاب خون ہو جائیگا-" (یوایل ۲: ۱-۲، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۳۰، ۳۱)- "گروہ پر گروہ- انفصال کی وادی میں ہے کیونکہ خداوند کا دن انفصال کی وادی میں آپہنچا- سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے اور ستاروں کا چمکنا بند ہو جائیگا- کیونکہ خداوند صیون سے نعرہ ماریگا اور یروشلیم سے آواز بلند کریگا اور آسمان اور زمین کانپیں گے لیکن خداوند اپنے لوگوں کی پناہ گاہ اور بنی اسرائیل کا قلعہ ہے "- (یوایل ۳: ۱۴-۱۶)-

یوایل نبی پر خداوند نے اس روز کے بارے میں یہ ظاہر کیا کہ وہ افسوس کا دن ہے- وہ نزدیک ہے- وہ بڑی ہلاکت کا دن ہو گا- اس دن تاریکی سیاہ بادل اور ظلم کا خوفناک دن ہو گا- زمین اور آسمان میں، عجیب نشان مثلاً خون، آگ اور دھوآں وغیرہ ظاہر ہوں گے- وہ دن

آدمیوں کی برداشت سے باہر ہوگا۔

۵۔عاموس نبی

پر تقریباً ۷۸۰ق م میں خداوند نے یہ ظاہر کیا۔ "تم پر افسوس جو خداوند کے دن کی آرزو کرتے ہو! تم خداوند کے دن کی آرزو کیوں کرتے ہو؟۔ وہ تو تاریکی کا دن ہے۔ روشنی کا نہیں۔ جیسے کوئی شیر ببر سے بھاگے اور ریچھ اسے ملے یا گھر میں جا کر اپنا ہاتھ دیوار پر رکھے اور اسے سانپ کاٹ لے۔ کیا خداوند کا دن تاریکی نہ ہوگا؟ اس میں روشنی نہ ہوگی بلکہ سخت ظلمت ہوگی اور نور مطلق نہ ہوگا"۔ (عاموس ۵:۱۸-۲۰)۔ "اور خداوند فرماتا ہے اس روز آفتاب دوپہر ہی کو غروب ہو جائیگا اور میں روز روشن ہی میں زمین کو تاریک کر دونگا (۸:۹)۔

عاموس نبی پر بھی تقریباً وہی باتیں ظاہر کی گئیں جو اس سے پہلے دوسرے نبیوں پر کی گئیں کہ خداوند کا دن خوشی کا نہیں بلکہ افسوس کا دن ہے۔ وہ تاریکی کا دن ہے اور سورج یا چاند یا ستاروں کی روشنی مطلق نہیں ہوگی۔ کیا معلوم کہ بجلی بھی بالکل فیل ہو جائے اور مصنوعی روشنی بھی مفقود ہو۔ اور وہ دن ہر قدم پر نقصان پہنچنے کا دن ہوگا چاہے گھر کے باہر ہو یا گھر کے اندر۔

۶۔عبدیاہ نبی

پر تقریباً ۵۸۷ق م میں یعنی عاموس نبی کے پورے دو سو سال بعد خدا نے یہ ظاہر کیا "سب قوموں پر خداوند کا دن آپہنچا ہے۔ جیسا تو نے کیا ویسا ہی تجھ سے کیا جائیگا۔ تیرا کیا تیرے سر پر آئیگا۔" (عبدیاہ ۱:۱۵)۔ خداوند نے ظاہر کیا کہ وہ دن نہ صرف نبی اسرائیل پر آئے گا بلکہ سب قوموں پر غضب، لڑائی اور جنگ کا دن ہوگا۔

۷۔صفنیاہ نبی

پر خدا نے تقریباً ۶۳۰ق م میں یہ ظاہر کیا "تم خداوند خدا کے حضور خاموش رہو کیونکہ خداوند کا دن نزدیک ہے اور اس نے ذبیحہ تیار کیا ہے اور اپنے مہمانوں کو مخصوص کیا ہے۔ اور خداوند کے ذبیحہ کے دن یوں ہوگا کہ میں امرا اور شہزادوں کو اور ان سب کو جو اجنبیوں کی پوشاک پہنتے ہیں سزا دونگا۔ میں اسی روز ان سب کو جو لوگوں کے گھروں میں گھس کر اپنے آقا کے گھر کو لوٹ اور مکر سے بھرتے ہیں سزا دونگا۔ اور خداوند فرماتا ہے اسی روز مچھلی پھاٹک سے رونے کی

آواز اور مشنہ سے ماتم کی اور ٹیلوں سے بڑے غوغا کی صدا اٹھے گی - اے مکتیس کے رہنے والو! ماتم کرو کیونکہ سب سوداگر مارے گئے - جو چاندی سے لدے تھے سب ہلاک ہوئے - پھر میں چراغ لیکر یروشلیم میں تلاش کرونگا اور جتنے اپنی تلچھٹ پر جم گئے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کہ خداوند سزا و جزا نہ دیگا انکو سزا دونگا - تب انکا مال لٹ جائیگا اور ان کے گھر اجڑ جائینگے - وہ گھر تو بنائیں گے پر ان میں بود و باش نہ کریں گے اور تاکستان لگائیں گے پر انکی مے نہ پئینگے - خداوند کا روز عظیم قریب ہے ہاں وہ نزدیک آ گیا - وہ آپہنچا! سنو! خداوند کے دن کا شور! زبردست آدمی پھوٹ پھوٹ کر روئے گا - وہ دن قہر کا دن ہے - دکھ اور رنج کا دن - ویرانی اور خرابی کا دن - تاریکی اور اداسی کا دن - ابر اور تیرگی کا دن - حصین شہروں اور اونچے برجوں کے خلاف نرسنگے اور جنگی للکار کا دن - اور میں بنی آدم پر مصیبت لاؤنگا یہاں تک کہ وہ اندھوں کی مانند چلیں گے کیونکہ وہ خداوند کے گنہگار ہوئے - انکا خون دھول کی طرح گرایا جائیگا اور انکا گوشت نجاست کی مانند - خداوند کے قہر کے دن انکا سونا چاندی انکو بچا نہ سکیگا بلکہ ملک کو اسکی غیرت کی آگ کھا جائیگی کیونکہ وہ یک لخت ملک کے سب باشندوں کو تمام کر ڈالیگا" - (صفنیاہ ۱:۷-۱۸) -

"اے بے حیا قوم جمع ہو! جمع ہو! اس سے پہلے کہ تقدیر الٰہی ظاہر ہو اور وہ دن بھس کی مانند جاتا رہے اور خداوند کا قہر شدید تم پر نازل ہو اور اس کے غضب کا دن تم پر آپہنچے - اے ملک کے سب حلیم لوگو جو خداوند کے احکام پر چلتے ہو اس کے طالب ہو! راستبازی کو ڈھونڈو - فروتنی کی تلاش کرو - شائد خداوند کے غضب کے دن تم کو پناہ ملے" (صفنیاہ ۲:۱-۲)

صفنیاہ نبی پر خداوند نے ظاہر کیا کہ خداوند کا دن نزدیک ہے - بہت سے لوگوں کو سزا ملیگی - بہت سے لوگ ذبح کئے جائیں گے - یروشلیم میں مچھلی پھاٹک کے قرب و جوار میں مرنے والوں کیلئے بہت ماتم ہوگا - خداوند کا دن دکھ اور رنج - قہر اور شور - ویرانی، خرابی، تاریکی، اداسی، تیرگی اور مصیبت کا دن ہوگا -

۸- زکریاہ نبی

پر خدا نے ۴۸۷ ق م میں یعنی عاموس نبی کے پورے تین سو سال بعد اسی دن کے بارے میں یوں ظاہر کیا "دیکھ خداوند کا دن آتا ہے جب تیرا مال لوٹ کر تیرے اندر بانٹا جائیگا کیونکہ میں سب قوموں کو فراہم کرونگا کہ یروشلیم سے جنگ کریں اور شہر لے لیا جائیگا اور گھر لوٹے جائیں گے اور عورتیں بے حرمت کی جائیں گی اور آدھا شہر اسیری میں جائیگا لیکن باقی

لوگ شہر ہی میں رہیں گے- تب خداوند خروج کریگا اور ان قوموں سے لڑیگا جیسے جنگ کے دن لڑا کرتا تھا- اور اس روز وہ کوہ زیتون پر جو یروشلیم کے مشرق میں واقع ہے کھڑا ہوگا اور کوہ زیتون بیچ سے پھٹ جائیگا اور اس کے مشرق سے مغرب تک ایک بڑی وادی ہو جائیگی کیونکہ آدھا پہاڑ شمال کو سرک جائیگا اور آدھا جنوب کو- اور تم میرے پہاڑوں کی وادی سے ہو کر بھاگو گے کیونکہ پہاڑوں کی وادی آصل تک ہو گی جس طرح تم شاہ یہوداہ عزیاہ کے ایام میں زلزلہ سے بھاگے تھے اسی طرح بھاگو گے کیونکہ خداوند میرا خدا آئیگا اور سب قدسی تیرے ساتھ- اور اس روز روشنی نہ ہو گی اور اجرام فلک چھپ جائینگے- پر ایک دن ایسا آئیگا جو خداوند ہی کو معلوم ہے- وہ نہ دن ہو گا نہ رات لیکن شام کے وقت روشنی ہو گی- اور اس روز یروشلیم سے آب حیات جاری ہو گا جسکا آدھا بحر مشرق کی طرف بہیگا اور آدھا بحر مغرب کی طرف- گرمی سردی میں جاری رہیگا- اور خداوند ساری دنیا کا بادشاہ ہو گا- اس روز ایک ہی خداوند ہو گا اور اسکا نام واحد ہو گا- یروشلیم کے جنوب میں تمام ملک جبع سے رمون تک میدان کی مانند ہو جائیگا- پر یروشلیم بلند ہو گا---- اور لوگ اس میں سکونت کریں گے اور پھر لعنت مطلق نہ ہو گی بلکہ یروشلیم امن وامان سے آباد رہیگا "- (۱۴: ۱-۱۱)

زکریاہ نبی پر بڑی صفائی سے ظاہر کیا گیا کہ خداوند کا دن وہ دن ہو گا جس دن خداوند مسیح دوبارہ آئیں گے اور زیتون کے پہاڑ پر قدم رکھیں گے- جیسے کہ اعمال (۱: ۱۱) میں بھی فرشتوں نے خداوند مسیح کے شاگردوں کو بتایا تھا- اس وقت یروشلیم شہر کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے کہ وہ چاروں طرف سے فوجوں سے گھرا ہوا ہو گا- یہ تیسری جنگ عظیم کا آخری سین ہو گا- آدھا شہر اسیری میں جائیگا- گھر لوٹے جائیں گے- عورتیں بے حرمت کی جائیں گی جیسا کہ جنگ کے دنوں میں عام ہوتا ہے- لیکن خداوند آکر ان قوموں سے لڑیں گے اور ان کو نیست ونابود کریں گے- کوہ زیتون پھٹ کر دو حصے ہو جائیگا- آدھا پہاڑ شمال کو اور آدھا جنوب کو سرک جائیگا- یہ سچ مچ ایسا واقعہ ہو گا- یروشلیم کا پہاڑ کوہ موریاہ اونچا ہو جائیگا اور وہاں سے ایک دریا جاری ہو گا جو آدھا بحیرہ روم میں اور آدھا بحیرہ مردار میں گریگا- جنگ کی وجہ سے لوگ اس پیدا ہونے والی وادی میں سے بھاگ نکلیں گے- یروشلیم کے جنوب کے پہاڑی علاقے بالکل میدان بن جائیں گے- یہ جغرافیائی تبدیلیاں یقیناً واقعہ ہوں گی- اور خداوند مسیح ساری دنیا کا بادشاہ بنیں گے- یروشلیم جس میں کبھی امن اور سلامتی نہیں ہوئی امن وامان سے آباد ہو گا-

۹- ملاکی نبی

پر تقریباً ۳۹۷ ق م میں یعنی زکریاہ نبی کے تقریباً نوے برس بعد یہ ظاہر کیا کہ "دیکھو وہ دن آتا ہے جو بھٹی کی مانند سوزاں ہوگا- تب سب مغرور اور بدکردار بھوسے کی مانند ہونگے اور وہ دن انکو ایسا جلائیگا کہ شاخ و بن کچھ نہ چھوڑیگا رب الافواج فرماتا ہے---- دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا "-(ملاکی ۴: ۱-۵)- ملاکی نبی پر یہ ظاہر کیا گیا کہ خداوند کا دن آگ سے جلانے کا دن ہوگا اور مغرور اور بدکردار جلائے جائیں گے اور وہ دن ہولناک ہوگا- اس دن کے آنے سے پہلے ایلیاہ نبی بھیجا جائیگا-

پرانے عہد نامے میں "خداوند کے دن" کے بارے میں اور بھی بہت سے حوالہ جات ہیں جن کو "اس روز" کہہ کر پکارا گیا ہے جیسے ملاکی ۳: ۱۷، حجی ۲: ۲۳، صفنیاہ ۳: ۱۶، عاموس ۸: ۱۳، یوایل ۳: ۱۸، یسعیاہ ۲: ۱۷ وغیرہ وغیرہ اور "وہ دن" بھی کہہ کر پکارا گیا ہے جیسے عاموس ۵: ۱۸ میں-

اب ہم "خداوند کے دن" کے بارے میں نئے عہد نامے کے حوالہ جات پر غور کریں گے- نئے عہد نامے میں پاک روح نے آٹھ مقامات پر پطرس رسول' پولس رسول' یوحنا رسول اور مقدس یہوداہ پر اسی "خداوند کے دن" کو ظاہر کیا جسکا ذکر پرانے انبیا کرتے رہے-

۱- پطرس رسول

اعمال ۲: ۲۰ میں بیان کرتا ہے کہ "سورج تاریک اور چاند خون ہو جائیگا پیشتر اس سے کہ خداوند کا عظیم اور جلیل دن آئے-

۲- اور ۲- پطرس ۳: ۱۰- میں کہ "خداوند کا دن چور کی طرح آجائیگا-

۳- پولس رسول ۱- تھس ۵: ۲

میں لکھتا ہے کہ "تم آپ خوب جانتے ہو کہ خداوند کا دن اس طرح آنے والا ہے جس طرح رات کو چور آتا ہے-"

۴- اور ۲- تھس ۲: ۲ میں "کہ کسی روح یا کلام یا خط سے جو گویا ہماری طرف سے ہو یہ سمجھ کر کہ خداوند کا دن آپہنچا ہے تمہاری عقل دفعتاً پریشان نہ ہوجائے اور نہ تم گھبراؤ"-

۵- یوحنا رسول

مکاشفہ ۱:۱۰ میں لکھتا ہے "کہ خداوند کے دن روح میں آ گیا اور اپنے پیچھے نرسنگے کی سی یہ ایک بڑی آواز سنی"-

۶-اور مکاشفہ ۶:۱۷ میں "کیونکہ ان کے (یعنی جو تخت پر بیٹھا ہے اور برہ کے) غضب کا روز عظیم آ پہنچا- اب کون ٹھہر سکتا ہے؟"

۷-اور مکاشفہ ۱۶:۱۴ میں "یہ شیاطین کی نشان دکھانے والی روحیں ہیں جو قادر مطلق خدا کے روز عظیم کی لڑائی کے واسطے جمع کرنے کے لئے ساری دنیا کے بادشاہوں کے پاس نکل کر جاتی ہیں"-

۸-مقدس یہوداہ

۶ آئیت میں لکھتا ہے "جن فرشتوں نے اپنی حکومت کو قائم نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا انکو اس نے دائمی قید میں تاریکی کے اندر روز عظیم کی عدالت تک رکھا ہے"-

نئے عہد نامے کے ان حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند کا دن عظیم اور جلیل دن ہے جس کے آنے سے پہلے سورج تاریک اور چاند بے نور ہو جائیگا- جو چور کی طرح آنے والا ہے یعنی کسی کو معلوم نہیں- جو ابھی تک نہیں آیا بلکہ آنے والا دن ہے- جو خدا کے اور خداوند یسوع مسیح کے غضب کا عظیم دن ہے- نئے عہد نامے کے یہ آٹھ حوالہ جات بھی "خداوند کے دن" کے بارے میں اسی دن کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کی طرف پرانے عہد نامے کے حوالہ جات کرتے ہیں- "خداوند کا دن" ایک خاص دن ہے جس دن خداوند یسوع مسیح دوسری بار اس دنیا پر ظاہر ہوں گے- اسی دن کو عظیم اور جلیل دن کہا گیا ہے- اسی دن کو قہر اور غضب کا دن- انتقام کا دن- افسوس اور ماتم کا دن- ہلاکت اور دکھ کا دن- قوموں کی سزا کا دن- تاریکی اور مصیبت کا دن کہا گیا ہے- پرانے عہد نامے میں "خداوند" کی جگہ اصلی لفظ "یہوواہ" ہے- انگریزی ترجمہ میں "یہوواہ" کی بجائے LORD لکھ دیا گیا ہے- اور اردو ترجمہ میں "خداوند" لکھ دیا گیا ہے- دونوں ترجموں میں یہ غلط ترجمہ کیا گیا ہے جو نہیں ہونا چاہیے تھا- بلکہ صحیح ترجمہ استعمال کرنا چاہیئے تھا جو "یہوواہ کا دن" ہے- پرانے عہد نامے کا "یہوواہ" نئے عہد نامے کا خداوند یسوع مسیح ہے- جو یہوواہ بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال کر لایا اور چالیس برس تک بیابان میں انکا محافظ اور راہنما بنا وہی "یہوواہ" خداوند مسیح کی شکل میں نئے عہد

نا سے میں صلیب پر قربان ہوا اور زندہ ہو کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا اور اب وہی "یہوواہ" یعنی خداوند یسوع مسیح بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آنے والا ہے تا کہ اس زمین پر اپنی ہزار سالہ بادشاہی قائم کرے۔ یہی وہ خاص دن ہے جس کے بارے میں خداوند مسیح نے خود اپنے مبارک منہ سے فرمایا "اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اور اسوقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دیگا۔ اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی"۔(متی ۲۴:۲۹-۳۰)

"یہوواہ کے دن" کے اہم واقعات

یہوواہ کے دن مندرجہ ذیل اہم واقعات ہوں گے۔

۱- اس دن خداوند یسوع مسیح سب مقدسوں اور تمام فرشتوں کے ساتھ بڑی قدرت اور جلال میں اس زمین پر دوبارہ آ کر اپنی ہزار سالہ بادشاہت قائم کریں گے۔

۲- اس دن سب قوموں کی جو اسرائیل اور یروشلیم کے خلاف جنگ میں مصروف ہونگی عدالت کریں گے اور انہیں سزا دیں گے۔

۳- اس دن اسرائیل کے ملک میں زبردست زلزلہ آئیگا جس کے باعث بہت سی جغرافیائی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ یروشلیم کا پہاڑ اونچا ہو جائیگا۔ یروشلیم کے جنوب کے پہاڑ میدان ہو جائیں گے۔ زیتون کا پہاڑ دو حصے ہو جائیگا اور دونوں کے بیچ میں ایک بڑی وادی بن جائیگی۔ ہیکل کے پہاڑ سے ایک دریا جاری ہوگا جسکا آدھا بحیرہ روم کی طرف اور آدھا بحیرہ مردار کی طرف بہے گا۔

۴- اس دن تیسری جنگ عظیم کا مکمل خاتمہ ہو جائیگا۔

۵- اس دن یہودیوں کی ان کے دشمنوں سے رہائی اور خلاصی ہو جائیگی جو انکو خوب مار رہے ہوں گے اور قتل کر رہے ہوں گے۔

۶- اس دن یہودی خداوند یسوع مسیح پر ایمان لائیں گے کہ وہی خداوند اور وہی مسیح ہے جسکو انہوں نے دو ہزار سال سے رد کیا ہوا تھا۔ اور جس کے نام سے بھی وہ نفرت کرتے تھے۔

خداوند کا دن "اتوار نہیں ہوتا۔

مسیحی لوگوں میں ایک عام غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ وہ "خداوند کے دن" کو اتوار کا دن سمجھتے ہیں۔ اتوار کے دن تمام مسیحی لوگ عبادت کے لئے گرجوں اور عبادتخانوں میں جاتے ہیں۔ اور دعا یا کلام میں کسی نہ کسی کے وسیلہ سے یہ فقرہ ضرور سننے میں آجاتا ہے کہ "آج خداوند کا دن ہے۔" اور بعض راہنما، پاسبان، استاد، ایلڈر صاحبان حقیقتاً اسے درست سمجھتے ہیں۔ کہ اتوار کا دن جسے کلام مقدس میں ہفتے کا پہلا دن کہا گیا ہے۔ وہ خداوند کا دن ہی ہوتا ہے۔ بعض تو بغیر کسی وجہ کے ہی یوں سمجھتے ہیں لیکن بعض یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس دن خداوند یسوع مسیح موت اور قبر پر فتح پا کر مردوں میں سے جی اٹھے اس لئے اس دن کو خداوند کا دن کہتے ہیں۔
پرانے اور نئے عہد نامے میں جتنے بھی حوالہ جات "خداوند کے دن" کے بارے میں مل سکے ہم نے اکٹھے کئے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی حوالہ یہ ظاہر نہیں کرتا کہ جس دن خداوند مردوں میں سے جی اٹھیگا وہ خداوند کا دن ہوگا۔

کلام مقدس میں اتوار کو ہفتہ کا پہلا دن کہا گیا ہے کیونکہ یہودی کیلینڈر کے مطابق سبت ہفتہ کا آخری یعنی ساتواں دن ہوتا ہے۔ لکھا ہے "لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے۔" (خروج ۲۰: ۱۰)۔ اس سبت کے دن کو مسیحی کیلینڈر میں ہفتہ یعنی SATURDAY کہا گیا ہے۔ پس SATURDAY کے بعد نیا ہفتہ اتوار یعنی SUNDAY کے دن سے شروع ہوتا ہے۔ اسلئے اسے ہفتے کا پہلا دن کہتے ہیں۔ ہفتے کے پہلے دن کا ذکر اعمال ۲۰: ۷ اور ۱۔ کرنتھیوں ۱۶: ۲ میں یوں کہا گیا ہے۔ "ہفتہ کے پہلے دن جب ہم روٹی توڑنے کیلئے جمع ہوئے" اور "ہفتہ کے پہلے دن تم میں سے ہر شخص اپنی آمدنی کے موافق کچھ اپنے پاس رکھ چھوڑا کرے تاکہ میرے آنے پر چندے نہ کرنے پڑیں"۔ ان دو حوالہ جات میں یہ صاف ظاہر ہے کہ ابتدائی کلیسیا کے ایماندار ہفتہ کے پہلے روز عبادت کے لئے اور روٹی توڑنے کیلئے جمع ہوا کرتے تھے جس میں وہ چندہ بھی جمع کر لیا کرتے تھے۔ لیکن یہاں یہ نہیں لکھا گیا کہ ہفتہ کے پہلے روز اس لئے جمع ہوا کرو اور اس لئے چندے جمع کیا کرو کیونکہ وہ "خداوند کا دن" ہے۔ ہفتہ کے پہلے دن یعنی اتوار کو "خداوند کا دن" سمجھنا یا کہنا غلط ہے۔ اب صرف اس وجہ سے اسے درست سمجھا جاتا ہے کہ کیونکہ یہ غلط العام بن گیا ہے۔ جب سب لوگ کسی لفظ کا غلط استعمال شروع کر دیں تو وہ درست تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ لیکن اس غلط استعمال سے وہ درست ہو نہیں جاتا۔ وہ غلطی اپنی جگہ پر بدستور غلطی ہوتی ہے۔ امریکہ اور کینیڈا میں ہر بچے اور بڑے کو آپ یوں کہتے سنیں گے "I DON'T KNOW NOTHING" کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ یا "I DON'T HAVE NOTHING" کہ میرے پاس کچھ نہیں۔

دونوں فقرات انگریزی گرامر کے لحاظ سے غلط ہیں لیکن تمام مغربی دنیا میں انہیں اسی طرح غلط العام کی شکل میں ہی استعمال کیا جاتا ہے اور درست تسلیم کیا جاتا ہے۔ پس اتوار کو LORDS DAY کہنا درست نہیں البتہ غلط العام ضرور بن گیا ہوا ہے۔ اگر اس مضمون کے پڑھنے سے آپ پر یہ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے کہ "خداوند کا دن" اتوار نہیں بلکہ ابھی آنے والا ایک خاص دن ہے تو آپ اسے خداوند کا دن کہنا چھوڑ دیں اور اگر آپ سے گفتگو کرنے والا کوئی دوسرا شخص اسے غلط معنوں میں استعمال کرے تو اسے بھی نرمی کے ساتھ سمجھا دیجئے۔

مسیحی لوگوں میں ایک اور لفظ "سبت" کا استعمال بھی کثرت سے غلط ہوتا ہے۔ بہت سے مسیحی اتوار کو سبت کہتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ سبت SATURDAY ہوتا ہے اور اس دن یہودی اپنے اپنے عبادتخانوں میں عبادت کے لئے جاتے ہیں۔ میں نے بہت دفعہ پاسبانوں، ایلڈروں اور استادوں کو یہ کہتے سنا ہے "کہ آج سبت ہے اور تم گرجے نہیں گئے"۔ یا "اگلے سبت فلاں سپیکر کلام پیش کریگا" مہربانی سے یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اتوار کو سبت کہنا اتنا ہی غلط ہے جتنا اتوار کو "خداوند کا دن" کہنا۔

×××××××××××××

باقی صفحہ ۵۶ سے آگے

رہیں گے (۵) مسیح کا دن پولس رسول جیسے سب خادموں کے لئے باعث فخر ہوگا جنکی کوشش سے نہ صرف بہت سے لوگوں نے خداوند مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا بلکہ اس میں پختہ اور مضبوط بھی رہے۔ (۶) یہ دن ماتم یا خدا کے قہر، غضب اور انتقام کا دن نہیں ہوگا۔ بلکہ خوشی اور فخر کا دن ہوگا اور یہ خوشی صرف انعامات کے حاصل کرنے کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ خداوند یسوع مسیح کو ہوا میں ملنے، انکا استقبال کرنے اور انکا جلالی چہرہ دیکھنے سے ہوگی۔ (۷) اس دن کلیسیا کے دونوں حصے یعنی خداوند مسیح میں سوئی ہوئی کلیسیا اور زندہ کلیسیا سب جلالی بدنوں میں تبدیل ہو کر ہوا میں اکٹھی ہو جائینگی اور خداوند مسیح سے ملاقات کرینگی۔ یہ دن نہایت مبارک دن ہوگا اور جسے منانے کی خوشی کرسمس اور ایسٹر کے منانے سے کہیں زیادہ ہوگی۔ کیا آپ اس دن کی خوشی میں شریک ہوں گے؟

×××××××××××××

۱۰

تمہید

بپتسمہ کا لفظ نئے عہد نامہ میں ۹۵ دفعہ استعمال ہوا ہے جن میں ایک دفعہ جمع کے صیغہ میں (عبرانیوں ۶:۲) اور پندرہ دفعہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کیلئے استعمال ہوا ہے۔ لفظ بپتسمہ یونانی لفظ BAPTISMA سے لیا گیا ہے جسکا مطلب ہے ڈبونا۔ بپتسمہ کیلئے عربی ترجمہ میں لفظ اصطباغ استعمال کیا گیا ہے جس کا معنی ہے غسل کرنا۔ غوطہ دینا۔ ڈبونا۔

بپتسمہ کی رسم۔

اگرچہ بپتسمہ کا لفظ یونانی زبان میں پہلے سے موجود تھا لیکن اسے رسم کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ لفظ عام غسل کیلئے اور برتنوں کے صاف کرنے کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ جب یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا تو اس نے اس غسل کو ایک رسم کے طور پر استعمال کیا اور اس کے ساتھ گناہ کے اقرار، توبہ اور توبہ کے موافق پھل لانے کے عمل کو بھی منسلک کر لیا۔ یوحنا نے آسمان کی بادشاہی کی منادی کی اور لوگوں کو توبہ کرنے کی تعلیم دی۔ لکھا ہے "ان دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے ---- اسوقت یروشلیم اور سارے یہودیہ اور یردن کے گردونواح کے سب لوگ نکل کر اس کے پاس گئے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دریائے یردن میں اس سے بپتسمہ لیا۔" (متی ۳:۱-۶)۔ یوحنا نے بپتسمہ کی رسم ایک خاص مقصد کیلئے شروع کی۔ اور وہ مقصد تھا خداوند یسوع مسیح کی پہچان۔ ساری یہودی قوم کی طرح یوحنا بھی مسیح کا منتظر تھا۔ لیکن کوئی اسے پہچانتا نہیں تھا۔ نہ یہودیوں میں سے کوئی اور نہ یوحنا۔ پس یوحنا نے یہ رسم شروع کی تاکہ مسیح کو پہچان سکے کیونکہ اسے بتایا گیا تھا کہ جس پر تو روح کو اترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی مسیح ہوگا۔ یوحنا خود کہتا ہے میں تو اسے پہچانتا نہ تھا مگر اس لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوا آیا کہ وہ اسرائیل پر ظاہر ہو جائے"۔ اور یوحنا نے یہ گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی

طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے اور وہ اس پر ٹھہر گیا- اور میں تو اسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ سے کہا کہ جس پر تو روح کو اترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے"- (یوحنا ۱: ۳۱-۳۳)- چنانچہ جب خداوند یسوع مسیح یوحنا سے بپتسمہ لینے کیلئے آئے اور اس نے انہیں پہچان لیا تو لکھا ہے "مگر یوحنا یہ کہکر اسے منع کرنے لگا کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے- یسوع نے جواب میں اس سے کہا اب تو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنا مناسب ہے- اس پر اس نے ہونے دیا"- (متی ۳: ۱۴-۱۵)- خداوند مسیح کی خدمت کا آغاز اسی بپتسمہ کی رسم پوری کرنے سے ہوا- اس کے بعد جب خداوند مسیح نے منادی شروع کی تو انہوں نے بھی یوحنا کی طرح پانی کا بپتسمہ دینا شروع کیا "گو یسوع آپ نہیں بلکہ اس کے شاگرد بپتسمہ دیتے تھے" (یوحنا ۴: ۲)- اس طرح بپتسمہ کی رسم یوحنا سے خداوند مسیح اور اس کے شاگردوں نے استعمال کی- پھر ابتدائی کلیسیا میں شاگردوں نے اس کو جاری رکھا اور یوں یہ رسم آج تک جاری ہے-

آجکل مسیحی دنیا میں یہ رسم استعمال تو ہوتی ہے مگر مختلف شکلیں اختیار کر چکی ہے- بعض بچوں کو بپتسمہ دیتے ہیں اور بعض صرف بالغوں کو دیتے ہیں- بعض سر پر پانی کا چھڑکاؤ کرتے ہیں اور بعض پانی میں پوری طرح ڈبوتے ہیں- جسے غوطہ دینا کہتے ہیں- بعض کسی جھنڈے کے نیچے سے گزارتے ہیں اور بعض صرف ماتھے پر صلیب کا نشان ہی کافی سمجھتے ہیں- مسیحیوں کے مختلف فرقوں اور تعلیمات کے وجود میں آنے کے ساتھ ساتھ بپتسمہ کی صورت بھی بدلتی گئی- اور اس لئے آج جو لوگ خداوند مسیح کی سچی تعلیم کی پیروی کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ جاننا مشکل ہو گیا ہے کہ بپتسمہ کا صحیح طریقہ اور صحیح تعلیم کیا ہے- اس زمانہ کی مسیحت مغربی ملکوں سے در آمد ہوئی ہے اس لئے جو متفرق تعلیمات مغربی ممالک میں رائج ہیں وہ آہستہ آہستہ یہاں بھی شروع ہو چکی ہیں- پاکستانی مسیحی قوم بیرونی مشنوں اور تعلیموں کا اکھاڑہ بنی ہوئی ہے- بیرونی مشنیں اپنے ممبران کی تعداد بڑھانے کی خاطر پیسوں اور نوکریوں کا لالچ دیتی ہیں ہمارے غریب مسیحی عوام اور لالچی مسیحی جلد ہی اس جال میں پھنس جاتے ہیں اور اس طرح ایک مشن سے دوسری مشن تبدیل کرتے رہتے ہیں- اس زمرے میں صرف مسیحی عوام ہی نہیں بلکہ مذہبی لیڈر اور پاسبان بھی شامل ہیں- روحانی بصیرت کا نہ صرف فقدان ہے بلکہ ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی- ایسے لوگ بہت کم ہیں جو کلام کی تلاوت سچائی ڈھونڈنے کی غرض سے کرتے ہیں یا جو موجودہ تعلیمات کی کلام کی روشنی میں جانچ پڑتال کرتے ہیں- آیئے ہم کلام

مقدس کی مدد سے بپتسمہ کے صحیح طریقہ اور صحیح تعلیم کی وضاحت کرتے ہیں۔

بپتسمہ کا روحانی مطلب

بپتسمہ کے پانچ روحانی مطلب ہیں

(۱) مسیح میں شامل ہونا۔ روم ۶:۳

بپتسمہ لینا خداوند مسیح میں شامل ہونا ہے۔ مسیح میں شامل ہونے سے مراد خداوند مسیح کو قبول کرنا۔ اس کے حکموں کو ماننا اور اسکی فرمانبرداری کرنا ہے۔ جس طرح کوئی آدمی کسی سیاسی پارٹی میں شامل ہوتا ہے تو وہ ظاہر کرتا ہے کہ میں اس سیاسی پارٹی کے منشور کا ہم خیال ہوں۔ میں اسکے لائحہ عمل سے متفق ہوں۔ میں تمام قوانین وضوابط کی تابعداری کرونگا۔ وہ ایک فارم بھی پر کرکے دے دیتا ہے جس کے ذریعے وہ اس پارٹی میں شامل ہونے کی درخواست کرتا ہے۔ پھر وہ اپنی وابستگی اور وفاداری کا حلف اٹھا کر اس شمولیت پر مہر ثبت کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایماندار جو سچے دل سے توبہ کرتا، اپنے گناہوں کا اقرار کرتا۔ خداوند یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لاتا اور اسے دل سے قبول کرتا ہے وہ خداوند مسیح میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور وہ مسیحی یا ایماندار کہلاتا ہے۔ لیکن ابھی تک دوسرے لوگوں کے سامنے کوئی ظاہرہ نشان پیش نہیں کیا گیا جس سے سب لوگوں کو یقین ہو جائے کہ ہاں اس شخص نے خداوند مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کر لیا ہوا ہے۔ تو بپتسمہ اس قبولیت کا ظاہرہ نشان ہے۔ بپتسمہ کے وسیلہ سے وہ سب کو بتا رہا ہے کہ میں اب خداوند مسیح کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں۔ پولس رسول دوسرے رسولوں کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ مجھ سے پہلے مسیح میں شامل ہوئے (رومیوں ۱۶:۷)۔ پس جتنے لوگ بپتسمہ لے چکے ہیں وہ مسیح میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور سب مسیح میں شامل ہونے کی وجہ سے ایک جماعت یا ایک بدن بن جاتے ہیں۔ جیسے رومیوں ۱۲:۵ میں لکھا ہے۔ "اسی طرح ہم بھی جو بہت سے ہیں مسیح میں شامل ہو کر ایک بدن ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے اعضا۔" بیشک ہم خداوند مسیح کو انفرادی اور شخصی طور پر قبول کر سکتے ہیں لیکن اس کے بعد ہم تنہا، اکیلے یا الگ تھلگ نہیں رہ سکتے۔ ہمیں روحانی ترقی کیلئے کسی جماعت میں شامل ہونا ہے اور دوسروں کی ترقی کا سبب بننا ہے۔ پس جماعت میں شامل ہونے کیلئے پہلے گواہی کی ضرورت ہے۔ وہ جماعت کس طرح جانے کہ آپ ایماندار ہیں؟ بپتسمہ کے ذریعہ سے اس نشان کے وسیلہ سب آپ کا یقین کریں گے اور نہ صرف مسیح میں شامل سمجھیں گے بلکہ اپنے ساتھ بھی شامل کریں گے۔ جیسے رومیوں ۱۵:۷ میں لکھا ہے "پس جسطرح مسیح نے خدا کے

جلال کیلئے تم کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے اسی طرح تم بھی ایک دوسرے کو شامل کر لو"۔ وہ جماعت یعنی کلیسیا مسیح کا بدن ہے۔ پس اس جماعت یا کلیسیا میں شامل ہونے سے آپ اس بدن کا ایک عضو بن جاتے ہیں۔ بدن کے ہر عضو کا دوہرا کام ہے۔ ایک طرف وہ بدن کے ذریعے خوراک حاصل کرتا اور پرورش پاتا ہے۔ دوسری طرف وہ بدن کیلئے وہ خاص کام سرانجام دیتا ہے جو اس کے ذمہ ہے۔ بپتسمہ لینے والا اب اس کلیسیا، جماعت یا بدن کے ساتھ دوہری ذمہ داری کا حامل ہو جاتا ہے۔ کچھ اپنے فائدے اور ترقی کیلئے جماعت سے لینے کی ذمہ داری اور جماعت کی ترقی کیلئے اپنے پاس سے کچھ دینے کی ذمہ داری۔ پس جماعت کے ساتھ منسلک ہونے کیلئے بپتسمہ لازمی ہے۔

(۲) خداوند مسیح کے ساتھ مرنا۔ دفن ہونا اور زندہ ہونا۔ (رومیوں ۶: ۳-۴)

پولس رسول بپتسمہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے "کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اسکی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اس کے ساتھ دفن ہوئے --- کیونکہ جب ہم اسکی موت کی مشابہت سے اس کے ساتھ پیوستہ ہو گئے تو بیشک اس کے جی اٹھنے کی مشابہت سے بھی اسے ساتھ پیوستہ ہوں گے۔" بپتسمہ ایک نظر آنے والا فعل ہے۔ نئی پیدائش اور قبولیت نظر نہ آنے والی ایک اندرونی اور باطنی تبدیلی ہے۔ بپتسمہ کے ذریعے ایماندار اپنی اندرونی اور نادیدنی تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے۔ بپتسمہ کے عمل کے تین حصے ہیں۔ (ا) پانی میں کھڑا ہونا۔ (ب) پانی میں ڈوب جانا۔ (ج) پانی میں سے باہر نکل آنا۔ پانی میں کھڑا ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ مسیح کے ساتھ مر گیا ہے۔ پانی میں ڈوب جانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ مسیح کے ساتھ دفن ہو گیا ہے اور پانی میں سے باہر نکل آنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ مسیح کے ساتھ زندہ ہو گیا ہے۔ اسی چیز کو پولس رسول ایک اور خط میں یوں بیان کرتا ہے "اور اسی کے ساتھ بپتسمہ میں دفن ہوئے اور اس میں خدا کی قوت پر ایمان لا کر جسے اس نے مردوں میں سے جلایا اس کے ساتھ جی بھی اٹھے۔ (کلسیوں ۲: ۱۲)۔ ایماندار بپتسمہ کے وسیلہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مسیح کی موت اور قیامت میں شریک ہیں۔ وہ گناہ کے اعتبار سے مر گئے ہیں اور راستبازی کے اعتبار سے مسیح میں زندہ ہو گئے ہیں۔

(۳) مسیح کو پہن لینا۔ (گل ۳: ۲۷)

"اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونیکا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا"۔ بپتسمہ کا دوسرا

روحانی مطلب ہے مسیح کو پہن لینا۔ پہننے والا اس چیز میں چھپ جاتا ہے جو پہنی جاتی ہے اور لوگوں کو صرف وہ چیز ہی نظر آتی ہے۔ اسی طرح جب ایماندار بپتسمہ لیتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اب دنیا مجھے نہیں دیکھے گی بلکہ صرف مسیح کو دیکھے گی۔ جب دنیا ہمیں دیکھتی ہے تو سوائے کمزوریوں، خطاؤں اور گناہوں کے اور کچھ نہیں۔ ہماری ذات میں کچھ اچھائی نہیں۔ لیکن جب ہم مسیح کو پہن لیتے ہیں تو مسیح کی خوبیاں لوگوں کو نظر آنے لگتی ہیں جیسے کہ پطرس رسول کہتا ہے "اسکی خوبیاں ظاہر کرو جس نے تمہیں تاریکی سے اپنی عجیب روشنی میں بلایا ہے۔" (۱-پطرس ۲:۹)۔

۴خالص نیت سے طالب ہونا۔ (۱-پطرس ۳:۲۱)

اور اسی پانی کا مشابہ بھی یعنی بپتسمہ یسوع مسیح کے جی اٹھنے کے وسیلہ سے اب تمہیں بچاتا ہے۔ اس سے جسم کی نجاست کا دور کرنا مراد نہیں بلکہ خالص نیت سے خدا کا طالب ہونا مراد ہے۔" بپتسمہ میں چونکہ انسان پانی میں اسطرح ڈوب جاتا ہے جس طرح دریا میں نہانے کیلئے۔ چنانچہ بعض اشخاص کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید بپتسمہ جسم کی غلاظت دور کرنے کیلئے لیا جاتا ہے۔ لہذا پطرس رسول اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ بپتسمہ سے جسم کی نجاست یا گندگی دور کرنا مراد نہیں ہے بلکہ خالص نیت سے خدا کا طالب ہونا۔ بپتسمہ سب کے سامنے ایک گواہی ہے کہ میں اب خالص نیت سے خدا کا طلبگار ہوا ہوں۔ میں ظاہرداری یا ریاکاری نہیں کر رہا۔ میں اب حقیقت میں دنیا سے منہ موڑ لیا ہے اور خدا کی طرف قدم اٹھا لیا ہے۔ میں نے اب پختہ اور مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ میں خدا کے حکموں کی فرمانبرداری کرونگا۔ بپتسمہ اندرونی نیت کرنے یا خدا کے ساتھ عہد کرنے کا ایک بیرونی نشان ہے۔

پرانے عہد نامہ میں نوح کا طوفان آیا اور ساری دنیا اس میں ڈوب کر مر گئی لیکن خدا نے نوح اور اس کے خاندان کو جو آٹھ جانوں پر مشتمل تھا بچا لیا۔ جس پانی میں لوگ ڈوب کر مر گئے اسی پانی کے ذریعے نوح کا خاندان بچ گیا۔ اسی پانی کا مشابہ بپتسمہ ہے۔ ایمان نہ لانے والوں کیلئے طوفان کا پانی خدا کے غضب کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح خدا کا غضب خداوند یسوع مسیح پر پڑا اور اس نے غضب کی ساری سزا خود برداشت کر کے ہمارا کفارہ دیا۔ اسی پانی نے کشتی اور جو کچھ اس کے اندر تھا سب کو اٹھا لیا اور ڈوبنے اور ہلاک ہونے سے بچا لیا۔ نوح کے خاندان کے نیچے پانی تھا۔ اور اوپر اور چاروں طرف پانی تھا۔ پس یہ بپتسمہ کے مشابہ تھا۔ اور ان کے بچنے کی وجہ نوح کا خدا کے عہد پر ایمان لانا تھی۔ خدا نے نوح کے ساتھ عہد باندھا اور نوح نے اس عہد کے

مطابق عمل کیا اسی طرح ایماندار بھی جب مسیح کی موت کو اپنا نمونہ قبول کرتا ہے تو وہ بھی خدا کے ساتھ ساتھ چلنے اور اس کے حکموں کو ماننے کا عہد کرتا ہے جسکا بپتسمہ ایک ظاہری نشان ہے۔

پولس رسول خالص نیت سے طالب ہونے کی حقیقت کو بنی اسرائیل کی مثال سے بھی واضح کرتا ہے "اے بھائیو! میں تمہارا اس سے ناواقف رہنا نہیں چاہتا کہ ہمارے سب باپ دادا بادل کے نیچے تھے اور سب کے سب سمندر میں سے گزرے۔ اور سب ہی نے اس بادل اور سمندر میں موسیٰ کا بپتسمہ لیا"۔ (۱-کرنتھیوں ۱۰:۱-۲)۔ یہاں بنی اسرائیل کا بپتسمہ علیحدگی کا نشان تھا۔ جب وہ سمندر میں سے گزرے تو وہ مصر سے بالکل علیحدہ ہو گئے۔ وہ سمندر مصر کی حد تھی اب وہ ہمیشہ کے لئے مصر سے نکل آئے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ بنی اسرائیل نے تھوڑی دیر کے بعد ہی مصر میں پھر واپس جانے کے نعرے لگانے شروع کر دئے۔ (گنتی ۱۱:۲۰، ۲۱:۵، خروج ۱۶:۳، ۱۷:۳)۔ وہ بڑبڑانے اور کڑھنے لگے اور مصر کی چیزوں کی حرص کرنے لگے۔ موسیٰ کے بپتسمہ کے بعد ان کی عملی زندگی میں کوئی فرق نہ پڑا اور وہ گناہ اور نافرمانی اور بت پرستی میں پڑے۔ اور وہ سب بیابان میں ہلاک کر دئے گئے۔ انکا بپتسمہ انکو بچا نہ سکا۔ لہذا بپتسمہ کے ساتھ فرمانبرداری شرط ہے کہ ایماندار خالص نیت سے خدا کا طالب ہونے کو بپتسمہ کے ذریعے ظاہر کرے اور اس کے بعد عملی طور پر خدا کی فرمانبرداری کر کے عہد کو پورا بھی کرے۔ تاکہ خدا سے اور برکتیں حاصل کر سکے۔ جس ایماندار نے خدا کی فرمانبرداری کا عہد نہیں کیا وہ بپتسمہ نہ لے اور جس نے بپتسمہ لینے کے بعد خداوند کے ساتھ ٹھیک طور پر نہیں چلنا وہ بھی بپتسمہ نہ لے۔ کیونکہ بپتسمہ لیکر خداوند کی بدنامی کروانے سے بہتر ہے کہ بپتسمہ نہ ہی لیا جائے۔

(۵) راستبازی پوری کرنا۔ (متی ۳:۱-۱۵)

جب خداوند مسیح یوحنا سے بپتسمہ لینے کیلئے دریائے یردن میں اترے تو "یوحنا یہ کہکر اسے منع کرنے لگا کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے؟۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا اب تو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنا مناسب ہے"۔ ایک طرف خداوند مسیح راستبازی پوری کرنے کی خاطر بپتسمہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر دوسری طرف یوحنا کے سامنے عزت اور وقار اور درجے کا سوال ہے۔ بڑے چھوٹے کا سوال ہے۔ اونچ نیچ کا سوال ہے۔ کیونکہ یوحنا کہتا ہے کہ "تمہارے درمیان

ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد کا آنے والا جسکی جوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں "۔ (یوحنا ۱: ۲۷، مرقس ۱: ۷)۔ یوحنا اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ وہ خداوند مسیح کو بپتسمہ دے سکے۔ وہ جانتا ہے کہ خداوند مسیح کون ہے اور اسکے اور خداوند کے درجے میں کتنا فرق ہے۔ وہ بپتسمہ دینے سے ہچکچاتا ہے۔ اسکی ہمت نہیں پڑ رہی کہ وہ خداوندوں کے خداوند کو بپتسمہ دے لیکن خداوند مسیح فرماتے ہیں "اب تو ہونے ہی دے۔ ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنا مناسب ہے "۔ بقول خداوند مسیح کے بپتسمہ لینا راستبازی کو پورا کرنا ہے۔ جب ہم خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کر کے راستباز بن جاتے ہیں تب بھی اس راستبازی کو پورا کرنے کا ایک اور قدم یعنی بپتسمہ لینا ابھی باقی رہ جاتا ہے۔ راستبازی کو پورا کرنا ایک بڑا اصول نظر آتا ہے جس کی خاطر درجہ، امیر غریب، اونچ، نیچ کا سوال کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ راستبازی پوری کرنا سب سے ضروری ہے۔

بپتسمہ کا طریقہ

طریقہ کے بارے میں سات باتیں غور طلب ہیں:۔

(۱) زیادہ پانی

کلام مقدس میں یہ مذکور ہے کہ بپتسمہ دینے کیلئے اولین ضرورت زیادہ پانی کی ہے۔ جب یوحنا بپتسمہ دینے والے نے دریائے یردن میں لوگوں کو بپتسمہ دینا شروع کیا تو اس نے ایسی جگہ تلاش کی جہاں پانی بہت تھا۔ دریائے یردن کہیں پر تنگ اور بعض جگہوں پر چوڑا ہو جاتا ہے۔ اس طرح پانی کی گہرائی مختلف جگہوں میں مختلف ہوتی ہے۔ عموماً تنگ جگہوں میں پانی زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ اور لکھا ہے۔ "یوحنا بھی شالیم کے نزدیک عینون میں بپتسمہ دیتا تھا کیونکہ وہاں پانی بہت تھا اور لوگ آ کر بپتسمہ لیتے تھے۔" (یوحنا ۳: ۲۳)۔ اگر تھوڑے پانی سے بپتسمہ ہو سکتا تو یوحنا زیادہ گہرے پانی کی تلاش نہ کرتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بپتسمہ کے لئے زیادہ گہرے پانی کی ضرورت ہے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض مشنوں، تنظیموں اور گرجاگھروں میں بپتسمہ دینے کیلئے ایک چھوٹے سے پیالے میں پانی رکھا جاتا ہے جس میں سے چند قطرے بپتسمہ لینے والے کے سر پہ چھڑک دیئے جاتے ہیں اور اصطلاح السائل کے اپنے بنائے ہوئے طریقے اور ذہنی عقل کی ایجاد کردہ رسموں کے ذریعے خدا کے کلام کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اور جو لوگ ایسے محفل میں شریک ہوتے ہیں وہ بھی نہیں سوچتے کہ کیوں ایسا کیا جا رہا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ افسوسناک

بات یہ ہے کہ وہ پاسبان جو پہلے ایک ایسی کلیسیا کے پاسبان تھے جہاں زیادہ پانی استعمال کرتے تھے- چھڑکاؤ کے طریقے کے خلاف بڑے زور سے کلام پیش کیا کرتے تھے- لیکن حالات نے ایسا رخ بدلا کہ اب وہ ایسی مشن میں کام کرتے ہیں جہاں چھڑکاؤ کا بپتسمہ ہوتا ہے تو وہ اب اسے درست کہتے اور پہلے والے طریقے کے خلاف کلام پیش کرتے ہیں-

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے- بپتسمہ کا مطلب ہے ڈبونا یا غسل- لازمی ہے کہ آدمی کو پانی میں ڈبونے کیلئے زیادہ پانی کی ضرورت ہے- یوحنا اور خداوند مسیح دریائے یردن میں بپتسمہ دیا کرتے تھے- اور مابعد کی کلیسیاؤں میں بھی یہی طریقہ جاری رہا- آج کل کی ماڈرن کلیسیاؤں میں چرچ کے باہر صحن میں یا چرچ کے اندر سٹیج کی جگہ پر پانی کا حوض بنا لیا جاتا ہے- بعض گرجا گھروں میں سٹیج کے پیچھے ایک چھوٹا سا کمرہ تیار کیا جاتا ہے جہاں پانی کا حوض ہوتا ہے اور ایک کھڑکی حاضرین کی طرف کھلتی ہے تاکہ سب لوگ وہیں بیٹھے بیٹھے بپتسمہ کے نظارے کو دیکھ سکیں- حوض کسی جگہ بھی ہو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا- یہ اپنی اپنی سہولت اور پسند کی بات ہے- دیکھنا یہ ہے کہ پانی اتنا ہو جس میں انسان ڈبویا جا سکے- عام طور پر کمر تک پانی گہرا ہو تو اس میں آسانی سے بپتسمہ دیا جا سکتا ہے-

(۲) دونوں پانی میں اتریں

پانی کی جگہ چاہے دریا ہو نالہ یا حوض- ہر صورت میں بپتسمہ لینے والا اور بپتسمہ دینے والا دونوں پانی میں اترنے چاہئیں- جب حبشی خوجہ فلپس سے بپتسمہ لینے لگا تو لکھا ہے "پس اس نے رتھ کو کھڑا کرنے کا حکم دیا اور فلپس اور خوجہ دونوں پانی میں اتر پڑے اور اس نے اسکو بپتسمہ دیا"- جب وہ پانی میں سے نکل کر اوپر آیا تو خداوند کا روح فلپس کو اٹھا لے گیا "(اعمال ۸:۳۸-۳۹)- کلام مقدس میں جہاں کہیں بپتسمہ دینے کا ذکر آتا ہے چاہے وہ یوحنا ہو یا خداوند مسیح یا اس کے شاگرد، ہم بپتسمہ لینے والے اور دینے والے دونوں اشخاص کو پانی میں کھڑا دیکھتے ہیں- (مرقس ۱:۱۰)- ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بپتسمہ لینے والا باہر کسی پتھر پر کھڑا ہو اور بپتسمہ دینے والا پانی سے بھری ہوئی بالٹی اس کے سر پر الٹ دے- چلو بپتسمہ ہو گیا- دونوں کو گہرے پانی میں اترنا ضروری ہے- اور بپتسمہ لینے والا رسم کی ادائیگی کے وقت خود ہی نہ ڈوب جائے بلکہ بپتسمہ دینے والے کو موقع دے کہ وہ اسے اچھی طرح پکڑ کر پانی میں سلیقے سے ڈبوئے اور پھر اسے اٹھا کر پانی میں سے باہر نکالے اور جب تک وہ اچھی طرح اپنے پاؤں پر سنبھل نہ جائے اسے نہ چھوڑے-

(۳) سوالات

بپتسمہ دینے سے پہلے بپتسمہ دینے والا خادم بپتسمہ لینے والے شخص سے (عورت ہو یا مرد) چند ایک سوالات اونچی آواز سے پوچھے - تاکہ ساری جماعت سن سکے - یہ سوالات ایسے ہوں جن سے صاف عیاں ہوسکے کہ بپتسمہ لینے والے شخص نے خداوند کو قبول کیا ہے - اسے گناہوں کی معافی اور نجات کا یقین ہے اور اسکا ایمان خداوند مسیح پر درست ہے - یہ سوالات کچھ اس طرح سے ہوسکتے ہیں - کیا آپ نے سچے دل سے توبہ کی ہے ؟ کیا آپ نے گناہوں کا اقرار کیا ہے ؟ کیا آپ خداوند مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کرتے ہیں ؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ خداوند مسیح نے آپ کی خاطر صلیب پر جان دی ہے ؟ کیا آپکو یقین ہے کہ آپ کے گناہ معاف ہوچکے ہیں ؟ وغیرہ وغیرہ - اسی قسم کے اور بھی سوالات بن سکتے ہیں - بپتسمہ لینے والا شخص ان سوالات کا اونچی آواز سے جواب دے تاکہ سب سن سکیں اور سب کیلئے گواہی ہو -

(۴) بپتسمہ یسوع کے نام میں ہو

موسٰی کا بپتسمہ موسٰی کے زمانے میں تھا - اور یوحنا کا بپتسمہ یوحنا کے زمانے میں لیکن جب سے خداوند مسیح نے بپتسمہ دینا شروع کیا اسوقت سے آج تک خداوند یسوع مسیح کے نام کا بپتسمہ ہونا ضروری ہے - کسی اور انسان ، شاگرد ، رسول یا مقدسہ مریم کے نام کا بپتسمہ نہیں ہوسکتا ہے - (اعمال ۲:‏۳۸ ، ۸:‏۱۶ ، ۱۰:‏۴۸ ، ۱۹:‏۵) - اب ایک اور چیز سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے نام کا بپتسمہ کیا ہے ؟ اس کے جواب کیلئے ہمیں خداوند مسیح کی اپنی زبان مبارک سے بتایا ہوا طریقہ دیکھنا پڑے گا جو متی ۲۸:‏۱۹ میں درج ہے - "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انکو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو" جو بپتسمہ خداوند یسوع مسیح کے نام کا بپتسمہ ہے اسکی وضاحت اور صحیح طریقہ خداوند مسیح نے خود بتایا کہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام میں ہونا چاہئے - یہاں انہوں نے یہ نہیں کہا کہ صرف میرے نام میں بپتسمہ دو بلکہ تثلیث کے تینوں اقنوم کے نام میں - یعنی باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام میں -

خداوند یسوع مسیح کے نام کے بپتسمہ کی وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ پینتی کاسٹل جماعتوں میں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ نہیں دیتا - بلکہ بپتسمہ دیتے وقت خادم صرف یہ کہتے ہیں "میں تمہیں یسوع کے نام میں بپتسمہ دیتا ہوں -" اب یہ انسانی عقل کی اپنی بنائی ہوئی تعلیم ہے جو اصلی مسیح کی تعلیم سے فرق ہے -

جب خداوند مسیح خود ایک طریقہ بتا رہے ہیں کہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو تو کوئی انسان اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا ہے۔ چاہے وہ ابتدائی کلیسیا کے شاگرد ہوں یا آج کے خادم یہ کہنا غلط ہے کہ اعمال کی کتاب میں بپتسمہ کا طریقہ بدل چکا تھا۔ یہ صرف سمجھنے والوں کی غلط فہمی ہے کہ وہ یسوع کے نام کے بپتسمہ کو لفظی طور پر لینے لگے اور یہ بھول گئے کہ یسوع کے نام کا بپتسمہ کس طریقے سے دیا جاتا ہے۔ متی ۲۸:۱۹ یسوع کے نام کا بپتسمہ ہی ہے لیکن درست اور اصل طریقے میں۔

(۵) کورس اور گیتوں کا استعمال۔

بپتسمہ ایک ساکرامنٹ یعنی سنجیدہ رسم ہے۔ اسکو پکنک یا کھیل یا فن نہیں سمجھنا چاہیئے۔ شروع سے آخر تک ماحول ایسا ہو جیسے عبادت کر رہے ہیں۔ پس دعا، تلاوت کلام اور گیتوں زبوروں کے ذریعے ستائش کو خوب استعمال کرتے رہنا چاہیئے۔ کوائر موزوں کورس ورزامیر چن کر تیار رکھے اور بپتسمہ ملنے سے پہلے اور بعد میں فوراً شروع کیا کرے تاکہ لوگوں کو ہنسنے یا باتیں کرنے کا موقع نہ ملے۔ ایک خادم بپتسمہ لینے والوں کیلئے وعدہ کی آیت دہراتا رہے جو اونچی آواز کے ساتھ پڑھ کر سنائی جائے اور پہلے سے چن کر تیار رکھی جائے۔

(۶) کپڑوں اور پردہ کا انتظام۔

بپتسمہ لینے والوں کو چاہیئے کہ وہ کپڑوں سمیت بپتسمہ لیں۔ ننگے بدن بپتسمہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ عام غسل نہیں ہے۔ اور وہ ایک جوڑا فالتو ساتھ لیکر آئیں تاکہ بپتسمہ لینے کے بعد گیلے کپڑے اتار کر دوسرا جوڑا پہن لیں۔ اسکے علاوہ جماعت کے خادم اور منتظمین کو پردے کا خاص انتظام کرنا چاہیئے۔ آدمیوں کی صورت میں اگر ہو سکے تو بہتر ہے۔ اگر نہ ہو سکے تو گزارہ ہو سکتا ہے۔ لیکن عورتوں کی صورت میں پردے کا انتظام ضروری ہے۔ جب کوئی بھی بپتسمہ لیکر پانی میں سے باہر نکلے تو چند بہنیں اس کام پر متعین ہوں کہ وہ اسکو جتنی جلدی ہو سکے چادر میں لپیٹ لیں اور کپڑے بدلنے والی جگہ جہاں پہلے سے انتظام کیا ہوا ہو لے جائیں۔ ان سب باتوں کے پیش نظر سب سے بہتر انتظام وہ چھوٹا سا کمرہ ہے جو سٹیج کے نیچے حوض کا کام بھی کرتا ہے اور پردے کا بھی کیونکہ حاضرین صرف بپتسمہ لینے والے اور دینے والے کا چہرہ ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اور کپڑے بھی آسانی سے بدلے جا سکتے ہیں اور حاضرین اور کوائر بھی اسی جگہ موجود رہتے ہیں۔ مغربی ممالک میں یہ طریقہ عام استعمال ہوتا ہے۔

(۷) ہاتھ رکھنا۔

ہاتھ رکھنے کی تعلیم ایک لمبا مضمون ہے عبرانیوں ۱:۶-۲ میں مسیح کی تعلیم کی چھ ابتدائی باتیں بتائی گئی ہیں جنکی ترتیب یہ ہے۔ مردہ کاموں سے توبہ کرنا۔ خدا پر ایمان لانا۔ بپتسمہ لینا۔ ہاتھ رکھنا۔ مردوں کے جی اٹھنے اور ابدی عدالت کی تعلیم۔ پس بپتسمہ دینے کے بعد ہاتھ رکھنے چاہیں اور یہ کام بھی عبادت کا ایک حصہ سمجھا جانا چاہیئے جو گرجا گھر کے اندر ہو تو بہتر ہے تاکہ پوری سنجیدگی ہو۔ دو یا تین بزرگ ہر بپتسمہ لینے والے کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کریں تاکہ خدا انہیں مسیحی زندگی میں برکت، قوت اور فتح بخشے۔

بپتسمہ کون لے سکتا ہے؟

خدا کے کلام میں بپتسمہ لینے کی چند ایک شرائط بیان کی گئی ہیں۔ جو شخص ان شرائط کو پورا کرے وہ بپتسمہ لے سکتا ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) جو کلام قبول کرے۔

پطرس رسول نے جب روح القدس سے بھر کر اپنا پہلا واعظ کیا تو لکھا ہے "پس جن لوگوں نے اسکا کلام قبول کیا انہوں نے بپتسمہ لیا اور اسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب ان میں مل گئے"۔ (اعمال ۲: ۴۱)۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر کلام سننے والے تین ہزار سے کافی زیادہ لوگ تھے لیکن کلام کو قبول صرف تین ہزار لوگوں نے کیا۔ اور بپتسمہ صرف ان لوگوں نے لیا جنہوں نے کلام کو قبول کیا یعنی تین ہزار نے۔ جب تک کوئی شخص خدا کے کلام قبول نہ کرے وہ بپتسمہ نہیں لے سکتا۔ کلام کو قبول کرنے سے مراد ہے کہ جو کچھ کلام سنانے والا کہہ رہا ہے میں اسکو درست تسلیم کرتا ہوں۔ ان دنوں میں لکھا ہوا کلام اتنی آسانی سے میسر نہ تھا جتنا آج کل ہے۔ اس لئے زیادہ تر کلام سننا پڑتا تھا۔ آج کل کلام پڑھا بھی جاسکتا ہے اور تب بھی قبول کیا جاسکتا ہے۔ خداوند مسیح نے بیج بونے والے کی تمثیل میں کلام کے قبولیت کی وضاحت کی کہ جب کوئی شخص خدا کی بادشاہی کا کلام سنتا ہے اور سمجھتا نہیں تو جو اس کے دل میں بویا گیا تھا اسے وہ شریر آکر چھین لے جاتا ہے (متی ۱۳: ۱۸-۲۳)۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو کلام کو سنتے ہیں اور اسے فی الفور خوشی سے قبول کر لیتے ہیں لیکن اپنے اندر جڑ نہیں رکھتے بلکہ چند روزہ ہیں اور جب کلام کے سبب سے مصیبت یا ظلم برپا ہوتا ہے تو فی الفور ٹھوکر کھاتے ہیں۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو کلام کو سنتے ہیں اور دنیا کی فکر اور دولت کا فریب اس کلام کو دبا دیتا ہے اور وہ بے پھل رہ جاتے ہیں۔ لیکن چوتھی قسم کے لوگ وہ ہیں جو

کلام کو سنتے اور سمجھتے ہیں اور پھل بھی لاتے ہیں۔ پس بپتسمہ وہ لے سکتے ہیں جو چوتھی قسم کے لوگ ہیں یعنی جو کلام کو سنتے اور سمجھتے ہیں اور پھل بھی لاتے ہیں۔ کیونکہ جو کوئی خدا کے کلام کو قبول کرتا ہے وہ مسیح کو قبول کرتا ہے۔

(۲) گناہوں کا اقرار کرنا۔

لکھا ہے "اسوقت یروشلیم اور سارے یہودیہ اور یردن کے گردونواح کے سب لوگ نکل کر اس کے پاس گئے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دریائے یردن میں اس سے بپتسمہ لیا"۔(متی ۳:۵-۶)۔ پس بپتسمہ لینے کی دوسری شرط گناہوں کا اقرار کرنا ہے۔ جو اپنے گناہوں کا اقرار نہیں کرتا وہ بپتسمہ نہیں لے سکتا۔ بہت سے لوگ اپنے آپ کو گنہگار ہی کہنے کیلئے تیار نہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم ٹھیک ہیں۔ ہم کوئی غلط کام نہیں کرتے۔ ہم کیوں اپنے گناہوں کا اقرار کریں؟ کلام میں لکھا ہے کہ "سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں"۔(رومیوں ۳:۲۳)"۔ سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں۔ کوئی راستباز نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ کوئی خدا کا طالب نہیں۔ سب گمراہ ہیں۔ سب کے سب نکمے بن گئے"۔(رومیوں ۳:۹-۱۱)۔ خدا کا کلام ہر انسان کو گنہگار ٹھہراتا ہے کیونکہ آدم نے باغ عدن میں نافرمانی کی اور گنہگار ٹھہرا اور باغ عدن سے نکالا گیا۔ "پس جسطرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اس لئے کہ سب نے گناہ کیا "۔(رومیوں ۵:۱۲)۔ جو پانی ہم پیتے ہیں ہم اسے صاف سمجھتے ہیں لیکن اسی پانی کے ایک قطرے کو خوردبین کے نیچے رکھ کر دیکھا جائے تو اس میں بے شمار جراثیم نظر آتے ہیں۔ اسی طرح بظاہر ہمیں تو ہماری زندگی ٹھیک نظر آتی ہے۔ لیکن اگر خدا کے کلام کی خوردبین میں دیکھی جائے تو گندی اور گنہگار نظر آئیگی۔ بعض آدمی باہر سے تندرست نظر آتے ہیں لیکن اندر سے کئی بیماریوں کے مریض ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو مریض کہنے کو بھی تیار نہیں ہوتے اور وہ نہایت خطرے میں ہوتے ہیں۔ انہیں چند ایک ٹسٹوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً خون اور پیشاب ٹیسٹ یا ایکس رے اور E۔C۔G۔ وغیرہ۔ اسی طرح بہت سے انسان جبتک کلام کے ٹیسٹ میں سے نہ گزریں انہیں اپنے گناہ کی پہچان نہیں ہوتی۔ خدا کا کلام بار بار سننے سے اور سمجھنے سے انسان کی روحانی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ اپنے گناہوں کو دیکھنا شروع کرتا ہے۔ جب تک کوئی انسان اپنے گناہ کو نہیں دیکھتا وہ اپنے گناہ کا اقرار کسطرح کر سکتا ہے لیکن گناہ کا اقرار ضروری ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ "راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے

اور نجات کیلئے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے"۔(رومیوں ۱۰:۱۰)۔ پس بپتسمہ لینے کیلئے اپنے گناہوں کا اقرار کرنا ضروری ہے۔

(۳) توبہ کرنا

"جب انھوں نے یہ سنا تو ان کے دلوں پر چوٹ لگی اور پطرس اور باقی رسولوں سے کہا کہ اے بھائیو! ہم کیا کریں۔ پطرس نے ان سے کہا کہ توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تم روح القدس انعام میں پاؤ گے"۔(اعمال ۲:۳۷-۳۸)۔ یوحنا اور خداوند مسیح نے بھی بپتسمہ دینے سے پہلے توبہ کی منادی کی کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔(متی ۳:۲،۴:۱۷)۔ توبہ کا مطلب ہے اپنے گناہ اور بدی کا اقرار کرنا اور اسے ترک کرنا۔ گناہوں اور بری راہ سے منہ پھیر لینا۔ توبہ کرنا خدا کا حکم ہے۔ لکھا ہے "خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کرکے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں"۔(اعمال ۱۷:۳۰)۔ جو خدا کا حکم مان لیتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں وہ بچ جاتے ہیں مگر جو توبہ نہیں کرتے وہ ہلاک ہوں گے۔ خداوند مسیح نے فرمایا "۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ اگر تم توبہ نہ کرو گے تو سب اسی طرح ہلاک ہو گے"۔
(لوقا ۱۳:۵)۔ خدا ہمیشہ خادموں کے وسیلہ اور کلام کے وسیلہ تنبیہہ کرتا رہتا ہے کہ اگر توبہ نہ کرو گے تو ہلاک ہو گے۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ خدا ہماری ہلاکت چاہتا ہے۔ نہیں۔ "وہ تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے اس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے"۔ ہلاکت سے بچنے کیلئے گناہ کا اقرار اور توبہ ضروری ہے۔ لکھا ہے "اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپکو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں۔ اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے"۔(۱۔یوحنا ۱:۸-۹)۔ اسی لئے پطرس نے لوگوں سے کہا کہ "توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں۔"(اعمال ۳:۱۹)۔ توبہ ایک ایسا عمل ہے جس سے خدا کا دل نرم ہوتا ہے اور وہ معاف کرتا ہے۔ اس کے برعکس سرکشی اور ضد ایک عمل ہے جو خدا کو غصہ دلاتا ہے اور اسکا قہر نازل ہوتا اور ہلاک کرتا ہے۔ توبہ اور بپتسمہ دو لازم اور ملزوم چیزیں ہیں۔ توبہ کے بغیر بپتسمہ نہیں مل سکتا کیونکہ بپتسمہ کا مطلب ہے خالص نیت، خدا کی فرمانبرداری کرنے کا عہد۔

(۴) ایمان لانا

• خداوند مسیح نے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے شاگردوں کو آخری بار دکھائی دے کر کہا "تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا اور جو ایمان نہ لائے وہ مجرم ٹھہرایا جائیگا۔" (مرقس ۱۶:۱۵-۱۶)۔ بپتسمہ لینے سے پہلے خداوند مسیح پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو ایمان نہیں لاتا وہ بپتسمہ نہیں لے سکتا۔ خداوند مسیح نے فرمایا تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو"۔ (یوحنا ۱۴:۱)۔ کبھی آپ نے سوچا کہ ہم کیوں خداوند مسیح پر ایمان لائے؟ اس کی چند وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- کیونکہ خدا نے اسے بھیجا۔ (یوحنا ۴:۱۸، ۴۲:۸، ۱۳:۸، ۳۴:۳)
۲- کیونکہ وہ اوپر سے ہے۔ (یوحنا ۲۳:۸، ۳۱:۳)
۳- کیونکہ انہوں نے معجزے دکھائے اور مردوں کو زندہ کیا۔ (یوحنا ۲۳:۲)
۴ کیونکہ وہ دروازہ ہے۔ وہ راہ حق اور زندگی ہے۔ (یوحنا ۹:۱۰، ۶:۱۴)
۵- کیونکہ اس نے ہمارا کفارہ دیا۔ (رومیوں ۲۵:۳)
۶- کیونکہ اس نے شیطان، دنیا اور جسم، قبر اور موت پر فتح پائی۔ (کل ۱۵:۲)
۷- کیونکہ وہ زندہ ہے اور زندہ رہیگا۔ (لوقا ۲۳:۲۴)
۸- کیونکہ وہ آسمان پر زندہ اٹھایا گیا اور اب باپ کے دہنے ہاتھ تخت پر بیٹھا ہے۔ (مرقس ۱۹:۱۶)
۹- کیونکہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے۔ (متی ۲۰:۲۸)
۱۰- کیونکہ وہ پھر آنے والا ہے۔ (یوحنا ۲:۱۴)
۱۱- کیونکہ عدالت کا سارا کام اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ (اعمال ۳۱:۱۷)
۱۲- کیونکہ وہ پاک ہے اور اس نے گناہ نہیں کیا۔ (یوحنا ۴۶:۸)
۱۳- کیونکہ باپ اس سے خوش ہے۔ (لوقا ۳۵:۹، اعمال ۳۱:۲۰)

شائد خداوند مسیح پر ایمان لانے والوں کے دل میں یہ سوال بھی پیدا ہو کہ ہمیں مسیح پر ایمان لانے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟ تو ان کی راہنمائی کیلئے کلام مقدس میں سے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں جو اس بات پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔

خداوند مسیح پر ایمان لانے کے فوائد

۱- ہمیں گناہوں کی معافی ملتی ہے۔ متی ۲:۹، اعمال ۴۳:۱۰، ۱۸:۲۶
۲- ہمیں نجات مل جاتی ہے۔ مرقس ۱۶:۱۶، اعمال ۳۱:۱۶، افس ۸:۲

۳- ہم گنہگار انسان راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں- رومیوں ۳: ۲۲، ۲۸، ۵: ۱، ۹، ۳۰:۸، گل ۲: ۱۶
۴- ہم پاک بن جاتے ہیں- اعمال ۱۵: ۹
۵- ہمیں ہمیشہ کی زندگی مل جاتی ہے- یوحنا ۳: ۱۶، ۳۶، ۶: ۴۰- ۴۲، ۷: ۳۸، ۱۱: ۲۵
۶- حقیقی خوشی اور اطمینان ملتا ہے- رومیوں ۵: ۱، ۱۵: ۱۳، عبر ۴: ۳، ۱- پطرس ۱: ۸
۷- ہم خدا کے بیٹے بن جاتے ہیں- یوحنا ۱: ۱۲، ۱- یوحنا ۳: ۱، گل ۳: ۲۶
۸- ہم آنے والے غضب اور آگ اور گندھک کی جھیل سے بچ جاتے ہیں ۱- تھس ۱: ۱۰
یہ تمام فوائد حاصل کرنے کیلئے خداوند مسیح پر ایمان لانا ضروری ہے اور بپتسمہ صرف اسی کو مل سکتا ہے جو ایمان لائے- (اعمال ۸: ۳۷)

(۵) شاگرد بننا-

خداوند مسیح نے متی ۲۸: ۱۹ میں فرمایا "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انکو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو"- خداوند مسیح نے اپنی منادی کے آغاز میں جن بارہ لوگوں کو چنا انہیں شاگرد کا لقب دیا- آہستہ آہستہ شاگردوں کی تعداد بڑھتی گئی اور ستر تک بھی پہنچ گئی- (لوقا ۱۰: ۱)- اسی طرح ابتدائی کلیسیا میں ایک سو بیس ۱۲۰ اشخاص تھے- (اعمال ۱: ۱۵)- لیکن شاگردوں کی تعداد بڑھتی گئی- (اعمال ۶: ۷، ۱۶: ۱)- پس ہم دیکھتے ہیں کہ شروع میں خداوند مسیح کو قبول کرنے والوں کو مسیحی نہیں کہتے تھے بلکہ شاگرد- لکھا ہے "شاگرد پہلے انطاکیہ میں ہی مسیحی کہلائے"- (اعمال ۱۱: ۲۶)-

لہذا مسیحی بننے سے پہلے شاگرد بننا پڑتا ہے- شاگرد کا مطلب ہے طالب علم- جو خداوند مسیح پر نہ صرف ایمان لائے بلکہ اسکو اپنا استاد قبول کر کے اس سے مسیحی تعلیم حاصل کرے- خداوند مسیح نے اپنے رسولوں کو یہ حکم نہیں کیا تھا کہ جا کر قوموں کو کیتھولک یا پنتیکاسٹل بناؤ یا سیونتھ ڈے ایڈونٹیسٹ یا یہواہ وٹنس بناؤ- آجکل پاکستان میں تو زیادہ تر یہی ہو رہا ہے- مغرب کی مشنیں یہاں کے مقامی خادموں اور پاسبانوں کو جو پہلے ہی کسی مشن کے کارندے ہوتے ہیں زیادہ تنخواہ دیکر اپنی مشن میں ملازم رکھ لیتے ہیں اور پھر وہ دوسری مشنوں میں سے لوگوں کو کھینچ کھینچ کر نئی مشن میں بھرتی کرتے جاتے ہیں- دو چار سال کے بعد کوئی نئی مشن آ گئی تو وہ انکو اور زیادہ تنخواہ دے کر اپنا کام شروع کر دیتی ہے- پس آجکل پاکستان میں وہ کام نہیں ہو رہا جو خداوند مسیح نے کہا تھا- بلکہ موجودہ مسیحیوں (نامی یا اصلی) کو ادھر ادھر کھینچنے کا کام ہو رہا ہے- نہ کوئی نئے شاگرد بنتے ہیں نہ نئے مسیحی- اور نظر ایسے آ رہا ہے جیسے پاکستان میں بہت سے خادم

- مبشر- مناد اور پاسبان ہیں- اور سب بڑی خدمت کر رہے ہیں- اور ہر مشن چھپے رپورٹ بھیج رہی ہے کہ اس سال بہت سے نئے ممبر بنے ہیں- کاش پاکستان میں نئے شاگرد بنانے والی خدمت ہو جو خالص مسیحی پیدا کرے- پس بپتسمہ ان لوگوں کو مل سکتا ہے جو پہلے شاگرد بنیں- تعلیم حاصل کریں اور پھر مسیحی بنیں-

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے لوگ ان شرائط کو پورا کئے بغیر بپتسمہ لے رہے ہیں اور اس لئے لے رہے ہیں کہ بپتسمہ دینے والے خادم اپنی مشن کی تعداد بڑھانے کی خاطر اور اپنی کارکردگی ظاہر کرنے کی خاطر لوگوں سے گواہی لئے بغیر بپتسمہ دے دیتے ہیں- یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ چھوٹی عمر کے بچوں کو بھی بپتسمہ دے دیتے ہیں جنہیں گناہوں کی معافی اور ایمان کی سمجھ ہی نہیں- (اعمال ۱۴:۵، ۱۷:۱۲)- جنہیں کفارہ اور نجات کا بالکل پتہ ہی نہیں- جو کلام کو بالکل سمجھ ہی نہیں سکتے- جو مسیح کی الوہیت اور اس کے مجسم ہونے کو بیان نہیں کر سکتے- خدا استثنا ۱۱:۲ میں صاف فرماتا ہے "تم آج کے دن خوب سمجھ لو- کیونکہ میں تمہارے بال بچوں سے کلام نہیں کر رہا ہوں جنکو نہ تو معلوم ہے اور نہ انہوں نے دیکھا کہ خداوند تمہارے خدا کی تنبیہ اور اسکی عظمت اور زور آور ہاتھ اور بلند بازو سے کیا کیا ہوا"- بچے بپتسمہ کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے- بچے بپتسمہ کی ان پانچ شرائط کو پورا نہیں کر سکتے- لہذا بچوں کو بپتسمہ نہیں دیا جانا چاہیئے- انکو بپتسمہ دینا کلام کے خلاف ہے- بپتسمہ دینے والے خادم بھی غلطی کرتے ہیں اور دلوانے والے والدین بھی غلط کام کرواتے ہیں- ایمان صرف مرد یا عورت لا سکتے ہیں جیسا اعمال ۱۴:۵ اور ۱۷:۱۲ میں صاف ذکر ہے "ایمان لانے والے مرد یا عورت خداوند کی کلیسیا میں اور بھی کثرت سے آ ملے-"

بچوں کو بپتسمہ کی بجائے برکت ملنی چاہیئے-

کلام مقدس میں ہم نے دیکھا کہ بپتسمہ کی پانچ شرائط بچے پوری نہیں کر سکتے- لہذا وہ بپتسمہ نہیں لے سکتے- اس صورت میں بچوں کے لئے کیا ہونا چاہیئے؟ پڑھیں مرقس ۱۰:۱۳-۱۶ "- پھر لوگ بچوں کو اس کے پاس لانے لگے تاکہ وہ انکو چھوئے مگر شاگردوں نے انکو جھڑکا- یسوع یہ دیکھ کر خفا ہوا اور ان سے کہا- بچوں کو میرے پاس آنے دو اور انکو منع نہ کرو کیونکہ خدا کی بادشاہی ایسوں ہی کی ہے- میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی بادشاہی کو بچے کی طرح قبول نہ کرے وہ اس میں ہرگز داخل نہ ہوگا- پھر اس نے انہیں اپنی گود میں لیا اور ان پر ہاتھ رکھ کر انکو برکت دی"-

جب خداوند مسیح کے پاس بچے لائے گئے تو ان کو خداوند نے بپتسمہ نہیں دیا بلکہ برکت دی- خداوند مسیح کو خود جب وہ آٹھ دن کا تھا ہیکل میں لائے اور شمعون نے اسے گود میں لیا اور اس کو برکت دی- (لوقا ۲:۲۵-۳۴)- یوسف اپنے دونوں بیٹوں افرائیم اور منسی کو اپنے باپ یعقوب کے سامنے لایا- اس نے دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھ کر ان کو برکت دی- (پیدائش ۴۸:۱۳-۲۰) کلام مقدس میں بچوں کو بپتسمہ دینے کا ایک بھی حوالہ نہیں ہے- جتنے لوگ بچوں کے بپتسمہ کے قائل ہیں وہ اپنی طرف سے فرض کر لیتے ہیں کہ گھرانے میں بچے بھی ہونگے- (اعمال ۱۶:۳۴)- جب فلپس بپتسمہ دیتا تھا تو لکھا ہے " تو سب لوگ خواہ مرد یا عورت بپتسمہ لینے لگے-" (اعمال ۸:۱۲) یہاں بپتسمہ لینے والے صرف مرد ہیں یا عورت- کیا ان کے ساتھ بچے نہیں ہوں گے؟ شاید ہاں- لیکن بچوں کے بپتسمہ کا ذکر نہیں ہے-

بپتسمہ اور غسل کرنے میں فرق

اگرچہ زبان دانی کے لحاظ سے بپتسمہ اور غسل کرنے میں کوئی فرق نہیں لیکن روحانی معنوں اور اطلاق میں بہت فرق ہے-

(۱) غسل ننگے بدن ہوتا ہے- بپتسمہ کپڑوں سمیت ہوتا ہے-

(۲) غسل مختلف طریقوں سے ہوسکتا ہے مثلاً ٹونٹی یا فوارے کے نیچے- غسل خانہ میں ٹب یا بالٹی میں پانی لیکر- یا تالاب نہر ندی دریا میں- تیز بارش میں بھی غسل کرسکتے ہیں لیکن بپتسمہ صرف گہرے پانی میں کھڑے ہو کر اور صرف ایک ہی غوطہ لگا کر لیا جاتا ہے-

(۳) غسل اکیلا ہی لیا جاتا ہے- بپتسمہ لینے اور دینے والے دو اشخاص ہونے چاہئیں-

(۴) بپتسمہ کے وقت جماعت موجود ہوتی ہے اور دعا اور گیت اور کلام کا استعمال ہوتا ہے جبکہ غسل کیلئے یہ چیزیں درکار نہیں-

(۵) غسل زندگی میں تقریباً ہر روز لیا جاتا ہے- بپتسمہ زندگی میں ایک ہی بار لینا چاہئے-

(۶) غسل کرتے وقت صابن- شیمپو، تیل، خوشبو وغیرہ کا استعمال ہوسکتا ہے- بپتسمہ میں نہیں ہوسکتا-

(۷) غسل کا تعلق صحت اور بدن کی صفائی سے ہوتا ہے- بپتسمہ کا تعلق دل کی نیت اور روح کی پاکیزگی سے ہوتا ہے-

(۸) بپتسمہ ایک سیکرامنٹ اور مذہبی فریضہ ہے- غسل مذہبی فریضہ نہیں-

(۹) غسل نہ کرنے سے صحت خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے- بپتسمہ نہ لینے سے آسمانی اجر

میں فرق پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ خدا کی نافرمانی کے مترادف ہے۔

سوال و جواب

(۱) سوال۔ جو نجات یافتہ ایماندار تعلیم ملنے پر بھی بپتسمہ کیلئے قائل نہیں ہوتے انکا کیا ہوگا؟
جواب۔ جو لوگ بپتسمہ کی صحیح تعلیم پانے کے باوجود بپتسمہ لینے سے انکار کرتے ہیں وہ قصوروار ٹھہرائے جائیں گے۔ کیونکہ بپتسمہ کی رسم شروع کرنے کا حکم خدا کی طرف سے ملا (لوقا ۲۰:۴-۵، یوحنا ۱:۳۳) - پہلے یوحنا کو پھر خداوند مسیح کو۔ پھر مسیح کے شاگردوں کو۔ اگر ہم نجات یافتہ ہیں اور بپتسمہ لینے کیلئے راضی نہیں تو ہم خدا کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ہم راستبازی پوری نہیں کرتے۔ (متی ۳:۱۵)۔ اور ہم خدا کے ارادہ کو اپنی نسبت باطل کرتے ہیں۔ جیسے فریسیوں اور شرع کے عالموں نے کیا۔ "مگر فریسیوں اور شرع کے عالموں نے اس سے بپتسمہ نہ لے کر خدا کے ارادہ کو اپنی نسبت باطل کر دیا"۔ (لوقا ۷:۳۰)۔ قصوروار کا مطلب یہ نہیں کہ نجات چھین لی جائیگی۔ نجات قائم رہیگی لیکن اجر اور انعام میں کمی ہو جائیگی۔
(۲) سوال۔ بپتسمہ توبہ اور نجات کے کتنی دیر بعد لینا چاہئے۔ جلدی یا دیر سے؟
جواب۔ بپتسمہ لینے کی قائلیت خدا کا پاک روح بخشتا ہے۔ دل میں پاک روح کی آواز کو پہچانیں۔ جب بھی پاک روح بپتسمہ لینے کیلئے دل میں پوری تسلی دے اس وقت لے لینا چاہئے۔ اگر نجات کا یقین ہے اور بپتسمہ لینے کی قائلیت ہے تو فوراً لے لینا چاہئے۔
(۳) سوال۔ صلیب پر ایک ڈاکو نے خداوند مسیح کو قبول کر لیا مگر بپتسمہ نہیں لیا۔ کیا وہ فردوس میں نہیں گیا؟
جواب۔ وہ ڈاکو خداوند مسیح کے کہنے کے مطابق موت کے بعد سیدھا فردوس میں گیا۔ اسکو بپتسمہ لینے کا وقت ہی نہیں مل سکا۔ وہ قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا اور بپتسمہ نہ لیتا پھر وہ قصوروار ٹھہرتا۔ اور اس کے اجر میں کمی ہو جاتی۔
(۴) سوال۔ کیا بپتسمہ لینے والا خود ہی اکیلا کسی ٹھہرے پانی میں بپتسمہ لے سکتا ہے؟
جواب۔ کلام مقدس میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی جہاں کسی نے خود ہی اپنے آپ کو بپتسمہ دے دیا ہو۔ بپتسمہ کیلئے ضرور کوئی دینے والا دوسرا شخص ہونا چاہئے۔ اور بپتسمہ دینے والے کو خدا کی طرف سے خدمت ملی ہوئی چاہئے۔
(۵) سوال۔ کیا دوبارہ بپتسمہ لینا جائز ہے؟
جواب۔ اسکا انحصار پہلے بپتسمہ پر ہے۔ اگر پہلا بپتسمہ بچپن کا ہے جسکا اس شخص کو کوئی علم

نہیں- یا وہ سر پر چھڑکاؤ کا تھا تو پھر دوبارہ بپتسمہ لینا ضروری ہے- نیز اگر پہلا بپتسمہ جھنڈے کے نیچے سے گزر کر لیا- یا ماتھے پر صلیب کا نشان بنوا کر لیا تو پھر بھی دوبارہ بپتسمہ کی ضرورت ہے- اگر بالغ ہو کر بپتسمہ لیا لیکن باپ بیٹا اور پاک روح کے نام سے نہیں لیا- پھر بھی دوبارہ درست طریقے سے لینے کی ضرورت ہے- اگر پہلے بپتسمہ کے وقت توبہ نہیں کی- اور نجات کا یقین نہیں تھا- تب بھی دوبارہ بپتسمہ لینے کی ضرورت ہے- لیکن اگر پہلا بپتسمہ درست تھا- یعنی توبہ اور نجات کا تجربہ تھا- پانی میں غوطے کے ذریعے تھا- اور باپ بیٹا اور پاک روح کے نام میں تھا- تو پھر دوسرا بپتسمہ لینے کی ضرورت نہیں- اگر پہلا بپتسمہ درست لیا تھا اور اب جماعت کی تبدیلی یا مشن کی تبدیلی کی وجہ سے دوسرا لینے کے لئے کہا جا رہا ہے تو ہرگز نہیں لینا چاہیئے-

(۶) سوال- اگر کوئی بپتسمہ یافتہ ایماندار ایک ملک سے دوسرے ملک میں جائے اور وہاں کسی ایسی جماعت سے رفاقت رکھے جو دوبارہ بپتسمہ کیلئے کہیں تو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب- ایسی صورت میں دوبارہ بپتسمہ کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی جماعت سے بزرگوں یا پاسٹر سے خط لے لینا چاہیئے جس میں لکھا ہو کہ یہ شخص اتنے برسوں سے اس جماعت کی رفاقت میں ہے اور بپتسمہ یافتہ ہے- اور یہ خط اس نئے ملک میں نئی جماعت کو دے دینا چاہیئے-

(۷) سوال- کیا ننگے بدن بپتسمہ لے لینا درست ہے؟

جواب- نہیں- ننگے بدن بپتسمہ نہیں لیا جا سکتا کیونکہ وہ غسل کی مانند ہو جاتا ہے- بپتسمہ عبادت کا ایک حصہ ہے- اور عبادت میں ننگے کھڑے نہیں ہو سکتے-

(۸) سوال- کیا چھوٹی عمر کے بچوں کو جو ایمان کفارہ معافی اور راستبازی کو سمجھتے ہوں بپتسمہ دے دینا چاہیئے یا نہیں؟

جواب- چونکہ بچوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے اس بنیاد پر انکو بپتسمہ دیا جا سکتا ہے مگر پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ لڑکپن میں پختگی اور پائیداری نہیں ہوتی- کوشش کی جائے کہ وہ کافی دیر تک جماعت کے ساتھ چل کر دکھائیں-

(۹) سوال- کیا بپتسمہ لینے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں-

جواب- نہیں- بپتسمہ لینے سے گناہ معاف نہیں ہوتے- یہی باتیں تو بپتسمہ لینے سے پہلے تعلیم میں سیکھنی ضروری ہیں-

(۱۰) سوال- اگر بپتسمہ یافتہ ایماندار گمراہ ہو جائے- اور چند سالوں کے بعد وہ پھر خداوند کی طرف لوٹے تو کیا انکو پھر بپتسمہ لینا چاہیئے؟

جواب- نہیں- اسے دوبارہ بپتسمہ کی ضرورت نہیں- اسے سچے دل سے توبہ کرنے اور خاص

باقی ص ۱۶۴ پر

۱۱

آسمان کتنے ہیں؟

عام نظریہ یہ ہے کہ آسمان سات ہیں۔ لیکن آج تک کبھی کسی نے ان سات آسمانوں کی الگ الگ تقسیم کر کے یہ نہیں بتایا کہ سات آسمان کون کون سے ہیں اور ہر آسمان میں کیا کچھ ہے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ آسمان ایک سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ بائبل مقدس اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ خُدا کے کلام میں دو سو ستر دفعہ سے زیادہ یہ بات کہی گئی ہے۔ جن میں سے اکیس دفعہ سے زیادہ جمع کے صیغے میں استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً

۱۔ دیکھ آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی تو نہیں سما سکتا۔ ۱۔ سلاطین ۸:۲۷

۲۔ اس نے سارے آسمانوں کو بھی جھکا دیا اور نیچے اتر آیا۔ ۲۔ سموئیل ۲۲:۱۰

۳۔ جو سارے آسمانوں سے بھی اوپر چڑھ گیا۔ افسیوں ۴:۱۰

۴۔ جو آسمانوں سے گزر گیا۔ عبرانیوں ۴:۱۴

۵۔ کان لگاؤ اے آسمانو اور میں بولوں گا۔ استثنا ۳۲:۱

۶۔ اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ متی ۲۴:۲۹ وغیرہ

پہلا آسمان

اب ہم کلام مقدس میں سے یہ معلوم کریں گے کہ آسمان کتنے ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔ سب سے پہلے ہم اس آسمان کا مطالعہ کریں گے جس کا تعلق بارش، بادل، برف، بجلی، اوس، شبنم، پالا آگ اور گندھک سے ہے۔ مندرجہ ذیل آیات ان کی وضاحت کرتی ہیں۔

۱۔ اور آسمان سے جو بارش ہو رہی تھی تھم گئی۔ پیدائش ۸:۲

۲۔ جب تک آسمان سے ان پر بارش نہ ہوئی۔ ۲۔ سیموئیل ۲۱:۱۰، ۱۔ سلاطین ۸:۳۵

۳۔ جس طرح آسمان سے بارش ہوتی اور برف پڑتی ہے۔ یسعیاہ ۵۵:۱۰

۴۔ اور آسمان سے اوس پڑے گی۔ زکریاہ ۸:۱۲

۵۔ بلکہ آسمان سے اس پر اوس پڑتی رہتی ہے۔ استثنا ۳۳:۲۸

۶۔ خدا آسمان کی اوس اور زمین کی فربہی --- تجھے بخشے۔ پیدائش ۲۷:۲۸

۷- آسمان کے سفید پالے کو کس نے پیدا کیا؟ ایوب ۳۸: ۲۹
۸- آسمان کی بیش قیمت اشیاء اور شبنم- استثنا ۳۳: ۱۳
۹- سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ آسمان سے برسائی- پیدائش ۱۹: ۲۴-
۱۰- جو آسمان کو بادلوں سے ملبس کرتا ہے- زبور ۱۴۷: ۸
۱۱- ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمانوں کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی- متی ۲۴: ۳۰
۱۲- کیونکہ جیسے بجلی آسمان کی ایک طرف سے کوند کر دوسری طرف چمکتی ہے- لوقا ۱۷: ۲۴
۱۳ چاروں ہواؤں کو آسمان کے چاروں کونوں سے عیلام پر لاؤں گا- یرمیاہ ۴۹: ۳۶
۱۴- شمال کی سرزمین سے جہاں تم آسمان کی چاروں ہواؤں کی مانند پراگندہ کئے گئے- زکریاہ ۲: ۶
۱۵- اُس نے آسمان پر پروا چلائی- زبور ۷۸: ۲۶
۱۶- دیکھا کہ شہر کا شہر دھوئیں میں آسمان کو اُڑا جاتا ہے- قضاۃ ۲۰: ۴۰

مندرجہ بالا آیات یہ وضاحت کرتی ہیں کہ آسمان وہ جگہ ہے جہاں سے بارش ہوتی ہے- جہاں سے اوس پالا اور شبنم پڑتی ہے- بادل اُڑتے ہیں، بجلی کوندتی ہے، ہوائیں چلتی ہیں اور دھوآں اُڑتا ہے- گندھک اور آگ گرتی ہے اور تھوڑا بہت علم رکھنے والے انسان یہ جانتے ہیں کہ یہ تمام فضائی مظاہرے یعنی بارش، بادل، اولے، برف، پالا اوس بجلی، گندھک اور آگ وغیرہ فضا کے اسی حصے میں ہوتے ہیں جو زمین کے ساتھ مس کرتا ہے اور جس میں ہوا ہے- اسے ہوائی کرہ بھی کہتے ہیں- کثیف اور بھاری ہوا زمین کے قریب ہوتی ہے لیکن جوں جوں زمین سے بلند یا دور ہوتے جائیں ہوا لطیف یعنی ہلکی ہوتی جاتی ہے- سائنسی اور جغرافیائی علوم بتاتے ہیں کہ یہ مظاہرے ایک سو میل سے زیادہ بلندی پر بالکل نہیں ہوتے- کیونکہ وہاں ہوا نہیں ہے- چونکہ کلام مقدس کے مطابق یہ سارے مظاہرے آسمان سے یا آسمان میں ہوتے ہیں- اس لیے کرہ ہوا کا یہ حصہ آسمان کہلاتا ہے- خدا کا کلام اس آسمان کو پہلا آسمان کہتا ہے- جیسا کہ لکھا ہے "کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی"- (مکاشفہ ۲۱: ۱)

اسی پہلے آسمان میں ہوا کے پرندے اڑتے رہتے ہیں جنھیں حزقی ایل ۳۸: ۲۰ میں آسمان کے پرندے کہا گیا ہے اسی پہلے آسمان میں ابلیس اور اس کے فرشتے بھی رہتے ہیں- اور اس کو ہوا کی عمل داری کا حاکم کہا گیا ہے- (افسیوں ۲: ۲)- اسی ابلیس اور اسکے فرشتوں کے بارے میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ "شرارت کی ان روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں

ہیں"۔ (افسیوں ۶: ۱۲)۔ یہاں "آسمانی مقاموں" سے مراد یہ پہلا آسمان ہے جہاں ابلیس اور اسکے فرشتے نقل و حرکت کرتے اور رہائش پذیر ہیں۔ مکاشفہ ۱۲ باب میں جہاں لکھا ہے کہ ابلیس اور اسکے فرشتوں کی لڑائی آسمان میں میکائیل اور اس کے فرشتوں کے ساتھ ہوئی (آیت ۷) اُس آسمان سے مراد اوپر والے آسمان نہیں جن کا ذکر بعد میں آنے گا بلکہ یہی پہلا آسمان ہے جو زمین کا ہوائی کرہ ہے۔ خُدا کے فرشتوں اور ابلیس کے فرشتوں کی ایسی بڑی فیصلہ کن جنگ ہونے والی ہے جیسی نہ کبھی گزشتہ چھ ہزار سالوں میں ہوئی اور نہ کبھی پھر ہوگی۔ وہ جنگ اسی پہلے آسمان میں ہوگی جس کو انسان اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکیں گے لیکن جنگ کے نتائج کے اثرات کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوں گے جن کو لوگ پہچان لیں گے۔ پس پہلا آسمان زمین کے گرد وہ ہوائی کرہ ہے جس میں ہوا پائی جاتی ہے۔ جس میں پرندے اور شیطان کے فرشتے اُڑتے رہتے ہیں اور جس میں بادل، بارش، بجلی، اوس، پالا شبنم، اولے برف وغیرہ پڑتے رہتے ہیں۔ اور جس میں آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے آگ اور گندھک برستی رہتی ہے۔

دوسرا آسمان

کلام مقدس میں ستاروں، کہکشاؤں، سورج، چاند، سیاروں اور دوسرے اجرام فلکی کی جگہ کو بھی آسمان کہا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ خدا نے تجھ کو بڑھا کر آسمان کے ستاروں کی مانند کر دیا ہے۔ استثنا ۱۰: ۲۲

۲۔ اور آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے۔ مرقس ۱۳: ۲۵

۳۔ خدا نے فضا کو آسمان کہا۔ پیدائش ۱: ۸

۴۔ خدا نے کہا کہ فلک پر نیر ہوں کہ دن کو رات سے الگ کریں۔ (پیدائش ۱: ۱۴)

ان آیات کی مانند کلام مقدس میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ خدا نے فضا کو بنایا اور فضا کو آسمان کہا۔ اس فضا کی وُسعت اس قدر زیادہ ہے کہ انسان اپنی تمام سائنسی واقفیت کے باوجود اسے نہیں جان سکا۔ خُدا فرماتا ہے "کس نے --- آسمان کی پیمائش بالشت سے کی"۔ (یسعیاہ ۴۰: ۱۲)۔ اور پھر "اگر کوئی اوپر آسمان کو ناپ سکے"۔ (یرمیاہ ۳۱: ۳۷)۔ سلیمان بادشاہ نے فرمایا "آسمان کی اونچائی --- نہیں ملتی" (امثال ۲۵: ۳) پھر بھی خدا نے اس کی حدیں مقرر کی ہیں۔ (استثنا ۴: ۳۲)۔ اور اس کے قوانین بنائے ہیں۔ (ایوب ۳۸: ۳۳)۔ تاکہ تمام اجرام فلکی جو ایک نظام کے ماتحت ہیں (یرمیاہ ۳۳: ۲۵) وہ سب

قانون کے مطابق چلیں- یہ تاریک (یسوعہ ۱۳) شفاوف (خروج ۱۰:۲۴) اور نہایت وسیع فضا جسے ہوا کی عدم موجودگی کی وجہ سے خلا بھی کہتے ہیں دوسرا آسمان ہے- اس آسمان میں خاص قوتیں کام کرتی ہیں جن کو خداوند مسیح اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتے ہیں (عبرانیوں ۳:۱) اسی میں تمام اجرام فلکی یکساں رفتار کے ساتھ خود بخود حرکت کرتے رہتے ہیں- آسمان کا سارا نظام اس قدر اعلیٰ طریقے سے کیا گیا ہے کہ کروڑوں اور عربوں اجرام فلکی اپنی تخلیق کے روز سے ہی ایسے کام کر رہے ہیں کہ آج تک اُن میں کوئی نقص نہیں پڑا- امریکہ کی سپیس شٹل اور تمام مصنوعی سیارے اسی دوسرے آسمان میں سفر کرتے ہیں- عام ہوائی جہاز غبارے اور جیٹ طیارے صرف پہلے آسمان میں ہی اُڑ سکتے ہیں کیونکہ اُنہیں ہوا درکار ہوتی ہے-

تیسرا آسمان

دوسرے آسمان کی حد (جہاں کہیں بھی ہے) ختم ہونے کے بعد تیسرا آسمان شروع ہوتا ہے- اس آسمان میں خُدا، خدا کے فرشتے، تمام انبیاء، خداوند یسوع مسیح اور دوسرے آسمانی مخلوق رہتے ہیں- مندرجہ ذیل آیات اس آسمان پر روشنی ڈالتی ہیں-

۱- تُو آسمان پر سے جو تیری سکونت گاہ ہے سن لینا- ۲- تواریخ ۲۱:۶

۲- خداوند کا تخت آسمان پر ہے- زبور ۴:۱۱

۳- خداوند نے اپنا تخت آسمان پر قائم کیا ہے- زبور ۱۹:۱۰۳

۴- ہمارا خدا تُو آسمان پر ہے- زبور ۳:۱۱۵

۵- اے ہمارے باپ تُو جو آسمان پر ہے- متی ۹:۶

۶- آسمان پر سے جو تیرا مقدس مسکن ہے- استثنا ۱۵:۲۶

۷- آسمان پر سے نگاہ کر اور اپنے مقدس اور جلیل مسکن سے دیکھ- یسعیاہ ۱۵:۶۳

۸- پھر میں نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اُترتے دیکھا- مکاشفہ ۲:۲۱

۹- لیکن آسمان پر ایک خدا ہے- دانی ایل ۲۸:۲

۱۰- بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہوں گے- متی ۳۰:۲۲

۱۱- اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا- نہ آسمان کے فرشتے- متی ۳۶:۲۴

۱۲- اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ- گلتیوں ۸:۱

۱۳- جو آسمان سے اُترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے- یوحنا ۱۳:۳

۱۴- وہ آسمان پر جا کر خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے- ۱- پطرس ۲۲:۳

۱۵- اور خدا کا جو مقدس آسمان پر ہے وہ کھولا گیا- مکاشفہ ۱۱: ۱۹
۱۶- پھر ایک اور فرشتہ اس مقدس میں سے نکلا جو آسمان میں ہے- مکاشفہ ۱۴: ۱۷
۱۷- ہمارا وطن آسمان پر ہے- فلپیوں ۳: ۲۰
۱۸- کلیسیا جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں- عبرانیوں ۱۲: ۲۳
۱۹- روح القدس کے وسیلہ سے جو آسمان پر سے بھیجا گیا- ۱- پطرس- ۱: ۱۲
۲۰- چودہ برس ہوئے کہ وہ یکایک تیسرے آسمان تک اُٹھا لیا گیا- ۲- کرنتھیوں ۱۲: ۲

مندرجہ بالا آیات اُس تیسرے آسمان کی وضاحت کرتی ہیں جہاں خدا کی سکونت گاہ ہے- جہاں اُس کا مسکن اور مقدس ہے- جہاں اُس کا تخت ہے- جہاں فرشتے رہتے ہیں- جہاں ابن آدم یعنی خداوند یسوع مسیح ہیں- جہاں کلیسیا کے نام لکھے ہیں اور ان کے لیے مکان تیار کیے گئے ہیں- جو مقدسوں کا وطن ہے اور جہاں ہم نے جانا ہے- جہاں سے ہم خداوند مسیح کے آنے کے منتظر ہیں- جہاں سے روح القدس بھیجا گیا ہے- جہاں نیا یروشلم شہر ہے- جہاں پولس رسول اٹھایا گیا اور جس کو وہ فردوس کہتا ہے- وہاں پہنچ کر اُس نے ایسی باتیں سنیں جو کہنے کی نہیں- جہاں یوحنا رسول کو مکاشفہ ملا- جب کبھی آسمان سے فرشتے بھیجے جاتے ہیں تاکہ انسانوں کی مدد کریں یا کوئی پیغام دیں تو وہ تیسرے آسمان سے سفر شروع کر کے دوسرے اور پہلے آسمانوں میں سے گزرتے ہیں اور پھر زمین پر پہنچتے ہیں- اسی طرح خداوند مسیح چار بار آسمان سے زمین تک آئے (۱) ۱- یوحنا- ۱: ۱۴ میں بچہ بن کر آئے) (۲) شاگردوں کو ملنے آئے- متی ۲۸: ۱۰- (۳) واپس کلیسیا کو لینے آئیں گے- یوحنا ۱۴: ۲-۳، ۱- تھس ۴: ۱۶ (۴) زمین پر ہزار سالہ بادشاہت قائم کرنے کے لیے آئیں گے- متی ۲۴: ۳۰- اور تین بار زمین سے آسمان پر گئے- اپنا خون پیش کرنے کے لیے یوحنا ۲۰: ۱۷ (۲) جب زیتون کے پہاڑ پر اُٹھائے گئے اعمال ۱: ۱۱- (۳) جب کلیسیا کو لے کر واپس آسمان میں جائیں گے- ۱- تھس ۴: ۱۷- خداوند مسیح جب بھی آسمان سے زمین پر آئے یا زمین سے آسمان پر گئے وہ پہلے اور دوسرے آسمانوں میں سے بھی گزرے- جب یوحنا رسول کو اوپر آسمان میں بلایا گیا (مکاشفہ ۴: ۱) تو وہ بھی پہلے اور دوسرے آسمانوں میں سے گزرا- کلیسیا کے اُٹھائے جانے کے وقت تمام ایماندار بھی پہلے اور دوسرے آسمانوں میں سے گزریں گے اور پھر باپ کے پاس فردوس میں تیسرے آسمان میں پہنچیں گے- بائبل مقدس میں ان تین آسمانوں کے علاوہ اور کسی آسمان کا ذکر نہیں کیا گیا- جس سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آسمان صرف تین ہیں نہ کہ سات جیسا کہ عام سمجھا جاتا ہے-

× × × × × × × ×

۱۴

غیر زبانیں بولنا

اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ پاک روح کا ظہور غیر زبانوں میں ہوتا رہا ہے۔ غیر زبانیں بھی مسیحی تعلیم کا ایک اہم حصہ ہیں۔ لیکن غیر زبانوں کو غیر ضروری اہمیت دینے سے یا ان کے غلط استعمال سے کلیسیا کا ایسا روحانی نقصان ہو جاتا ہے جس کا اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے۔ مثلاً کرنتھس کی کلیسیا میں غیر زبانیں غلط طریقے سے بولی جاتی تھیں اور خدا کے کام کا کافی نقصان ہوا۔ پولس رسول کو اس کا تدارک کرنے کے لئے ایک خط لکھنا پڑا۔ اسی طرح آجکل بھی بہت سی جماعتوں میں غیر زبانیں غلط طریقے سے بولی جاتی ہیں اور لوگ غلط تعلیم کی گمراہی میں پڑے ہیں۔ یہ مضمون غیر زبانیں بولنے کے بارے میں صحیح تعلیم کو اجاگر کرتا ہے اور غیر زبانیں بولنے والے اور نہ بولنے والے دونوں قسم کے لوگوں کیلئے تعلیمی نقطۂ نگاہ سے صحیح راہنمائی کرتا ہے کیونکہ اس میں غیر زبانیں بولنے کے بارہ اصول بیان کئے گئے ہیں جو کلام حق میں سے لئے گئے ہیں تاکہ ہم خود اپنا اور دوسروں کا امتحان کر سکیں کہ آیا غیر زبانیں کلام کے مطابق بولی جا رہی ہیں یا نہیں۔

پہلا اصول - غیر زبانیں نعمت ہیں - نشان نہیں!

خداوند مسیح نے یوحنا ۱۴ باب میں روح القدس بھیجنے کا وعدہ کیا اور اعمال ۲ باب میں عید پنتیکست کے دن وہ روح القدس نازل ہو گیا۔ خداوند مسیح نے اس کے نازل ہونے سے پہلے کوئی ایسا خاص نشان نہیں بتایا تھا۔ جس سے اس کی پہچان ہو سکے۔ حالانکہ جب خداوند مسیح پر پاک روح اترا تو وہ کبوتر کی مانند تھا۔ (متی ۳:۱۶) اور شاگردوں پر بھی کبوتر کی مانند اتر سکتا تھا۔ جس سے صاف معلوم ہو جاتا کہ پاک روح کا نشان کبوتر ہے۔ لیکن جب پاک روح نازل ہوا تو وہ آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانوں کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جس کے ساتھ زور کی آندھی کے

سناٹے کی آواز بھی آئی (اعمال ۲:۲-۴)- یہاں پاک روح کبوتر کی شکل میں نمودار نہیں ہوا- حالانکہ یہ وہی پاک روح تھا جو خداوند مسیح پر اترا- پس ثابت ہوا کہ پاک روح کے نازل ہونے کا کوئی خاص نشان قائم نہیں کیا گیا اور نہ کبوتر یا آگ کے شعلوں کو یا کسی اور چیز کو نشان ٹھہرایا گیا ہے- اگر بعض لوگ کمروں میں زندہ کبوتر اڑا کر یا آگ کے شعلے پیدا کر کے یا کسی اور طریقے سے روح القدس کا خاص نشان قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ خدا کے کلام کو مروڑنے کے مرتکب ہوتے ہیں- پولس رسول کرنتھس کی کلیسیا کو لکھتا ہے کہ پاک روح کا ظہور مختلف نعمتوں اور خدمتوں اور تاثیروں کے ذریعے سے ہوتا ہے- اگر کلیسیا کیلئے پاک روح کا کوئی نشان ہوتا تو پولس رسول ضرور اپنے خطوں میں ذکر کرتا- لیکن سارے نئے عہد نامے میں کسی خاص چیز کو روح القدس کا نشان نہیں بتایا گیا- بلکہ نعمتوں اور مختلف خدمتوں اور تاثیروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو پاک روح کے ظہور اور اس کی پہچان کا ثبوت ہیں- ۱- کرنتھیوں ۱۲:۹-۱۰ میں نو نعمتوں کا ذکر ہے- یعنی حکمت کا کلام- علمیت کا کلام- ایمان- شفا دینے کی توفیق- معجزوں کی قدرتیں- نبوت- روحوں کا امتیاز- طرح طرح کی زبانیں اور زبانوں کا ترجمہ- جس شخص میں ان نعمتوں میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ نعمتیں کام کرتی ہوئی نظر آئیں اس میں پاک روح یقیناً موجود ہے- غیر زبانیں ان نو نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے- اور ان کو کسی لحاظ سے بھی دوسری نعمتوں پر فوقیت یا نشان کی حیثیت حاصل نہیں- جو لوگ غیر زبانوں کو نشان قرار دیتے ہیں وہ نہ صرف دوسری نعمتوں کو کمتر بناتے ہیں بلکہ غیر زبانوں کو غیر ضروری اہمیت دینے کی غلطی بھی کرتے ہیں-

اب یہ دیکھنا ہے کہ پاک روح کے نازل ہونے پر غیر زبانیں کیوں بولی گئیں؟ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ پاک روح کے نازل ہونے سے پہلے نعمتیں موجود نہ تھیں- جب پاک روح نازل ہوا تو نعمتیں بھی آ موجود ہوئیں- اب سمجھنا یہ ہے کہ موقعہ اور حالات کے مطابق کون سی نعمت روح کے ظہور کیلئے سب سے زیادہ موزوں تھی- خدا شفا دینے کی نعمت بھی استعمال کر سکتا تھا لیکن شاید اس وقت کوئی بیمار موجود نہیں تھا- اس لئے وہ نعمت استعمال نہیں کی گئی- اعمال ۳:۱-۱۰ میں شفا دینے کی نعمت کا وقت آ گیا اور وہ استعمال ہوئی- لیکن اعمال ۲ باب میں سولہ ملکوں کے لوگ موجود تھے جو سب مختلف زبانیں بولتے تھے- خدا اس موقع پر ان تمام لوگوں کو ان کی اپنی اپنی زبان میں اپنے بڑے بڑے کاموں کا بیان کرنا چاہتا تھا- اس مقصد کے لئے سب سے موزوں نعمت غیر زبان ہو سکتی ہے- چنانچہ جب پاک روح نازل ہوا- تو نعمتوں میں سے سب سے پہلی نعمت جو استعمال ہوئی وہ غیر زبان تھی- کیونکہ اس وقت اسی

نعمت کا استعمال کلیسیا کی ترقی کا سبب بن سکتی تھی۔ اس کے فوراً بعد خدا نے پطرس کو حکمت کا کلام دے کر دوسری نعمت بھی استعمال کر لی۔ اور اس کے بعد شفا دینے کی نعمت اور علمیت کا کلام اور دوسری نعمتیں بھی استعمال ہونے لگیں۔

غیر زبانوں کے نعمت ہونے کے بارے میں نہ صرف پولس زور دیتا ہے بلکہ پطرس بھی نہایت صفائی سے یوں بیان کرتا ہے۔ "پس جب خدا نے ان کو بھی وہی نعمت دی جو ہم کو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا کر ملی تو میں کون تھا کہ خدا کو روک سکتا؟ (اعمال ۱۱:۱۷)۔ پس غیر زبان نشان نہیں بلکہ نعمت ہے۔ جب پاک روح سامریوں پر نازل ہوا تو کوئی غیر زبان نہیں بولی گئی۔ اسی طرح جب اعمال ۲:۴۱ میں تین ہزار آدمیوں نے مسیح کا کلام قبول کیا اور بپتسمہ لیا اور روح القدس پایا تو کوئی غیر زبان نہیں بولی گئی۔ اعمال ۴:۳۱ میں مکان ہل گیا اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے مگر کسی نے غیر زبان نہیں بولی۔ اگر غیر زبان نشان ہوتی تو ان سب جگہوں پر اور ہر جگہ بولی جاتی مگر ایسا نہیں ہوا۔ لہٰذا غیر زبانوں کو نشان کہہ کر مسیح کی سچی تعلیم کو بگاڑنا نہیں چاہئے اور نہ یہ کہنا چاہئے کہ جس شخص نے غیر زبان نہیں بولی اس میں پاک روح نہیں۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے اس میں پاک روح کا ظہور کسی اور نعمت یا خدمت یا تاثیر کے ذریعے سے صاف عیاں ہو۔ مثلاً ایک شخص مددگار یا منتظم کی خدمت سرانجام دے رہا ہے مگر اس نے غیر زبان نہیں بولی تو یہ کہنا کہ اس میں پاک روح نہیں، سراسر غلط بیانی ہے۔ یا ایک شخص کو خدا نے شراب اور گالیوں اور دیگر بری باتوں پر فتح دی ہے، لیکن اس نے غیر زبان نہیں بولی۔ تب بھی یہ کہنا غلط ہو گا کہ اس میں پاک روح نہیں۔

دوسرا اصول۔ غیر زبانیں پاک روح بانٹتا ہے!

جب پاک روح اعمال ۲ باب میں نازل ہوا۔ تو لکھا ہے۔ "وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی"۔ (اعمال ۲:۴)۔ غیر زبانیں بولنے کی طاقت پاک روح بخشتا ہے۔ پاک روح نے جس کو عربی زبان دی اس نے عربی بولی۔ جس کو رومی زبان دی اس نے رومی بولی۔ کسی شخص نے یہ نہیں کہا کہ میں عربی نہیں بولنا چاہتا۔ مجھے مصری بولی ملنی چاہئے۔ غیر زبانیں بولنا انسان کی اپنی مرضی یا خواہش پر منحصر نہیں۔ بلکہ پاک روح پر۔ کیونکہ وہی اشخاص کا چناؤ کرتا ہے کہ کس کس کو غیر زبان کی نعمت دینی ہے۔ وہی پاک روح زبان کا چناؤ کرتا ہے کہ کون سی زبان بولنی ہے۔ اور وہی پاک روح وقت اور جگہ کا چناؤ کرتا ہے کہ کب بولنی ہے اور کہاں بولنی ہے۔ لکھا ہے۔" یہ

سب تاثیریں وہی ایک روح کرتا ہے اور جس کو جو چاہتا ہے بانٹتا ہے"۔(۱-کر ۱۲:۱۱)۔
کوئی شخص اپنی مرضی سے نعمت نہیں لے سکتا۔ وہ آرزو رکھ سکتا ہے۔ (اعمال ۳۱:۱۲)۔ لیکن اگر پاک روح کی مرضی ہوگی تو ملیگی اگر نہیں تو نہیں ملے گی۔ ہم پاک روح کو مجبور نہیں کر سکتے کہ مجھے ضرور غیر زبان کی نعمت یا شفا دینے کی نعمت ملے۔ ہر کلیسیا میں خدا کا پاک روح نعمتیں بانٹتا ہے۔ کسی کو حکمت کا کلام۔ کسی کو شفا کی نعمت، کسی کو نبوت اور کسی کو غیر زبان، کسی کو ترجمہ۔ اگر پاک روح آپ کو نبوت کی نعمت دینا چاہتا ہے اور آپ زبردستی غیر زبان لینا چاہتے ہیں۔ تو آپ پاک روح کے خلاف خواہش کرتے ہیں۔ اور اگر آپ لگاتار اپنی ضد پر قائم رہیں گے تو شیطان کو کام کرنے کا موقع مل جائیگا کہ خدا تو اس شخص کو غیر زبان دینا نہیں چاہتا اور یہ شخص بضد ہے اس لئے کیوں نہ میں اسکی مدد کروں۔ ایک پنتھ دو کاج۔ اس شخص کی خواہش پوری ہو جائیگی اور ساتھ ہی میرا گمراہی اور دھوکا دینے کا کام بھی پورا ہو جائیگا۔ چنانچہ شیطان اپنی طرف سے غیر زبان دیتا ہے جو ترجمہ کیا جائے تو ہرگز خدا کے کاموں کا بیان نہیں ہوتا۔ بلکہ کفر ہوتا ہے۔ بعض اوقات لوگ بدروحوں کے قبضہ میں بھی آجاتے ہیں۔ بے شک وہ غیر زبانیں بولتے ہیں لیکن بدروح کے قبضے میں ہونے کی نشانیاں بھی صاف عیاں ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں وہ غیر زبان پاک روح کی طرف سے نہیں ہوتی۔ اے عزیز مقدسو! خدا سے زبردستی غیر زبان کی نعمت لینے کی کوشش نہ کریں ورنہ روحانی فائدے کی بجائے نقصان اٹھائیں گے۔ جو نعمت خدا دیتا ہے۔ اس کی پہچان کریں اور اس میں کوشش کریں اور اسے چمکا دیں۔

تیسرا اصول۔ سب لوگ غیر زبانیں نہیں بول سکتے

دوسرے اصول میں نعمتوں کی تقسیم ہوتی ہے۔ یعنی پاک روح جس کو چاہتا ہے بانٹتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ کلیسیا کے سب لوگوں کو ایک ہی نعمت نہیں دے سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ کلیسیا کے تمام افراد کو شفا کی نعمت یا نبوت یا حکمت کا کلام ملا ہو۔ اسی طرح غیر زبان بھی کلیسیا کے سب افراد نہیں بول سکتے۔ پولس رسول سوال کرتا ہے کیا سب رسول ہیں؟ کیا سب نبی ہیں؟ کیا سب استاد ہیں؟ کیا سب معجزے دکھانے والے ہیں؟ کیا سب کو شفا دینے کی قوت عنایت ہوئی؟ کیا سب طرح طرح کی زبانیں بولتے ہیں؟ کیا سب ترجمہ کرتے ہیں؟ (۱-کر ۱۲:۲۹-۳۰)۔ ان سب سوالوں کا جواب نفی میں ہے پھر بھی بعض کلیسیاؤں میں سب کو غیر زبانیں بولنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ نعمتیں خدا کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کو چاہتا ہے وہی

دیتا ہے سب پر غیر زبان کی نعمت شونلسنا کلام کی خلاف ورزی ہے۔

بعض خادم نجات یافتہ لوگوں میں اونچ نیچ کا فرق ڈال دیتے ہیں۔ یا بہتر اور کمتر کا فرق ڈالتے ہیں۔ جنہوں نے غیر زبان نہیں بولی ان کو ان لوگوں سے نیچا یا کمتر سمجھا جاتا ہے جو غیر زبان بولتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر اکسایا جاتا ہے کہ "آپ بھی کوشش کریں"۔ اس طرح ان کو یہ غلط تاثر دیا جاتا ہے کہ ہم اپنی کوشش سے غیر زبان کی نعمت حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات خادم یہ کہہ کر کچھ مدد بھی کرتے ہیں۔ کہ "تیز تیز بولیں "پیلے لویاہ یا بھر دے بھر دے۔ زور زور سے بولیں اور تیز تیز بولیں۔" ایسا کرنے سے جب زبان لڑکھڑا جاتی ہے اور غلط الٹے سیدھے الفاظ نکلنے لگتے ہیں تو خادم بہت خوشی سے اعلان کرتا ہے کہ آپ کو پاک روح مل گیا ہے۔ اب سے وہ شخص ان میں شمار ہونے لگے گا جن کو پاک روح مل چکا ہے۔ جو باقیوں سے بہتر اور اعلیٰ ہیں۔

چوتھا اصول۔ سب زبانیں سمجھی جاتی ہیں

پولس رسول لکھتا ہے "۔ دنیا میں خواہ کتنی ہی مختلف زبانیں ہوں۔ ان میں سے کوئی بھی بے معنی نہ ہوگی۔" (۱۔ کر ۱۴: ۱۰) آجکل دنیا میں ایک ہزار سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لیکن سب سمجھی جاتی ہیں۔ ایک بھی بے معنی نہیں۔ جو زبانیں اعمال دوسرے دو باب میں بولی گئیں اور سولہ قسم کی مختلف زبانیں بولنے والوں نے سمجھیں۔ لکھا ہے "ہر ایک کو یہی سنائی دیتا تھا کہ یہ میری ہی بولی بول رہے ہیں۔" آیت ۶ اور ۸ اور ۱۱)" پھر کیونکہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے "؟ مگر اپنی اپنی زبان میں ان سے خدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان سنتے ہیں۔"

زبانوں کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اگر سننے والے سمجھ نہیں رہے۔ تو وہ خدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان کس طرح سمجھیں گے۔ روح کا ظہور ہمیشہ فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے اگر غیر زبان ملی ہے اور کوئی سمجھ نہیں رہا تو کسی کو فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ پولس رسول اس کی وضاحت یوں کرتا ہے۔ " چنانچہ بے جان چیزوں میں بھی جن سے آواز نکلتی ہے۔ مثلاً بانسری یا بربط اگر ان کو آوازوں میں فرق نہ ہو تو جو پھونکا یا بجایا جاتا ہے وہ کیونکر پہچانا جائے۔ اور اگر ترہی کی آواز صاف نہ ہو تو کون لڑائی کے لئے تیاری کرے گا؟ ایسے ہی تم بھی اگر زبان سے واضح بات نہ کہو تو جو کہا جاتا ہے کیونکر سمجھا جائیگا؟ تم ہوا سے باتیں کرنے والے ٹھہرو گے"۔ (۱۔ کر۔ ۱۴: ۷۔ ۹)۔

اعمال کی کتاب میں جتنی دفعہ غیر زبانیں بولی گئیں- وہ سب سمجھی گئیں- اگر آپ ایسی غیر زبان بول رہے ہیں جو آپ نہ خود سمجھتے ہیں نہ سننے والے سمجھتے ہیں تو آپ خداوند سے پوچھیں کہ کیا آپ درست کر رہے ہیں- پولس کہتا ہے "- پس اگر میں زبان کے معنی نہ سمجھوں تو بولنے والے کے نزدیک میں اجنبی ٹھہروں گا- اور بولنے والا میرے نزدیک اجنبی ٹھہرے گا-" (۱-کر ۱۴:۱۱)- آج کل بہت سی کلیسیاؤں میں بڑی غیر زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن سمجھتا ایک بھی نہیں کہ کیا بولا جارہا ہے- ایسی غیر زبانیں بے فائدہ ہیں اور ان سے کلیسیا کی ترقی نہیں ہوتی-

پانچواں اصول- غیر زبان بولتے وقت عقل بے کار ہوتی ہے!

۱- کرنتھیوں ۱۴:۱۴ میں پولس رسول بتاتا ہے "- اگر کسی بیگانہ زبان میں دعا کروں تو میری روح تو دعا کرتی ہے مگر میری عقل بیکار ہے "- اس کی وجہ یہ ہے کہ پاک روح اس شخص کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے- اور وہ دنیاوی طور پر اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر ہو جاتا ہے- اس کی عقل کام نہیں کر رہی ہوتی- صرف روح خدا سے دعا کر رہی ہوتی ہیں- پولس رسول ایک بہتر صلاح دیتا ہے- کہ میں روح سے بھی دعا کروں گا اور عقل سے بھی دعا کروں گا- روح سے بھی گاؤں گا اور عقل سے بھی گاؤں گا "- (۱-کر ۱۴:۱۵)- یہ اس صورت میں ہو سکتا اگر میں غیر زبان نہ بولوں-

چھٹا اصول- غیر زبان میں دعا ہو تو آمین نہیں کی جا سکتی!

جو دعائیں کلیسیا میں کی جاتی ہیں ان میں سب لوگوں کا آمین کہنا ضروری ہے اگر یہ دعائیں غیر زبانوں میں ہوں تو کلیسیا کو سمجھ ہی نہیں آئے گی اور پھر وہ کس چیز پر آمین کہے؟ پولس رسول لکھتا ہے "- ورنہ اگر تو روح ہی سے حمد کرے گا- تو ناواقف آدمی تیری شکر گزاری پر آمین کیونکر کہے گا؟ اس لئے وہ نہیں جانتا کہ تو کیا کہتا ہے "- (۱-کر ۱۴:۱۶)-
کلیسیائی عبادتوں میں غیر زبانوں میں دعا کرنا- غیر زبانوں میں گیت گانا- اور غیر

زبانوں میں کلام کرنا خدا کے کلام کی رو سے درست نہیں- پولس رسول سمجھ کر دعا اور گیت اور کلام پر بہت زور دے رہا ہے- کہ کلیسیا کے ہر فرد کو پوری سمجھ آنی چاہیئے- کہ عبادت میں کیا ہو رہا ہے کیونکہ اگر سمجھ نہیں آئے گی تو کلیسیا کی ترقی نہیں ہو گی- عبادت میں اجنبیت نہیں ہونی چاہیئے- غیر زبانیں عبادت کرنے والوں کو ایک دوسرے کے لئے اجنبی بناتی ہیں-

پولس رسول اپنی بابت کہتا ہے "- میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تم سب سے زیادہ زبانیں بولتا ہوں "- (۱-۱۴:۱۸)- ہمیں اس شخص کی نصیحت ضرور مان لینی چاہیئے جو بہت زیادہ تجربہ رکھتا ہو- یہاں سب سے زیادہ زبانیں بولنے والا شخص کہہ رہا ہے کہ میں کلیسیا میں غیر زبانیں نہیں بولوں گا- کیونکہ لوگ آمین نہیں کہہ سکتے اور لوگوں کو سمجھ نہیں آتی- اور کلیسیا کی ترقی نہیں ہوتی- وہ کلیسیائی ترقی کو غیر زبانوں سے زیادہ ترجیح دیتا ہے- اس کے اصول کے مطابق اگر غیر زبانیں کلیسیائی ترقی اور مفاد میں رکاوٹ ہیں- تو ان کو روک دیا جائے- وہ لکھتا ہے "- کلیسیا میں بیگانہ زبان میں دس ہزار باتیں کہنے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ اوروں کی تعلیم کے لئے پانچ ہی باتیں عقل سے کہوں "- (۱- کر ۱۴:۱۹)- یہ بڑی غور طلب بات ہے- اور اس کو پلے باندھ لینا چاہیئے- خاص طور پر وہ لوگ جو کلیسیا میں غیر زبانیں بولنے پر زور دیتے ہیں ضرور متوجہ ہوں کیونکہ سب سے زیادہ زبانیں بولنے والا کہہ رہا ہے کہ غیر زبانوں میں دس ہزار عبادتیں کرنے کی بجائے پانچ ایسی عبادتیں کر لینا بہتر ہے جن میں غیر زبانیں نہ بولی جائیں-

پولس رسول نے جو سب سے زیادہ زبانیں بولیں تو کہاں بولیں؟ کیا کلیسیا کی عبادتوں میں یا عام لوگوں کو مسیح کی خوشخبری دیتے وقت؟ اس کا جواب دینا نہایت آسان ہے- کیونکہ پولس رسول غیر قوموں میں جگہ بجگہ منادی کرتا تھا- وہ اکثر اوقات ایسی جگہوں اور علاقوں میں پہنچ جاتا جہاں وہ ان لوگوں کی زبان سے ناواقف ہوتا وہاں خدا پولس کو غیر زبان کی نعمت دے کر کلام کی بشارت دلواتا- تاکہ لوگ اپنی زبان میں خدا کا کلام سنیں اور ایمان لائیں- اعمال دوسرے باب میں ایسا ہی ہوا- اسی طرح اعمال دسویں اور انیسویں باب میں بھی یہی ہوا- کہ غیر قوموں اور بے ایمان لوگوں نے خدا کے خادموں سے اپنی اپنی زبان میں کلام سنا- یہ ہے غیر زبانوں کا صحیح اور درست استعمال- جو زیادہ غیر زبانیں بولتے ہیں وہ منادی کے لئے کسی ایسی جگہ جائیں جن کی زبان فرق ہو- اور اگر خدا آپ کو کلام سنانے کے لئے ابھارے اور اس جگہ کی زبان میں کلام پیش کرنے کی توفیق دے تو سمجھیئے کہ آپ کی نعمت خدا کی طرف سے ہے اور آپ یہ بھی گواہی دے سکتے ہیں کہ جو غیر زبان آپ نے بولی وہ فلاں شہر کی زبان تھی-

پولس رسول سنیکڑوں ایسی جگہوں میں پہنچتا تھا جہاں فرق زبان ہوتی تھی۔ لیکن خدا اسکو غیر زبان دے کر انجیل کی بشارت کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اسی لئے وہ کہتا ہے "۔ میں تم سب سے زیادہ زبانیں بولتا ہوں "۔

پولس کا غیر زبانیں بولنے کا طریقہ بہت ہی غور طلب ہے۔ اتنی زیادہ غیر زبانیں بولنے والا شخص اب کرنتھس کی کلیسیا میں کوئی غیر زبان نہیں بولنا چاہتا۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ کلیسیا میں غیر زبان بولنے والوں کو سمجھاتا ہے کہ نہ بولیں۔

اگر ہم پولس کے تجربے سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور اس کی نصیحت کو قبول نہیں کرتے۔ تو ہم وہی غلطی کر رہے ہیں۔ جو کرنتھس کی کلیسیا نے کی۔ یعنی کلیسیائی میٹنگوں میں غیر زبان بولنا جس کو کوئی نہیں سمجھتا اور جس پر آمین نہیں کی جا سکتی۔

ساتواں اصول- غیر زبانیں ایمانداروں کے لئے نہیں!

پولس رسول بہت سادہ اور صاف الفاظ میں لکھتا ہے "۔ پس بیگانہ زبانیں ایمانداروں کے لئے نہیں بلکہ بے ایمانوں کے لئے نشان ہیں۔ " (۱- کر۱۴:۲۲)۔ اس بنیادی اصول پر نہ صرف غور کرنا چاہیئے بلکہ عمل بھی۔ جب پہلی بار غیر زبانیں بولی گئیں تو وہ بے ایمان یہودیوں کے سامنے بولی گئیں۔ جب دوسری بار غیر زبانیں بولی گئیں تو وہ بے ایمان رومی لوگوں کے درمیان تھیں۔ اسی طرح تیسری بار وہ بے ایمان یونانیوں کے درمیان تھیں۔

پس کیا نتیجہ نکلتا ہے کہ بیگانہ زبانیں ہمیشہ بے ایمانوں کی موجودگی میں بولی جاتی تھیں۔ اور وہ بیگانوں زبانیں سننے والوں کی اپنی زبانیں ہوتی تھیں جن میں وہ مسیح کی خوشخبری سنتے تھے۔ جو لوگ ایمانداروں کی جماعتوں میں غیر زبانیں بولتے ہیں اور سب ایمانداروں کو بولنے کے لئے اکساتے ہیں وہ غیر زبانوں کے بارے میں مسیح کی سچی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہیں اور بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

غیر زبانیں ایمانداروں کے لئے نہیں بلکہ بے ایمانوں کے لئے نشان ہیں۔ کون سے لوگ مسیح سے نشان مانگتے تھے؟ بے ایمان یا ایماندار؟ کیا مسیح کے شاگردوں نے کبھی مسیح سے نشان مانگا؟ ہر گز نہیں صرف اس زمانہ کے برے لوگوں نے نشان مانگا۔ (لوقا ۱۱:۲۹)۔ جب بے ایمان لوگ ایسے لوگوں کی معرفت اپنی زبان میں خدا کا کلام سنتے ہیں جو ان کی زبان نہیں

جانتے تو یہ اس بات کا نشان ہے کہ یہ خدا کی طرف سے اور خدا کی قدرت سے ہو رہا ہے بعض لوگ اس لفظ "نشان" کو صحیح طریقے سے نہیں سمجھتے- کلام میں لکھا ہے کہ غیر زبانیں بے ایمانوں کے لئے نشان ہیں تو وہ یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ غیر زبانیں روح القدس کا نشان ہیں- یاد رکھیئے بے ایمانوں کے درمیان بھی غیر زبانیں روح القدس کا نشان نہیں بلکہ اس بات کا نشان ہیں کہ یہ خوشخبری خدا کی طرف سے پہنچائی جا رہی ہے- اس کو قبول کریں اور ایمان لائیں- یہ سچائی ہے اس میں کوئی دھوکہ بازی یا گمراہ کن عنصر نہیں ہے-

بت پرست لوگوں کو بتوں کی طرف سے خدا کی طرف موڑنا آسان کام نہیں وہ آسانی سے اپنا عقیدہ اور ایمان تبدیل کرنے کے لئے قائل نہیں ہو جاتے- لیکن جب ایک انوکھے اور عجیب طریقے سے خدا کے کاموں کا بیان سنتے ہیں تو یہ ان کے لئے ایک نشان ہے جو ان کو قائل کر دیتا ہے کہ سچی خوشخبری یہی ہے- برعکس اس کے ایماندار لوگ پہلے ہی خدا پر ایمان رکھتے ہیں- ان کو کسی نشان کی ضرورت نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے یا یہ شخص خدا کی طرف سے بول رہا ہے- اسی لئے پولس رسول باہر والوں کے لئے غیر زبان استعمال کرتا ہے لیکن اندر والوں میں وہ غیر زبان نہیں بولتا-

پولس رسول ایک اور نعمت کا ذکر کرتا ہے- یعنی نبوت جو بے ایمانوں کیلئے نہیں بلکہ ایمانداروں کے لئے نشان ہے-(۱- کر ۲۲:۱۴)- وہ لکھتا ہے "- جو بیگانہ زبان میں باتیں کرتا ہے وہ اپنی ترقی کرتا ہے اور جو نبوت کرتا ہے وہ کلیسیا کی ترقی کرتا ہے"-(۱- کرنتھیوں ۱۴: ۴-۵)- اور اگر بیگانہ زبانیں بولنے والا کلیسیا کی ترقی کے لئے ترجمہ نہ کرے تو نبوت کرنے والا اس سے بڑا ہے"- خدا نے نعمتیں اس لئے دی ہیں کہ کلیسیا کی ترقی ہو- ایک شخص کی نعمت سے کلیسیا کی ترقی ہوتی ہے پس وہ نعمت کلیسیا میں استعمال ہونی چاہیئے- دوسرے شخص کی نعمت سے صرف اس کی اپنی ترقی ہوتی ہے- وہ کلیسیا میں استعمال نہیں ہو سکتی وہ شخصی طور پر اسے اپنے گھر میں استعمال کرے-

آٹھواں اصول- کلیسیا میں غیر زبانیں بولنا بے ایمانوں کیلئے پاگل پن ہے

پولس رسول لکھتا ہے "- پس اگر ساری کلیسیا ایک جگہ جمع ہو اور سب کے سب بیگانہ زبانیں بولیں اور ناواقف یا بے ایمان لوگ اندر آجائیں تو کیا وہ تم کو دیوانہ نہ کہیں

گے؟" (۱-کرنتھیوں ۲۳:۱۴)- یہ منظر اس کلیسیا کا ہے جو غلط طریقے سے غیر زبانیں بولتے ہیں- اول یہ کہ بیگانہ زبانیں کلیسیا کے مجمع میں بولی جارہی ہیں جو پولس رسول بار بار منع کرتا ہے دوم یہ کہ سب کے سب بول رہے ہیں-

جب بیگانہ زبانیں سمجھی نہ جائیں اور سب لوگ بولیں تو عجیب قسم کا شور پیدا ہوتا ہے اگر اس وقت کوئی ناواقف یا بے ایمان شخص اندر آجائے تو وہ حیران ہو گا کہ ان سب کو کیا ہو گیا ہے- وہ خود بھی کسی کی بولی نہیں سمجھتا اور نہ وہ ایک دوسرے کی سمجھ رہے ہیں لہذا عبادت ایک مذاق میں تبدیل ہو جاتی ہے- عبادت میں سنجیدگی، خدا کا خوف، عقیدت، پاکیزگی اور ہوش درکار ہے- نہ کہ شور، گڑبڑ اور بے ہوشی- دیکھا گیا ہے کہ بعض کلیسیاؤں میں جہاں سب کے سب اونچی آواز سے غیر زبانیں بولتے ہیں وہاں بعض عورتوں کے دوپٹے اتر جاتے ہیں، بعض لڑکیاں لیٹنے لگتی ہیں، بعض افراد اٹھ کر ناچنے لگتے ہیں اور یہ منظر ایک ناواقف آدمی کے لئے نہایت حیران کن ہوتا ہے- وہ ارد گرد والوں سے پوچھتا ہے انہیں کیا ہو گیا ہے؟ یہ دیوانے تو نہیں ہو گئے؟

تقریباً ہر شہر میں ایسے واقعات ہوئے ہیں- جہاں اس قسم کی کلیسیائیں موجود ہیں جو کرنتھس کی کلیسیا کی طرح غیر زبانیں بولتے تھے اور اونچی آواز سے بولتے تھے اور کلیسیا کے مجمع میں بولتے تھے- بعض اس قسم کے شور کو جائز قرار دینے کے لئے اعمال دوسرے باب کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہاں بھی بہت شور تھا- اور وہاں بھی "بعض نے ٹھٹھا کرکے کہا کہ یہ تو تازہ مے کے نشے میں ہیں"-(اعمال ۱۳:۲)- لیکن وہاں سب غیر زبانیں سمجھی جاتی تھیں- اور شور کا لفظ وہاں استعمال نہیں ہوا- وہاں ہزاروں بے ایمان لوگ موجود تھے جو سولہ مختلف ملکوں سے آئے ہوئے تھے- اور وہ اپنی اپنی زبان میں سب کچھ سمجھ رہے تھے کہ وہاں کیا ہو رہا تھا- وہ ہوش کی اور عقل کی باتیں کر رہے تھے اور ایک دوسرے پر گرے نہیں پڑتے تھے- اس لئے یہ دونوں مناظر ایک جیسے نہیں ہیں-

نواں اصول- کلیسیا میں غیر زبانیں ترجمے کے ساتھ باری باری بولی جائیں

اگر کلیسیا میں غیر زبانیں بولنی ہی ہوں تو پولس رسول طریقہ متعین کرتا ہے "اگر بیگانہ زبان میں باتیں کرنا ہو- تو دو دو یا زیادہ سے زیادہ تین تین شخص باری باری سے بولیں اور ایک

شخص ترجمہ کرے"۔ (۱- کرنتھیوں ۱۴: ۲۷)- اس طریقے کے مطابق سب کے سب غیر زبان نہیں بول سکتے- صرف دو یا زیادہ سے زیادہ تین اشخاص بول سکتے ہیں- دوسری بات یہ کہ ان دو تین اشخاص کو بھی اکٹھے بولنے کی اجازت نہیں- بلکہ یہ بھی باری باری بولیں اور تیسری بات جو سب سے ضروری ہے کہ ایک شخص ترجمہ کرے-

اول تو کلیسیا میں غیر زبان بولنے کی ضرورت ہی نہیں- لیکن اگر کوئی بولنا چاہیے تو اوپر بیان کیا ہوا طریقہ استعمال کرنا پڑے گا- اگر تینوں باتیں پوری نہیں ہو رہیں اور پھر بھی غیر زبانیں بولی جا رہی ہوں تو وہ کلام کی خلاف ورزی ہے- ترجمہ کرنا بھی ایک نعمت ہے- سب ترجمہ نہیں کر سکتے- اور ترجمہ ضروری اس لئے ہے کہ اس کے بغیر سمجھ نہیں آ سکتی کہ غیر زبان بولنے والا کیا کہہ رہا ہے- پولس رسول بار بار غیر زبانوں کے سمجھ آنے پر زور دیتا ہے- ترجمے کی نعمت اول تو اسی شخص کو ہونی چاہیے جو غیر زبان بولے- اگر نہیں ہے تو جماعت میں سے کوئی اور شخص ترجمہ کرے- افسوس کی بات ہے کہ بہت سی کلیسیاؤں میں غیر زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن کوئی شخص ستائیسویں آیت پر غور نہیں کرتا کہ کیا یہ غیر زبانیں ان تین اصولوں یا شرطوں کے مطابق بولی جا رہی ہیں جو اس آیت میں درج کئے گئے ہیں؟

مجھے دو بار ایسا موقع ملا جہاں ہماری عبادت میں غیر زبان بولی گئی- میں میٹنگ چلا رہا تھا- اور میں نے کھڑے ہو کر یہی آیت پڑھی اور غیر زبان بولنے والے سے درخواست کی کہ اب وہ ترجمہ کرے- وہ نہ کر سکا- لہذا اسے خاموش رہنے کی ہدایت کی گئی- یہی طریقہ سب کلیسیاؤں میں استعمال ہونا چاہیے- اب جب کبھی آپ کی جماعت میں کوئی غیر زبان بولے تو آپ فوراً کھڑے ہو کر ۱- کرنتھیوں ۱۴: ۲۷-۲۸ آیات پڑھیں اور ترجمہ طلب کریں- تاکہ سب سمجھ سکیں- اگر کوئی ترجمہ نہ کر سکے تو ۲۸ آیت کے مطابق غیر زبانیں بولنے والے خاموش کئے جانے چاہئیں- اگر ان کی غیر زبان درست ہے تو وہ دل میں خدا سے دعا کریں- اور اپنی ترقی کریں لیکن بغیر ترجمے کے ان کی غیر زبان سے کلیسیا کی کوئی روحانی ترقی نہیں ہو گی-

بعض خادموں کا خیال ہے کہ اعمال دوسرے باب اور دسویں باب اور انیسویں باب میں جہاں غیر زبانیں بولی گئی تھیں، کوئی ترجمہ نہیں ہوا- اس لئے ہمیں بھی ترجمے کی کوئی ضرورت نہیں- یہ خیال سراسر غلط ہے- کیونکہ اول تو ان تینوں جگہوں میں جو غیر زبانیں بولی گئیں وہ سمجھی گئیں- لہذا ترجمے کی ضرورت ہی نہیں تھی- دوم وہ کلیسیاؤں کے اجتماع نہیں تھے- بلکہ بشارتی میٹنگیں تھیں- ہمیں کلیسیا کی میٹنگ اور عام بشارتی میٹنگ میں امتیاز کرنا چاہیے- اور کلیسیا کی روحانی ترقی کو اہم ترین ضرورت سمجھنا چاہیے- پولس رسول کہتا ہے کہ

غلط طریقے سے غیر زبانیں بولنے سے یہ بہتر ہے کہ نہ بولی جائیں۔

دسواں اصول۔ بغیر ترجمے کے غیر زبان بولنے کی قطعاً اجازت نہیں!

۲۸ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے۔ "اگر کوئی ترجمہ کرنے والا نہ ہو تو بیگانہ زبان بولنے والا کلیسیا میں چپکا رہے۔ اور اپنے دل سے اور خدا سے باتیں کرے"۔

بعض غیر زبانیں بولنے والے ۲۷ اور ۲۸ آیات کی پرواہ نہیں کرتے۔ یعنی ترجمہ بھی نہیں کرتے اور غیر زبان بھی بولتے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی مشن کے تنخواہ دار خادم ہیں۔ اور خدا کے کلام سے زیادہ ان کی مشن کے قوانین ہیں جو ان کی نگاہ میں زیادہ اہم ہیں۔

غلط طریقے سے غیر زبان بولنے والوں کو روکنا ان تمام لوگوں کا کام ہے جو سچائی سے واقف ہیں۔ یہ کام اگرچہ مشکل ہے لیکن ضروری ہے۔ اس کے لئے دلیری اور حوصلہ کی ضرورت ہے۔ کلیسیاؤں میں رٹی ہوئی بناوٹی غیر زبانوں کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ دھوکے اور ریاکاری کی غیر زبانوں کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ سمجھ نہ آنے والی اور کلام کے طریقوں پر پوری نہ اترنے والی غیر زبانوں کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

پولس رسول لکھتا ہے "کہ جو باتیں میں تمہیں لکھتا ہوں۔ وہ خداوند کے حکم ہیں"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۴: ۳۷) اور مقدسوں کو خداوند کے احکام کی سختی سے پیروی کرنی چاہیے۔ غیر زبانوں کے بارے میں خداوند کے یہ احکام کیوں کرنتھس کی کلیسیا کو دیئے گئے۔ اس لئے کہ غیر زبانیں غلط طریقے سے نہ بولی جائیں۔

دو آیات جو غیر زبانیں بولنے والے اکثر پیش کرتے ہیں یہ ہیں۔ (۱) "زبانیں بولنے سے منع نہ کرو"۔ (آیت ۳۹) اور (۲) "حالانکہ وہ اپنی روح کے وسیلہ سے بھید کی باتیں کہتا ہے" (آیت ۲)۔ زبانیں بولنے سے منع نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ غلط طریقے سے بولنے کی اجازت دی جائے۔ وہ غیر زبانیں جو ان بارہ اصولوں کے مطابق نہیں وہ بند ہونی چاہئیں یا ان کی درستی ہونی چاہئے۔ دوسری بات غیر زبان بولنے والا بھید کی باتیں کہتا ہے تو اس کے بارے میں اسی آیت میں لکھا ہے کہ وہ آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے باتیں کرتا ہے اور اس کی کوئی آدمی نہیں سمجھتا۔ وہ صرف اپنی ترقی کرتا ہے۔ اس لئے اسے کلیسیا میں بولنے کی اجازت نہیں۔ وہ اپنے دل میں بولے یا علیحدگی میں۔

گیارہواں اصول- خدا ابتری کا نہیں بلکہ امن کا بانی ہے!

پولس رسول مقدسوں کی کلیسیاؤں میں اکثر پھرتا رہتا تھا- وہ گواہی دیتا ہے کہ تمام کلیسیاؤں میں خدا کا پاک روح امن قائم رکھتا ہے- خدا اپنی کلیسیاؤں میں ابتری کی ہرگز اجازت نہیں دیتا- غلط طریقے سے غیر زبانیں بولی جائیں تو بہت ابتری پیدا ہوتی ہے جیسے کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے-

اسی لئے پولس رسول لکھتا ہے "مگر سب باتیں شائستگی اور قرینہ کے ساتھ عمل میں آئیں" (آیت ۴۰)- عبادت ہمیشہ سنجیدگی، شائستگی، الٰہی تعظیم و تکریم، انکساری اور فروتنی کے ساتھ ہونی چاہئے- عبادت میں نامناسب حرکات و سکنات سے خدا کے نام کی بڑائی نہیں ہوتی بلکہ مذاق اڑایا جاتا ہے- بعض کہتے ہیں کہ دل میں دعا کریں تو وہ قبول نہیں ہوتی- اس لئے اونچی آواز سے دعائیں کرنی چاہیں- حنہ نے دل ہی دل میں دعا کی اور اس کی سنی گئی- لکھا ہے " جب وہ خداوند کے حضور دعا کر رہی تھی، تو عیلی اس کے منہ کو غور سے دیکھ رہا تھا- اور حنہ تو دل ہی دل میں کہہ رہی تھی فقط اس کے ہونٹ ہلتے تھے پر اس کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی "-(سیموئیل ۱:۱۳)- خداوند ہمارے دلوں کو جانتا ہے اور وہ خاموش دعا بھی سن لیتا ہے- وہ بت پرست لوگ اور بعل کے پجاری تھے جو صبح سے دوپہر تک دعا کرتے رہے- پھر وہ بلند آواز سے پکارنے لگے اور پھر اپنے آپ کو چھریوں اور نشتروں سے گھائل کر لیا- یہاں تک کہ لہولہان ہو گئے- پھر بھی انکے بعل نے ان کی دعا نہ سنی کیونکہ وہ محض ایک بت تھا- (۱-سلاطین ۱۸:۲۸)- لیکن ہمارا خداوند زندہ اور سچا خدا ہے- اس کے کان ہر وقت ہماری دعاؤں پر لگے رہتے ہیں-

بعض لوگوں کو ابتری کی پہچان نہیں اس لئے وہ جماعتوں میں ابتری محسوس نہیں کرتے- ابتری کیا ہوتی ہے؟ ابتری سے مراد بے اصولی، بے قانونی، جو کوئی چاہے کرے- آزادی کا غلط استعمال- من مرضی اور بے ترتیبی ہے- جب عبادت میں کوئی گیت گا رہا ہے- کوئی دعا کر رہا ہے- کوئی کلام سنا رہا ہے- کوئی غیر زبان بول رہا ہے- کوئی تعریف اور ستائش کر رہا ہے- اور سب اونچی آواز میں اس طرح بول رہے ہیں کہ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ کون کیا کہہ رہا ہے- تو یہ ابتری ہے- یہ قرینہ اور شائستگی نہیں ہے-

بارہواں اصول- عورتیں کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں

پولس رسول لکھتا ہے"- عورتیں کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں- کیوں کہ انہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا توریت میں بھی لکھا ہے- اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہر سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسیا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے"- (۱- کرنتھیوں ۱۴:۳۴-۳۵)- یہ دیکھا گیا ہے کہ جہاں کہیں غیر زبانیں غلط طریقے سے بولی جاتی ہیں ان میں زیادہ حصہ عورتوں کا ہوتا ہے- وہ اپنے آپ کو روحانی ثابت کرنے کی کوشش میں اپنا اصلی مقام بھول جاتی ہیں- بعض عورتیں لوگوں کی توجہ کا مرکز بننے کی غرض سے زیادہ شور مچاتیں اور نازیبا حرکات و سکنات کرتی ہیں- بعض عورتیں غیر زبانیں بولتے بولتے گر پڑتی ہیں اور فرش پر لیٹنے لگتی ہیں- بعض اس جوش میں ناچنا شروع کر دیتی ہیں- اور خدا کی تعریف کی بجائے سب کی آنکھیں عورتوں پر لگ جاتی ہیں-

ایسی سب عورتوں کو جو سنجیدگی کے ساتھ عبادت نہیں کر سکتیں خدا حکم دیتا ہے کہ عورتوں کا کلیسیا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے- وہ خاموش رہیں اگر کچھ سیکھنا چاہتی ہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہر سے سیکھیں- اگر کچھ سکھانا چاہتی ہیں تو عورتوں کی میٹنگ میں یا سنڈے سکول میں بچوں کو سکھائیں- کلیسیا کے مجمع میں جہاں آدمی موجود ہوں عورتوں کا کلام سکھانا یا غیر زبانیں بول کر شور مچانا مناسب نہیں- انہیں تابع رہنے کا حکم ہے اور تابع رہنے کا نشان یہ ہے کہ اوڑھنی اوڑھے -(۱- کرنتھیوں ۱۱:۵)- اگر مسیحی عورتیں صرف اسی ایک اصول کو اپنا لیں تو بہت سی جماعتوں میں غلط طریقوں سے بولی جانے والی غیر زبانیں ختم ہو سکتی ہیں-

پاک روح نازل ہونے کی حقیقت!

بہت سے لوگ اس بات سے ناواقف ہیں کہ کیوں پاک روح چار دفعہ نازل ہوا اور ان میں سے تین موقعوں پر کیوں غیر زبانیں بولی گئیں؟ خداوند مسیح نے آسمان پر جانے سے پہلے مدد گار یعنی سچائی کا روح بھیجنے کا وعدہ کیا- عید پنتیکست کے دن یہ وعدہ پورا ہوا- اس کا ذکر اعمال دوسرے باب میں ہے- اس وقت کلیسیا خالص یہودی تھی- جب کلیسیا کی تعداد بڑھی تو پہلے

تین ہزار تک پہنچی (۲: ۴۱)- پھر پانچ ہزار (۴: ۴)- اور اس کے بعد بہت زیادہ بڑھ گئی- (۵: ۱۴، ۶: ۷)- یہ کافی بڑی جماعت ابھی تک صرف یہودیوں پر مشتمل تھی-

پھر فلپس نے سامریوں کو کلام سنایا تو انہوں نے بھی خداوند کو قبول کیا لیکن انہیں روح القدس نہ ملا- یہودیوں اور سامریوں میں پہلے ہی کافی نفرت اور دشمنی تھی- ان کا آپس میں کوئی لین دین نہیں تھا- اسی لئے وہ سامری عورت یسوع سے کہتی ہے " تو یہودی ہو کر مجھ سامری سے پانی کیوں مانگتا ہے- (یوحنا ۴: ۹)- کیونکہ یہودی سامریوں سے کسی طرح کا برتاؤ نہیں رکھتے "- کوئی انسانی طریقہ یا حکمت عملی ان کے اس اختلاف کو دور نہیں کر سکتی تھی لیکن خدا کے پاس اپنا ایک طریقہ تھا- وہ یہ کہ ان پر بھی اسی طرح پاک روح نازل ہو- جس طرح یہودیوں پر- تاکہ کوئی فخر نہ کرے اور یسوع میں دونوں برابر ہو جائیں اور نفرت اور دشمنی مٹ جائے-

پس اعمال ۸: ۱۷ میں ان پر بھی پاک روح نازل ہو گیا- اس طرح اعمال ۱۰: ۴۵ میں رومیوں پر بھی پاک روح نازل ہوا- کیونکہ کرنیلیس اپنے سارے گھرانے اور نوکروں اور سپاہیوں سمیت ایمان لے آیا- اس طرح خداوند کی کلیسیا میں پہلی بار رومی بھی شامل ہوئے-

یہاں بھی یہودی رومیوں سے نفرت کرتے تھے- اور ان کو نامختون غیر قوم کہہ کر ان کو ناپاک سمجھتے تھے- جب پطرس خداوند کے روح کی ہدایت سے ان کے گھر میں داخل ہو کر کلام کرنے لگا تو سب سے پہلی بات اس نے یہ کہی " تم جانتے ہو کہ یہودی کو غیر قوم والے سے صحبت رکھنا یا اس کے ہاں جانا ناجائز ہے- مگر خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ میں کسی آدمی کو نجس یا ناپاک نہ کہوں "- (اعمال ۱۰: ۲۸)- خدا نے یہ فرق اور نفرت دور کرنے کے لئے رومیوں پر الگ پاک روح کو نازل کیا اور پطرس نے اس بات کی یوں گواہی دی- " پس جب خدا نے ان کو بھی وہی نعمت دی جو ہم کو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا کر ملی تو میں کون تھا کہ خدا کو روک سکتا "- وہ یہ سن کر چپ رہے اور خدا کی تمجید کرکے کہنے لگے کہ پھر تو بے شک خدا نے غیر قوموں کو بھی زندگی کے لئے توبہ کی توفیق دی ہے "- (اعمال ۱۱: ۱۷-۱۸)-

خدا نے چار قوموں پر الگ الگ پاک روح نازل کرکے ان کو مسیح میں برابر کر دیا- اعمال دوسرے باب میں یہودیوں پر- اعمال آٹھویں باب میں سامریوں پر- اعمال دسویں باب میں رومیوں پر- اور اعمال انیسویں باب میں یونانیوں پر- اور لکھا ہے " کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی خواہ آزاد خواہ غلام- ایک ہی روح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی روح پلایا گیا- (۱- کرنتھیوں ۱۲: ۱۳)-

پس اعمال کی کتاب میں چار جگہوں پر پاک روح نازل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ چار قومیں

جن میں سے ایک دوسرے کے لئے نفرت۔ دشمنی اور حسد بھرا ہے ایک ہی روح کے وسیلہ سے اکٹھے ہو جائیں اور ان میں بڑے چھوٹے کا یا اونچ نیچ کا کوئی فرق نہ رہے۔

پطرس پہلی کانفرنس میں یہ بات کھڑے ہو کر یوں بیان کرتا ہے۔ "اور خدا نے جو دلوں کی جانتا ہے ان کو (غیر قوموں کو) بھی ہماری طرح روح القدس دے کر ان کی گواہی دی۔ اور ایمان کے وسیلہ سے ان کے دل پاک کر کے ہم میں اور ان میں کچھ فرق نہ رکھا۔" (اعمال ۱۵: ۸-۹)۔

بعض لوگ اس اصلی بات کو سمجھتے نہیں اور کھینچ کر اس طرف لے جاتے ہیں کہ غیر زبان پاک روح کا نشان ہے۔ جہاں کہیں پاک روح نازل ہوا غیر زبان بولی گئی۔ لہذا ہر ایک ایمان دار کو غیر زبان بولنی چاہیئے۔ اگر اس کو کرنتھیوں کے خط کے ساتھ ملا کر مطالعہ کیا جائے تو یہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا۔ کہ غیر زبان نشان نہیں۔ بلکہ نعمت ہے۔ تین ہزار آدمیوں نے روح القدس تو پایا مگر غیر زبان نہ بولی اسی طرح سامریوں نے بھی روح القدس پایا مگر غیر زبان نہیں بولی۔

سب مقدسوں کو خود یہ تمام حوالہ جات پڑھنے چاہیں اور غیر زبان بولنے کے بارہ اصول سمجھنے چاہیں۔ تاکہ ہماری کلیسیاؤں میں وہ غلط پریکٹس نہ شروع ہو جائے جو کرنتھس کی کلیسیا میں جاری ہو چکی تھی۔

روح القدس کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

بعض خادم الدین نجات یافتہ ایمانداروں کو سوال کرتے ہیں کہ کیا آپ نے روح القدس کا بپتسمہ حاصل کیا ہے؟ جس کا اصلی مطلب ان کے خیال کے مطابق یہ ہوتا ہے کہ کیا آپ نے غیر زبانیں بولی ہیں؟ اگر کوئی ایماندار نفی میں جواب دے تو پھر اسے کہا جاتا ہے کہ اسے پاک روح نہیں ملا۔

ہمیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ غیر زبانیں بولی جائیں تو پھر روح القدس نہیں ملتا۔ بلکہ پہلے روح القدس ملتا ہے اور پھر غیر زبانوں کی نعمت بعد میں ملتی ہے۔ وہ بھی جن کو پاک روح دینا چاہیئے۔ ایمانداروں کو پاک روح اسی وقت مل جاتا ہے جب وہ سچے دل سے توبہ کرتے ہیں اور خداوند یسوع مسیح کے بہائے ہوئے خون سے دھل جاتے ہیں۔ پولس رسول لکھتا ہے کہ "اسی میں تم پر بھی جب تم نے کلام حق کو سنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اس پر ایمان لائے پاک موعودہ روح کی مہر لگی۔" (افسیوں ۱: ۱۳)۔ یعنی جس دن تم نے خدا کا کلام سنا۔ اور اس کو قبول کیا اور ایمان لائے اسی دن تم پر خدا کے پاک روح کی مہر لگ گئی۔ اور نہ صرف مہر

لگ گئی بلکہ پاک روح کو ہمارے دلوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ پڑھیں ۲- کرنتھیوں ۱:۲۲ - "جس نے ہم پر مہر بھی کی اور بیعانہ میں روح کو ہمارے دلوں میں دیا"- یہ پاک روح کا بپتسمہ ہے۔ یہی پاک روح اب اس ایماندار کی راہنمائی کرتا ہے۔ اور گناہ پر فتح بخشتا ہے۔ بدی سے بچنے کے لئے اکساتا ہے۔ زندگی کے راہ پر چلنے کیلئے قوت اور طاقت عطا کرتا ہے۔ جو ایماندار اپنے دل میں پاک روح کی موجودگی کا احساس کرتے ہیں وہ پاک روح کی اور زیادہ قوت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اور خدا انہیں پاک روح سے معمور کر کے اپنی خدمت اور گواہی کے لئے استعمال کرتا رہتا ہے۔

پاک روح کا پہلی دفعہ دل میں آنا ہی پاک روح کا بپتسمہ ہے۔ یہ صرف آغاز ہوتا ہے۔ پاک روح کی معموری بعد میں حاصل ہوتی ہے۔ اور زندگی میں بار بار ہوتی رہتی ہے۔ شاگردوں نے اعمال دو باب میں پاک روح حاصل کیا۔ لیکن وہ بعد میں کئی بار معمور ہوتے رہے۔ دیکھیں اعمال (۵:۶، ۵۵:۷، ۵۲:۱۳، ۲۴:۱۱)۔ وغیرہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بعض ایماندار دو چار الٹے سیدھے لفظ بول لینے سے دل میں تسلی کئے بیٹھے ہیں کہ ان کو پاک روح مل گیا ہے۔ وہ گنہگاروں اور شریروں کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ غیر زبان بول لیتے ہیں اس لئے کلیسیا کے لوگ اسکو قبول کرتے ہیں۔ اسے روحانی دھوکہ بازی کہتے ہیں جو ایسا کرنے والے اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن وہ خدا کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ وہ صرف اپنے آپ کو ہی دھوکا دیتے ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ جس کلیسیا میں غیر زبان نہیں بولی جاتی۔ وہ کلیسیا ہی نہیں۔ یہ تعلیم بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اول تو غیر زبان تمام کلیسیا کی مجموعی نعمت نہیں۔ دوم۔ کلیسیا کی تعمیر اور ترقی غیر زبان سے نہیں ہوتی۔ بلکہ پاک روح سے ہوتی ہے۔ بعض لوگ غیر زبان کو ہی نبوت کہتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ جس طرح غیر زبان ایک نعمت ہے اسی طرح نبوت ایک الگ نعمت ہے۔ غیر زبان نبوت نہیں ہو سکتی اور نہ نبوت غیر زبان ہو سکتی ہے۔ اسی لئے پولس رسول کہتا ہے کہ نعمتیں طرح طرح کی ہیں۔

بعض خادم اور استاد ایمانداروں کو ٹھہرنے کا مشورہ دیتے ہیں جیسے لوقا ۲۴:۴۹ میں لکھا ہے۔ "دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے میں تم پر نازل کروں گا لیکن جب تک عالم بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے۔ اس شہر میں ٹھہرے رہو"۔ یہ مشورہ اور ہدایت صرف ان رسولوں اور شاگردوں کے لئے تھی۔ جو اس وقت یروشلیم میں تھے۔ ان کو اس پاک روح کے لئے ضرور ہی ٹھہرنا تھا کیونکہ ابھی تک پاک روح دنیا میں رہنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ لیکن جب پاک

روح نازل ہو گیا- تو اس وقت سے وہ کلیسیا میں رہتا ہے- اور اب کسی ایماندار کو انتظار کرنے یا ٹھہرنے کی ضرورت نہیں- جو خادم اب بھی مقدسوں کو ایسا کرنے کے لئے کہتے ہیں وہ ان کو حق سے گمراہ کرتے ہیں- اور خدا کے کلام کو بگاڑتے ہیں-

آگاہی اور تنبیہ

خداوند یسوع مسیح میں عزیز مقدسو-

یورپ اور مڈل الیسٹ کے حالات صاف بتا رہے ہیں کہ ہمارے منجی خداوند مسیح کی آمد ثانی بالکل قریب ہے- اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے- کہ خداوند کی آمد کا دن نہیں آئے گا- جب تک پہلے گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو- (۲- تھس ۲:۳)- اور ہلاکت کا فرزند ابھی ظاہر نہیں ہو سکتا- کیونکہ ایک روکنے والا یعنی خدا کا پاک روح ابھی دنیا میں موجود ہے- پاک روح کلیسیا میں رہتا ہے- جبتک کلیسیا زمین پر ہے پاک روح بھی زمین پر رہے گا- جب کلیسیا آسمان پر اٹھائی جائے گی تو پاک روح بھی اوپر اٹھایا جائے گا- اس وقت وہ بے دین شخص ظاہر ہو گا- جو خداوند مسیح کی آمد سے سات سال پہلے حکومت کرے گا- اور کلیسیا ان سات سالوں کے شروع ہونے سے پہلے اٹھائی جائے گی- لہذا اب بہت تھوڑا وقت باقی ہے- مقدسوں کو اب آسمان پر جانے کی تیاری کرنی چاہیئے نہ کہ ایک مشن میں سے نکال کر دوسری مشن میں کھینچنے کی- اور غیر زبانوں پر زور دینے کی- یا صرف یسوع کے نام پر بپتسمہ دینے کی- بہت سی گمراہ کرنے والی تعلیمیں بجائے روحانی فائدہ کے نقصان دیتی ہیں- ان سے بچنا چاہیئے-

× × × × × × × × × × × ×

صفحہ ۱۴۱ سے آگے

نیت سے دوبارہ خدا کا طالب ہونے کی ضرورت ہے-

(۱۱) سوال- کیا بپتسمہ کے بعد اسی پانی میں نہایا جا سکتا ہے؟

جواب- اگر بپتسمہ ایسے حوض میں ہوا ہے جو چرچ کی حدود کے اندر ہے پھر تو نہانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- اگر یہ تالاب یا ندی- نہر یا دریا یا ڈیم میں ہوا ہے اور وہاں نہانے کی قانوناً کوئی رکاوٹ نہیں تو بپتسمہ کے فوراً بعد نہیں نہانا چاہیئے بلکہ جماعت کے وہاں سے چلے جانے کے بعد نہانا شروع کرنا چاہیئے-

× × × × × × × × ×

۱۴ دوزخ، بہشت، جہنم، فردوس، عالم ارواح اور اتھاہ گڑھا

یہ مضمون ایسی چیزوں کے بارے میں ہے جو کبھی کسی انسان نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھے اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ دنیا کی تمام مذہبی کتب میں انکا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے علاوہ دوسری بیشمار کتابوں میں انکا نام استعمال ہوا ہے۔ انسانی گفتگو میں انکا ذکر کرنا روزمرہ کی بات ہے اور ایمان کا ایک حصہ ہونے کی وجہ سے کسی حد تک ہمارے کردار اور اخلاق پر اثر پذیر بھی ہیں۔ مثلاً دوزخ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے ہم جھوٹ نہیں بولتے، چوری اور گناہ سے باز رہتے ہیں۔ بہشت میں جانے کی تمنا کی خاطر ہم نیک کام۔ خیرات اور عبادت وغیرہ کرتے ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں اپنے علم کا اندازہ کریں تو ہمیں یہ ماننا پڑیگا کہ ہمارا علم ان چیزوں کے بارے میں بہت ہی محدود ہے۔ بلکہ اگر ان کے بارے میں زیادہ گہرائی میں جانے اور وسیع تجزیہ کرنے کی کوشش کریں تو ہم ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں جہاں سوائے لاعلمی کے اور کوئی جواب بن نہیں پڑتا۔ دنیاوی علوم ان چیزوں پر زیادہ روشنی نہیں ڈالتے کیونکہ دنیاوی علوم کا تعلق ان چیزوں سے ہوتا ہے حواس خمسہ کے ذریعے محسوس کی جاسکیں اور تجربہ کے ذریعے انکا ثبوت مہیا کیا جاسکے۔ اس مضمون میں جو چیزیں زیر بحث ہیں انکا تعلق موت کے بعد کے وقت سے ہے۔ جنکی بابت بہت کم لکھا گیا ہے اور بہت کم جانا گیا ہے۔ کیونکہ مر کر کوئی واپس نہیں آتا کہ ہمیں ان چیزوں کے بارے میں کچھ معلومات مہیا فرما سکے۔ البتہ خدا کا کلام ایک ایسی کتاب ہے جو ان چیزوں کا اکثر ذکر کرتی ہے اور قابل قبول بھی ہے۔ لیکن وہاں بھی ان کو سمجھنے کیلئے کافی مشکلات سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس مضمون پر کوئی ایک خاص کتاب یا باب نہیں جو صرف ان چیزوں کی وضاحت کیلئے وقف کیا گیا ہو اور ہر ایک چیز کی الگ الگ تشریح اور وضاحت کی گئی ہو۔ تمام کتاب مقدس میں کہیں کہیں ذکر کیا گیا ہے جو مختلف حالات میں ضرورت کے ماتحت درج کئے گئے۔ جن سے پورا صحیح علم نہیں ہوتا۔ دوسری وجہ ترجمہ کی مشکلات ہیں۔ قدیم عبرانی اور یونانی زبانوں سے ترجمہ کرتے وقت درست ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے غلط فہمیاں اور کنفیوژن پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نہ ان چیزوں پر زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں اور نہ ہی ان پر زیادہ تقریریں کی جاتی ہیں۔

اس مضمون میں جو کچھ ان چیزوں کے بارے میں لکھا گیا ہے وہ سب بائبل میں سے اخذ کیا گیا ہے تاکہ ہم خدا کے کلام کی روشنی میں ان چیزوں کو سمجھ سکیں۔

آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ ساری بائبل میں لفظ دوزخ اور بہشت ایک دفعہ بھی مذکور نہیں- جو لوگ بائبل کو شروع سے آخر تک ترتیب وار پڑھنے کے عادی ہیں- اور بعض کئی بار ختم بھی کر چکے ہیں اس بات کے گواہ بن سکتے ہیں کہ انہوں نے اردو بائبل میں نہ کہیں لفظ دوزخ پڑھا ہے اور نہ ہی بہشت یا جنت- اگر پڑھا ہو تو مجھے ضرور لکھیں تاکہ میں بھی کتاب میں درستی کر لوں-

بائبل کے اردو ترجمہ میں موت کے بعد روح کی آخری منزل کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے- مثلاً لفظ پاتال اکتیس دفعہ مذکور ہے- لفظ عالم ارواح دس دفعہ- لفظ جہنم ۱۲ دفعہ- پاتال کیلئے عبرانی لفظ SHEOL شیول ہے اور عالم ارواح کیلئے یونانی لفظ HADES حیڈیز ہے- دونوں کا مطلب روحوں کی دنیا ہے- لفظ جہنم کیلئے یونانی لفظ GEHENNA گہنا ہے- یہ یروشلیم سے باہر ایک وادی کا نام ہے جسے وادی ہنوم کہتے تھے- یہاں سارے شہر کا کوڑا کرکٹ اور غلاظت پھینکی جاتی تھی اور اسکو جلایا جاتا تھا- کوڑا زیادہ ہونے کی وجہ سے آگ ہمیشہ جلتی رہتی تھی اور غلاظت کی وجہ سے کیڑے بھی ہر وقت رہتے تھے- اسی لئے اسکی بابت یوں کہا گیا ہے "جہاں انکا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی"- (مرقس ۹:۴۵،۴۸)- یروشلیم کا جو دروازہ اس وادی کی طرف کھلتا ہے اسے کوڑا پھاٹک کہتے ہیں- انگریزی ترجمہ میں لفظ جہنم کو HELL کہا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی پاتال اور عالم ارواح کو بھی HELL کہا گیا ہے- جس سے پڑھنے والوں کو کچھ کنفیوژن پیدا ہو جاتی ہے- کیونکہ عالم ارواح اور پاتال جہنم نہیں ہیں بلکہ اس سے الگ کوئی چیزیں ہیں- پاتال کو کئی اور ناموں سے بھی پکارا گیا ہے مثلاً عالم خاموشی (زبور ۱۱۵:۱۷،۹۴:۱۷)- فراموشی کی سرزمین (زبور ۸۸:۱۲)- گہری تاریکی کی سر زمین (ایوب ۱۰:۲۲) وغیرہ-

(ا) آگ اور گندھک کی جھیل

گندھک ایک ایسا لفظ ہے جو جھیل کے حقیقی ہونے کی نشاندہی کرتا ہے- سائنس اور جغرافیائی علوم اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ زمین کا اندرونی حصہ ابھی تک پگھلے ہوئے لاوے کی شکل میں ہے- زمین کا قطر مرکز میں سے تقریباً آٹھ ہزار میل ہے- اس لئے اندازہ ہے کہ زمین کے وسط میں تقریباً چار ہزار میل کی گہرائی میں زمین کا اندرونی اور وسطی حصہ پگھلا ہوا لاوا ہے- جس میں مختلف قسم کی معدنیات پائی جاتی ہیں لیکن گندھک بڑی مقدار میں گیسوں کی شکل میں پائی جاتی ہے- زمین کے اس وسطی حصے کو آگ اور گندھک کی جھیل کہتے ہیں- اس

کے بارے میں علماء کے مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔ بعض اسکا سرے سے وجود ہی نہیں مانتے بلکہ اسے تشبیہ یا مجازی چیز قرار دیتے ہیں۔ بعض اسے آسمان میں خدا کے پاس کوئی جگہ قرار دیتے ہیں جو عدالت کے وقت استعمال ہوگی اور خدا بدکاروں کو اس میں پھینکتا جائے گا۔
کلام مقدس میں مندرجہ ذیل حوالہ جات آگ اور گندھک کی جھیل کا ذکر کرتے ہیں۔
۱- مکاشفہ ۲۱:۸- "سب جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا"
۲- مکاشفہ ۲۰:۱۰- "گمراہ کرنے والا ابلیس آگ اور گندھک کی اس جھیل میں ڈالا جائیگا"
۳- مکاشفہ ۱۹:۲۰- "وہ دونوں آگ کی اس جھیل میں زندہ ڈالے گئے جو گندھک سے جلتی ہے"
۴- مکاشفہ ۱۴:۱۰- "برہ کے سامنے آگ اور گندھک کے عذاب میں مبتلا ہوگا"
۵- مکاشفہ ۲۰:۱۴- "پھر موت اور عالم ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے۔۔۔ وہ آگ کی جھیل میں ڈالا گیا۔
اس آگ اور گندھک کی جھیل کو اور بھی مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ مثلاً
ہمیشہ کی آگ- متی ۱۸:۸- تو ہمیشہ کی آگ میں ڈالا جائے۔ متی ۲۵:۴۱- اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اسکے فرشتوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔
آگ کی بھٹی- متی ۱۳:۴۲، ۵۰، یہوداہ ۷- انکو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے۔
آگ کا جہنم- متی ۵:۲۲ متی ۱۸:۹- دو آنکھیں رکھتا ہوا تو آتش جہنم میں ڈالا جائے- ابدالاباد عذاب- مکا ۲۰:۱۰- ابدالGلا باد عذاب میں رہیں گے۔
جہنم کی سزا- متی ۲۳:۳۳- جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے۔
ان آیات کی روشنی میں آگ اور گندھک کی اس جھیل کی مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں۔
۱- یہ حقیقی چیز ہے اور کہیں نہ کہیں زمین یا سورج یا کسی اور جگہ پر واقع ہے۔
۲- یہ ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی تھی۔
۳- جو انسان ابلیس کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہ بھی اس میں ڈالے جائیں گے۔
۴- جن کے نام برہ کی کتاب میں نہیں لکھے وہ اس میں ڈالے جائیں گے۔
۵- یہ ہمیشہ کی آگ ہے۔ اور ہمیشہ کا عذاب۔
۶- اسی جھیل کو جہنم کہا گیا ہے۔
۷- اس میں پڑنے والے جل کر ختم نہیں ہوں گے بلکہ ہمیشہ تک عذاب میں رہیں گے۔
۸- اگرچہ یہ زمین و آسمان کہیں بھاگ جائیں گے لیکن یہ آگ کی جھیل بدستور قائم رہیگی۔

۹- یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے- جو جسمانی موت سے مختلف ہے-
۱۰- اس میں ڈالے جانے والے پھر واپس باہر نہیں آتے-
۱۱- پاتال اور جہنم خداوند کے حضور کھلے ہیں- (امثال ۱۵:۱۱)
۱۲- جہنم میں ڈالا جانا ایک سزا ہے- جو عدالت کے بعد ملے گی-
۱۳- خدا روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ڈال سکتا ہے (متی ۱۰:۲۸)-

(ب) پاتال یا عالم ارواح

پاتال یا عالم ارواح بھی ایک خاص جگہ ہے جو زمین کے نیچے کی طرف اشارہ کی گئی ہے-
گنتی ۱۶:۳۰- پاتال میں سمانا-
استثنا ۳۲:۲۲- پاتال کی تہہ تک-
ایوب ۱۱:۸- وہ پاتال سے گہرا ہے-
ایوب ۲۱:۱۳- پاتال میں اتر جاتے ہیں-
یسعیاہ ۱۴:۱۵- تو پاتال میں گڑھے کی تہہ میں-
متی ۱۱:۲۳- تُو تو عالم ارواح میں اترے گا
لوقا ۱۰:۱۵- بلکہ تو عالم ارواح میں اتارا جائیگا-
ان حوالہ جات سے عالم ارواح کی مندرجہ ذیل خوبیاں عیاں ہیں-
۱- عالم ارواح یا پاتال روحوں کی دنیا ہے جہاں انسان کی موت کے بعد ان کی روحیں چلی جاتی ہیں-
۲- عالم ارواح زمین کے نیچے یا وسط میں ہے-
۳- یہ ایک انتظار گاہ ہے تاکہ عدالت کے دن تک روحیں یہاں ٹھہری رہیں-
۴- یہ ایک مقید جگہ ہے جسکا باقاعدہ احاطہ اور دروازے اور قفل ہیں-
۵- عالم ارواح کی کنجیاں خداوند مسیح کے پاس ہیں- (مکاشفہ ۱:۱۸)
۶- اس جگہ میں آگ نہیں ہے- اس کے ارد گرد آگ ہو سکتی ہے-
۷- عالم ارواح میں روحیں ایک دوسرے کو پہچان سکتی اور باتیں کر سکتی ہیں- جیسے امیر آدمی اور لعزر کی روحیں- (لوقا ۱۶:۲۲-۳۱)
۸- عالم ارواح میں توبہ کا موقعہ نہیں ہے-
۹- عالم ارواح یا پاتال میں سے کوئی روح واپس نہیں جا سکتی-

۱۰- جب خداوند مسیح نے صلیب پر جان دے دی تو انکا جسم تو صلیب پر سے اتار کر قبر میں رکھا گیا- لیکن انکی روح نے عالم ارواح میں جا کر قیدی روحوں کے درمیان منادی کی- ۱- پطرس ۳:۱۸-۲۰ میں لکھا ہے "وہ جسم کے اعتبار سے تو مارا گیا لیکن روح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا- اسی میں اس نے جا کر ان قیدی روحوں میں منادی کی جو اس اگلے زمانہ میں نافرمان تھیں جب خدا نوح کے وقت میں تحمل کر کے ٹھہرا رہا تھا اور وہ کشتی تیار ہو رہی تھی"- پولس رسول لکھتا ہے" اس کے چڑھنے سے اور کیا پایا جاتا ہے سوا اس کے کہ وہ زمین کے نیچے کے علاقہ میں اترا بھی تھا- اور یہ اترنے والا وہی ہے جو سب آسمانوں سے بھی اوپر چڑھ گیا تاکہ سب چیزوں کو معمور کرے افسیوں ۴:۹-۱۰-

(ج) فردوس

عالم ارواح کے پاس ہی ایک اور جگہ بھی بتائی جاتی ہے جسے فردوس کہتے ہیں- یہ پرانے عہد نامہ کے مقدسوں اور نبیوں کی روحوں کی جگہ تھی- خداوند مسیح نے صلیب پر جان دینے سے پہلے ایک ڈاکو کے اس سوال پر کہ اے یسوع جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا یوں جواب دیا "میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہو گا"- (لوقا ۲۳:۴۲-۴۳) چنانچہ فردوس اسوقت زمین کے نیچے تھا- لعزر کی روح اسی حصے میں پہنچی تھی جہاں ابرہام پہلے سے موجود تھا- (لوقا ۱۶:۲۳) اور امیر آدمی کی روح نے لعزر کی روح کو پہچان لیا اور ابرہام سے باتیں کیں- لوقا ۱۶ باب اور دوسرے حوالہ جات سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں

(۱) عالم ارواح اور فردوس دو الگ الگ جگہیں ہیں-

(۲) عام گنہگار انسانوں کی روحیں عالم ارواح میں جاتی ہیں-

(۳) مقدسوں اور نبیوں کی روحیں فردوس میں جاتی تھیں-

(۴) دونوں جگہوں کی روحیں ایک دوسرے کو دیکھ سکتی- پہچان سکتی اور بات چیت کر سکتی تھیں-

(۵) عالم ارواح اور فردوس کے درمیان ایک بہت بڑا گڑھا واقع تھا-

(٦) کوئی روح عالم ارواح سے فردوس میں نہیں جا سکتی تھی اور نہ فردوس سے عالم ارواح میں آ سکتی تھی-

(۷) ایک ہی جگہ میں قریب قریب ہونے کے باوجود عالم ارواح کو عذاب کی جگہ کہا گیا ہے جس میں تڑپنا اور دکھ پانا ہے لیکن فردوس کو آرام کی جگہ کہا گیا ہے جس میں تسلی اور آرام پایا جاتا

ہے- اس فرق کی وجہ سمجھنا انسانی عقل سے بعید ہے لیکن یہ خدا کا انتظام ہے-

(۸) جب خداوند مسیح نے دونوں حصوں کی قیدی روحوں میں منادی کرنے کے بعد ہفتہ کے پہلے روز مردوں میں سے زندہ ہو کر باپ کے پاس آسمان پر گئے تو قیدی روحوں کو یعنی فردوس والے حصے کو ساتھ لے گئے- لکھا ہے "جب وہ عالم بالا پر چڑھا تو قیدیوں کو ساتھ لے گیا"- (افسیوں ۴:۸)- اسوقت سے فردوس آسمان پر ہے- اسی لئے جب پولس رسول اپنے مکاشفات کا ذکر کرتے ہوئے اپنے وہاں پہنچنے کا ذکر کرتا ہے تو کہتا ہے کہ وہ یکایک تیسرے آسمان تک اٹھالیا گیا----- اور یکایک فردوس میں پہنچ کر ایسی باتیں سنیں جو کہنے کی نہیں اور جنکا کہنا آدمی کو روا نہیں- (۲- کرنتھیوں ۱۲:۴)- پولس رسول تیسرے آسمان میں پہنچ کر اسے فردوس کہتا ہے جبکہ خداوند مسیح نے ڈاکو سے کہا تھا کہ تو آج ہی میرے ساتھ (نیچے) فردوس میں ہو گا- خدا کا شکر ہے کہ خداوند مسیح نے مردوں میں سے زندہ ہو کر فردوس کو بھی اوپر تیسرے آسمان تک پہنچا دیا-

(۹) اس کے علاوہ جس وقت سے فردوس اوپر پہنچایا گیا ہے- اس وقت سے مقدسوں کی روحیں نیچے عالم ارواح میں نہیں جاتیں بلکہ اوپر فردوس میں جاتی ہیں جہاں مسیح موجود ہے- وہی پولوس رسول جو فردوس کو دیکھ کر آیا ہے یوں لکھتا ہے کہ "میرا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کوچ کر کے مسیح کے پاس جا رہا ہوں کیوں کہ یہ بہت ہی بہتر ہے"- (فلپیوں ۱:۲۳)

(۱۰) فردوس کلام مقدس میں تین جگہوں میں استعمال ہوا ہے (لوقا ۲۳:۴۳، ۲- کرنتھیوں ۱۲:۴ اور مکاشفہ ۲:۷) اور تینوں جگہوں میں اسکا اشارہ اوپر آسمان کی طرف ہی ہے-

اتھاہ گڑھا

اتھاہ گڑھے کو یونانی زبان میں ABYSSOS کہتے ہیں- یہ مکاشفہ کی کتاب میں سات دفعہ مذکور ہے- مکاشفہ ۹:۱- اسے اتھاہ گڑھے کی کنجی دی گئی-

مکاشفہ ۹:۲- جب اس نے اتھاہ گڑھے کو کھولا تو

مکاشفہ ۹:۱۱- اتھاہ گڑھے کا فرشتہ ان پر بادشاہ تھا-

مکاشفہ ۱۱:۷- حیوان جو اتھاہ گڑھے سے نکلے گا-

مکاشفہ ۱۷:۸- آئندہ اتھاہ گڑھے سے نکل کر ہلاکت میں پڑیگا-

مکاشفہ ۲۰:۱- جسکے ہاتھ میں اتھاہ گڑھے کی کنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی-

مکاشفہ ۲۰:۳- اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا-

لوقا ۸: ۳۱- کہ ہمیں اتھاہ گڑھے میں جانے کا حکم نہ دے-
اسکو گہرا یا ABYSS اور TARTARUS کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے- اتھاہ گڑھا ایک ایسا تاریک اور گہرا گڑھا ہے جسکا پیندا نہیں ملتا- یہ ایک حقیقی جگہ ہے جو زمین کے وسط میں عالم ارواح اور فردوس کے درمیان پائی جاتی ہے- اسے تاریک غار بھی کہا گیا ہے- اور یہی وہ جگہ ہے جہاں گناہ کرنے والے فرشتے عدالت کے دن تک حراست میں رکھے گئے ہیں- لکھا ہے " کیونکہ جب خدا نے گناہ کرنے والے فرشتوں کو نہ چھوڑا بلکہ جہنم میں بھیج کر تاریک غاروں میں ڈال دیا تاکہ عدالت کے دن تک حراست میں رہیں " (۲- پطرس ۲: ۴)- اس آیت میں اتھاہ گڑھے کی جگہ لفظ جہنم ترجمہ کر دیا گیا ہے جو درست نہیں ہے- اسی جگہ کے بارے میں یہوداہ لکھتا ہے " اور جن فرشتوں نے اپنی حکومت کو قائم نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا ان کو اس نے دائمی قید میں تاریکی کے اندر روز عظیم کی عدالت تک رکھا ہے " (یہوداہ ۶)-

اس اتھاہ گڑھے کی باقاعدہ حدیں مقرر ہیں- اسکا منہ مقفل ہے اور اسکی کنجی خداوند مسیح کے پاس ہے- یہی وہ جگہ ہے جہاں بد روحوں نے خداوند مسیح سے التجا کی کہ " ہمیں اتھاہ گڑھے میں جانے کا حکم نہ دے" (لوقا ۸: ۳۱)- خداوند مسیح کی آمد ثانی کے وقت اور انکی ہزار سالہ بادشاہت کے آغاز میں ایک اہم کام یہ کیا جائیگا کہ ابلیس کو باندھ کر ایک ہزار برس کیلئے اس اتھاہ گڑھے میں بند کر دیا جائیگا- مکاشفہ ۲۰: ۱-۳ میں لکھا ہے " پھر میں نے ایک فرشتہ کو آسمان سے اترتے دیکھا جسکے ہاتھ میں اتھاہ گڑھے کی کنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی- اس نے اس اژدہا یعنی پرانے سانپ کو جو ابلیس اور شیطان ہے پکڑ کر ہزار برس کیلئے باندھا- اور اسے اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا اور اس پر مہر کر دی تاکہ وہ ہزار برس کے پورے ہونے تک قوموں کو پھر گمراہ نہ کرے- اس کے بعد ضرور ہے کہ تھوڑے عرصہ کیلئے کھولا جائے "-
اتھاہ گڑھے کے متعلق ان ساری آیات سے مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے-
(۱) اتھاہ گڑھا ایک حقیقی جگہ ہے- جو عالم ارواح کے پاس واقع ہے-
(۲) وہاں چند گناہ کرنے والے فرشتوں کو قید کر دیا گیا ہے-
(۳) وہاں شیطان کے فرشتے یعنی بد روحیں بھی جانے سے ڈرتی ہیں-
(۴) خداوند مسیح کو اتھاہ گڑھے کے کھولنے اور بند کرنے کا اختیار ہے اور وہ بد روحوں کو وہاں بھیج سکتے ہیں-
(۵) شیطان ابھی اس اتھاہ گڑھے میں ڈالا جانے والا ہے-

(۶) اتھاہ گڑھے سے واپسی ممکن ہے۔ کیونکہ شیطان تھوڑی دیر کیلئے پھر نکالا جائیگا۔
(۷) اتھاہ گڑھے کا ایک خاص فرشتہ ہے جو ان ٹڈیوں پر بادشاہ ہے جو اتھاہ گڑھے میں سے نکلتی ہیں۔ اس بادشاہ کا نام عبرانی میں ابدّون اور یونانی میں اپلیون ہے۔ (مکاشفہ ۹:۱۱)
(۸) جب اتھاہ گڑھے کو کھولا جائیگا تو اس میں سے ایک بڑی بھٹی کی مانند دھواں نکلے گا جس سے سورج اور ہوا تاریک ہو جائیگی۔ (مکاشفہ ۹:۲)

مندرجہ بالا مطالعہ سے یہ معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ عالم ارواح فردوس۔ اتھاہ گڑھا۔ آگ اور گندھک کی جھیل یہ سب چیزیں حقیقی ہیں۔ انکا وجود پایا جاتا ہے اور یہ اس وقت غیر مرئی دنیا میں استعمال ہو رہی ہیں بلکہ روحوں اور فرشتوں کے آنے جانے سے کافی رونق بھی نظر آتی ہے۔ یہ سب چیزیں مجازی یا فرضی یا تشبیہی نہیں ہیں جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے۔ جیسے خدا نے اور سب چیزیں خاص خاص مقصد کیلئے بنائی ہیں اسی طرح یہ بھی خاص مقصد کے لئے تیار کئے گئے ہیں اور ان مقاصد کے پیش نظر استعمال بھی ہو رہے ہیں۔ اور آنے والے سالوں میں زیادہ استعمال ہوں گے۔

×××××××××××××

صفحہ ۱۷۲ سے آگے

راستبازوں اور ایمانداروں کے لئے ہیں۔ چوتھی زندہ یہودیوں کی۔ پانچویں زندہ غیر قوموں کی۔ چھٹی فرشتوں کی اور ساتویں یعنی آخری مردوں کی۔ سب انسانوں کی عدالت ایک ہی وقت نہیں ہوگی۔ راستبازوں اور بے دین آدمیوں کی عدالتیں الگ الگ ہیں۔ مردوں اور زندوں کی عدالتیں الگ الگ ہیں۔ یہ خدا کا انتظام ہے۔ اسے سمجھنا ہم سب کا فرض ہے۔

×××××××××××××

صفحہ ۲۵۲ سے آگے

رسمی باتیں پوری کرنے پر انکی ترقی ہو جاتی ہے اور وہ ملک صدق کے طریقے کے کاہن بنائے جاتے ہیں۔ اس سے انکا درجہ اونچا ہو جاتا ہے۔ ہمیں جاننا چاہیے کہ ہر مسیحی شروع ہی سے ملک صدق کے طریقے کا کاہن ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ انسانوں کے ہاتھوں ترقی کے طور پر نہیں ملتا۔

×××××××××××××

۱۴
عشائے ربانی

عشائے ربانی یا پاک عشاء مسیحیت میں ایک پاک سیکرامنٹ ہے جسکا خداوند یسوع مسیح نے خود اپنی زبان مبارک سے حکم دیا تھا- "کہ میری یادگاری کیلئے یہی کیا کرو" (لوقا ۲۲:۱۹) یہ رسم خداوند مسیح کی موت کی یاد دلاتی ہے کہ خداوند مسیح سب انسانوں کی خاطر مصلوب ہوئے انہوں نے ہمارے گناہ اپنے اوپر اٹھالئے اور ہماری سزا بھی خود برداشت کرکے صلیب پر مر گئے- ہمارے گناہوں کا کفارہ دیا اور ہمارے گناہوں کی معافی کیلئے اپنا پاک اور بیش قیمت خون بہادیا- لیکن وہ تیسرے دن زندہ ہوگئے اور چالیس دن تک شاگردوں کو دکھائی دیتے رہے- اس کے بعد وہ ان کے دیکھتے دیکھتے زیتون کے پہاڑ پر سے اوپر اٹھائے گئے اور آسمان پر خدا باپ کے دہنے ہاتھ تخت پر جا بیٹھے جہاں سے وہ ہمیں لینے کے لئے پھر آنے والے ہیں-

اصلی واقعہ

جب خداوند مسیح نے اپنی ساڑھے تین سال کی زمینی خدمت پوری کرلی تو یہودی مذہبی لیڈروں، کاہنوں اور سردار کاہنوں نے ملکر اس کے قتل کی سکیم بنائی- (یوحنا ۵:۱۸، ۷:۱، ۸:۳۷-۴۰، ۱۱:۵۳) اور خداوند مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے ایک کو جسکا نام یہوداہ اسکریوتی تھا رشوت دیکر ساتھ ملایا تاکہ اس کے پکڑوانے میں مدد کرے- (متی ۲۶:۱۴-۱۶، ۲۷:۳-۱۰)- یہودیوں میں فسح کی عید منانے کی تیاریاں ہورہی تھیں اور خداوند مسیح نے بھی اپنے شاگردوں کے ساتھ عید فسح منائی- (لوقا ۲۲:۷-۲۰)-

عید فسح

چونکہ عشاء ربانی کی جڑیں عید فسح میں ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ عید فسح کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے- عید فسح یہودیوں کی عیدوں میں سے سب سے پرانی اور سب سے پہلی عید ہے- اس عید کے منانے کا حکم بنی اسرائیل کو اسوقت ہوا جب وہ ابھی ملک مصر میں غلامی کی حالت میں تھے جب کہ باقی عیدیں انہیں اسوقت ملیں جب بیابان میں سفر کرتے ہوئے کوہ سینا پر

موسیٰ کو شریعت دی گئی- گویا اس عید کی یہ امتیازی خصوصیات ہیں کہ یہ شریعت اور دس احکام کے ملنے اور ملک مصر میں سے نکلنے سے پہلے ملی اور اسی عید سے یہودیوں کا کیلنڈر شروع ہوا- یہ عید ملک مصر میں سے نکلنے اور فرعون کی غلامی سے آزاد ہونے کی یاد میں منائی جاتی ہے- اس عید کے منائے جانے کے وقت مصر میں کہرام مچا ہوا تھا کیونکہ تمام مصریوں کے پہلوٹھے مارے گئے تھے اور بنی اسرائیل میں ایک بھی پہلوٹھا نہیں مارا گیا تھا- اسکی تفصیل کے لئے خروج ۱۲ باب پڑھیں جس میں مختصراً یوں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل گھر پیچھے ایک ایسا برہ لیں جو یکسالہ نر پاک اور بے عیب برہ ہو- اسے پہلے مہینے کی چودہ تاریخ کی شام کو ذبح کریں- اسکا خون ایک برتن میں جمع کریں اور گھر کے بیرونی دروازہ کے دونوں بازوؤں پر اور اوپر کی چوکھٹ پر لگا دیں- برہ کو آگ پر بھون کر کھائیں اور صبح تک کچھ باقی نہ چھوڑیں- جو بچ جائے اسے آگ پر جلا دیا جائے- اور اس بھونے ہوئے برے کو خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھائیں- اور اس طرح کھائیں کہ اپنی کمریں باندھے ہوئے- اپنی جوتیاں پاؤں میں پہنے اور اپنی لاٹھی ہاتھ میں لئے ہوئے جلدی جلدی کھائیں کیونکہ یہ خداوند کی فسح ہے- خداوند نے فرمایا "کہ میں اس رات ملک مصر میں سے ہو کر گزرونگا اور انسان اور حیوان کے سب پہلوٹھوں کو جو ملک مصر میں ہیں مارونگا اور مصر کے سب دیوتاؤں کو بھی سزا دونگا- میں خداوند ہوں اور جن گھروں میں تم ہوان پر وہ خون تمہاری طرف سے نشان ٹھہریگا اور میں اس خون کو دیکھ کر تمکو چھوڑتا جاؤنگا اور جب میں مصریوں کو مارونگا تو وبا تمہارے پاس پھٹکنے کی بھی نہیں کہ تمکو ہلاک کرے- اور وہ دن تمہارے لئے ایک یادگار ہوگا اور تم اسکو خداوند کی عید کا دن سمجھ کر ماننا- تم اسے ہمیشہ کی رسم کر کے اس دن کو نسل در نسل عید کا دن ماننا- سات دن تک تم بے خمیری روٹی کھانا اور پہلے ہی دن سے خمیر اپنے اپنے گھر سے باہر کر دینا- اسلئے کہ جو کوئی پہلے دن سے ساتویں دن تک خمیری روٹی کھائے وہ شخص اسرائیل میں سے کاٹ ڈالا جائیگا- اور پہلے دن تمہارا مقدس مجمع ہو اور ساتویں دن بھی مقدس مجمع ہو- ان دونوں دنوں میں کوئی کام نہ کیا جائے- سوا اس کھانے کے جسے ہر ایک آدمی کھائے- فقط یہی کیا جائے- اور تم بے خمیری روٹی کی یہ عید منانا کیونکہ میں اسی دن تمہارے جتھوں کو ملک مصر سے نکالونگا- اسلئے تم اس دن کو ہمیشہ کی رسم کر کے نسل در نسل ماننا"- (خروج ۱۲:۱۲-۱۷)- اور اس رات وہ سب کچھ ہوا جو خداوند نے بنی اسرائیل کو بتایا تھا- "آدھی رات کو خداوند نے ملک مصر کے سب پہلوٹھوں کو فرعون جو تخت پر بیٹھا تھا اسکے پہلوٹھے سے لیکر وہ قیدی جو قید خانہ میں تھا اس کے پہلوٹھے تک بلکہ چوپایوں کے پہلوٹھوں کو بھی ہلاک کر دیا- اور فرعون اور اسکے سب نوکر اور سب مصری رات ہی

کو اٹھ بیٹھے اور مصر میں بڑا کہرام مچا کیونکہ ایک بھی ایسا گھر نہ تھا جس میں کوئی نہ مرا ہو۔ تب اس نے رات ہی رات میں موسیٰ اور ہارون کو بلوا کر کہا تم بنی اسرائیل کو لیکر میری قوم کے لوگوں میں سے نکل جاؤ اور جیسا کہتے ہو جا کر خداوند کی عبادت کرو۔ اور اپنے کہنے کے مطابق اپنی بھیڑ بکریاں اور گائے بیل بھی لیتے جاؤ اور میرے لئے بھی دعا کرو۔ اور مصری ان لوگوں سے بجد ہونے لگے تا کہ انکو ملک مصر سے جلد باہر چلتا کریں کیونکہ وہ سمجھے کہ ہم سب مر جائیں گے۔ سو ان لوگوں نے اپنے گندھے گندھلائے آٹے کو بغیر خمیر دئے لگنوں سمیت کپڑوں میں باندھ کر اپنے کندھوں پر دھر لیا۔ اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق یہ بھی کیا کہ مصریوں سے سونے چاندی کے زیور اور کپڑے مانگ لئے۔ اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزت بخشی کہ جو کچھ انہوں نے مانگا انہوں نے دے دیا سو انہوں نے مصریوں کو لوٹ لیا"۔ خروج ۱۲: ۲۹-۳۲)۔ پس بنی اسرائیل اسوقت سے لیکر ہیکل کی بربادی تک لگاتار سال بسال اس عید کو مناتے رہے یعنی ۱۴۹۱ ق م سے ۷۰ء تک ۱۵۶۱ برسوں کیلئے نہائیت پابندی کے ساتھ عید فسح منائی جاتی رہی۔ اور اسطرح وہ پہلی اسیری یعنی ملک مصر کی غلامی سے آزاد ہونے کو یاد کرتے رہے۔ وہ ہر سال گھر پیچھے ایک برہ ذبح کرتے اور اس خون کو یاد کرتے جسکو دروازہ پر لگانے سے ان کے پہلوٹھے ہلاک ہونے سے بچ گئے۔

۷۰ء میں جب رومی حاکم طِطُس نے ہیکل کو مسمار کر دیا اور یروشلیم کو تباہ کر کے یہودیوں کو نکال دیا اسوقت سے ہیکل نہ ہونے کی وجہ سے برہ کا ذبح ہونا بند ہو گیا۔ اور یہودی علماء نے ملکر یہ فیصلہ کیا کہ اب اس برہ کی بجائے بے خمیری روٹی استعمال کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے کپڑے کی ایک تھیلی تیار کی جس کے تین خانے تھے۔ ہر خانے میں ایک بے خمیری روٹی رکھی جاتی۔ اور عید فسح مناتے وقت وہ درمیانی روٹی کو نکال کر آدھی خود بانٹ لیتے اور آدھی گھر کا سر کردہ آدمی کہیں جا کر چھپا دیتا۔ اسے AFFIKOMEN کہتے تھے۔ اور عید فسح کی ضیافت کے بعد وہ بچوں کو بھیجتے کہ آفی کومن کو ڈھونڈ کر لائیں۔ جو ڈھونڈ کر لے آتا اسے انعام ملتا۔ یہ رسم برہ ذبح کرنے کی بجائے شروع کی گئی جو آج تک جاری ہے۔ یعنی ۷۰ء سے ۱۹۹۲ تک ۱۹۲۲ سال تک یہی طریقہ استعمال ہو رہا ہے۔ چونکہ خداوند مسیح کے وقت ہیکل موجود تھی اس لئے اسوقت برہ ذبح کیا جاتا تھا اور جو عید فسح خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ منائی اس میں برہ ذبح کیا گیا تھا۔

عید فسح کی اس ضیافت میں کچھ خاص چیزیں استعمال کی جاتی تھیں جن میں بے خمیری روٹی۔ کڑوے ساگ پات اور انگور کا رس شامل تھا۔ یہ تین چیزیں پہلی عید فسح سے لیکر آج تک

شامل رہی ہیں البتہ گزشتہ صدیوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ابلا ہوا انڈہ۔ سیب کی تیار کردہ میٹھی پیسٹ اور کڑوی مولی اور چکن کی ران بھی شامل کر لی گئیں تھیں۔ بے خمیری روٹی جسے یہودی MATZAH کہتے ہیں پاکیزگی اور خالص پن کو ظاہر کرتی ہے۔ کڑوے ساگ پات اور کڑوی مولی مصر کے ان دکھوں اور مصیبتوں کو ظاہر کرتے ہیں جو بنی اسرائیل نے مصری بیگار لینے والوں کے ہاتھوں اٹھائے تھے۔ انڈہ اور سیب کی میٹھی پیسٹ اس آرام اور چین کو یاد دلاتا ہے جو انہیں ملک کنعان میں حاصل ہوا۔ چکن کی ران کی ہڈی نے ذبح کئے ہوئے برے کی جگہ لے لی اور انگور کا رس بطور مشروب کے استعمال ہوتا تھا۔

یہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہودی لوگ آجکل اپنی عید فسح کی ضیافت میں انگور کے رس کے چار گلاس رکھتے ہیں جن کو وہ مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔ مثلاً مخلصی کا پیالہ برکت کا پیالہ۔ نجات کا پیالہ اور تعریف کا پیالہ۔ انکی ضیافت جو پہلے مہینے نسان کی چودھویں تاریخ کی شام کو ہوتی ہے اور ماہ اپریل میں آتی ہے کے دو حصے ہوتے ہیں (ا) ستائش اور عبادت کا حصہ جو تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہتا ہے اور جس میں حمد وستائش کے گیت گائے جاتے ہیں اور ملک مصر میں سے نکلنے اور فرعون کی غلامی سے آزاد ہونے کو مختلف طریقوں سے یاد کیا جاتا ہے۔ کلام مقدس کے مختلف حصے پڑھے اور زبانی بولے جاتے ہیں خصوصاً خروج ۱۲- باب۔ بچوں سے ساری کہانی سنی جاتی ہے اور ان سے مختلف سوالات کر کے یاد کرایا جاتا ہے کہ عید فسح کیوں منائی جاتی ہے؟ (ب) اس عبادت کے بعد پر تکلف ضیافت ہوتی ہے جسے شام کا کھانا کہتے ہیں۔ اور یہ احتیاط کی جاتی ہے کہ خمیر گھر میں بالکل نہ پایا جائے۔ شام کی ضیافت کے آغاز ہی میں گھر کا سر کردہ آدمی اپنے پہلوٹھے کو ساتھ لیکر گھر کی مختلف جگہوں میں خمیری روٹی کے چند ٹکڑے بکھیر دیگا اور پھر لیمپ کی روشنی میں سب ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے ایک تھیلی میں ڈال لیگا جس سے یہ ظاہر ہو کہ ہم نے گھر سے تمام خمیر کو بالکل نکال دیا ہے اور ساتھ ہی تمام برتن نہائیت پاک کئے جاتے ہیں جنہیں کوشر کہتے ہیں جسکا مطلب ہے کہ ان برتنوں میں خمیر ہرگز نہیں لگا ہوا۔ بلکہ بعض گھرانوں میں عید فسح کی اس ضیافت کیلئے کوشر برتن بالکل الگ رکھ دئے جاتے ہیں جو صرف اسی عید کے منانے کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ ضیافت کے دوران ایک کرسی خالی رکھی جاتی ہے جو ایلیاہ کیلئے ہوتی ہے۔ اور اسی طرح کھانے کی ایک پلیٹ بھی اس کے لئے الگ رکھی جاتی ہے۔ ضیافت کے آخر میں باپ اپنے سب سے بڑے بیٹے کو بھیجتا ہے کہ جاؤ بیٹا! دیکھو کہ باہر دروازے پر ایلیاہ نبی آیا ہے یا نہیں؟ وہ بچہ باہر جاتا ہے دروازہ کھول کر دائیں بائیں دیکھتا ہے اور دروازہ بند کر کے واپس آجاتا

ہے اور آکر خاندان کے سب افراد کو بتاتا ہے کہ ایلیاہ نبی نہیں آیا۔ یہ کلام کے اس حصے کے مطابق ہے جو ملاکی نبی کی کتاب کے ۴:۵-۶ آیت میں درج ہے کہ "دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ اور وہ باپ کا دل بیٹے کی طرف اور بیٹے کا باپ کی طرف مائل کریگا۔ مبادا میں آؤں اور زمین کو ملعون کروں۔" ضیافت کے آخر میں سب عید فسح کے گیت گاتے اور خوشی کرتے ہیں۔ ۱۹۴۸ء سے پہلے گزشتہ انیس صدیوں میں یہ فقرہ سب ملکر دہرایا کرتے تھے "اگلے سال یروشلیم میں"۔ جسکا مطلب ہوتا کہ اگلے سال خدا انہیں پھر یروشلیم واپس لے جائیگا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہودیوں میں اسیری اور یروشلیم سے نکالے جانے کے بعد واپس یروشلیم جانے کی تمنا اس قدر زیادہ رہی ہے کہ وہ ہر اگلی عید فسح یروشلیم میں منانے کی امید کرتے رہے حتےٰ کہ انیس صدیاں گزر گئیں۔ آخر ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو انہیں واپس یروشلیم جانے کی آزادی مل گئی۔

پاک عشاء کا تقرر

پاک عشاء کا تقرر اسی رات ہوا جس رات یہودیوں کی عید فسح تھی اور جس رات خداوند مسیح پکڑوائے گئے۔ اسی رات خداوند مسیح نے اپنے پکڑوائے جانے سے پہلے اپنے شاگردوں کے ساتھ یہودی طریقے کے مطابق عید فسح منائی اور جب وہ عید فسح منا رہے تھے تو اسی ضیافت کے دوران انہوں نے پاک عشاء کا تقرر بھی کیا۔ خداوند مسیح نے وہی بے خمیری روٹی لی جو وہ عید فسح کی ضیافت میں استعمال کر رہے تھے اور وہی انگور کا شیرہ بھی لیا جو انکی ضیافت میں استعمال کیلئے میز پر پڑا تھا۔ کوئی نئی چیز تیار نہیں کروائی گئی۔ اسی لئے ہم کہ سکتے ہیں کہ پاک عشاء کی رسم کی جڑیں عید فسح میں ہیں کیونکہ عید فسح کے دن ہی پاک عشاء کی رسم مقرر کی گئی۔ وہی ELEMENTS یعنی چیزیں پاک عشاء کیلئے مقرر کی گئیں جو عید فسح پر یہودی استعمال کرتے تھے لیکن ان چیزوں کے روحانی معنے ایسے نئے طور پر آشکارا کئے گئے کہ شاگردوں نے پہلے کبھی نہیں سنے تھے۔

عید فسح کے روحانی معنی

لکھا ہے "جب وقت ہو گیا تو وہ کھانا کھانے بیٹھا اور رسول اس کے ساتھ بیٹھے۔ اس نے ان سے کہا مجھے بڑی آرزو تھی کہ دکھ سہنے سے پہلے یہ فسح تمہارے ساتھ کھاؤں۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اسے کبھی نہ کھاؤنگا جب تک وہ خدا کی بادشاہی میں پورا نہ ہو۔ پھر اس نے پیالہ

لیکر شکر کیا اور کہا کہ اسکو لیکر آپس میں بانٹ لو- کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہا انگور کا شیرہ اب سے کبھی نہ پئیونگا جب تک خدا کی بادشاہی نہ آلے- پھر اس نے روٹی لی اور شکر کرکے توڑی اور یہ کہہ کر ان کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے- میری یادگاری کے واسطے یہی کیا کرو- اور اسی طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے-" (لوقا ۲۲: ۱۴-۲۱)

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ضیافت خداوند مسیح کا آخری کھانا تھا جو انہوں نے اس زمین پر اپنے شاگردوں کے ساتھ کھایا- اس کے بعد وہ پکڑوائے گئے- پھر مصلوب کے گئے- پھر دفن کروئے گئے اور اسطرح انہوں نے اس کے بعد کوئی کھانا اس زمین پر نہیں کھایا- اسی لئے خداوند نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ انہیں بڑی آرزو تھی کہ دکھ سہنے سے پہلے وہ یہ فسح ان کے ساتھ کھائیں- خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ تین عید فسح پہلے بھی منائیں تھیں لیکن ایسا کبھی نہیں کہا تھا- انہوں نے اپنے خانہ ان کے ساتھ بھی تیس سال کی عمر تک ہر سال عید فسح منائی تھی لیکن ایسا کبھی نہیں کہا تھا جو کچھ انہوں نے اس خاص موقعہ پر کہا- یہ عید فسح انکی زمینی زندگی کی آخری فسح تھی اور یہ باتیں خاص اس موقعہ پر کہنے کیلئے تیار کی گئیں تھیں کیونکہ ان باتوں کا عید فسح کے ساتھ تعلق تھا- ان باتوں کا یعنی پاک عشاء کا یہودیوں کی دوسری عیدوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا- اس لئے یہ باتیں دوسری عیدوں پر نہیں کہی جا سکتی تھیں- انکا تعلق صرف عید فسح کے ساتھ تھا لہذا وہ صرف اس عید فسح پر کہی گئیں-

اس عید میں جو برہ ذبح کرتے اسکا خون ایک برتن میں جمع کرتے اور زوفے کی مدد سے دروازے کے دونوں طرف اور اوپر کی چوکھٹ پر لگاتے تھے- یہ خدا کا انہیں ملک مصر میں سے نکالنے اور ہلاکت سے بچانے کا ایک طریقہ تھا- اسی برہ کے خون کے وسیلے سے وہ ہلاکت سے بچ گئے اور اسی خون کے وسلیہ سے وہ ملک مصر میں سے نکل آئے- اگر وہ برہ کا خون اپنے دروازے پر نہ لگاتے تو وہ بھی مصریوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتے- لیکن خون نے انکو بچا لیا- وہ برہ ایک اور برے کی تشبیہ تھا جو خود خداوند مسیح تھا- خداوند مسیح خود اس رات عید فسح کے برہ کی طرح ذبح ہونے والے تھے- اسی لئے خداوند مسیح کا صلیب پر جان دینا عین اس دن ہوا جس دن عید فسح تھی- تاکہ عید فسح کا روحانی مطلب عیاں ہو جائے- جسطرح اس برہ کے خون کے وسیلہ سے بنی اسرائیل ہلاکت سے بچ گئے اور فرعون کی غلامی میں سے نکل آئے اسی طرح خداوند مسیح کے خون کے وسیلہ سے ہر انسان آنے والی ہلاکت سے بچ جاتا ہے اور شیطان کی غلامی میں سے نکل آتا ہے- عید فسح کا برہ عکس اور سایہ تھا مگر خداوند مسیح ہی وہ اصلی برہ تھا" جسکا علم تو بنانے

عالم سے پیشتر سے تھا مگر ظہور آخیر زمانہ میں ہماری خاطر ہوا" (۱-پطرس ۱:۲۰)- یہ وہی برہ تھا "جو بنای عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے" (مکاشفہ ۱۳:۸)- اسی برہ کے بارے میں یوحنا بپتسمہ دینے والے نے خداوند مسیح کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا "دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کے گناہ اٹھا لے جاتا ہے"- (یوحنا ۱:۲۹،۳۶)- اسی برے کے بارے میں پطرس رسول نے لکھا کہ تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے چاندی کے ذریعہ سے نہیں ہوئی بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برے یعنی مسیح کے بیش قیمت خون سے"- (۱-پطرس ۱:۱۸)- یہ وہی برہ ہے جسکی بابت یوحنا لکھتا ہے "کہ میں نے اس تخت اور چاروں جانداروں اور ان بزرگوں کے بیچ میں گویا ذبح کیا ہوا ایک برہ کھڑا دیکھا--- اور وہ سب اس برہ کے سامنے گر پڑے اور یہ نیا گیت گانے لگے کہ تو نے ذبح ہو کر اپنے خون سے ہر ایک قبیلہ اور اہل زبان اور امت اور قوم میں سے خدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا--- اور لاکھوں اور کروڑوں فرشتے بلند آواز سے یہ کہتے تھے کہ ذبح کیا ہوا برہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت اور طاقت اور عزت اور تمجید اور حمد کے لائق ہے"- (مکاشفہ ۵:۶-۱۴)-

یہی وہ برہ ہے جس کی بابت یسعیاہ نبی خداوند مسیح کے مصلوب ہونے سے ۷۳۰ برس پہلے پیشینگوئی کے طور پر یوں کہتا ہے "- وہ ستایا گیا تو بھی اس نے برداشت کی اور منہ نہ کھولا- جس طرح برہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں اور جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے اسی طرح وہ خاموش رہا- وہ ظلم کرکے اور فتویٰ لگا کر اسے لے گئے پر اس کے زمانہ کے لوگوں میں سے کس نے خیال کیا کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا؟ میرے لوگوں کی خطاؤں کے سبب سے اس پر مار پڑی- اسکی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی اور وہ اپنی

موت میں دولتمندوں کے ساتھ ہوا حالانکہ اس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اسکے منہ میں ہرگز چھل نہ تھا- لیکن خدا کو پسند آیا کہ اسے کچلے- اس نے اسے غمگین کیا- جب اسکی جان گناہ کی قربانی کے لئے گزرانی جائیگی تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا- اسکی عمر دراز ہوگی اور خداوند کی مرضی اس کے ہاتھ کے وسیلہ سے پوری ہوگی- اپنی جان ہی کا دکھ اٹھا کر وہ اسے دیکھے گا اور سیر ہوگا- اپنے ہی عرفان سے میرا صادق خادم بہتوں کو راستباز ٹھہرائیگا کیونکہ وہ انکی بدکرداری خود اٹھا لیگا- اسلئے میں اسے بزرگوں کے ساتھ حصہ دونگا اور وہ لوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لیگا- کیونکہ اس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ خطاکاروں کے ساتھ شمار کیا گیا تو بھی اس نے بہتوں کے گناہ اٹھا لئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی-

وہ آدمیوں میں حقیر و مردود۔ مرد غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔ لوگ اس سے گویا روپوش تھے۔ اسکی تحقیر کی گئی اور ہم نے اسکی کچھ قدر نہ جانی۔ تو بھی اس نے ہماری مشقتیں اٹھالیں اور ہمارے غموں کو برداشت کیا۔ پر ہم نے اسے خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا سمجھا۔ حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بد کرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا پر خداوند نے ہم سب کی بد کرداری اس پر لادی۔

جسطرح بنی اسرائیل کیلئے عید فسح کے ذریعے ملک مصر میں سے نکلنا اور فرعون کی غلامی سے آزاد ہونا یادگار کے طور پر منانے کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح مسیحیوں کیلئے جو خداوند مسیح کے خون کے باعث شیطان کی غلامی سے آزاد ہوئے انگور کے شیرے کے ذریعے اسی برہ کی قربانی کو یادگار کے طور پر منا سکتے ہیں۔ گتسمنی کیلئے عبرانی لفظ GETSHAMANIN ہے جسکا مطلب ہے کچلنے والا کولھو۔ اس باغ کا نام تھا زتیون کا باغ اور اس باغ میں ایک کولھو تھا جس سے زتیون کچل کر زتیون کا تیل نکالتے تھے۔ خداوند مسیح اسی گتسمنی باغ میں پکڑوائے گئے اور اسی باغ میں "سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اسکا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا"۔ (لوقا ۲۲: ۴۴-۴۵)۔ یعنی خداوند مسیح بھی ہمارے لئے اسی طرح کچلے گئے جسطرح زتیون یا انگور کچلے اور روندے جاتے ہیں تاکہ انکا تیل نکلے۔ خداوند مسیح نے اب اسی انگور کے شیرے کو اپنی موت اور اپنے خون کی یادگار منانے کے واسطے مقرر کیا جس انگور کے شیرے کو وہ عید فسح پر ملک مصر میں سے نکلنے کی یاد میں پیتے تھے۔ اسی طرح جس بے خمیری روٹی کے ذریعے پہلے وہ عید فطیر اور عید فسح کو یاد کرتے تھے اسی بے خمیری روٹی کے ذریعے اب وہ خداوند مسیح کے بدن کو یاد کریں جو انکی نجات اور مخلصی کی خاطر صلیب پر توڑا گیا۔ جس پر کوڑے لگائے گئے اور جو صلیب پر کیلوں سے جکڑ دیا گیا۔ جس میں سے خون کا چشمہ بہ نکلا جو گناہوں کو دھو کر بالکل صاف اور پاک کر دیتا ہے۔

لہذا خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں اور رسولوں پر عید فسح کی رات عید فسح کے روحانی معنی بیان کر دئے کہ وہ برہ جو عید فسح پر ذبح کیا جاتا ہے وہ میں ہوں۔ اسکا خون جو دروازوں پر لگایا گیا وہ میرا خون ہے جو دلوں کے دروازوں پر لگانے سے حقیقی مخلصی اور نجات ملتی ہے۔ اب عید فسح منانے کی ضرورت نہیں بلکہ پاک عشاء کو منانے کی ضرورت ہے۔ اب مصر میں ذبح کئے ہوئے برے کو یاد کرنے کی ضرورت نہیں اب یروشلیم میں ذبح کئے ہوئے برے کو یاد

کرنے کی ضرورت ہے- کیونکہ پولس رسول لکھتا ہے- "کیونکہ ہمارا بھی فسح یعنی مسیح قربان ہوا ہے- پس آؤ ہم عید کریں"-(۱- کرنتھیوں ۵:۷)- اس وقت سے رسول عید فسح تو مناتے ہیں لیکن پرانے طور پر نہیں بلکہ نئے طور پر- ہفتہ کے پہلے روز جمع ہو کر روٹی توڑنے اور انگور کا شیرہ پینے سے-

پاک عشاء کی سات باتیں

جو آخری عید فسح خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ یروشلیم میں منائی اس رات پولس رسول جسکا نام پہلے ساؤل تھا ان شاگردوں کے ساتھ نہیں تھا- بلکہ شائد وہ ترسیس میں اپنے خاندان کے ساتھ عید فسح مناتا ہو گا- تاہم جب خداوند مسیح اس پر دمشق کی راہ میں ظاہر ہوئے اور بعد میں بھی پاک روح کے وسیلے اسے مکاشفات دیتے رہے تو وہ لکھتا ہے "یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی اور میں نے تم کو بھی پہنچادی کہ خداوند یسوع نے جس رات وہ پکڑوایا گیا روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور کہا یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لئے ہے- میری یادگاری کے واسطے یہی کیا کرو- اسی طرح اس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے- جب کبھی پیو میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو- کیونکہ جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالے میں سے پیتے ہو تو خداوند کی موت کا اظہار کرتے ہو- جب تک وہ نہ آئے- اس واسطے جو کوئی نامناسب طور پر خداوند کی روٹی کھائے یا اس کے پیالے میں سے پیئے وہ خداوند کے بدن اور خون کے بارے میں قصوروار ہو گا"-(۱- کرنتھیوں ۱۱:۲۳-۲۷)

پولس رسول ان چند آیات میں سات باتیں بیان کرتا ہے-

۱- خداوند سے پہنچی

خداوند مسیح نے یہ ضروری سمجھا کہ پولس رسول پر بھی اس آخری رات کا سارا واقعہ بیان کیا جائے کہ اس رات کیا ہوا اور کیوں ہوا- اگرچہ پولس رسول دوسرے رسولوں سے یروشلیم میں ملا اور کئی بار ان کی رفاقت میں وقت گزارا اور شائد انہوں نے بھی آخری رات جو بالاخانہ پر گزری بیان کی ہو گی لیکن پولس رسول اس بات پر فخر کرتا ہے کہ خداوند مسیح نے خود اسے سارا واقعہ بتایا- ظاہر ہے کہ خداوند مسیح نے نہ صرف عید فسح کا ذکر کیا ہو گا بلکہ یہ بات پولس کو سمجھائی ہو گی کہ کسطرح عید فسح کا برہ وہ خود تھا- پس خداوند مسیح کی نگاہ میں یہ بات نہائیت اہم ہے کہ اس کے برہ ہونے کے بھید کو سمجھا جائے اور انکا خود ظاہر ہو کر پولس کو یہ بات سمجھانا

اسکی اہمیت کو اور بھی زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ ہم مسیحیوں کو بھی اس بھید سے واقفیت حاصل کرنی چاہیئے جو بہت سے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ہماری سزا خود اٹھانے کیلئے اور ہمارے گناہوں کے بوجھ کو خود اٹھانے کیلئے خداوند مسیح برہ بن گئے۔ جسے فدئے یا کفارے کا برہ کہتے ہیں۔ خداوند مسیح نے یہ بات پولس تک پہنچائی۔ کیا یہ آپ تک پہنچ چکی ہے یا نہیں؟ کیا آپکو یعنی کتاب پڑھنے والوں کو خداوند نے خود بتایا ہے کہ دو ہزار سال ہوئے گتسمنی باغ میں کیا کیا ہوا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد یروشلیم میں کیا کیا ہوا۔ خداوند مسیح اس بھید کو شخصی طور پر سمجھانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی اسے شخصی طور پر سمجھنا چاہیے۔ خداوند مسیح نے ساؤل کو سمجھایا ہوگا کہ اسے ساؤل! جس رات میں پکڑوایا گیا میں تمہارے لئے پکڑوایا گیا تھا۔

۲۔ شکر گزاری

خداوند نے پاک عشاء کی رسم مقرر کرنے سے پہلے شکر گزاری کی۔ اس نے روٹی لی اور شکر کیا۔ روٹی خداوند مسیح کے بدن کو ظاہر کرتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے قربانی کیلئے ایک بدن تیار کیا۔ لکھا ہے" تونے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا بلکہ میرے لئے ایک بدن تیار کیا"۔ (عبرانیوں ۱۰:۵)۔ اگر یہ بدن تیار نہ ہوتا تو میرے فدئے کے لئے کیا چیز دی جاتی۔ برے اور بکرے تو پہلے بھی قربان ہو چکے تھے لیکن ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دور کرے "(عبرانیوں ۱۰:۴)۔ مسیح آئندہ کی اچھی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا--- اور بکروں اور بچھڑوں کا خون لیکر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور ابدی خلاصی کرائی "۔ (عبرانیوں ۹:۱۱۔ ۱۲)۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس روٹی یعنی مسیح کے بدن کے لئے شکر گزاری کی جائے۔ اس شکر گزاری میں شخصی اور اجتماعی شکر گزاری شامل ہے۔ جتنے اشخاص اس رسم میں شریک ہوں وہ سب شخصی طور پر خداوند کی شکر گزاری کریں کہ خدا نے انسانی جسم میں ہو کر قربانی کا انتظام کیا۔ اپنے لئے خداوند کا شکر کریں کہ یہ بدن میرے لئے تیار کیا گیا تاکہ میرے گناہوں کا فدیہ بن سکے۔ بہت سے نجات یافتہ پاک عشاء لیتے وقت اپنی شخصی شکر گزاری پیش نہیں کرتے جو کہ بہت ضروری ہے۔ اجتماعی شکر گزاری جماعت کا راہنما کرتا ہے۔ انفرادی شکر گزاری دعا کے طریقے سے یا کورس گانے سے یا کلام کا کوئی حصہ پڑھنے سے ہو سکتی ہے۔ اس شکر گزاری میں اس بات کی گواہی ہوتی ہے کہ مجھے خداوند نے گناہوں سے خلصی اور نجات بخشی ہے۔ پاک عشاء کی تقسیم سے پہلے بہت سا وقت شکر گزاری میں گزارنا چاہیئے۔

۳- نیا عہد

پولس رسول پر یہ تیسری بات آشکارا ہوئی کہ پاک عشاء کی رسم ایک عہد کی یاد دلاتی ہے جو نیا عہد ہے اور جو مسیح کے پاک خون سے باندھا گیا ہے- گزشتہ زمانوں میں خدا نے آدم سے عہد کیا- نوح سے عہد کیا- ابرہام سے عہد کیا جو اس نے بعد میں اضحاق اور یعقوب کے ساتھ دہرایا- اس نے بنی اسرائیل کے ساتھ کوہ سینا پر عہد کیا- اس نے داؤد اور سلیمان کے ساتھ عہد کیا- اس نے کاہنوں اور لاویوں کے ساتھ عہد کیا- اور خدا نے آخری زمانے میں بنی اسرائیل کے ساتھ ایک نئے عہد کا بھی ذکر کیا- "دیکھ وہ دن آتے ہیں خداوند فرماتا ہے جب میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا-" (یرمیاہ ۳۱:۳۱، عبرانیوں ۸:۸)- اس نئے عہد کا درمیانی خداوند مسیح ہی ہے (عبرانیوں ۹:۱۵، ۱۲:۲۴)- ہر عہد خون سے باندھا جاتا تھا- خداوند مسیح نے بیل یا بکرے کا خون نہیں لیا بلکہ اپنا خون پیش کر کے نیا عہد باندھا- اور کہا "یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے" (لوقا ۲۲:۲۰)- اسرائیل اور یہوداہ نے اس نئے عہد کے خون کو رد کر دیا- لیکن ایک وقت آنے والا ہے کہ وہ سب اسے قبول کریں گے- فی الحال ان دو ہزار سالوں میں کروڑہا انسانوں نے جن میں یہودی اور غیر قوم سب شامل ہیں اس نئے عہد کے خون کو قبول کیا ہے اور خداوند مسیح کی کلیسیا میں شریک ہو چکے ہیں- یہ نیا عہد خدا اور انسان کے درمیان ہے کہ خدا ان لوگوں کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اور ان کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے جو خداوند مسیح پر ایمان لا کر خدا کے فرزند بن جاتے ہیں- عبرانیوں کے خط کا مصنف اس نئے عہد کو بہتر عہد" کے نام سے پکارتا ہے-(عبرانیوں ۷:۲۲، ۸:۶) اور خداوند مسیح اس بہتر عہد کا درمیانی کہلایا- عزیزو! خدا کا انتظام کتنا عجیب اور قابل تعریف ہے کہ یہ نیا عہد جو دراصل بنی اسرائیل کے لئے تھا اس میں غیر قوم پہلے داخل ہو گئے اور بنی اسرائیل بعد میں داخل ہوں گے- اسی لئے ہمیں پاک عشاء میں شامل ہونا چاہئے تاکہ اس نئے عہد کو یاد کر لیں جو خداوند مسیح کے خون کے وسیلہ سے خدا اور ہمارے درمیان ہوا ہے-

۴- یادگار

خداوند مسیح نے پاک عشاء کے وقت فرمایا "میری یادگاری کے واسطے یہی کیا کرو"- یہ پاک عشاء مسیح کی یادگار کی رسم ہے- مسیحیت میں صرف دو سیکرامنٹ مقرر کئے گئے ہیں- ایک

بپتسمہ اور دوسرا پاک عشاء کا۔ دونوں نہائیت معنی خیز ہیں اور خداوند کے مقرر کردہ ہیں اور نہائیت توجہ کے قابل ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مسیحیوں کی نگاہ میں ان دو رسموں کی اتنی اہمیت نہیں جتنی کرسمس اور ایسٹر کے تہواروں کی ہے۔ حالانکہ ان دونوں کا کلام میں کہیں ذکر ہی نہیں آیا۔ اور نہ منانے کیلئے کہا گیا ہے۔ خداوند مسیح کی صحیح یادگار نہ کرسمس میں ہے اور نہ ایسٹر میں بلکہ پاک عشاء میں۔ کرسمس اور ایسٹر کے تہوار دنیا نے مسیحت کیلئے رنگ رلیوں اور عیش و تفریح کے تہوار بن گئے ہوئے ہیں۔ مغربی دنیا میں کرسمس کے موقع پر مسیح کی یادگار تو کم ہوتی ہے البتہ شراب اور جوا اور ڈانس اور پارٹیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ ایسٹر کے تہوار پر البتہ مسیح کی صلیبی موت اور جی اٹھنے کو یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن کتنے لوگ اس کو شخصی طور پر مناتے ہیں؟ بہت کم۔ خداوند مسیح نے اپنی یادگار منانے کا جو طریقہ کلام میں درج کیا ہے وہ کرسمس یا ایسٹر کے تہوار نہیں بلکہ پاک عشاء ہے۔ روٹی توڑنے اور شیرہ پینے سے خداوند مسیح کی موت کی یادگار منانے کیلئے کہا گیا ہے۔ یہ خداوند مسیح کا حکم ہے۔ اپنی مرضی کی بات نہیں کہ منائیں یا نہ منائیں۔ جو اس رسم کو پورا نہیں کرتے وہ خداوند مسیح کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ پس ان کی عبادت کا کیا فائدہ جب وہ یادگار منانے کا حکم توڑ دیتے ہیں۔

۵۔موت کا اظہار

لکھا ہے "جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالے میں سے پیتے ہو تو خداوند کی موت کا اظہار کرتے ہو"۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۱:۲۶)۔ پاک عشاء میں شامل ہونا خداوند مسیح کی موت کا اظہار کرنا ہے۔ آج زمین پر بیشمار لوگ ایسے ہیں جو خداوند مسیح کی موت کو نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ ایک تواریخی واقعہ ہے جو رومی تواریخ کا ایک حصہ ہے۔ جو یہودیوں کی تواریخ کا ایک حصہ ہے۔ جو یروشلیم کی تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ خداوند مسیح کی موت کی گواہی رومی حاکم نے دی۔ خداوند مسیح کے شاگردوں نے دی۔ خود مسیح کی ماں مریم نے اپنے بیٹے کو اپنے سینہ سے لگایا جب وہ صلیب پر سے اتارا گیا۔ نبیوں کے وسیلہ سے اسکی موت کی بابت پیشینگوئیاں کی گئیں۔ کاہنوں اور سردار کاہنوں نے اس کے مروانے اور مصلوب کروانے کی سازش کی۔ اور خود خداوند مسیح نے اپنی موت سے پہلے گواہی دی کہ میں اس لئے آیا کہ بہتیروں کے بدلے اپنی جان فدیہ میں دوں"۔ اتنے ثبوت موجود ہونے کے باوجود ایسے لوگ موجود ہیں جو مسیح کی موت کا انکار کرتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم مسیح کی موت کا اظہار کریں اور جو طریقہ کلام میں دیا گیا ہے وہ پاک عشاء کی رسم ہے جس کے ذریعے ہم مسیح کی موت کا اظہار کر سکتے ہیں کہ

خداوند مسیح میرے لئے اور تمام بنی آدم کیلئے موا اور دفن ہوا اور تیسرے دن زندہ ہوا۔

۶- پوشیدہ آمد

پاک عشاء کی رسم کے شروع ہونے کا ایک خاص وقت تھا اور اس رسم کے ختم ہونے کا بھی ایک خاص وقت متعین ہے۔ یہ رسم اسوقت شروع ہوئی جب یروشلیم میں خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ آخری عید فسح منائی۔ اور یہ رسم اسوقت ختم ہوگی جب خداوند مسیح اپنے تمام شاگردوں اور تمام کلیسیا کے ساتھ پھر جمع ہوں گے۔ پولس رسول پر یہ بھید بھی آشکارا کیا گیا کہ کلیسیا کو یہ رسم کب تک مناتے چلے جانا ہے۔ وہ لکھتا ہے "جب تک وہ نہ آئے" (آیت ۲۶)۔ یعنی خداوند مسیح کی دوبارہ آمد تک اس رسم کو مناتے چلے جانا ہے۔ جب کبھی ہم یہ روٹی توڑتے اور اس پیالے میں سے پیتے ہیں تو ہم نہ صرف خداوند مسیح کی موت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ یہ بھی اظہار کرتے ہیں کہ خداوند مسیح ابھی نہیں آئے۔ جب تک کلیسیا اس زمین پر موجود ہے اور پاک عشاء کی رسم منائی جاتی ہے اس سے ہم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خداوند مسیح جنہوں نے دوبارہ آنے اور کلیسیا کو ساتھ لے جانے کا وعدہ کیا ہے ابھی نہیں آئے۔ اور ہم ان کی انتظار میں ہیں اور یہ پاک عشاء کی رسم مناتے چلے جارہے ہیں۔

ایمانداروں کی سب سے مبارک امید یہ ہے کہ خداوند مسیح خود انہیں لینے کے لئے پھر دوبارہ آنے والے ہیں۔ انہوں نے یوحنا ۱۴:۱-۳ میں فرمایا۔ "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور اگر میں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو"۔ خداوند مسیح کا یہ وعدہ تمام دنیا کے لئے نہیں بلکہ صرف اپنے خون خریدوں اور مقدسوں اور ایمانداروں کیلئے ہے۔ پس خداوند مسیح کی یہ آمد صرف اور صرف کلیسیا کے لئے ہوگی۔ یہ انکی دوسری آمد نہیں ہوگی بلکہ یہ انکی کلیسیا کیلئے آمد ہوگی جو دوسری آمد سے سات سال پہلے واقع ہوگی۔ لکھا ہے "خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئیگا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اسطرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے" (۱- تھس ۴:۱۶-۱۷)۔ خداوند مسیح اپنی کلیسیا کو لینے پوشیدگی میں آئیں گے اور لیکر پوشیدگی میں چلے جائیں گے۔ اسی لئے انکی آمد کو پوشیدہ آمد کہتے ہیں جبکہ دوسری آمد نہ پوشیدہ ہوگی نہ خاموش۔ کلیسیا خداوند مسیح کی دوسری

آمد کی انتظار نہیں کر رہی بلکہ پوشیدہ آمد کا جو خاص کلیسیا کیلئے ہے۔ نہ بنی اسرائیل کے لئے۔ نہ غیر قوموں کے لئے بلکہ صرف کلیسیا کے لئے۔ اور کلیسیا میں بھی صرف زندہ ایمانداروں کے لئے نہیں بلکہ ان سب ایمانداروں کے لئے بھی جو گزشتہ بیس صدیوں میں مسیح میں سو گئے۔ ان سوئے ہوئے ایمانداروں کے بغیر کلیسیا نامکمل ہے۔ لہذا تمام کلیسیا پہلے دن سے آخری دن تک ایک جگہ جمع ہو گی۔ اور چونکہ یہ اجتماع ہوا میں ہونا مقرر ہو چکا ہے اسلئے ظاہر ہے کہ ہم ان خاکی، مادی فانی جسموں میں ہوا میں نہیں اڑ سکتے۔ لہذا اسکا طریقہ بھی کلام مقدس میں بتایا گیا ہے۔ "کہ ہم سب تو نہیں سوئینگے مگر سب بدل جائیں گے۔ اور یہ ایک دم میں۔ ایک پل میں۔ پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا۔ کیونکہ نرسنگا پھونکا جائیگا اور مردے غیر فانی حالت میں جی اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے۔ کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہنے۔" (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۵۱-۵۳)۔ چنانچہ کلیسیا اسوقت تک پاک عشاء کی رسم مناتی چلی جائیگی جب تک وہ اس فانی بدن میں ہے۔ جب ہمارے جسم بدل جائیں گے تو پھر یہ رسم ختم ہو جائیگی کیونکہ ہم اس خداوند مسیح کے ساتھ جاملیں گے جس کی یادگار ہیں دو ہزار سالوں سے یہ رسم منا رہے ہیں اور جسکو ہم نے دیکھا بھی نہیں۔ اب ہم اس کے جلالی چہرے کو دیکھیں گے اور ہمیشہ اسکے ساتھ رہیں گے۔ وہ ہمیں لیکر آسمان میں چلے جائیں گے۔ تاکہ ہم ان مکانوں میں رہیں جو انہوں نے تیار کئے ہیں۔

۷۔ نامناسب طریقہ

سب سے آخری بات جو پولس رسول پاک عشاء کے بارے میں ایمانداروں پر ظاہر کرتا ہے وہ اس رسم میں نامناسب طریقے پر شامل ہونا ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے۔ "پس آدمی اپنے آپکو آزمالے اور اسی طرح اس روٹی میں سے کھائے اور اس پیالے میں سے پئے"۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ایمانداروں کو پاک عشاء لینے سے پہلے اپنے آپ کو آزمانا چاہئے۔ انگریزی ترجمہ میں آزمانے کیلئے لفظ EXAMINE استعمال کیا گیا ہے جسکا معنی ہے اپنا امتحان کرنا۔ پاک عشاء میں حصہ لینے سے پہلے ہر ایماندار کو اپنا امتحان کرنا چاہیئے کیونکہ یہ عشاء پاک ہے اور ہم گناہ اندر رکھ کر پاک عشاء میں شریک نہیں ہو سکتے۔ ہمارا عشاء میں شریک ہونا صرف یہ ظاہر نہیں کرتا کہ میں نجات یافتہ ہوں بلکہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ میں خداوند میں پاک زندگی بسر کر رہا ہوں۔ میں بے ضمیر ہوں۔ اسی لئے پولس رسول لکھتا ہے۔ "پرانا خمیر نکال کر اپنے آپکو پاک کر لو تاکہ تازہ گندھا ہوا آٹا بن جاؤ۔" (۱۔ کرنتھیوں ۵:۷)۔ پس ہم جو خداوند

مسیح کے خون سے پاک کئے گئے ہمیں اس میں ہر وقت پاک رہنا ہے اور پاکیزگی کی حالت میں اس رسم میں شامل ہونا ہے۔ ہم نے روٹی توڑنے سے پہلے اپنے آپ کو آزمانا اور اچھی طرح امتحان کرنا ہے کہ مجھ میں کوئی گناہ تو نہیں۔ میں نے گزشتہ دنوں میں کوئی ایسا غلط کام تو نہیں کیا جو خداوند اور اس کے کلام کے خلاف ہو۔ اگر نہیں ہے تو خدا کا پاک روح ہمیں پوری آزادی دیتا ہے کہ پاک عشاء میں شریک ہوں۔ لیکن اگر نہیں تو ہمیں پہلے اس غلطی یا گناہ کا اقرار کر کے اس کے لئے معافی مانگنی ہے اور اس داغ کو خداوند مسیح کے خون سے دھلا کر صاف کر دینا ہے اور پھر پاک عشاء میں شریک ہونا ہے۔ جو لوگ گناہ کی صفائی کئے بغیر پاک عشاء میں شریک ہوتے ہیں وہ نامناسب طریقے سے شریک ہوتے ہیں اور ایسوں کے لئے لکھا ہے "جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اس کھانے پینے سے سزا پائیگا۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ پاک عشاء میں شریک ہونے سے برکت ملے گی اور وہ بغیر سوچے سمجھے اور بغیر اپنے آپکو پرکھے اور آزمائے پاک عشاء میں شریک ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ برکت کی بجائے سزا کے وارث بن جاتے ہیں کیونکہ جو کوئی نامناسب طور پر خداوند کی روٹی کھاتے یا اس کے پیالے میں سے پیئے وہ خداوند کے بدن اور خون کے بارے میں قصوروار ہوگا۔ اور جو قصوروار ہوتا ہے اس کو سزا بھی ملتی ہے۔ پس غلط طریقے سے عشاء میں شامل ہونے سے سزا بھی مل سکتی ہے۔ اور یہ سزا بھی ہماری تربیت کیلئے ہے تاکہ ہم دنیا کے ساتھ مجرم نہ ٹھہریں۔ پس سب ایمانداروں کو پاک عشاء میں شامل ہونے سے پہلے اپنی چھوٹی بڑی سب غلطیوں کیلئے معافی مانگ لینی چاہیئے اور خداوند مسیح کے خون سے دھل کر پاک اور بے داغ بنے رہنا چاہیئے۔

پاک عشاء کے متعلق ضروری باتیں

پیشتر اس سے کہ ہم یہ مضمون ختم کریں پاک عشاء کے متعلق چند ضروری باتیں بیان کی جاتی ہیں جن میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پاک عشاء میں کون داخل ہو سکتا ہے؟

کون داخل ہو سکتا ہے؟

پاک عشاء صرف ایمانداروں کے لئے ہے۔ جنہوں نے توبہ کی ہے۔ اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے۔ انکا ایمان خداوند مسیح پر ہے کہ وہ انکی خاطر مصلوب ہوا، مارا گیا، دفن ہوا اور تیسرے دن مردوں میں سے زندہ ہوا۔ وہ آسمان پر اٹھایا گیا اور باپ کے دہنے ہاتھ اس کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اور ہمیں لینے کے لئے پھر آنے والا ہے۔ جسکو یقین ہے کہ اس کے سب

گناہ معاف ہو چکے ہیں۔اور وہ خداوند مسیح کے پاک اور بیش قیمت خون سے دھل کر پاک اور صاف ہو چکا ہے۔ جسکو یقین ہے کہ اسے نجات مل چکی ہے اور اب خداوند کے فضل سے اسے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہے اور وہ جہنم کی آگ میں نہیں پھینکا جائیگا۔ دوسرے الفاظ میں اسے نئی پیدائش کا تجربہ ہے اور وہ اس نئی پیدائش کے وسیلہ سے اپنے آپ کو خدا کا فرزند سمجھتا ہے اور کلیسیا کا ایک فرد۔ یعنی پاک لوگوں کی جماعت کا جو خداوند مسیح کا بدن ہے۔ ایک حصہ اور ایک عضو ہے۔

جن لوگوں کو ان باتوں کا یقین نہیں ہے وہ پاک عشاء میں شریک نہیں ہو سکتے۔ آج گرجا گھروں میں جب پاک عشاء ہوتی ہے تو پاسبان صفائی کے ساتھ یہ نہیں بتاتے کہ کون شریک ہو سکتا ہے اور کون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ سب شریک ہوں چاہے غلط طریقے سے شریک ہوں۔ بلکہ بعض اوقات پاسبان ان کو شامل کرنے کے لئے کچھ لالچ بھی دے دیتے ہیں جیسے یہ کہ تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور شامل ہونے والوں کو ہمیشہ کی زندگی مل جائیگی۔ اور برہ کی کتاب حیات میں نام درج ہو جائیں گے۔ حقیقت میں یہ سب باتیں غلط ہیں۔ پاک عشاء میں شریک ہونے سے نہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نہ ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے اور نہ برہ کی کتاب حیات میں نام درج ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں معاملہ ہی بالکل الٹ ہے۔ اور وہ اس طرح کہ پاک عشاء میں شریک ہی وہی ہو سکتے ہیں جن کے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ جن کو ہمیشہ کی زندگی ملنے اور کتاب حیات میں نام لکھے جانے کا پہلے سے یقین ہے۔

بعض کلیسیاؤں میں پاک عشاء میں شامل ہونے کیلئے ایک امتحان پاس کرنا پڑتا ہے جسے CONFIRMATION کہتے ہیں۔ امتحان میں شامل ہونے والوں کو چند باتیں سیکھنے کیلئے کہا جاتا ہے اور پھر انکا امتحان ہوتا ہے جس میں چند سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ اگر وہ سوالوں کا جواب ٹھیک دے دیں تو وہ پاس ہو جاتے ہیں اور انہیں پاک عشاء میں شامل ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔ پاک عشاء میں شامل ہونے کا معیار بائبل کا علم نہیں جو یاد کر لینے سے ہمیں شامل ہونے کا حق دے دیتا ہے۔ اسکا تعلق دل۔ روح اور نئی پیدائش اور ایمان سے ہے۔ جس کسی کی نئی پیدائش ہو چکی ہے وہ حصہ لے سکتا ہے۔ باقی صرف سوالوں کو یاد کر کے پاس ہونے والے ہر گز داخل نہیں ہو سکتے۔ یہ مشنوں اور مسیحی اداروں کی غلط تعلیم ہے جو ہمارے ملک میں مغرب کے مشنوں نے رائج کی ہے اور اپنی کارکردگی دکھانے کی خاطر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو چند سوالات کا صحیح جواب دینے پر پاس کر کے رپورٹ بھیج دی جاتی ہے کہ اتنے لوگوں کو پاک عشاء میں شامل کرنے کیلئے کنفرم کیا گیا۔

عناصر اور طریقہ تقسیم

پاک عشاء کی رسم میں صرف دو عناصر ہیں یعنی روٹی اور شیرہ (ا) روٹی کیونکہ خداوند مسیح کے بدن کو ظاہر کرتی ہے اور وہ بالکل پاک تھا۔ اس لئے روٹی سادہ گندم کے آٹے کی ہو اور بے خمیری ہو۔ بعض جماعتوں میں ڈبل روٹی استعمال ہوتی ہے جس میں خمیر ہوتا ہے۔ اس لئے اسکا استعمال غلط ہے۔ بعض جماعتوں میں پراٹھا یا تیل سے چپڑی ہوئی روٹی استعمال ہوتی ہے۔ وہ بھی درست نہیں۔ اور بعض چینی اور گھی ملے ہوئے آٹے کی تیار کرتے ہیں۔ وہ بھی درست نہیں۔ روٹی گندم کے آٹے کی ہو۔ اور اس میں کوئی اور چیز شامل کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ب) شیرہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ انگور کا شیرہ ہو۔ اگر انگور مل جائیں تو انکو دبا کر شیرہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ اگر نہ ملیں تو خشک میوہ کو پانی میں ابال کر تیار کیا جاسکتا ہے۔ یا بازار سے بند بوتلوں میں انگور کا شیرہ خالص ملتا ہے وہ بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ بعض جماعتوں میں وائن یعنی شراب اور وسکی استعمال ہوتی ہے۔ وہ غلط ہے۔ بعض جگہوں میں کوئی اور رس استعمال ہوتا ہے وہ بھی کلام کے خلاف ہے۔

ان دونوں عناصر کی تقسیم کے بارے میں یہ ہے کہ ہر شریک ہونے والے کو پہلے روٹی میں سے کچھ حصہ خود توڑنے کا موقعہ ملنا چاہیے اور اسی طرح ایک پیالے میں سے خود شیرہ پینے کا موقعہ بھی ملنا چاہیے۔ بعض کلیسیاؤں میں ایک روٹی کی بجائے چھوٹی چھوٹی گول گول ٹکیاں ہوتی ہے جو پاسبان اپنے ہاتھ سے لوگوں کے منہ میں ڈال دیتا ہے اور تمام شیرہ خود پی جاتا ہے۔ یا ٹکیاں شیرے میں بھگو بھگو کر منہ میں ڈالتے جاتے ہیں۔ یہ سب طریقے انسان کے اپنے ایجاد کردہ ہیں۔ اور غلط ہیں۔

سوال و جواب

اب پاک عشاء کے بارے میں چند سوال اور ان کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) سوال۔ کیا شیرہ چھوٹی چھوٹی الگ الگ پیالیوں میں تقسیم کرنا درست ہے؟

جواب۔ اگر گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو جو شیرہ ان چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں ڈالا جاتا ہے وہ ایک ہی بڑے جگ یا برتن میں سے انڈیلا جاتا ہے اس لئے ایک پیالے کا نظریہ کافی حد تک پورا ہو جاتا ہے۔ اور بجائے ایک ہی پیالے میں پینے کے پہلے سے الگ الگ کئے ہوئے حصے پی لئے جاتے ہیں۔ اس میں نہ صرف ایک پیالے کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے بلکہ صحت کے لحاظ سے

بھی صفائی کا تقاضا پورا ہوجاتا ہے - اس کے علاوہ جو شیرہ بچ جائے وہ قابل استعمال بھی رہتا ہے-

(۲) سوال - کیا پاک عشاء میں استعمال ہونے والی روٹی اور شیرہ خداوند مسیح کا حقیقی گوشت اور خون بن جاتا ہے ؟

جواب - بعض کلیسیاؤں میں یہی تعلیم دی جاتی ہے کہ روٹی مسیح کا گوشت بن جاتی ہے اور شیرہ مسیح کا خون بن جاتا ہے - لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں عناصر اپنی جگہ پر ویسے ہی رہتے ہیں - جیسے وہ استعمال سے پہلے تھے اور بالکل تبدیل نہیں ہوتے - نہ ہی وہ بدن کے اندر جا کر مسیح کا گوشت اور خون بنتے ہیں - یہ صرف مشابہت کیلئے استعمال ہوتے ہیں تاکہ ہم خداوند مسیح کی موت یاد کر سکیں وہ حقیقی طور پر خداوند مسیح کے گوشت اور خون میں تبدیل نہیں ہوتے-

(۳) سوال - کیا چھوٹے بچے پاک عشاء میں شریک ہوسکتے ہیں - ؟

جواب - چھوٹے بچے پاک عشاء میں شریک نہیں ہوسکتے کیونکہ انہیں نئی پیدائش - توبہ - گناہوں کا اقرار - ایمان اور نجات کا تجربہ اور سمجھ نہیں ہوتی-

(۴) سوال - سال میں کتنی بار پاک عشاء کی رسم ادا کرنی چاہیے ؟

جواب - بعض کلیسیاؤں میں عشاء کی رسم سال میں ایک دفعہ ادا کی جاتی ہے - بعض میں ہر تین ماہ کے بعد - بعض ہر ماہ میں ایک بار اور بعض ہر ہفتے ادا کرتے ہیں - کلام مقدس میں اس سوال کا جواب صاف طور پر کہیں نہیں دیا گیا کہ سال میں کتنی بار یہ رسم ادا کرنی چاہیے - لیکن اعمال ۲۰:۷ میں ابتدائی کلیسیاؤں کا طریقہ یوں نظر آتا ہے کہ وہ ہر ہفتہ کے پہلے روز یعنی ہر اتوار کو روٹی توڑتے تھے - آج کل بھی بہت سی ایمانداروں کی جماعتوں میں یہی طریقہ رائج ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے - لکھا ہے "ہفتہ کے پہلے دن جب ہم روٹی توڑنے کیلئے جمع ہوئے" - اس سے یوں نظر آتا ہے کہ ایمانداروں کی جماعت کا یہ طریقہ تھا کہ وہ ہر ہفتہ کے پہلے دن روٹی توڑنے کیلئے جمع ہوتے تھے یہ نہیں کہ صرف اسی ایک دن میں جمع ہوئے تھے-

* * * * * * * * * * * * *

۱۵

قیامت

قیامت کے معنی ہے ایک دفعہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جانا- خداوند مسیح نے اپنی تعلیم کے دوران مردوں میں سے جی اٹھنے کا اکثر ذکر کیا- مثلاً جب وہ اس پہاڑ سے اتر رہے تھے جہاں خداوند مسیح کی صورت بدل گئی تھی تو انہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جب تک ابن آدم مردوں میں سے جی نہ اٹھے جو کچھ تم نے دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا- شاگردوں نے اس کلام کو یاد رکھا اور وہ آپس میں بحث کرتے تھے کہ مردوں میں سے جی اٹھنے کے کیا معنی ہیں؟ (مرقس ۹:۹-۱۰)- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد "مردوں میں سے جی اٹھنے" یعنی قیامت کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے تھے- حالانکہ خداوند مسیح نے کئی بار بالکل صاف الفاظ میں یوں کہا تھا "ضرور ہے کہ ابن آدم بہت دکھ اٹھائے اور بزرگ اور سردار کاہن اور فقیہ اسے رد کریں اور وہ قتل کیا جائے اور تین دن کے بعد جی اٹھے"- (مرقس ۸:۳۱، متی ۱۶:۲۱، لوقا ۹:۲۲)- خداوند مسیح انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ موت زندگی کا اختتام نہیں ہے- بلکہ موت کے بعد بھی انسانی زندگی جاری رہتی ہے گو ایک مختلف شکل میں- کلام مقدس میں انسانی زندگی کے تین درجے بیان کئے گئے ہیں-

(۱) انسانی زندگی کا پہلا درجہ پیدائش سے موت تک ہے یعنی وہ زندگی جو اس دنیا میں اور اس قدرتی جسم میں گزاری جاتی ہے جو خاکی اور فانی ہے- زندگی کا یہ حصہ چھوٹا اور محدود ہوتا ہے-

(۲) دوسرا درجہ زندگی کا وہ حصہ ہے جو موت اور قیامت کے درمیان پایا جاتا ہے- اسے وسطی یا درمیانی سٹیج کہتے ہیں- جس میں زندگی بغیر جسم کے ہوتی ہے- روح الگ اور فانی بدن الگ الگ ہوتے ہیں-

(۳) تیسرا درجہ زندگی کا وہ حصہ ہے جو جی اٹھنے والے جسم میں گزارا جاتا ہے- یہ آخری اور ابدی حالت ہوتی ہے- روح اور جی اٹھنے والا نیا جسم پھر دوبارہ مل کر رہتے ہیں-

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس میں جسم روح اور جان ہوتی ہیں- (۱- تھس ۵:۲۳)- موت کے بعد جسم قبر میں چلا جاتا ہے لیکن روح زندگی کا دوسرا درجہ گزارتی ہے- اس درمیانی درجہ کو نیا عہد نامہ میں "سونا" یا "نیند میں چلا جانا" کے ناموں سے پکارا گیا ہے مثلاً متی ۹:۲۴،

یوحنا ۹:۴ اور ۱۱:۱۱، تھس ۱۳:۴ اور ۱۵ و ۲- پطرس ۴:۳ میں مرے ہوئے اشخاص کو "سو گئے" کہا گیا ہے- کیا اسکا مطلب ہے کہ روح اس درمیانی درجے میں بیہوش یا بے خبر یا بے حرکت ہوتی ہے؟ نہیں! پہلی بات یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ روح اگرچہ اب اس بدن میں نہیں ہے جس بدن میں اس نے دنیا میں اپنا پہلا درجہ گزارا لیکن روح کا اپنا بھی ایک بدن ہوتا ہے- روح بے شکل اور بے ترتیب ہوا کی طرح نہیں بلکہ اسکی باقاعدہ شکل اور جسم ہوتا ہے جس سے روحیں بھی پہچانی جاتی ہیں- موت کے بعد عام آدمیوں کی روحیں عالم ارواح میں جاتی ہیں- سب روحیں ایک جیسی نہیں ہوتیں بلکہ وہ اسی طرح پہچان لی جاتی ہیں جس طرح وہ جسم میں پہچانی جاتی تھیں- خداوند یسوع مسیح نے اس درمیانی درجے کی وضاحت کرنے کے لئے لعزر اور امیر آدمی کی تمثیل پیش کی- (لوقا ۱۶:۱۹-۳۱)- جب لعزر مر گیا تو فرشتوں نے اسکی روح کو فردوس میں پہنچا دیا- جب امیر آدمی مر گیا تو اسکا جسم بھی لعزر کی طرح دفن ہوا مگر اس کی روح عالم ارواح میں پہنچائی گئی- یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد سب انسانوں کی روحیں ایک ہی جگہ میں نہیں جاتیں- موت کے بعد روحیں خود نہیں جاتیں بلکہ فرشتے انہیں اس جگہ پہنچاتے ہیں جو خدا کی طرف سے ان کے لئے متعین کی جائے- جب دونوں شخصوں کی روحیں اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گئیں تو خداوند مسیح نے بتایا کہ امیر آدمی کی روح نے لعزر کی روح کو دور سے دیکھا- اس نے نہ صرف فردوس میں لعزر کی روح کو دیکھا بلکہ ابرہام کی روح کو بھی دیکھا- پس یہ نتیجہ نکلا کہ روحیں دیکھ سکتی ہیں- پھر امیر آدمی کی روح نے ایک بڑا فرق نوٹ کیا کہ وہ تو عالم ارواح میں عذاب میں تڑپ رہی ہے لیکن لعزر کی روح آرام میں ہے- پس روحیں نہ صرف آرام اور عذاب کو محسوس کر سکتی ہیں بلکہ یہ امتیاز بھی کر سکتی ہیں کہ کون آرام میں ہے اور کون عذاب میں- پھر امیر آدمی کی روح ابرہام سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا پانی میں بھگو کر میری زبان تر کرے کیونکہ میں آگ میں تڑپتا ہوں- پس یہ بھی ثابت ہوا کہ روحیں بول سکتی ہیں- اور روحیں عقل استعمال کر سکتی ہیں کیونکہ اس آگ میں تڑپنے کا علاج خود ہی بتایا کہ زبان پر پانی لگانے سے ہوگا- ابرہام نے کہا بیٹا یاد کر کہ تو اپنی زندگی میں اپنی اچھی چیزیں لے چکا اور اسی طرح لعزر بری چیزیں لیکن اب وہ یہاں تسلی پاتا ہے اور تو تڑپتا ہے- ابرہام نے اسے زندگی کا پہلا حصہ یاد کرنے کیلئے کہا جو اس نے فانی اور خاکی بدن میں گزارا تھا- اسکا مطلب ہے کہ روحیں اپنی زندگی کے پہلے حصے کو جو وہ دنیا میں گزار کر جاتی ہیں اچھی طرح یاد رکھتی ہیں- اس امیر آدمی کی روح کو یاد تھا کہ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت سے رہتا تھا اور ہر روز خوشی مناتا اور بڑے شاندار کپڑے پہنا کرتا تھا- اسکو لعزر کے متعلق بھی یاد تھا کہ وہ

غریب تھا- ناسوروں سے بھرا ہوا تھا- بے بس تھا اور اسے پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی تھی-
ابرہام نے اسے اس کی زندگی اور لعزر کی زندگی دونوں یاد کرنے کے لئے کہا- اور ساتھ ہی
موجودہ حالت یعنی دوسرے درمیانی درجہ کی زندگی کی بھی وضاحت کی کہ کیوں لعزر اب آرام
میں ہے اور وہ تڑپ رہا ہے- اس وضاحت کو امیر آدمی کی روح اچھی طرح سمجھ گئی- ابرہام نے
ایک اور بات بھی سمجھائی کہ میں لعزر کو اگر بھیجنا بھی چاہوں تو نہیں بھیج سکتا کیونکہ فردوس اور
عالم ارواح کے درمیان ایک بڑا گڑھا ہے- ایسا کہ جو یہاں سے تمہارے طرف پار جانا چاہیں نہ جا
سکیں اور نہ کوئی ادھر سے ہماری طرف آسکے- ابرہام نے بتایا کہ یہ دو الگ الگ حصے ہیں- اور
کوئی روح ایک حصے سے دوسرے حصے میں نہیں جاسکتی- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روح کو ان
باتوں کا علم نہیں تھا کیونکہ وہ پہلے کبھی اس جگہ میں نہیں آئی تھی- لعزر کی روح کو بھی ان باتوں
کا علم نہیں تھا- اسی لئے وہ خاموش تھا اور امیر آدمی کی روح سب کچھ سمجھ گئی- کہ موت کے بعد
اب کیا کچھ ہو گیا ہے- اور اس نے ایک نتیجہ ضرور نکال لیا کہ اب جو کچھ ہونا تھا ہو گیا- اب یہ
بدل نہیں سکتا- پھر اسے اپنے پانچ بھائی یاد آنے لگے جو اس کی طرح عیش و عشرت کی زندگی
بسر کرتے اور نیک کاموں سے دور رہتے تھے- اسکی عقل نے یہ بھی اندازہ لگالیا کہ جب وہ
مریں گے تو وہ بھی اسی عذاب کی جگہ میں آئیں گے- مطلب یہ کہ روحیں اپنے سب رشتہ داروں
کو جانتی اور سمجھتی اور یاد کر سکتی ہیں- بلکہ ان کے انجام سے بھی واقف ہو جاتی ہیں- اور ان کے
بارے میں فکر مند بھی ہوتی ہیں اور مدد کرنے کی کوشش کرتی ہیں- اس امیر آدمی کی روح نے
ابرہام سے درخواست کی کہ لعزر کو اس کے باپ کے گھر بھیج دے تاکہ اسکے بھائیوں کو جا کر
بتائے کہ کس حالت میں ہے اور وہ اسکی گواہی سن کر برے کاموں سے باز آئیں- ابرہام نے
کہا کہ ان کے پاس موسیٰ اور انبیا تو ہیں- انکی سنیں- ابرہام نے ٹھیک کہا- خدا سب آدمیوں
کو نیک راستے پر چلانے کے لئے نبیوں کو بھیجتا ہے لیکن لوگ اس زندگی میں ان کی باتیں سنتے
ہی نہیں- اگر سن لیں تو پرواہ نہیں کرتے- یہ بات ہم زندہ لوگوں کو بڑے غور سے سننی
چاہیئے جو زندگی کا پہلا درجہ گزار رہے ہیں- ہمیں خدا کے کلام کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا
چاہیئے- امیر آدمی نے ابرہام سے کہا نہیں !! اگر کوئی مردوں میں سے جی اٹھ کر ان کے پاس
جائے تو وہ توبہ کریں گے- دیکھئے روح کی عقل کسطرح سے چالاکی اور ہوشیاری سے کام کر رہی
ہے اور بحث مباحثہ کر رہی ہے- اور اپنے بھائیوں کو بچانے کے لئے یا آگاہ کرنے کیلئے وہ ایک
مردے کی روح واپس بھیجنے کیلئے کہہ رہی ہے- لیکن اسکی یہ درخواست بھی قبول نہیں ہوئی-
کیونکہ ابرہام نے جواب دیا کہ جب وہ موسیٰ اور نبیوں ہی کی نہیں سنتے تو اگر مردوں میں سے

کوئی جی اٹھے تو اسکی بھی نہ مانیں گے۔

خداوند مسیح کی اس تمثیل سے زندگی کے دوسرے درجہ یعنی درمیانی درجہ میں روح کے متعلق کافی روشنی پڑتی ہے۔ کہ جب جسم قبر میں رکھ دیا جاتا ہے یا جلا دیا جاتا ہے۔ یا جانور کھا جاتے ہیں یا سمندر میں ڈوب جاتا ہے تو روح اپنی حالت سے ناواقف نہیں ہوتی۔ وہ دوسروں کو پہچان لیتی ہے اور خود بھی پہچانی جاتی ہے۔ وہ محسوس کر سکتی ہے۔ وہ سوچ سکتی اور اظہار خیال کر سکتی ہے۔ وہ اپنے رشتہ داروں کو جو زمین پر زندہ ہوتے ہیں یاد کر سکتی ہے اور فکر مند ہوتی ہے۔ اور مدد کرنے کی خواہش کرتی ہے مگر نہیں کر سکتی اور بالکل بے بس ہوتی ہے۔ اب اس نے عدالت کے وقت تک اسی جگہ اور اسی حالت میں رہنا ہے۔

جو لوگ اس زندگی کے پہلے درجہ میں توبہ کرتے ہیں اور خدا کا خوف اور ایمان رکھتے ہیں، موت کے بعد انکی روح آرام کی جگہ پر جاتی ہے۔ خداوند مسیح کے ساتھ صلیب پر جس ڈاکو نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا اور درخواست کی کہ "اے یسوع جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا"۔ (لوقا ۲۳:۴۲)۔ تو خداوند مسیح نے اس سے کہا۔ "میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہو گا"۔ اور اس ڈاکو کی روح بھی اسی جگہ پہنچائی گئی جہاں ابرہام اور لعزر تھے۔ جو لوگ خداوند مسیح کو قبول کر کے مرتے ہیں انکی روحیں لعزر اور اس ڈاکو کی طرح آرام کی جگہ میں پہنچائی جاتی ہیں۔ لکھا ہے۔ "مبارک ہیں وہ مردے جو اب سے خداوند میں مرتے ہیں۔ روح فرماتا ہے بیشک! کیونکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پائیں گے اور ان کے اعمال ان کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں"۔ (مکاشفہ ۱۴:۱۳)۔

ہمیں اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ زندگی کا دوسرا درجہ ایمانداروں اور مقدسوں کیلئے اگرچہ آرام اور چین کا ہوتا ہے پھر بھی نامکمل اور ادھورا ہوتا ہے کیونکہ روح جسم کے بغیر ہوتی ہے۔ اور ابھی تک ان انعاموں سے بھی محروم ہوتی ہے جو عدالت کے وقت مقدسوں کو دئے جائیں گے۔ یہ عرصہ تو عدالت کی انتظار میں گزارا جاتا ہے۔ زندگی کا پورا لطف اور مزہ تو تیسرے درجہ میں ہو گا جب روح اپنے جسم کے ساتھ دوبارہ ملیگی اور اسکو انعام اور اجر دیا جائیگا اور وہ ایک مکمل شخص بن کر ابدی خوشی میں زندگی گزاریگی۔ اسی طرح بے دین اور بدکار لوگوں کی روحیں بھی زندگی کی درمیانہ درجہ عدالت کی انتظار میں گزارتی ہیں لیکن وہ آرام میں نہیں ہوتیں۔ اور جب عدالت کے وقت وہ اپنے اپنے جسم میں دوبارہ شامل ہو جائیں گی اور انکو ابدی سزا ملے گی تو وہ بھی مکمل شخص بن کر ابدی عذاب میں جا پڑیں گی۔

قیامت کے بارے میں عقیدے

قیامت کے بارے میں مختلف عقیدے ہیں۔

۱- قیامت سے انکار- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قیامت کچھ چیز نہیں- خداوند مسیح کے دنوں میں یہودیوں میں صدوقیوں کا ایک فرقہ تھا جو کہتے تھے کہ قیامت ہے ہی نہیں- وہ کہتے تھے نہ کوئی فرشتہ ہے نہ روح اور نہ قیامت- (اعمال ۲۳:۸، متی ۲۲:۲۳، لوقا ۲۰:۲۷)- دنیا میں اور بھی ایسے مذاہب اور فرقے ہیں جو مردوں کے جی اٹھنے کو نہیں مانتے- ان کا خیال ہے زندگی صرف اسی جسم میں ہے- جب جسم مرجاتا ہے تو اس کے بعد کچھ نہیں رہ جاتا- سب کچھ ختم ہو جاتا ہے- جسم میں کوئی روح نہیں جو کہیں چلی جاتی ہے- اور نہ کوئی قیامت ہے کہ یہ جسم جی اٹھیگا- اور نہ کوئی عدالت ہے کہ انسان کے اعمال کی بازپرس ہوگی- ایسے لوگ اسی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور اس لئے اسی زندگی میں جو کچھ وہ کرسکیں کرنے کی کوشش کرتے ہیں- خوب کھاتے پیتے اور عیش و عشرت کرتے ہیں-

۲- قیامت ہو چکی ہے- دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جنکا عقیدہ ہے کہ قیامت تو ہے لیکن ہو چکی ہے- (۲- تم ۲:۱۸)- یہ وہ لوگ ہیں جو حق سے گمراہ ہو چکے ہیں اور جن کا ایمان بگڑ چکا ہے- وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں- اور غلط تعلیم پھیلاتے ہیں-

۳- قیامت ہے اور ہوگی- تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت کوئی چیز ہے- اور مستقبل میں ابھی ہونے والی ہے-

۴- ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ روح جون بدلتی ہے- اگر زندگی اچھی گزاری ہے تو اگلی جون میں بہتر درجہ ملیگا- اگر زندگی بری گزاری ہے تو اگلی جون میں جو پیدائش ہوگی وہ پہلی حالت سے کمتر چیز میں ہوگی- انسان کو بہتر زندگی گزارنی چاہیئے تاکہ ہر اگلی جون میں بہتر سے بہتر حالت میں نئی پیدائش ہو اور اس طرح آخرکار انسان کامل ہو جائے-

۵- پرانے عہدنامے میں قیامت کا عقیدہ بڑی صفائی سے بیان کیا گیا ہے گو اسکی وضاحت زیادہ نہیں پائی جاتی- لکھا ہے- "اور اس وقت تیرے لوگوں میں سے ہر ایک جسکا نام کتاب میں لکھا ہوگا رہائی پائیگا- اور جو خاک میں سو رہے ہیں ان میں سے بہتیرے جاگ اٹھیں گے- بعض حیات ابدی کیلئے اور بعض رسوائی اور ذلت ابدی کیلئے"- (دانی ایل ۱۲:۲)- ایوب سوال کرتا ہے کہ "اگر آدمی مرجائے تو کیا وہ پھر جیئیگا؟- (ایوب ۱۴:۱۵)- اور ایوب جواب دیتا ہے کہ "میں جانتا ہوں کہ میرا مخلصی دینے والا زندہ ہے اور آخرکار وہ زمین پر کھڑا ہوگا- اور

یعنی کھال کے اس طرح برباد ہو جانے کے بعد بھی میں اپنے اس جسم میں سے خدا کو دیکھونگا۔ جسے میں خود دیکھونگا۔ اور میری ہی آنکھیں دیکھیں گی نہ کہ بیگانہ کی"۔ (ایوب ۱۹:۲۵-۲۷)۔ داؤد بھی قیامت کے بارے میں اپنا خیال یوں پیش کرتا ہے کہ "اسی سبب سے مرا دل خوش اور میری روح شادمان ہے۔ میرا جسم بھی امن وامان میں رہیگا کیونکہ تو نہ میری جان کو پاتال میں رہنے دیگا نہ اپنے مقدس کو سڑنے دیگا"۔ (زبور ۱۶:۹-۱۰)۔

نئے عہد نامہ میں قیامت کا عقیدہ پرانے عہد نامہ سے زیادہ صفائی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ "اس سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اسکی آواز سن کر نکلیں گے۔ جنھوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنھوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے"۔ (یوحنا ۵:۲۸-۲۹)۔ پولس رسول کہتا ہے۔ "خدا سے اسی بات کی امید رکھتا ہوں جس کے وہ خود بھی منتظر ہیں کہ راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہو گی"۔ (اعمال ۲۴:۱۵)۔ یوحنا رسول لکھتا ہے۔ "اور جب تک یہ ہزار برس پورے نہ ہولئے باقی مردے زندہ نہ ہوئے۔ پہلی قیامت یہی ہے۔ مبارک اور مقدس وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہو"۔ (مکاشفہ ۲۰:۴-۵)۔ متی ۲۲:۳۰، لوقا ۱۴:۱۴، ۲۰:۳۶-۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۲۰-۲۸، ۱۔ تھس ۴:۱۶-۱۷ اور یسعیاہ ۲۶:۱۹ بھی قیامت کے بارے میں روشنی ڈالتے ہیں۔

قیامت کی ضرورت

موت کی آمد کی وجہ سے قیامت کا آنا بھی ضروری ہو گیا۔ آدم کے گناہ کے وسیلہ سے موت پیدا ہوئی "پس جسطرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اسلئے کہ سب نے گناہ کیا"۔ (رومیوں ۵:۱۲)۔ اگر آدم گناہ نہ کرتا تو جسمانی موت واقعہ نہ ہوتی اور جب موت نہ ہوتی تو مردوں میں سے جی اٹھنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ پس قیامت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ گناہ کے سبب دنیا میں جسمانی موت آ چکی تھی۔ جب گناہ نہیں تھا تو عدالت کی ضرورت نہیں تھی۔ جب گناہ آ گیا تو عدالت لازمی ہو گئی تاکہ گناہ کی سزا دی جائے۔ اب عدالت میں پیش ہونے کے لئے روح کو پھر جسم میں داخل ہو کر تخت کے سامنے کھڑا ہونا ضروری ہو گیا۔ یہی قیامت ہے۔ کہ جسم جی اٹھے اور روح اس کے ساتھ دوبارہ مل جائے اور ایک مکمل شخصیت بن جائے۔ یہ مکمل شخصیت ہمیشہ تک اب اسی حالت میں رہے گی کیونکہ یہ ایک نئے روحانی جسم میں ہے

جو غیر فانی ہے۔

قیامت کس کے وسیلہ آئی؟

خدا کا انتظام نہایت ہی عجیب اور انسانی فہم سے بالاتر ہے۔ خدا نے دیکھا کہ پہلے آدمی یعنی آدم کے سبب سے موت دنیا میں آئی تو خدا نے آدمی ہی کے وسیلہ سے مردوں کی قیامت کا بھی انتظام کر دیا۔ یہ آدمی پچھلا آدم یعنی خداوند مسیح تھا جو مصلوب کیا گیا اور مر گیا لیکن جس نے قبر اور موت پر فتح پائی اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا۔ پہلے آدم سے اس دوسرے آدم تک تقریباً چار ہزار سال کا عرصہ ہے۔ ان چار ہزار سالوں میں کتنے انسان پیدا ہوئے اور کتنے مر گئے۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی انسان اپنی قدرت سے پھر دوبارہ زندہ ہو جائے۔ خداوند مسیح بنائے عالم سے وہ پہلا شخص تھا جو مر کر خود بخود تیسرے دن زندہ ہو گیا۔ چنانچہ اس پچھلے آدم کے وسیلہ سے مردوں کی قیامت بھی آئی۔ لکھا ہے۔ "لیکن فی الواقع مسیح مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں ان میں پہلا پھل ہوا۔ کیونکہ جب آدمی کے سبب سے موت آئی تو آدمی ہی کے سبب سے مردوں کی قیامت بھی آئی۔ اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کئے جائیں گے۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ پہلا پھل مسیح۔ پھر مسیح کے آنے پر اس کے لوگ۔ اس کے بعد آخرت ہو گی"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۲۰-۲۴)۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ خداوند مسیح سے پہلے بہت سے انبیا آئے لیکن وہ سب موئے (سوائے حنوک اور ایلیاہ کے جو زندہ آسمان پر اٹھائے گئے)۔ ہر ایک نے موت سے شکست کھائی۔ لیکن خداوند مسیح نے موت پر فتح پا کر موت کے بعد ایک نئی زندگی کا افتتاح کیا۔ اب انسان کی زندگی موت تک محدود نہیں بلکہ ہمیشہ تک زندہ رہنے والی بن گئی۔

جب بیت عنیاہ کا رہنے والا لعزر مر گیا اور خداوند مسیح اس کے گھر گئے تو خداوند نے اسکی بہن مرتھا سے کہا کہ تیرا بھائی جی اٹھے گا۔ مرتھا نے اس سے کہا میں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اٹھیگا۔ یسوع نے اس سے کہا قیامت اور زندگی تو میں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا۔ (یوحنا ۱۱: ۲۳-۲۶)۔ مرتھا کے لئے یہ بات سمجھنا آسان نہ تھا جو خداوند مسیح نے اس سے کہی کہ قیامت اور زندگی میں ہوں۔ لیکن اس نے خود مردوں میں سے زندہ ہو کر اس بات کا ثبوت دے دیا کہ وہی مردوں میں سے زندہ ہونے والا پہلا شخص ہے لہذا وہی قیامت ہے۔

مردے کسطرح جی اٹھتے ہیں؟

چونکہ خداوند مسیح قیامت کا پہلا پھل ہے یعنی مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں پہلوٹھا ہے اس لئے اس کے زندہ ہونے پر غور کرنے سے ہم معلوم کرسکتے ہیں کہ مردے کسطرح جی اٹھتے ہیں- خداوند مسیح نے جب صلیب پر جان دے دی تو اسے صلیب پر سے اتار لیا گیا- اور یہودی طریقے سے قریب ہی ایک قبر میں دفن کردیا گیا- یہودی طریق کے مطابق مردہ کو نہلانے کے بعد کافی خوشبودار چیزوں مثلاً مر اور عود اور چند دوسرے مصالحہ جات لگائے جاتے اور پھر سفید کفن میں لپیٹ دیا جاتا تھا- سر پر ایک رومال بھی باندھا جاتا تھا- پس خداوند مسیح کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا جسکا حال یوحنا ۱۹: ۳۸- ۴۲ میں درج ہے- اور اسوقت کے دستور کے مطابق قبر کے منہ پر ایک بھاری پتھر لڑھکا دیا گیا-

تیسرے دن مریم مگدلینی صبح سویرے قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے لڑھکا ہوا دیکھا- اس نے فوراً شاگردوں کو اطلاع دی- اور پطرس اور یوحنا دوڑے ہوئے آئے- جب انہوں نے قبر کے اندر جا کر دیکھا تو صرف سوتی کپڑے اور سر کا رومال لپٹا ہوا ایک جگہ پڑا پایا- فوراً انہیں خداوند مسیح کی باتیں یاد آئیں اور کفن اور خالی قبر کو دیکھ کر یقین کیا کہ خداوند مسیح مردوں میں سے جی اٹھا ہے- شاگرد تو اپنے گھر کو واپس چلے گئے لیکن مریم باہر قبر کے پاس کھڑی روتی رہی اور جب اس نے جھک کر اندر نظر کی تو دو فرشتوں کو سفید پوشاک پہنے ہوئے ایک کو سرہانے اور دوسرے کو پینتانے بیٹھے دیکھا جہاں یسوع کی لاش پڑی تھی- جب وہ پیچھے پھری تو یسوع کو کھڑے دیکھا مگر نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے- کیونکہ اس نے اسے باغبان سمجھا- اس پر یسوع نے اسکا نام لیکر پکارا تو وہ پہچان گئی- یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا- (یوحنا ۲۰: ۱-۱۷)- جس دن خداوند مسیح مردوں میں سے زندہ ہوئے اس دن سب سے پہلے مریم مگدلینی پر، اس کے بعد چند دوسری عورتوں پر ظاہر ہوئے- (متی ۲۸: ۸-۱۰)- پھر پطرس کو جھیل پر نظر آئے- (لوقا ۲۴: ۳۴)- پھر اماؤس کے رہنے والے دو شاگردوں کو نظر آئے- مرقس ۱۶: ۱۲-۱۳)- پھر شام کو سب شاگردوں کو ایک بند کمرے میں ملے اور باتیں کیں- (یوحنا ۲۰: ۱۹-۲۵)- ان شاگردوں میں اسوقت توما موجود نہیں تھا- سات دن کے بعد پھر اسی جگہ تمام شاگردوں کو ملے جب توما بھی موجود تھا اور اسکو اپنے ہاتھوں میں کیلوں کے نشان اور اپنی پسلی میں بھالے کا نشان دکھایا- تاکہ اسکا شک دور ہو- (یوحنا ۲۰: ۲۶-۲۹)-

اگر خداوند مسیح کے مردوں میں سے جی اٹھنے کا گہرا مطالعہ کریں تو چند خاص باتیں معلوم کرسکتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱- جب وہ جی اٹھے تو کفن وہیں قبر میں رہ گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جی اٹھنے والے جسم کو دنیاوی کپڑوں کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکو آسمانی کپڑے ملتے ہیں۔

۲- جب وہ مریم سے ملے تو کہا کہ مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا۔

(نتیجہ) خداوند مسیح جی اٹھنے کے بعد اپنا خون آسمانی باپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے گئے۔ یہ نیا جسم اوپر آسمان میں جاسکتا ہے۔

۳- جب وہ اماؤس کے دو شاگردوں پر ظاہر ہوئے۔ تو روٹی توڑتے وقت غائب ہو گئے۔

(نتیجہ) یہ نیا جسم غائب ہوسکتا ہے اور پھر نظر بھی آسکتا ہے۔

۴- جب وہ سب شاگردوں سے ملے تو کمرہ اور دروازہ بند ہونے کے باوجود خداوند ان کے درمیان آموجود ہوئے۔

(نتیجہ) یہ نیا جسم بند دیواروں میں سے گزر سکتا ہے۔

۵- جب وہ جھیل پر شاگردوں سے ملے تو بھنی ہوئی مچھلی کھائی۔

(نتیجہ) یہ نیا جسم کھا بھی سکتا ہے اگرچہ اسے کھانے کی ضرورت نہیں۔

۶- جب وہ کوہ زیتون پر شاگردوں کے ساتھ کھڑے تھے تو ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر آسمان میں اٹھائے گئے۔

(نتیجہ) خداوند مسیح نئے انسانی بدن میں آسمان کیطرف صعود فرما ہوئے۔

۷- جب ستفنس نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا تو خداوند مسیح کو خدا باپ کے دہنی طرف کھڑا دیکھا۔

(نتیجہ) خداوند مسیح نئے انسانی بدن میں خدا باپ کے دہنی طرف زندہ موجود ہیں۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد خداوند مسیح کا بدن بالکل انسانی بدن کی مانند تھا لیکن بدلا ہوا تھا۔ وہ نظر بھی آجاتا تھا اور غائب بھی ہوجاتا تھا۔ اسی طرح قیامت میں جب مردے جی اٹھیں گے تو ان کے جسم بھی بدل جائیں گے۔ انکی روحیں ان میں واپس داخل ہوجائیں گی۔ یہ جسم خاکی اور فانی نہیں ہوں گے بلکہ آسمانی اور روحانی جسم ہوں گے۔ خداوند مسیح نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ فرشتوں کی مانند ہوں گے۔ (لوقا ۲۰:۳۶)۔ اور ان میں بیاہ شادی نہیں ہوگی۔ (لوقا ۲۰:۳۵)۔ یعنی مردوں کو حوروں کی ہوس نہیں ہوگی اور نہ عورتوں کو مردوں کی۔ ان کو بھوک یا پیاس نہیں لگے گی لہذا کچھ کھانے پینے کی حاجت نہیں ہو

گی- اور سب سے ضروری بات کہ یہ نئے جسم پھر مرنے کے ہی نہیں- یعنی ہمیشہ زندہ رہیں گے- (لوقا ۲۰: ۳۶)- اس نئے جسم میں انسان کے اعمال ابھی تک اس کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں- (مکاشفہ ۱۴: ۱۳)- عدالت کے وقت انسان اسی نئے جسم میں خدا کے سامنے پیش ہوں گے- (مکاشفہ ۲۰: ۱۲)- لکھا ہے "پھر میں نے چھوٹے بڑے سب مردوں کو اس تخت کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا"-

پس رسول اس جی اٹھنے والے جسم کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ جسطرح گندم کا دانہ بویا جاتا ہے- وہ زمین میں دفن ہو کر مر جاتا ہے- اس میں سے جو پودا نکلتا ہے وہ گندم کے دانے کی مانند نہیں ہوتا- اسی طرح دنیاوی جسم جو دفن کیا جاتا ہے وہ خاکی، فانی اور کمزور ہوتا ہے- لیکن جب وہ جسم جی اٹھتا ہے تو آسمانی، روحانی، غیر فانی اور قوی ہوتا ہے- دونوں جسموں کا اپنا اپنا گوشت ہوتا ہے- جسطرح چوپایوں کا گوشت اور ہے پرندوں اور مچھلیوں کا گوشت اور، اسی طرح فانی بدن کا گوشت اور طرح کا ہے اور غیر فانی بدن کا گوشت اور طرح کا- پولس رسول کہتا ہے مردوں کی قیامت بھی ایسی ہی ہے- جسم فنا کی حالت میں بویا جاتا ہے اور بقا کی حالت میں جی اٹھتا ہے- بے حرمتی کی حالت میں بویا جاتا ہے اور جلال کی حالت میں جی اٹھتا ہے- کمزوری کی حالت میں بویا جاتا ہے اور قوت کی حالت میں جی اٹھتا ہے- نفسانی جسم بویا جاتا ہے اور روحانی جسم جی اٹھتا ہے- جب نفسانی جسم ہے تو روحانی جسم بھی ہے"- (۱- کرنتھیوں ۱۵: ۴۲-۴۴)- یہ نیا بدن فرشتوں کی مانند ہوگا جنکا اپنا گوشت اور اپنی بناوٹ ہوتی ہے- مقدسوں اور ایمانداروں کا بدلا ہوا جسم خداوند مسیح کی مانند ہوگا- پولس کہتا ہے "- جسطرح ہم اس خاکی کی صورت پر ہوئے اسی طرح اس آسمانی کی صورت پر بھی ہوں گے"- (۱- کرنتھیوں ۱۵: ۴۹)- "وہ یعنی مسیح اپنی اس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا ہے ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر بنائیگا"- (فلپیوں ۳: ۲۱)- اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اس کی مانند ہوں گے"- (۱- یوحنا ۳: ۲)-

قیامت کب ہو گی؟

کلام مقدس میں یہ صفائی سے بتایا گیا ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں کی قیامت بیک وقت اکٹھی نہیں ہو گی- بلکہ اچھے اور نیک لوگوں کی قیامت پہلے ہو گی اور برے اور بدکار لوگوں کی قیامت بعد میں ہو گی- جیسا کہ پولس رسول بیان کرتا ہے کہ "خدا سے اسی بات کی امید رکھتا

ہوں جس کے وہ خود بھی منتظر ہیں۔ کہ راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی"۔ (اعمال ۱۵:۲۴)۔ خداوند مسیح نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے "اس سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اس کی آواز سن کر نکلیں گے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے"۔ (یوحنا ۵:۲۸-۲۹)۔ پولس رسول ان دو قیامتوں کو راستبازوں اور ناراستوں کی قیامت کہتا ہے۔ خداوند مسیح نے انہیں زندگی کی قیامت اور سزا کی قیامت کے نام دئے ہیں۔ یوحنا رسول" راستبازوں کی قیامت کو پہلی قیامت کہتا ہے۔ "وہ زندہ ہو کر ہزار برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے۔ اور جب تک یہ ہزار برس پورے نہ ہولئے باقی مردے زندہ نہ ہوئے۔ پہلی قیامت یہی ہے۔ مبارک اور مقدس وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہو۔ ایسوں پر دوسری موت کا کچھ اختیار نہیں"۔ (مکاشفہ ۲۰:۴-۶)۔ اب دونوں قیامتوں کی الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے۔

(۱) راستبازوں کی قیامت

راستباز لوگ کون ہوتے ہیں؟ وہ لوگ جو خداوند مسیح کے کفارہ پر اور اسکے مردوں میں سے جی اٹھنے پر ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہم مختلف زمانوں میں خدا کے راستباز بندے دیکھتے ہیں۔

۱۔ پرانے زمانے کے انبیا اور شریعت کے زمانہ کے راستباز لوگ۔
۲۔ کلیسیا کے زمانہ کے مقدسین۔
۳۔ مخالف مسیح کے زمانہ کے مقدسین۔

پہلی قیامت راستبازوں کی قیامت ہے۔ یہاں بھی کلام کا نقشہ یہ ہے کہ سب مقدسوں اور راستبازوں کی قیامت اکٹھی ایک وقت نہیں ہے۔ بلکہ کلیسیا کے زمانہ کے مقدسوں کی قیامت الگ ہے۔ انبیا اور شریعت کے زمانہ کے مقدسوں کی الگ ہے۔ اور مخالف مسیح کے زمانہ کے مقدسین کی قیامت الگ ہے۔

سب سے پہلے کلیسیا کے زمانہ کے مقدسوں کی قیامت ہوگی۔ کلیسیا کے مقدسوں میں سب سے پہلا مقدس خداوند یسوع مسیح ہے جسکو راستباز کہا گیا ہے۔ (۱۔ یوحنا ۲:۱)۔ چونکہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ راستبازوں کی قیامت شروع ہو چکی ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے "۔ فی الواقع مسیح مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں ان میں پہلا پھل ہوا"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۲۰) اور پھر اعمال ۲۶:۲۳ میں کہ "سب سے پہلے وہی مردوں

میں سے زندہ ہو کر امت کو اور غیر قوموں کو بھی نور کا اشتہار دیگا"۔

(۲) خداوند مسیح کے بعد ہم چند پرانے زمانہ کے مقدسین کو دیکھتے ہیں جو زندہ ہوئے۔ جب خداوند مسیح نے صلیب پر جان دی تو لکھا ہے کہ "قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے۔ اور اس کے جی اٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیئے"۔ (متی ۲۷: ۵۲-۵۳)۔ خداوند یسوع مسیح کی موت پر نہ صرف مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں بلکہ قبریں بھی کھل گئیں۔ ان قبروں میں پرانے زمانے کے مقدسین دفن تھے۔ وہ بھی جی اٹھے۔ اور جب تیسرے دن خداوند مسیح جی اٹھے تو وہ مقدسین بھی قبروں سے باہر آئے اور مقدس شہر یعنی یروشلیم کو گئے۔ بہتوں نے ان کو دیکھا لیکن پہچانا نہیں۔ اس لئے کہ وہ مقدسین اس وقت کے زندہ لوگوں کے واقف نہ تھے۔ وہ تو صدیوں پہلے فوت ہوئے اور دفن ہوئے تھے۔ چونکہ یہ لوگ خداوند مسیح کے جی اٹھنے کے بعد قبروں میں سے نکل کر آئے اسلئے یہ راستبازوں کی قیامت میں دوسرے نمبر پر آتے ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مقدسین کیونکہ بدنوں میں زندہ ہوئے جیسے لعزر یا نائین شہر کی بیوہ کا لڑکا۔ اس لئے یہ قیامت میں شمار نہیں ہو سکتے۔ لیکن خداوند مسیح بھی خود دیکھے گئے تھے۔ اور چھوئے گئے تھے۔ اور انہوں نے شاگردوں کے سامنے کھایا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کو بھی اسی لئے نظر آنے دیا گیا ہو کہ خداوند مسیح کے مردوں میں سے جی اٹھنے والی قدرت کی گواہی ہو جس کی بدولت وہ مردے زندہ ہو گئے۔

(۳) تیسرے نمبر پر کلیسیا کے وہ مقدسین ہوں گے جو مسیح میں سو گئے ہوئے ہیں۔ یا کلیسیا کے اٹھائے جانے سے پہلے سو جائیں گے۔ ان کے بارے میں پولس رسول لکھتا ہے۔ "اے بھائیو! ہم نہیں چاہتے کہ جو سوتے ہیں ان کی بابت تم ناواقف رہو۔ کیونکہ جب ہمیں یہ یقین ہے کہ یسوع مر گیا اور جی اٹھا تو اسی طرح خدا ان کو بھی جو سو گئے ہیں یسوع کے وسیلہ سے اسی کے ساتھ لے آئیگا۔ چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے۔ کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئیگا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے"۔ (۱۔ تھس ۴: ۱۳-۱۶)۔

کلیسیا کے سب سوئے ہوئے مقدسوں کی قیامت خداوند مسیح کی آمد ثانی پر ہو گی لیکن آمد ثانی کے اس حصے میں جہاں وہ صرف کلیسیا کو لینے کیلئے آئینگے۔ اسکی آمد ثانی کا دوسرا حصہ وہ

ہے جہاں وہ اسرائیل اور غیر قوموں کیلئے آئیں گے۔ اسکی آمد کے پہلے حصہ کو پوشیدہ آمد کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسرے حصے کو ظاہرہ آمد۔ پس جب خداوند مسیح اپنی پوشیدہ آمد میں صرف کلیسیا کو لینے کے لئے آئیں گے تو وہ آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئیں گے اور ہوا میں ٹھہریں گے۔ اور انکی للکار سے تمام وہ مردے جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے۔ باقی مردے نہیں جی اٹھیں گے۔ غیر قوموں کے مردے نہیں جی اٹھیں گے۔ نامی مسیحیوں کے مردے نہیں جی اٹھیں گے۔ صرف وہ مردے جی اٹھیں گے جو مسیح پر ایمان لاکر مر گئے۔ ان سب کو ایسا ہی بدن ملیگا جیسا خداوند مسیح کا اپنا بدن ہے۔ (یہاں ہم ان زندہ لوگوں پر غور نہیں کر رہے جو ان کے ساتھ ہی بدل جائیں گے اور وہ بھی ان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اور خداوند مسیح ان سب کو لے کر آسمان میں چلے جائیں گے۔ انکا حال کلیسیا کے اوپر اٹھائے جانے کے مضمون میں پڑھیں)۔

(۴) بنی اسرائیل کے زمانہ کے مقدسین اور انبیا کے متعلق خدا نے دانی ایل نبی پر یوں ظاہر کیا کہ "جو خاک میں سو رہے ہیں ان میں سے بہتیرے جاگ اٹھیں گے بعض حیات ابدی کے لئے اور بعض رسوائی اور ذلت ابدی کے لئے"۔ (دانی ایل ۱۲:۲)۔ تمام انبیا اور پرانے زمانہ کے مقدسین حیات ابدی کے لئے خداوند مسیح کی دوسری آمد پر جاگ اٹھیں گے۔ دانی ایل کو بتایا گیا کہ یہ واقعہ آخری زمانہ میں پورا ہوگا جب تیری قوم پر بڑی مصیبت آئے گی۔ پس جس وقت خداوند مسیح اپنی دوسری آمد پر یہودیوں کی غائبانہ مدد کریں گے تو اسوقت سب انبیا اور پرانے زمانے کے راستباز بندے جو سو گئے وہ جی اٹھیں گے اور مسیح کی بادشاہی میں شامل ہو جائیں گے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ "وہاں رونا اور دانت پیسنا ہو گا جب تم ابرہام اور اضحاق اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہی میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے"۔ (لوقا ۱۳:۲۸)۔ پس خداوند مسیح کی ہزار سال بادشاہی کے شروع میں ہی انبیا اور پرانے مقدسین جی اٹھیں گے اور اسکی بادشاہی میں شامل ہو جائیں گے۔

(۵) راستبازوں کی قیامت میں سب سے آخر میں وہ مقدسین شامل ہوں گے جو مخالف مسیح کے سات سالہ عہد میں قتل کئے جائیں گے۔ مخالف مسیح مقدسوں کا دشمن بن جائیگا۔ اور ان کو قتل کریگا۔ دیکھئے مکاشفہ ۱۳:۷، ۱۵ اور ۲۰:۴ اور دانی ایل ۷:۲۵۔ یوحنا رسول ان شہیدوں کے بارے میں یوں لکھتا ہے کہ "جب اس نے پانچویں مہر کھولی تو میں نے قربانگاہ کے نیچے انکی روحیں دیکھیں جو خدا کے کلام کے سبب سے اور گواہی پر قائم رہنے کے باعث مارے گئے تھے۔ اور وہ بڑی آواز سے چلا کر بولیں کہ اے مالک! اے قدوس و برحق! تو کب تک انصاف

نہ کریگا اور زمین کے رہنے والوں سے ہمارے خون کا بدلہ نہ لیگا؟ اور ان میں سے ہر ایک کو سفـ
جامہ دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ اور تھوڑی مدت آرام کرو جب تک کہ تمہارے ہمخدمت ا
بھائیوں کا بھی شمار پورا نہ ہولے جو تمہاری طرح قتل ہونے والے ہیں"۔(مکاشفہ ۶:۹-۱۱
یہ سب روحیں ان شہیدوں کی ہیں جنہیں مخالف مسیح قتل کریگا۔ یہ روحیں اپنا انصاف اور بـ
مانگتی ہیں۔ ابھی تمام شہیدوں کی تعداد پوری نہیں ہوئی۔ پس انہیں اور تھوڑی مدت آر
کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ سات سال کے عرصہ میں تمام شہیدوں کا شمار پورا ہو جائیگا۔ ا
اسی وقت خداوند مسیح کی آمد ثانی ہو جائیگی۔ وہ اپنی ہزار سالہ بادشاہی شروع کریں گے۔ اسوقـ
یہ تمام شہید زندہ ہو جائیں گے۔ ان کی روحیں جو قربانگاہ کے نیچے آرام کر رہی ہوں گی اپـ
اپنے جسم کے ساتھ مل جائیں گی اور وہ خداوند مسیح کے ساتھ ہزار سال کی بادشاہی میں شریک
جائیں گے۔ یوحنا رسول لکھتا ہے "پھر میں نے تخت دیکھے اور لوگ ان پر بیٹھ گئے اور عدالـ
ان کے سپرد کی گئی۔ اور ان کی روحوں کو بھی دیکھا جن کے سر یسوع کی گواہی دینے اور خدا
کلام کے سبب سے کاٹے گئے تھے اور جنہوں نے نہ اس حیوان کی پرستش کی تھی نہ اس
بت کی اور نہ اس کی چھاپ اپنے ماتھے اور ہاتھوں پر لی تھی۔ وہ زندہ ہو کر ہزار برس تک مـ
کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے"۔(مکاشفہ ۲۰:۴)۔

ان شہیدوں کے جی اٹھنے کے ساتھ ہی راستبازوں کی قیامت مکمل ہو جائیگی۔ پس مختصر
پر کہا جا سکتا ہے کہ راستبازوں کی قیامت میں یہ لوگ شامل ہوں گے۔(۱) خداوند مسیح (
یروشلیم کے قبرستان میں دفن ہونے والے پرانے مقدسین (۳) کلیسیا کے وہ مقدسین جو
گئے (۴) تمام انبیا اور پرانے مقدسین (۵) مخالف مسیح کے سات سالہ عہد کے مقدسین جو ق
کئے جائیں گے۔ یہ سب مقدسین اکٹھے نہیں جی اٹھیں گے بلکہ جیسے پولس رسول کہتا ہے "
ایک اپنی اپنی باری سے پہلا پھل مسیح۔ پھر مسیح کے آنے پر اس کے لوگ"۔(۱۔کرنتھیـ
۱۵:۲۳)۔ راستبازوں کی قیامت میں باریاں مقرر کی گئی ہیں۔ ان باریوں کو الگ الگ سمـ
ضروری ہے۔

(۲) ناراستوں کی قیامت یا سزا کی قیامت

اب تک کوئی بدکار یا برا آدمی جی نہیں اٹھا ہوگا۔ کیونکہ ابھی انکی قیامت کا وقت نہ
آیا۔ خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی کے ختم ہونے کے کچھ دیر بعد بڑے سفید تخت
عدالت ہو گی۔ اسکا مکمل حال عدالت کے مضمون میں پڑھیں۔ اس عدالت کے وقت تـ

برے لوگوں کی قیامت ہو گی- آدم سے لیکر آخیر وقت تک جتنے برے لوگ مر چکے ہوں گے وہ سب زندہ کئے جائیں گے- ان کو غیر فانی اور روحانی بدن دئے جائیں گے- ان کی روحیں بھی عالم ارواح سے ان کے ساتھ آکر مل جائیں گی- اور وہ اپنا فیصلہ سننے کے لئے بڑے سفید تخت کے سامنے کھڑے ہوں گے- یہ لوگ تھوڑی تعداد میں نہیں ہوں گے بلکہ اربوں اور کھربوں کی تعداد میں ہوں گے- بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے جسم تو اب بالکل ختم ہو چکے ہوں گے اور ان کا نام و نشان باقی نہیں ہو گا- سچ ہے- لیکن اسی میں تو خدا کی قدرت ہے- کہ وہ ایک ایک جسم کو جانتا ہے کہ کہاں ہے- وہ سب کو حاضر کرلیگا- لکھا ہے "سمندر نے اپنے اندر کے مردوں کو دے دیا- اور موت اور عالم ارواح نے اپنے اندر کے مردوں کو دے دیا"- (مکاشفہ ۲۰:۱۳)- مطلب یہ کہ جہاں کہیں بھی مردے ہوں گے سب بلائے جائیں گے اور وہ تخت کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ان کے اعمال کے مطابق انکا حساب ہو گا- یہ ناراستوں کی قیامت ہو گی- ان کا انجام اگلے باب میں پڑھیں-

آپکا فیصلہ؟

عزیزو! آپکا کیا فیصلہ ہے؟ اگر آپ مر جائیں تو آپ کونسی قیامت میں زندہ ہوں گے پہلی یا دوسری؟ اگر آپ کہیں کہ پتہ نہیں تو اپنی حالت پر غور کریں کہ آپ راستباز ہیں یا ناراست ہیں- آپ دونوں میں سے ایک ضرور ہیں- تیسرا گروپ اور ہے ہی نہیں- آپ نے خداوند مسیح کو قبول کر کے ہمیشہ کی زندگی اور نجات حاصل کرلی ہے یا نہیں کی؟ ان دونوں کے درمیان میں کوئی درجہ نہیں-

اگر آپ نے شخصی طور پر خداوند مسیح کو ابھی تک قبول نہیں کیا تو آپ دوسری قیامت میں شریک ہوں گے اور آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالے جائیں گے- لیکن لکھا ہے مبارک اور مقدس وہ ہیں جو پہلی قیامت میں شریک ہوں- کیا آپ مبارک اور مقدس بننا چاہتے ہیں؟ تو ابھی اپنے سارے گناہوں سے سچی توبہ کریں- خداوند مسیح پر سچے دل سے ایمان لائیں- اس کے خون سے اپنے آپ کو دھلوائیں اور نئے سرے کی پیدائش کا تجربہ حاصل کر کے مقدسوں میں شامل ہو جائیں- یہ کام ابھی اور اسی وقت کریں- خداوند ابھی آپکا نام اپنی کتاب حیات میں لکھ دیگا- اور ہو سکے تو مجھے خط لکھیں کہ میں نے یہ کتاب پڑھ کر خداوند مسیح کو قبول کر لیا ہے- ایڈرس دوسرے صفحے پر دیا ہوا ہے- مجھے بہت خوشی ہو گی-

* * * * * * * * * * * * *

۱۶

عدالت

جو لوگ خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کر کے اور اس پر ایمان لا کر گناہوں کی معافی اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کرتے ہیں وہ خدا کے کلام کو سرسری طور پر نہیں پڑھتے بلکہ خداوند مسیح کی سچی تعلیم اور گہری باتیں جاننے کیلئے پڑھتے ہیں۔ گہری باتیں اور گہری تعلیم تو بعد میں آتی ہے۔ پہلے مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں سیکھنا ضروری ہیں۔ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھ ہیں جو عبرانیوں ۶:۱-۲ میں مندرج ہیں۔ "پس آؤ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں اور (۱) مردہ کاموں سے توبہ کرنے۔ (۲) اور خدا پر ایمان لانے کی۔ (۳) اور بپتسموں (۴) اور ہاتھ رکھنے۔ (۵) اور مردوں کے جی اٹھنے۔ (۶) اور ابدی عدالت کی تعلیم کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالیں"۔ ان چھ باتوں میں سے آخری بات ابدی عدالت کی تعلیم پانا ہے۔ عدالت کے ساتھ پہلے ایک لفظ "ابدی" آیا ہے جو اسکی صفت بیان کرتا ہے کہ عدالت ان چیزوں میں شمار کی گئی ہے جو ابدی ہیں۔ کلام مقدس میں بہت سی ابدی چیزوں کا ذکر ہے۔ جیسے ابدی خدا (پیدائش ۲۱:۳۳)۔ ابدی شفقت (زبور ۱۰۰:۵)۔ ابدی سلطنت (زبور ۱۴۵:۱۳)۔ ابدی راہ (زبور ۱۳۹:۲۴)۔ ابدی آرام (یسعیاہ ۳۲:۱۷)۔ ابدی نجات (یسعیاہ ۴۵:۱۷)۔ ابدی نشان (یسعیاہ ۵۵:۱۳)۔ ابدی نام (یسعیاہ ۵۶:۵)۔ ابدی نور (یسعیاہ ۶۰:۱۹)۔ ابدی خوشی (یسعیاہ ۶۵:۱۸)۔ ابدی بادشاہ (یرمیاہ ۱۰:۱۰) ابدی محبت (یرمیاہ ۳۱:۳)۔ ابدی جلال (۲۔ کرنتھیوں ۴:۱۷)۔ (ابدی چیزیں (۲۔ کرنتھیوں ۴:۱۸)۔ ابدی ہلاکت (۲۔ تھس ۱:۹)۔ ابدی میراث (عبرانیوں ۹:۱۵)۔ ابدی عہد (عبرانیوں ۱۳:۲۰)۔ ابدی خوشخبری (مکاشفہ ۱۴:۶)۔ ابدی خلاصی (عبرانیوں ۹:۱۲)۔ ابدی عدالت (عبرانیوں ۶:۲)۔ وغیرہ۔ ان میں سے ایک چیز ابدی عدالت ہے۔ ابدی کا مطلب ہے ہمیشہ تک رہنے والی۔ خدا کی عدالت عارضی یا ختم ہونے والی، مٹنے والی یا فانی چیز نہیں۔ یہ ہمیشہ تک

قائم رہنے والی چیز ہے- جب تک خدا ہے اسوقت تک اسکی عدالت بھی قائم رہیگی-

عدالت کی حقیقت

خدا نے ایک نہایت وسیع انتظام قائم کیا ہے- آسمانی لشکر اور اسکا انتظام الگ چیز ہے- کائنات اور اسکا انتظام الگ چیز ہے- خدا کی عدالت دونوں نظاموں میں بروئے کار ہے- جہاں کہیں نظام ہے وہاں قوانین و ضوابط لازمی ہیں- ورنہ نظام چل نہیں سکتے- اور جہاں قوانین ہیں وہاں قوانین کو توڑنے والے بھی موجود ہیں- خدا نے انسان کو مشین یا روبات نہیں بنایا کہ اندھا دھند خدا کی تابعداری کرتا جائے بلکہ اسے حکمت و فہم کے ساتھ آزاد مرضی بھی عنایت کی ہے کہ اپنی سمجھ اور خوشی کے ساتھ خدا کی فرمانبرداری کرے- اور آزادی کے تحت انسان بعض اوقات خدا کے بنائے ہوئے قوانین کو نامناسب اور غیر موزوں سمجھ کر خلاف ورزی کرتا ہے- خدا کے انتظام کا ایک عجیب پہلو یہ ہے کہ جب کوئی انسان اس کے حکموں کو توڑتا ہے تو اسی وقت اس کی بازپرس نہیں ہوتی- اسی وقت سزا نہیں مل جاتی بلکہ خدا نے ریکارڈ کرنے کا ایک وسیع محکمہ بنا رکھا ہے- انسانی نظام میں بھی ریکارڈ بڑی اہمیت رکھتا ہے- ہر انتظام کا شروع سے آخر تک ریکارڈ رکھنا ضروری ہوتا ہے- قدیم زمانوں میں چٹانوں یا درختوں پر نشان لگا کر ریکارڈ رکھے جاتے تھے- آہستہ آہستہ مختلف دھاتی اشیا اور کھال پر ریکارڈ رکھنا شروع ہو گیا- کلام مقدس کے بہت سے قدیم نسخے طوماروں کی شکل میں دستیاب ہوئے ہیں- کاغذ کی ایجاد نے ریکارڈ کے کام کو آسان بنا دیا لیکن بڑھتی ہوئی آبادی اور تجارت اور بینکنگ اور ذخیرہ اندوزی کی جگہ کی قلت کے پیش نظر قلمبندی اور چپس اور کمپیوٹر کی ایجاد ہوئی تاکہ کم وقت میں کم جگہ پر زیادہ چیزوں کا ریکارڈ رکھا جا سکے اور آسانی سے بوقت ضرورت ڈھونڈا بھی جا سکے- امید ہے کہ ریکارڈ کا یہ جدید ترین طریقہ جلد پرانا اور بے فائدہ نہیں ہو جائیگا بلکہ کافی دیر تک قابل استعمال رہیگا-

خدا کے ریکارڈ کے دفتر میں تکنیک کی ترقی اس طرح بتدریج نہیں ہوئی جسطرح انسان کے ہاں ہوئی ہے- وہاں ابتدا ہی سے ایسا کامل اور صحیح اور تیز نظام رائج کیا گیا جس میں غلطی کا امکان نہیں اور جس میں بڑھتی ہوئی انسانی آبادی کوئی مسئلہ نہیں- کلام مقدس میں بتایا گیا ہے کہ انفرادی ریکارڈ کیلئے وہاں بھی ہر انسان کی الگ الگ فائلیں یا کتابیں کھولی جاتی ہیں- پیدائش کے ساتھ ہی جب گھر میں یا ہسپتال میں نام رکھا جاتا ہے اسی نام کی ایک کتاب آسمانی ریکارڈ کے دفتر میں کھل جاتی ہے- اور اس انسان کی سب فرمانبرداریاں اور نافرمانیاں اس کتاب میں

درج کردی جاتی ہیں۔ فرمانبرداریوں کو نیکیاں اور نافرمانیوں کو گناہ یا بدیاں کہہ سکتے ہیں اور اس طرح سے خدا کا انتظام ایسا ہے کہ جب کوئی انسان گناہ یا نافرمانی کرتا ہے تو اس کو اسی وقت سزا نہیں دی جاتی بلکہ کتاب میں درج کر لیا جاتا ہے۔ اور خدا نے ایک دن مقرر کر دیا ہے جس دن اس کتاب میں اندراج بند ہو جائیں گے۔ وہ دن اس انسان کی موت کا دن ہوتا ہے۔

اب یہ دوسری عجیب بات سامنے آئی کہ جس وقت انسان کی موت واقع ہوتی ہے اسی وقت اسکا حساب شروع نہیں ہو جاتا۔ حالانکہ ہر انسان کا حساب ہونا ہے۔ لیکن یہاں بھی خدا نے کچھ اور مقرر کیا ہے۔ اور اس کے مقررہ انتظام کے مطابق ایک خاص دن مقرر ہے جس دن خدا تمام بنی نوع انسان کا اکٹھا ہی حساب لے لیگا۔ اس دن کو یوم حساب یا عدالت کہتے ہیں۔ عبرانیوں ۹: ۲۷ میں لکھا ہے "آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا اور اس کے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے"۔ انسان کیلئے خدا نے موت اور عدالت پہلے ہی سے مقرر کر دی ہے۔ سلیمان نے واعظ کی کتاب میں لکھا "خدا ہر ایک فعل کو ہر ایک پوشیدہ چیز کے ساتھ خواہ بھلی ہو خواہ بری عدالت میں لائیگا"۔ (واعظ ۱۲: ۱۴)۔

آج دنیا کا نصف سے زیادہ حصہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ خدا نے عدالت کیلئے ایک دن مقرر کیا ہے۔ جس میں ہر انسان نے اپنی اپنی زندگی کا سارا حساب خدا کو دینا ہے۔ لیکن عدالت کی کاروائی اتنی سادہ نہیں جتنی بظاہر نظر آتی ہے۔ انسانی عدالتوں کی پیچیدگی کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب اس سے واسطہ پڑے۔ ہم منہ سے تو بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ میں فلاں شخص کو عدالت میں لے جاؤنگا۔ لیکن جب عملاً عدالتی کام شروع کریں تو دماغ چکرانے لگتا ہے۔ اسی طرح بہت سے انسان صرف یہ جاننا کافی سمجھتے ہیں کہ خدا عدالت کریگا۔ اس سے بڑھ کر زیادہ واقفیت نہ حاصل کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں اور نہ انہیں پتہ چلتا ہے۔ اس مضمون میں خدا کی عدالت کی پیچیدہ اور گہری باتیں بیان کی جاتی ہیں جو ہر انسان کو جاننا اور سمجھنا ضروری ہیں۔ خدا کی عدالت کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) عدالت کیا ہے؟

عدالت کا لغوی معنی انصاف یا فیصلہ ہے۔ فیصلہ ہمیشہ دو پارٹیوں سے تعلق رکھتا ہے جنکے درمیان کسی بات کا جھگڑا ہو۔ یہاں معاملہ ذرا فرق ہے دو پارٹیاں تو ہیں لیکن ایک خالق ہے دوسری مخلوق۔ اور جھگڑا بھی کسی بات کا نہیں۔ بلکہ مخلوق کی تمام کارکردگی کی بازپرس مقرر کی گئی ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی کیا کرتا رہا ہے۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ جج یعنی منصف کوئی

تیسرا آدمی نہیں بلکہ خدا خود جو خالق بھی ہے اور جج بھی- اس صورت میں اس عدالت کو ہم ایک بہت سادہ سا نام دے سکتے ہیں یعنی حساب کتاب- کس بات کا حساب کتاب؟

فرمانبرداری کا- جب آدم باغ عدن میں رکھا گیا تو صرف ایک ہی شرط تھی یعنی فرمانبرداری- آج بھی تمام بنی آدم کے سامنے خدا کی یہی شرط ہے- فرمانبرداری- عدالت سب کی ہوگی- لکھا ہے "ہم تو سب خدا کے تخت عدالت کے آگے کھڑے ہوں گے- اور ہم میں سے ہر ایک خدا کو اپنا حساب دیگا" (رومیوں ۱۴:۱۰، ۱۲)- چاہے کوئی فرمانبرداری کرے یا نافرمانی- حساب کتاب سب کا ہوگا- ایک ایک فرمانبرداری کا حساب اور ایک ایک نافرمانی کا حساب- ایک ایک لمحے کا حساب اور ایک ایک فعل اور سخن اور خیال او خواہش کا حساب- کیونکہ ہر فعل سے پہلے ارادہ وجود میں آتا ہے اور ارادہ خواہش کی تکمیل کا نام ہے اور خواہش خیال سے جنم لیتی ہے اور خیال کا جنم دل میں ہوتا ہے- جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے "دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز اور لاعلاج ہے اسکو کون دریافت کر سکتا ہے- میں خداوند دل و دماغ کو جانچتا اور آزماتا ہوں تاکہ ہر ایک آدمی کو اسکی چال کے موافق اور اسکے کاموں کے پھل کے مطابق بدلہ دوں" (یرمیاہ ۱۷:۹-۱۰)- اور پھر خدا فرماتا ہے کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا برے ہی ہوتے ہیں"- (پیدائش ۶:۵)- پس خدا نے ہر انسان کو ایک مقررہ مدت کے سفر پر یہاں رکھا ہے اور خالق ہونے کی حیثیت سے اپنی فرمانبرداری مانگتا ہے- سفر کے اختتام پر سب یوم حساب کی انتظار کریں گے اور یوم حساب کو سب اکٹھے خدا کے تخت عدالت کے سامنے کھڑے ہوں گے- سزا اور جزا کا فیصلہ خدا خود کریگا- اور عدالت کے وقت رحم یا معافی نہیں ہوگی- زندگی میں کچھ ہو چکا وہ ہو چکا- اس کو کوئی بدل نہیں سکتا- اور انسان خدا کے فیصلے کے خلاف اپیل کا حق بھی نہیں رکھتا-

عدالت مسیح کی معرفت ہوگی

سب سے اول اور اہم بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ عدالت خدا کی ہے لیکن خدا کا انتظام ایسا ہے کہ اس نے عدالت کا سارا کام خداوند مسیح کے ہاتھ میں سونپ دیا ہے- خداوند یسوع مسیح نے فرمایا" باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا بلکہ اس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں- جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ جسے اس نے بھیجا عزت نہیں کرتا----- اسے عدالت کرنے کا بھی اختیار بخشا- اسلئے کہ وہ آدم زاد ہے-" (یوحنا ۵:۲۲، ۲۷)- آج تک دنیا کے کسی آدمی نے چاہے وہ نبی ہو پیغمبر ہو اولیا ہو یا بادشاہ یا

عالم ہو یا کوئی ہو یہ الفاظ نہیں کہے جو خداوند مسیح نے اپنی زبان مبارک سے فرمائے "- باپ نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے "- یہ کوئی معمولی بات نہیں- جو کام تمام دنیا اور خاص کر یہودی سمجھتے تھے کہ خدا کا کام ہے اور صرف خدا ہی کریگا وہ کام خداوند مسیح فرماتے ہیں کہ میرے سپرد کر دیا گیا ہے- کیا خداوند مسیح نے اپنے آپکو بڑا بنانے کیلئے یہ کہا تھا؟ نہیں- بلکہ ایک مخفی حقیقت کو آشکار کرنے کیلئے تاکہ مسیح کے رد کرنے والوں کو علم ہو جائے کہ جسے وہ رد کر رہے اور جسے مصلوب کرنے کی اسکیم بنا رہے ہیں- وہی روز محشر کو انکی عدالت کریگا-

پطرس رسول نے جو ایک یہودی تھا اسکی بابت یہ گواہی دی "کہ یہ وہی ہے جو خدا کی طرف سے زندوں اور مردوں کا منصف مقرر کیا گیا ہے "-(اعمال ۱۰:۴۲)- اسی طرح پولوس رسول جو ایک زبردست یہودی عالم تھا نے کہا "کہ خداوند یسوع مسیح زندوں اور مردوں کی عدالت کریگا "-(۲- تم ۱:۴)- "اور خدا میری خوشخبری کے مطابق یسوع مسیح کی معرفت آدمیوں کی پوشیدہ باتوں کا انصاف کریگا "-(رومیوں ۲:۱۶)-

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ خدا کے مقررہ انتظام کے مطابق عدالت کا سارا کام کسی نبی یا فرشتے کے سپرد نہیں کیا گیا بلکہ خداوند یسوع مسیح کے سپرد کیا گیا ہے؟ کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ کیوں ایسا کیا گیا جبکہ جبرائیل اور میکائیل جیسے بڑے بڑے مقرب فرشتے موجود ہیں جو ہزاروں لاکھوں سالوں سے خدا کی خدمت بڑی اچھی طرح سے کرتے آئے ہیں- یا موسیٰ ابرہام، ایوب، دانی ایل جیسے بڑے بڑے انبیا ہیں جن کے ذریعے خدا پہلے بھی کلام کرتا رہا- پھر کیوں یہ اہم اور بہت بڑا کام جس کا تعلق ساری دنیا کے انسانوں کے ساتھ ہے خداوند مسیح کے سپرد کیا گیا؟ یہ اس لئے ہوا کہ تخلیق کائنات کا سارا کام ہی خداوند مسیح کے وسیلہ ہوا تھا- تخلیق کائنات کا کام کسی نبی یا فرشتے نے نہیں کیا بلکہ خداوند مسیح نے کیا تھا- لکھا ہے "سب چیزیں اسی کے وسیلہ سے اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں "(کلسیوں ۱:۱۶)- اسی کے وسیلہ سے خدا نے عالم بھی پیدا کئے "(عبرانیوں ۱:۲)- "سب چیزیں اسی کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی- وہی ابتدا ہے- ابتدا میں کلام تھا- اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام ہی خدا تھا- یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا- اور یہی کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا "(یوحنا ۱:۱، ۲، ۱۴)- ہر چیز کا مینو فیکچرر اس چیز کی نوعیت کو جانتا ہے کہ کیسی ہے اور اسی کے لحاظ سے وہ ان کو الگ الگ قسموں میں بھی تقسیم کر سکتا ہے- خالق ہونے کی حیثیت سے صرف وہی عدالت کرنے کا حقدار ہو سکتا ہے اور اسی لئے لکھا ہے کہ "خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کر کے اب

سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں کیونکہ اس نے ایک دن ٹھہرایا ہے جس میں وہ راستی سے دنیا کی عدالت اس آدمی کی معرفت کریگا جسے اس نے مقرر کیا ہے اور اسے مردوں میں سے جلا کر یہ بات سب پر ثابت کر دی "۔ (اعمال ۱۷: ۳۱)۔ خداوند یسوع مسیح کے اس دنیا پر آنے سے پہلے چار ہزار سال تک انسان آباد تھے اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ عدالت ایک آدمی کی معرفت ہو گی۔ جب تک وہ کلام جو ازل سے خدا کے ساتھ تھا مجسم ہو کر انسان کی شکل میں ظاہر نہیں ہوا اور خدا نے اسے مردوں میں سے زندہ کر کے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ یہی ہے وہ جو کلام تھا۔ جو ازل سے سب چیزوں کا خالق تھا جو جہان کا نجات دہندہ بن کر اب جسم میں ظاہر ہوا ہے۔ اور یہی ہے وہ جو آسمان پر زندہ موجود ہے اور خدا کے دہنے ہاتھ اس کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اور جو اپنے مقدسوں کو لینے اور اسی زمین پر اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لئے پھر آنے والا ہے "۔ یقیناً وہی زمین کی عدالت کرنے کو آرہا ہے۔ وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کریگا"۔ (زبور ۹۶: ۱۳)۔ کیوں اس آدمی کو اتنی فوقیت حاصل ہے کہ وہ عدالت کے لئے ازل ہی سے مقرر ہو چکا ہے؟ اسلئے کہ وہ اوپر سے ہے۔ خداوند مسیح نے فرمایا "تم نیچے کے ہو۔ میں اوپر کا ہوں۔ تم دنیا کے ہو۔ میں دنیا کا نہیں ہوں "(یوحنا ۸: ۲۳)۔ "میں اور تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤنگا" (یوحنا ۷: ۳۳)۔ یوحنا نبی نے گواہی دی "جو آسمان سے آتا ہے وہ سب سے اوپر ہے " (یوحنا ۳: ۳۱)۔ اس آدمی کی مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں جسکی وجہ سے اسے عدالت کا اختیار دیا گیا ہے۔

(۱) وہ اس دنیا کا نہیں بلکہ اوپر سے ہے۔

(۲) وہ پاک، بے عیب، بے گناہ ہے۔

(۳) وہ مر کر زندہ ہوا ہے اور ابدالآباد تک زندہ رہیگا۔

(۴) وہ خدا باپ کے دہنے ہاتھ تخت پر بیٹھا ہے۔

(۵) صرف وہی پھر آنے والا ہے کہ زمین پر بادشاہی کرے۔

(۶) صرف وہی ہے جس نے مردوں کو زندہ کیا۔ بیماروں کو شفا دی۔ اندھوں کو آنکھیں دیں۔

(۷) صرف وہی ہے جس نے شیطان کو شکست دی اور اسکی سلطنت کی پیشکش کو جو اس نے آزمائش کے وقت کی ٹھکرا دیا۔

(۸) اس نے قبر اور موت پر فتح پائی۔

(۹) صرف وہ کنواری عورت سے پیدا ہوا۔
(۱۰) صرف وہی ہے جو بنای عالم سے پیشتر باپ کے ساتھ جلال رکھتا تھا (یوحنا ۱۷:۵)۔
(۱۱) صرف وہی ہے جس نے ذبح ہو کر تمام انسانوں کو ابلیس کی غلامی سے آزادی بخشی ہے۔
(۱۲) صرف یہی آدمی خدا اور انسانوں کا درمیانی بن گیا تاکہ دونوں کی صلح کرادے۔
(۱۳) جب آدم کے سبب سے موت آئی تو صرف یہی ایک آدمی تھا جس کے وسیلے سے زندگی آئی۔
(۱۴) صرف یہی آدمی ہے جس کے بارے میں دو دفعہ خدا کی آواز آئی کہ اس سے میں خوش ہوں۔

یہ وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ بہت سے لوگ اس پیچیدگی سے ناواقف ہیں جو عدالت کے بارے میں ہے۔ کہ خدا کی عدالت ایک آدمی کے وسیلہ سے ہو گی۔ سارے جہان کے آدمیوں کی عدالت ایک آدمی ہی کے وسیلہ سے۔ یہی راز ہے اور یہی سمجھانے کیلئے اسکا بار بار ذکر کیا جارہا ہے تاکہ ہم جانیں کہ وہ آدمی خداوند مسیح ہے۔ عدالت کے دن بہت سے لوگوں کو حیرانی ہو گی جب وہ عدالت کے لئے تخت کے سامنے کھڑے ہوں گے اور دیکھیں گے کہ تخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے یعنی خداوند مسیح جس پر دنیا میں انہوں نے اتنی سنجیدگی سے غور نہیں کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جو خداوند مسیح پر ایمان رکھتے ہیں ان کو عدالت سے ڈر نہیں۔ لیکن اسکا ذکر بعد میں آئے گا کہ کیوں ڈر نہیں اور کس کو ڈر نہیں؟ ابھی تو عدالت کے بارے میں چند حقائق ہی بیان کئے جارہے ہیں۔

عدالت کب ہو گی؟

عام نظریہ یہ ہے کہ جب قیامت آئے گی تو پھر عدالت ہو گی۔ لیکن بہت سے لوگ قیامت کے بارے میں بھی پورے طور پر واقف نہیں کہ وہ کب ہو گی۔ کیوں ہو گی اور کسطرح ہو گی؟ اس لئے عدالت کے بارے میں صحیح معلومات کے لئے اس کتاب میں قیامت کا مضمون پڑھیں۔ اس مضمون میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مردوں کے جی اٹھنے کو قیامت کہتے ہیں۔ اور سب مردے ایک ہی دفعہ جی نہیں اٹھیں گے۔ لہذا انکو راستبازوں کی قیامت اور ناراستوں کی قیامت کہا گیا ہے (عمال ۲۴:۱۵)۔ جو الگ الگ وقتوں میں ہوں گی۔ اور الگ الگ مقاصد کیلئے ہوں گی۔ پس قیامت ایک نہیں بلکہ دو ہیں اور اسی طرح عدالت بھی ایک نہیں بلکہ سات ہیں۔

(۱) پہلی عدالت ۔ گنہگاروں کی عدالت صلیب پر

آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ دنیا کی ایک عدالت ہو چکی ہے۔ خدا نے دنیا کے سب انسانوں کو دیکھا اور فتویٰ دیا کہ "کوئی راستباز نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ کوئی سمجھ دار نہیں۔ کوئی خدا کو طالب نہیں۔ سب گمراہ ہیں۔ سب کے سب نکمے بن گئے ---- سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (رومیوں ۳: ۱۰-۱۲، ۲۳)۔ اس فتوے کے تحت سب انسان سزا کے لائق ٹھہرے۔ لیکن دو ہزار سال ہوئے خدا کی ایک عدالت ظاہر ہوئی اور وہ یہ کہ خدا نے سارے بنی نوع انسانوں کو سزا دینے کی بجائے ایک شخص یعنی یسوع مسیح کو آسمان سے بھیجا کہ اپنے جسم میں گناہ کی سزا اٹھائے۔ یہ شخص یسوع کنواری عورت یعنی مقدسہ مریم کے بطن سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا۔ جیسا لکھا ہے کہ "جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا"۔ (گلتیوں ۴:۴)۔ "اس لئے کہ جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خدا نے کیا یعنی اس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔ (رومیوں ۸:۳)۔ شریعت کا تقاضا تھا کہ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ خدا نے شریعت کا تقاضا بھی پورا کیا اور اپنا رحم بھی ظاہر کر دیا۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ فضل کے زمانہ میں خدا رحم کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اور ہر گنہگار کے لئے توبہ اور معافی کا موقعہ موجود ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ خدا اب ہر جگہ سب آدمیوں کو حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں۔ نیز خدا اپنا غضب انڈیلنے میں اسی لئے دیر بھی کرتا ہے کہ وہ تحمل کر کے ٹھہرا ہوا ہے کہ سب لوگ توبہ کریں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں۔ کیونکہ وہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا۔ (۲- پطرس ۳:۹)۔ پس خدا کا رحم اور انصاف دونوں بیک وقت یوں ظاہر ہوئے کہ اس نے سب انسانوں کے گناہوں اور بدیوں کو اپنے بیٹے پر لاد دیا۔ اور اسکی عدالت یوں ظاہر ہوئی کہ اس نے سزا یعنی موت اپنے بیٹے کو دے دی۔ یہ بھی خدا کا ایک عجیب کارنامہ ہے جو انسانی عقل و فہم سے بعید ہے۔ یسعیاہ نبی اس کارنامے کا یوں بیان کرتا ہے کہ اس نے ہماری مشقتیں اٹھالیں اور ہمارے غموں کو برداشت کیا۔ پر ہم نے اسے خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا سمجھا۔ حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بد کرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست (عدالت) ہوئی تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا پر خداوند نے ہم سب کی بد کرداری اس پر لادی۔ وہ ستایا گیا تو بھی اس نے برداشت کی اور منہ نہ کھولا۔ جسطرح برہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں اور جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والوں

کے سامنے بے زبان ہے اسی طرح وہ خاموش رہا۔ وہ ظلم کر کے اور فتویٰ لگا کر اسے لے گئے پر اس کے زمانہ کے لوگوں میں سے کس نے خیال کیا کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ میرے لوگوں کی خطاؤں کے سبب سے اس پر مار پڑی ۔۔۔۔۔ لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے۔ اس نے اسے غمگین کیا جب اسکی جان گناہ کی قربانی کے لئے گزرانی جائیگی تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا ۔۔۔۔۔ اس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور خطاکاروں کی شفاعت کی"۔ (یسعیاہ ۵۳ باب سارا)

قربانی کے ذریعے گناہ کی معافی کا طریقہ خدا نے موسوی شریعت میں پہلے سے رائج کر دیا تھا۔ تاکہ لوگ بروں اور بکروں کی قربانیوں کے ذریعہ اپنے گناہوں کی سزا سے بچ جائیں۔ جبکہ جانور ان کی جگہ خون بہاتے اور جان دے دیتے ہیں۔ کیونکہ لکھا ہے کہ بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔ (عبرانیوں ۹: ۲۲)۔ موسوی شریعت کے مطابق یہ بھی عدالت کا ایک طریقہ ہے۔ لیکن خدا اپنے کلام مقدس میں ان قربانیوں کو عکس اور شبیہ بتاتا ہے۔ جس آنے والی چیز کا یہ عکس ہیں وہ اصل چیزیں مسیح کی ہیں۔ خداوند مسیح کی اپنی قربانی اور اسکا اپنا پاک اور بیش قیمت خون جو صلیب پر گناہوں کی معافی کیلئے بہایا گیا اصل چیز ہے۔ عبرانیوں کے خط میں بروں کی قربانیاں اور مسیح کی اپنی قربانی کا مقابلہ کیا گیا ہے اور پانچویں باب سے دسویں باب تک تفصیل کے ساتھ مسیح کی اس اصلی قربانی کو بروں اور بکروں کی قربانی سے بہتر قربانی قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس ایک قربانی کے باعث تمام ایمان لانے والوں کے گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ رومیوں ۳: ۲۵ میں لکھا ہے "اسے خدا نے ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا ہے جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو"۔ جب پولس رسول خداوند مسیح پر ایمان لایا تو وہ لکھتا ہے "کہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے موا"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۳)۔ جب کمرہ عدالت میں جج یہ اعلان کرے کہ تمام ملزم جو پیش ہوئے ہیں قصوروار ہیں اور سزا کے لائق ہیں۔ میں تمہیں ایک ایک ہزار روپیہ جرمانہ کرتا ہوں لیکن ایک آدمی نے تم سب کا جرمانہ دے دیا ہے اس لئے تم سب بری ہو تو یہ بھی ایک عدالت ہے جس میں جج کا انصاف بھی پورا ہوا اور جرمانہ دینے والے شخص کا رحم بھی پورا ہوا۔ خداوند مسیح نے فرمایا "اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے"۔ (یوحنا ۱۲: ۳۱)۔ "میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا۔ اس نے اس بات سے اشارہ کیا کہ میں کس موت سے مرنے کو ہوں" (۱۲: ۳۲-۳۳)۔ چونکہ خدا نے اپنے رحم کے انتظام کو پورا کر دیا ہے اس لئے اب انسانوں کیلئے اسکو سمجھنا ضروری ہے کہ یہ عدالت کس طرح سے

کام کرتی ہے- جب خداوند مسیح نے میری سب بدکاریاں اور گناہ اپنے اوپر اٹھالئے اور صلیب پر ان کا کفارہ دے دیا تو میں بری ہو گیا- میرے سب گناہ بخشے گئے- اور ان کی معافی ہو گئی- لکھا ہے "اسی مرضی کے سبب سے ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلہ سے پاک کئے گئے"- (عبرانیوں ۱۰:۱۰)- ہم مفت میں راستباز ٹھہرائے گئے- (رومیوں ۳:۲۴)- ہماری بدکاریاں معاف ہوئیں اور ہمارے گناہ ڈھانکے گئے (رومیوں ۴:۷)- لہذا اب ہم پر سزا کا حکم نہیں- خداوند مسیح نے فرمایا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اور اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت میں سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے"- (یوحنا ۵:۲۴)- اسی طرح پولس رسول کہتا ہے "پس اب جو مسیح یسوع میں ہیں ان پر سزا کا حکم نہیں"- (رومیوں ۸:۱)- خداوند مسیح میں ہونے سے مراد خداوند مسیح پر ایمان لانا اور اس کے فدیے کو دل سے قبول کرنا ہے- یہ ہر شخص کا انفرادی اور شخصی فیصلہ ہوتا ہے- جو خدا کے اس انتظام کو قبول کر لیتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ آنے والے غضب اور سزا سے بچ جاتا ہے- اور جو اسے قبول نہیں کرتا اس کے گناہ قائم رہتے ہیں جسکی سزا آخری عدالت کے وقت ملیگی- اس پہلی عدالت میں ہمارے گناہ چاہے لاکھوں ہوں کروڑوں ہوں فقط یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب معاف ہو جاتے ہیں- اور ہمارا نام ایک خاص کتاب میں لکھ دیا جاتا ہے جسکا نام ہے "برہ کی کتاب حیات"- برہ کے خون سے دھلنے والے سب انسانوں کے نام برہ کی کتاب حیات میں لکھے جاتے ہیں- خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا "کہ اس سے خوش نہ ہو کر بدروحیں تمہارے تابع ہیں بلکہ اس سے خوش ہو کر تمہارے نام آسمان پر لکھے ہوئے ہیں" (لوقا ۱۰:۲۰، فلپیوں ۴:۳)- نجات یافتہ مسیحیوں کو پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا کہتے ہیں جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں- (عبرانیوں ۱۲:۲۳)- آسمان پر نام لکھے جانے کا مطلب ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی پہلی عدالت کے انتظام کو دل سے قبول کر کے فائدہ اٹھالیا ہے- انکی پہلی عدالت ہو چکی ہے- ان کی دوبارہ آخری عدالت نہیں ہو سکتی- یہ بری ہو چکے ہیں یہ اب مجرم نہیں ٹھہرائے جاسکیں گے- لکھا ہے "خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کریگا؟ خدا وہ ہے جو انکو راستباز ٹھہراتا ہے- کون ہے جو مجرم ٹھہرائیگا" (رومیوں ۸:۳۳)-

(۲) زمین پر ایمانداروں کی عدالت

"اس واسطے جو کوئی نامناسب طور پر خداوند کی روٹی کھائے یا اس کے پیالے میں سے پیئے وہ خداوند کے بدن اور خون کے بارے میں قصوروار ہوگا- پس آدمی اپنے آپکو آزما لے اور اسی طرح اس روٹی میں سے کھائے اور اس پیالے میں سے پیئے- کیونکہ جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اس کھانے پینے سے سزا پائیگا- اسی سبب سے تم میں بہتیرے کمزور اور بیمار ہیں اور بہت سے سو بھی گئے- اگر ہم اپنے آپ کو جانچتے تو سزا نہ پاتے- لیکن خداوند ہم کو سزا دیکر تربیت کرتا ہے تاکہ ہم دنیا کے ساتھ مجرم نہ ٹھہریں- پس اے میرے بھائیو! جب تم کھانے کے لئے جمع ہو تو ایک دوسرے کی راہ دیکھو- اگر کوئی بھوکا ہو تو اپنے گھر میں کھالے تاکہ تمہارا جمع ہونا سزا کا باعث نہ ہو اور باقی باتوں کو میں آکر درست کردونگا"-
(۱- کرنتھیوں ۱۱: ۲۷-۳۴)-

کرنتھس کی کلیسیا میں بہت سے ایماندار جسمانی طور پر کمزور اور بیمار تھے اور بہت سے اسی حالت میں مر چکے تھے- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرنتھس کے ایمانداروں کو اس بیماری اور کمزوری کی وجوہات معلوم نہ تھیں- ظاہر ہے کہ وہ اسے ایک میڈیکل مسئلہ سمجھتے ہوں اور ڈاکٹروں سے علاج بھی کروا رہے ہوں لیکن آرام نہیں آرہا تھا- ایماندار صحتمند نہیں ہو رہے تھے- دن بدن کمزور ہوتے جارہے تھے اور آخر کار موت کے منہ میں جارہے تھے- جب پولس رسول کو اس کلیسیا کی ایسی حالت کی اطلاع ملی تو اس نے خداوند سے دعا کی- آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ خداوند نے پولس رسول پر انکی بیماری اور موت کی وجوہات میڈیکل مسئلہ نہیں بتایا بلکہ ایسا روحانی مسئلہ جس سے اس کلیسیا کے ایماندار شائد ناواقف تھے-

سب سے پہلے ہمیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ جو کچھ پولس رسول انکو لکھ رہا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھ رہا بلکہ وہ کہتا ہے کہ "یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی اور میں نے تم کو بھی پہنچادی" (آیت ۲۳)- پولس رسول یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں کوئی طبیب یا ڈاکٹر نہیں ہوں کہ تمہارے بیمار ایمانداروں کی بیماری کی تشخیص کروں یا مرنے والوں کی موت کی وجہ بیان کروں یا اس بیماری کا کوئی علاج پیش کرنے لگا ہوں- میں تمہیں وہ باتیں بتانے لگا ہوں جو مجھے خداوند نے بتائیں ہیں- وہی ڈاکٹروں کا ڈاکٹر اور حکیموں کا حکیم ہے- وہ تمہاری بیماری کو اچھی طرح جانتا اور نہ صرف اسکی وجوہات کو سمجھتا ہے بلکہ اس کے علاج کو بھی جانتا ہے- اور میں اب تمہیں اس بیماری کی وجوہات اور علاج بتاتا ہوں جو خداوند نے مجھے بتایا ہے-

اس پس منظر کی بنیاد پر پولس رسول کرنتھس کے ایمانداروں پر یہ مخفی حقیقت آشکارا کرتا ہے کہ خدا ایمانداروں کی عدالت اسی دنیا میں اور اسی زندگی میں کرتا رہتا ہے- اس وقت

خدا کی اس عدالت کا ظہور کرنتھس کی کلیسیا میں صاف طور پر عیاں تھا۔ کرنتھس کے کمزور اور بیمار اور مرنے والے ایمانداروں کی وجہ خدا کی عدالت تھی۔ جو انکی کلیسیا میں ہو رہی تھی۔ آیئے اب خدا کی اس عدالت کو یعنی ان ایمانداروں کی کمزوری بیماری اور موت کی روحانی وجہ کو کلام کی روشنی میں سمجھیں۔ چونکہ یہ بیماری اور موت صرف ایمانداروں میں واقعہ ہو رہی تھی اس لئے یہ صاف ظاہر ہے کہ اس عدالت کا تعلق دنیا کے دوسرے لوگوں کے ساتھ یعنی جو خداوند مسیح پر ایمان نہیں لائے ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اس عدالتی کاروائی کا تعلق صرف خداوند مسیح پر ایمان رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔ لہذا ایمانداروں کو بڑے غور سے اس عدالت کو سمجھنا چاہیئے اور سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ پولس رسول یوں بیان کرتا ہے کہ کرنتھس کی کلیسیا میں جب عشاء ربانی ہوتی ہے تو ایماندار خداوند کے بدن اور اس کے خون کو صحیح طور پر نہیں پہچانتے۔ وہ پاک عشاء میں حصہ لینے سے پہلے اپنے آپکو نہ آزماتے ہیں نہ پرکھتے (JUDGE) ہیں اور وہ نامناسب طور پر اور غلط طریقے سے روٹی توڑ رہے اور پیالے میں شریک ہو رہے ہیں اور خداوند کے قصوروار بن رہے ہیں۔ جب ایماندار کسی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں چاہے وہ ارادتاً ہو یا سہواً۔ قولاً ہو یا فعلاً وہ گنہگار ٹھہرتے ہیں اور گنہگار خداوند کی میز میں شریک نہیں ہو سکتے۔ خداوند کی روٹی توڑنے اور پیالے میں شریک ہونے کیلئے ایمانداروں کو روحانی طور پر پاک ہونا چاہیئے۔ وہ ایک دفعہ خداوند مسیح کے خون سے دھل کر مکمل طور پر صاف اور پاک ہو چکے ہیں جب انہوں نے توبہ کی اور خداوند مسیح پر ایمان لاکر اسے اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا تھا۔ اب انہیں اس پاکیزگی کو ہمیشہ کیلئے قائم رکھنا ہے اور کسی حالت میں بھی گناہ کو اپنے اندر نہیں رہنے دینا۔ گناہ ناپاکی پیدا کرتا ہے۔ اور ایماندار ناپاکی کی حالت میں پاک عشاء میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لہذا ایمانداروں کو روٹی توڑنے سے پہلے اپنے اندر جھانکنا چاہیئے اور گناہ کی تلاش کرنی چاہیئے کہ میرے اندر کوئی گناہ تو نہیں۔ میں گزشتہ سارے ہفتہ میں خدا کے کسی حکم کی نافرمانی کا مرتکب تو نہیں ہوا۔ میں نے کوئی جھوٹ۔ فریب۔ گالی۔ مکر۔ شہوت پرستی۔ کوئی نشہ بازی یا ناچ رنگ یا بددیانتی یا چوری۔ بد نظری یا جوا یا شراب یا کوئی اور ایسی بات تو نہیں کی جس سے میں نے خداوند کو اور خدا کے پاک روح کو رنجیدہ کیا ہو۔ اگر دل بالکل صاف ہے۔ اور کسی بات میں ملامت نہیں تو پھر آزادی سے اور خوشی سے پاک عشاء میں شامل ہوں۔ لیکن اگر دل نے اور خدا کے پاک روح نے کسی گناہ پر انگلی رکھی ہے اور ملامت کی ہے تو پاک عشاء سے اپنے آپ کو روکیں۔ پہلے خداوند کے ساتھ صفائی کریں۔ اس گناہ کا اقرار کر کے توبہ کریں۔ اسے ترک کریں۔ خداوند سے معافی مانگیں اور پھر روٹی توڑیں۔ اگر کسی بھائی یا بہن یا کسی

دوسرے شخص کا گناہ کیا ہے۔ کسی کو مارا ہے۔ یا گالیاں دی ہیں یا نقصان پہنچایا ہے یا رنجیدہ کیا ہے پہلے اس کے پاس جائیں۔ اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔ معافی مانگیں اس شخص سے صلح کریں اور پھر آکر روٹی توڑیں۔ خداوند مسیح نے فرمایا "جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہیگا وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو اسکو احمق کہیگا وہ آتش جہنم کا سزاوار ہوگا۔ پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گذرانتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تو وہیں قربانگاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر۔ تب آکر اپنی نذر گذران "۔ (متی ۵:۲۲-۲۵)۔

بعض ایمانداروں کو روٹی توڑتے وقت پاک روح اندر سے آگاہ کرتا ہے کہ تم میں گناہ ہے اس لئے تم اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن وہ اپنے آپکو یہ کہہ کر تسلی دے دیتے ہیں کہ بیشک گناہ تو میں نے کیا ہے لیکن روٹی توڑنے اور شیرہ پینے سے معاف ہو جائیگا۔ اس غلط فہمی کا سہارا لیکر وہ پاک عشاء میں شریک ہو جاتے ہیں اور سزا پاتے ہیں کیونکہ پاک عشاء میں شریک ہونے سے گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ پہلے توبہ کر کے۔ پہلے گناہ کی معافی مانگ کر اور خداوند مسیح کے خون سے دھل کر۔ گناہ کو دور کر کے پھر اس روٹی میں شریک ہو سکتے ہیں۔ یوحنا رسول لکھتا ہے "اے میرے بچو! یہ باتیں میں تمہیں اس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو۔ اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی "۔ (یوحنا ۲:۱-۲)۔ "اس کے بیٹے یسوع کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں۔ اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے۔ اگر کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا تو اسے جھوٹا ٹھہراتے ہیں اور اسکا کلام ہم میں نہیں ہے" (۱-یوحنا ۱:۷-۱۰)۔

پس کلام کا یہ نقشہ ہے کہ ایماندار روٹی توڑنے سے پہلے اپنی عدالت کریں۔ اپنا انصاف کریں۔ اپنے آپ کو پرکھیں اور تولیں اور آزمائیں۔ اور پھر اس روٹی کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو وہ قصوروار ٹھہرتے ہیں اور سزا کے حقدار بنتے ہیں۔ لکھا ہے جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اس کھانے پینے سے سزا پائیگا۔ اگر ہم اپنے آپ کو جانچتے تو سزا نہ پاتے۔ لیکن خداوند ہم کو سزا دیکر تربیت کرتا ہے تاکہ ہم دنیا کے ساتھ مجرم نہ

ٹھہریں۔ اس آیت میں بہت سی باتیں قابل غور ہیں۔ مثلاً سزا کی وجہ۔ سزا دینے والا خداوند خود ہے۔ جب خداوند دیکھتا ہے کہ ایماندار نامناسب طور پر پاک عشاء میں شریک ہو رہے ہیں۔ وہ اپنی عدالت درست نہیں کر رہے تو خداوند خود دخل دیتا ہے اور ہماری عدالت درست طریقے سے کر کے ہمیں قصوروار ٹھہراتا ہے اور جسمانی بیماری کی سزا دیتا ہے۔ پس ایمانداروں کو اپنی بیماری کی وجہ صرف میڈیکل سبب نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ روحانی وجہ بھی ہو سکتی ہے یعنی گناہ اندر رکھ کر پاک عشاء میں شامل ہونا۔ بہت دفعہ ایماندار لوگوں کے گھروں میں دعا اور عبادت کے لئے جاتے ہیں اور بیمار پر دعا بھی کرتے ہیں تاکہ خداوند ان کو شفا بخشے۔ اور بہت دفعہ انہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر آپ نے کوئی گناہ کیا ہے تو اس سے توبہ کریں۔ لیکن ایماندار خود بہت دفعہ گناہ اندر رکھ کر روٹی توڑتے ہیں اور محسوس نہیں کرتے کہ انہیں خود توبہ کرنے اور گناہ کو ترک کرنے کی ضرورت بھی ہے۔

اب اگر خداوند کی سزا پر غور کریں تو ہم معلوم کریں گے کہ اگرچہ کوئی شخص سزا پسند نہیں کرتا پھر بھی یہ سزا ضروری اور فائدہ مند ہے کیونکہ یہ ایمانداروں کی بہتری کے لئے ہے۔ لکھا ہے کہ خداوند ہمیں سزا اس لئے دیتا ہے تاکہ ہم دنیا کے ساتھ مجرم نہ ٹھہریں۔ خداوند دور کی بات سوچتے ہیں۔ جب تمام دنیا کے لوگ خداوند کے تخت عدالت کے سامنے کھڑے ہوں گے تو خداوند نہیں چاہتے کہ اپنے خون خریدوں کو بھی وہاں ان کے ساتھ مجرم ٹھہرا کر سزا دیں۔ ایمانداروں کے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ اب وہ مجرم نہیں ٹھہرائے جائیں گے۔ اب ان پر خدا کا غضب نہیں کیونکہ خداوند نے خود ان کے گناہ اٹھائے اور صلیب پر انکا کفارہ دیا۔ اب دنیا کے لوگوں کے ساتھ انکی عدالت نہیں ہو گی۔ اب اگر ان سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو انہیں خود اپنی عدالت کر کے اس گناہ کو دور کر کے پاکیزگی کی حالت کو برقرار رکھنا چاہئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو خداوند ان کے گناہ کی سزا دیکر زمین پر انکی عدالت کر دیتے ہیں۔ وہ ایمانداروں کو دنیا کے لوگوں کے ساتھ ہرگز مجرم نہیں ٹھہرانا چاہتے۔ لکھا ہے لیکن خداوند ہمکو سزا دیکر تربیت کرتا ہے"۔ یہ سزا نہ صرف گناہ کی سزا ہے بلکہ تربیت بھی ہے کہ ایماندار پھر ایسا نہ کریں۔ جو ایماندار بیمار ہونے کے بعد فوراً اپنی روحانی حالت کو پرکھتے ہیں اور جلدی اپنے گناہ کو ڈھونڈ کر اس سے خلاصی پا لیتے ہیں وہ جلدی صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض ایماندار بیمار ہونے کے باوجود تربیت پذیر نہیں ہوتے اور گناہ کو نہ صرف ترک نہیں کرتے بلکہ اور گناہ کرتے رہتے ہیں انکی بیماری قائم رہتی ہے۔ اور بڑھتی جاتی ہے۔ جسمانی صحت روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اور خداوند منتظر رہتے ہیں کہ اب بھی یہ اپنے گناہوں کو پہچانے اور ترک

کرے اور میں اسے شفا دوں- لیکن وہ اپنے گناہ کی طرف دھیان نہیں دیتے- جب خداوند اسکی طرف سے بالکل مایوس ہو جاتے ہیں تو خداوند اسکو موت تک لے آتے ہیں تاکہ وہ اور آگے گناہ نہ کرتا جائے- یہ موت بھی اس کے فائدے کے لئے ہے- تاکہ وہ مجرم نہ ٹھہرایا جائے- اگرچہ اس نے توبہ نہیں کی اور اپنے گناہ کو ترک نہیں کیا پھر بھی وہ کسی طرح مجرم نہ ٹھہرایا جائیگا یہ بات اگلے حصہ میں بیان کی جائیگی- کیونکہ یہ بھی ایک ضروری بات ہے جو ایمانداروں کو سمجھنی چاہیئے- یہ عدالت نمبر ۳ میں بیان کی جائے گی-

پس خداوند کی نیت اور ارادے کو دیکھیں تو اسکی سزا میں بھی بہتری اور بھلائی کا پہلو مخفی ہے- بہت دفعہ ہم سزا کو نا پسند کرتے ہیں لیکن خداوند فرماتے ہیں "اے میرے بیٹے خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جانا اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بیدل نہ ہو کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اسے تنبیہ بھی کرتا ہے اور جسکو بیٹا بنا لیتا ہے اسکے کوڑے بھی لگاتا ہے- تم جو کچھ دکھ سہتے ہو وہ تمہاری تربیت کیلئے ہے- خدا فرزند جان کر تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے- وہ کونسا بیٹا ہے جسے باپ تنبیہ نہیں کرتا- اور اگر تمہیں وہ تنبیہ نہ کی گئی جس میں سب شریک ہیں تو تم حرامزادے ٹھہرے نہ کہ بیٹے- علاوہ اس کے جب ہمارے جسمانی باپ ہمیں تنبیہ کرتے تھے اور ہم انکی تعظیم کرتے رہے تو کیا روحوں کے باپ کی اس سے زیادہ تابعداری نہ کریں جس سے ہم زندہ ہیں- وہ تو تھوڑے دنوں کے واسطے اپنی سمجھ کے موافق تنبیہ کرتے تھے- مگر یہ ہمارے فائدے کے لئے کرتا ہے تاکہ ہم بھی اس کی پاکیزگی میں شامل ہو جائیں- اور بالفعل ہر قسم کی تنبیہ خوشی کا نہیں بلکہ غم کا باعث معلوم ہوتی ہے مگر جو اسکو سہتے سہتے پختہ ہو گئے ہیں انکو بعد میں چین کے ساتھ راستبازی کا پھل بخشتی ہے"- (عبرانیوں ۱۲:۵-۱۱) یہ آیات ایمانداروں کو بار بار پڑھنی چاہئیں- کیونکہ یہاں تنبیہ، ملامت سزا- کوڑے- اور تربیت سب ایک ہی معنی میں استعمال کئے گئے ہیں جن کے پیچھے خدا کی خاص محبت کام کر رہی ہوتی ہے اور جسکا انجام ہماری بہتری اور بھلائی اور روحانی ترقی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا- اگرچہ زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے (عبرانیوں ۱۰:۳۱)- اور جب ہم اپنی عدالت خود صحیح طریقے پر نہ کرکے خدا کے ہاتھ میں پڑ جائیں کہ وہ ہماری عدالت کرے تو پھر بھی وہ ہماری بہتری اور بھلائی کیلئے کرتا ہے تاکہ ہم دنیا کے ساتھ مجرم نہ ٹھہریں- خدا کی اس تربیت یا ملامت یا تنبیہ یا سزا کی بنیاد یہ حقیقت ہے کہ ہم اس کے بیٹے ہیں- جب خدا ہمارے بیٹے ہونے پر فخر کرکے کچھ کام کرتا ہے تو ہم بھی اس کے باپ ہونے پر فخر کرکے اسے خوشی سے آمین کہیں اور یوں کہیں ابا! تربیت کرنے کیلئے شکریہ- "اچھا ہوا میں نے

مصیبت اٹھائی تاکہ تیرے آئین سیکھوں - میں مصیبت اٹھانے سے پہلے گمراہ تھا پر اب تیرے کلام کو مانتا ہوں "(زبور ۱۱۹: ۷۱، ۶۷)- میری دعا ہے کہ خداوند اپنے سب ایمانداروں کو درست طریقے سے پاک عشاء میں شامل ہونیکی سمجھ عطا کرے- تاکہ وہ نامناسب طریقے سے روٹی توڑ کر سزا کے حقدار نہ بنیں بلکہ خود ہی اپنا گناہ ڈھونڈ کر- اقرار کرکے یسوع کے خون سے دھلوالیں اور اسطرح پاکیزگی میں خداوند کی میز میں شریک ہوں- پولس رسول لکھتا ہے کہ " تم خداوند کے پیالے اور شیاطین کے پیالے دونوں میں سے نہیں پی سکتے- خداوند کے دستر خوان اور شیاطین کے دستر خوان دونوں پر شریک نہیں ہو سکتے-" (۱- کرنتھیوں ۱۰: ۲۱)- پس آؤ ہم عید کریں- نہ پرانے خمیر سے اور نہ بدی اور شرارت کے خمیر سے بلکہ صاف دلی اور سچائی کی بے خمیر روٹی سے "- (۱- کرنتھیوں ۵: ۷-۸)- پرانا خمیر نکال کر اپنے آپ کو پاک کرلو تاکہ تازہ گندھا ہوا آٹا بن جاؤ- چنانچہ تم بے خمیر ہو کیونکہ ہمارا بھی فسح یعنی مسیح قربان ہوا"-

(۳) کلیسیا کی عدالت خداوند مسیح کے تخت عدالت کے سامنے

ہم کلیسیا کے اٹھائے جانے " یعنی RAPTURE کے مضمون میں یہ بیان کرچکے ہیں کہ خداوند مسیح پوشیدہ آمد میں اپنی کلیسیا کو لینے کیلئے آئیں گے اور انکی للکار اور نرسنگے کی آواز کے ساتھ ہی دو ہزار سالوں کے وہ تمام مردے جو مسیح میں موئے ہیں اٹھیں گے اور سب زندہ ایماندار بدل جائیں گے اور اسطرح تمام کلیسیا نئے روحانی بدنوں میں اوپر اٹھائی جائیگی تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کرے جو ہوا میں انکا انتظار کریں گے- جب وہ سب مقدسوں کو اپنے پاس کھینچ لیں گے (یوحنا ۱۲: ۳۲)- تو خداوند انکو لیکر ان مکانوں کی طرف روانہ ہوں گے جو خداوند نے اپنے وعدہ کے مطابق ہمارے لئے تیار کئے ہوتے ہیں- پیشتر اس سے کہ ہم ان مکانوں تک پہنچیں راستے میں دو اہم کام ہوں گے- ا- مقدسوں کی عدالت اور (ب) تقسیم انعامات- اس مضمون میں ہمارا تعلق صرف پہلے حصہ کے ساتھ ہے یعنی عدالت- اگرچہ تقسیم انعامات بھی اسی پہلے حصے پر مبنی ہے-

پطرس رسول کہتا ہے " کیونکہ وہ وقت آپہنچا ہے کہ خدا کے گھر سے عدالت شروع ہو اور جب ہم سے شروع ہوگی تو انکا کیا انجام ہوگا جو خدا کی خوشخبری کو نہیں مانتے- اور جب راستباز ہی مشکل سے نجات پائیگا تو بے دین اور گنہگار کا کیا ٹھکانا "- (۱- پطرس ۴: ۱۷-۱۸)- پطرس ایمانداروں کی توجہ ایک ایسی حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے جو نہایت اہم اور

غور طلب ہے- عدالت کا ذکر کرتے ہوئے پطرس کہتا ہے کہ عدالت خدا کے گھر سے شروع ہو گی- خدا کا گھر نئے عہدنامے کے مطابق خدا کی کلیسیا ہے- (۱- تم ۳:۱۵، ۲- کرنتھیوں ۶:۱۶، افسیوں ۲:۲۱-۲۲، عبرانیوں ۳:۶، ۱- کرنتھیوں ۶:۱۹، ۱- پطرس ۲:۵)- یعنی دنیا کی عدالت بعد میں ہو گی- پہلے خدا کی کلیسیا کی عدالت ہو گی- دراصل وہ ایمانداروں کو پاک اور اچھی زندگی بسر کرتے اور مسیح کی خاطر دکھ اٹھانے کی ترغیب دے رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ ایک ایسی مخفی بات آشکارا کر دیتا ہے جو ایمانداروں کے لئے نہایت اہم ہے- ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ پہلی عدالت جو صلیب پر ہوئی وہ ان ہی کو فائدہ پہنچاتی ہے جو خداوند مسیح پر ایمان لے آتے ہیں- دوسری عدالت بھی صرف ایمانداروں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے- اور یہ تیسری عدالت بھی صرف کلیسیا کے لئے ہے- تو پطرس رسول سچ کہتا ہے کہ عدالت خدا کے گھر یعنی کلیسیا ہی سے شروع ہو گی- اور اگرچہ ایک دفعہ صلیب پر ایمانداروں کے گناہوں کا کفارہ ہوا- پھر پاک عشاء میں حصہ لینے کیلئے ایماندار اپنی عدالت خود کرتے ہیں- اور ابھی خداوند مسیح کے تخت عدالت کے سامنے ساری کلیسیا کی ایک دفعہ اکٹھی عدالت ہونی ہے- اسکی دو وجوہات ہیں- اول یہ کہ پہلی دونوں عدالتیں انفرادی اور نجی حیثیت رکھتی ہیں- کہ خداوند ہر ایماندار میں الگ الگ پاکیزگی قائم رکھنا چاہتا ہے- یہ تیسری عدالت مجموعی ہے- تمام کلیسیا جس میں سب سوئے ہوئے ایماندار اور سب زندہ ایماندار جنہوں نے موت کا مزہ نہیں چکھا سب ایک جگہ جمع ہوں گے- اور خداوند کلیسیا کو بطور ایک بدن کے صاف اور پاک دیکھنا چاہتے ہیں- اس عدالت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ابھی تک خداوند نے اپنی کلیسیا کو باپ کے سامنے پیش نہیں کیا- کلیسیا دو ہزار سال سے تیار ہو رہی ہے لیکن ابھی تک یہ باپ کے سامنے مسیح کی دلہن کی طرح پیش نہیں ہوئی- اب جب کہ ساری کلیسیا ایک جگہ جمع ہے اور باپ کے پاس جا رہی ہے تو خداوند اسے بالکل پاک صاف بنانا چاہتے ہیں- لکھا ہے "ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے جس کے بدن میں داغ یا جھری یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو"- (افسیوں ۵:۲۷)- ہم جانتے ہیں کلیسیا اس وقت پاک اور بے عیب نہیں ہے- اس میں خمیر ہے- جو گناہ کو ظاہر کرتا ہے- ایمانداروں کی جماعتوں میں لڑائیاں- جھگڑے- تفرقے- حسد- بغض- کینہ- نفرت- دشمنی- غصہ- فریب- لالچ- شیخی اور بہت سی اور ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو گناہ ہیں- پھر بھی وہ ایمانداروں کی جماعتیں کہلاتی ہیں- اور ان کے ممبران اپنے آپ کو نجات یافتہ اور نئی پیدائش پائے ہوئے لوگ کہتے ہیں- تو کیا کہنا چاہیئے- اگر کہیں کہ وہ ایماندار نہیں یا کلیسیا نہیں تو ہم غلط کہتے ہیں- اگر کہیں کہ وہ بالکل پاک

بے عیب ہیں تب بھی ہم غلط ہیں۔ لہذا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ خداوند کی کلیسیا جب تک اس زمین پر ہے اس میں خمیر رہیگا۔ ایماندار اس زندگی میں ہرگز کامل نہیں ہو سکتے۔ تو مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں کہ خداوند ایمانداروں کی زندگی اور کارکردگی پرکھے گا۔ ہماری روحانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک اچھا پہلو جس میں ہم نہایت پاکیزہ زندگی گزارتے ہوئے، خداوند کی خدمت بہت وفاداری اور جانفشانی سے کرتے ہیں اور جوشیلی اور موثر گواہی اور بشارت کے وسیلہ اسکی کلیسیا کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ ہماری زندگی کا دوسرا پہلو خراب پہلو ہے جس میں ہم محبت میں ٹھنڈے۔ دعا اور کلام میں سست۔ رفاقت اور عبادت سے دور۔ خدمت اور بشارت اور گواہی سے لاپرواہ ہو کر زندگی گزارتے ہیں۔ ہر ایماندار کی روحانی زندگی میں دونوں پہلو کام کرتے ہیں۔ کبھی اچھا پہلو غالب رہتا ہے اور خراب پہلو دب جاتا ہے۔ کبھی خراب پہلو زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے اور اچھا پہلو چھپ جاتا ہے۔ پولس رسول ان دونوں حالتوں کو ردّوں کا نام دیتا ہے۔ اچھے ردّے سونا چاندی اور بیش قیمت پتھروں کے ردّے کہلاتے ہیں۔ خراب پہلو لکڑی گھاس اور بھوسے کے ردّے کہلاتے ہیں۔ ان ردّوں کے ساتھ ہر ایماندار اپنی روحانی زندگی کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔ ہر خادم کی خدمت کو بھی اسی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پولس رسول وہ طریقہ بتاتا ہے جس طریقے سے خداوند مسیح ایک ہی وقت میں سب کے ردّے چیک کر لیں گے۔ وہ طریقہ ہے آگ۔ پولس رسول یوں بیان کرتا ہے "پس ہر ایک خبردار رہے کہ وہ کیسی عمارت اٹھاتا ہے۔ کیونکہ سوا اس نیو کے جو پڑی ہوئی ہے اور وہ یسوع مسیح ہے کوئی شخص دوسری نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر کوئی اس نیو پر سونا چاندی یا بیش قیمت پتھروں یا لکڑی یا گھاس یا بھوسے کا ردّا رکھے تو اسکا کام ظاہر ہو جائیگا کیونکہ جو دن آگ کے ساتھ ظاہر ہو گا وہ اس کام کو بتادیگا اور وہ آگ خود ہر ایک کا کام آزمالیگی کہ کیسا ہے۔ جسکا کام اس پر بنا ہوا باقی رہیگا وہ اجر پائیگا اور جس کا کام جل جائیگا وہ نقصان اٹھائیگا لیکن خود بچ جائیگا مگر جلتے جلتے"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۳:۱۰-۱۵)۔ پولس رسول بتاتا ہے کہ خداوند کا ہوا میں کلیسیا سے ملاقات کا دن آگ کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ یہ آگ دنیاوی آگ نہیں بلکہ آسمانی آگ ہوگی۔ حزقی ایل کہتا ہے "یہ آگ نورانی تھی"۔ (حزقی ایل ۱:۱۳)۔ یہ وہی آگ ہے جسکا ستون بیابان میں نظر آتا تھا (اعمال ۲:۱۹)۔ یہ وہی آگ ہے جسکے شعلے پینتی کوست کے دن رسولوں پر آٹھہرے (اعمال ۲:۳)۔ یہ وہی آگ ہے جسکے بارے میں لکھا ہے کہ ہمارا خدا بھسم کرنے والی آگ ہے" (عبرانیوں ۱۲:۲۹)۔ یہ وہی آگ ہے جو جھاڑی میں لگی ہوئی تھی مگر جھاڑی جل نہیں جاتی تھی۔ (خروج ۳:۲)۔ یہ وہی آگ ہے جس سے سارا کوہ سینا دہک رہا تھا۔ (استثنا ۹:۱۵)۔ یہ وہی آگ ہے جس کے بارے میں

خداوند مسیح نے فرمایا۔ "ہر شخص آگ سے نمکین کیا جائے گا"۔ (مرقس ۹:۴۹)۔ یہ وہی آگ ہے جو خدا کے تخت کے نیچے کروبیوں کے درمیان پائی جاتی ہے۔ (حزقی ایل ۱۰:۶)۔ یہ وہی آگ ہے جو آسمانی مذبح پر جلتی ہے جس کے یسعیاہ نبی کے لبوں کو چھونے سے اس کی بد کرداری دور ہوئی۔ (یسعیاہ ۶:۶-۷)۔ اسی آگ کے بارے میں پولس رسول دوبارہ لکھتا ہے۔ "جب خداوند یسوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہو گا"۔ (۲۔ تھس ۱:۷)۔ یہی آگ تمام کلیسیا پر پڑے گی۔ یا یوں کہہ لیں کہ کلیسیا اس بھڑکتی آگ میں سے گزرے گی۔ اور یسعیاہ کی طرح اسکی ناپاکی اور گناہ اور بدی سب دور ہو جائیگی۔ لکڑی گھاس اور بھوسے کے تمام ردّے جل جائیں گے۔ ہر شخص کے خراب پہلو کی کارکردگی جل جائیگی۔ پولس رسول لکھتا ہے "کیونکہ ضرور ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے تاکہ ہر شخص اپنے کاموں کا بدلہ پائے جو اس نے بدن کے وسیلہ سے کئے ہوں۔ خواہ بھلے ہوں خواہ برے۔ (۲۔ کرنتھیوں ۵:۱۰)۔ بدن کے بھلے کام ہمارا اچھا پہلو اور اچھے ردّے ہیں۔ برے کام ہمارا خراب پہلو اور جلنے والے ردّے ہیں۔ سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے ردّے نہیں جلیں گے بلکہ باقی رہیں گے۔ یہی ردّے باقی رہنے والا کام ہے اسی کام کا اجر ملیگا۔ جلنے والے کام کا کوئی اجر نہیں۔ اجر صرف باقی رہنے والے کام کا ہو گا۔

پس اس عدالت میں مندرجہ ذیل باتیں اہم ہیں۔

(۱)۔ یہ عدالت ساری کلیسیا کے اکٹھا جمع ہونے پر ہو گی۔

(۲)۔ یہ عدالت آسمانی مقاموں کی طرف جانے سے پہلے ہوا میں منعقد ہو گی۔

(۳)۔ یہ عدالت بھڑکتی ہوئی آگ میں ہو گی۔ اور صرف کلیسیا کیلئے ہو گی۔

(۴)۔ یہ عدالت گناہ کی سزا کے لئے نہیں ہو گی بلکہ گناہ کو بھسم کرنے کیلئے ہو گی۔

(۵)۔ یہ عدالت اجر تقسیم کرنے کیلئے بچے ہوئے کام کا اندازہ لگائیگی۔

(۶)۔ یہ عدالت پہلی دو عدالتوں کی طرح ان دنیاوی فانی بدنوں میں واقع نہیں ہو گی بلکہ روحانی اور آسمانی بدنوں میں۔

(۷)۔ یہ عدالت اب بہت جلد کسی وقت اچانک ہونے والی ہے۔

(۸)۔ یہ ایمانداروں کی آخری عدالت ہے۔ اس کے بعد ہمیشہ تک انکی کوئی عدالت نہیں ہو گی۔

اے خداوند مسیح کے خون خریدو اور ایماندارو! جو خداوند مسیح کے خون سے دھل کر

ایک بار مکمل طور پر پاک ہو چکے ہو اب اس پاکیزگی کو قائم رکھنے کی کوشش کریں اور اپنے اوپر گناہ کا داغ نہ لگنے دیں- شیطان چاہتا ہے کہ ایمانداروں پر اتنے داغ لگائے کہ نہایت گندے اور داغدار ہو جائیں- لیکن خداوند چاہتا ہے کہ ہم بے داغ اور پاک ہوں- پس جب تک ہم اس دنیا میں ہیں، اپنی عدالت صحیح اور درست طریقے سے کرتے رہیں اور اپنے نجات کے کپڑوں پر کوئی داغ نہ رہنے دیں- اگر کوئی داغ لگ بھی جائے تو فوراً خداوند مسیح کے خون سے دھلوا کر پھر سے بے داغ ہو جائیں تاکہ آگ سے ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچے- یہ تو ہوئی ایک بات- کہ اگر ہم بے داغ رہیں گے تو آگ کے نقصان سے بچیں گے- دوسری بات اجر کی ہے- بے داغ رہنے سے اجر نہیں بنتا ہے- اجر بنتا ہے خداوند کی خدمت کرنے سے- کسی نہ کسی طریقے سے خداوند کی خدمت کرتے رہیں- جب ہم بے داغ حالت میں خدمت کرکے روحوں کو بچائیں گے- ایمانداروں کی مضبوطی اور کلیسیا کی ترقی کا سبب بنیں گے تو پھر ہمارا اجر بنتا چلا جائے گا- اسی اجر کو حاصل کرنے کے لئے رسولوں، شاگردوں اور خادموں نے زندگیوں میں دکھ، ظلم و تشدد، تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں- دنیا اور اسکی خواہشوں کو چھوڑا اور خداوند مسیح کیلئے پاک- خالص اور خوشبودار زندگی بسر کی- آپ بھی ایسا ہی کریں تاکہ بہت سا اجر اور انعام پائیں-

(۴) یہودیوں کی عدالت

پرانے زمانے میں جب بنی اسرائیل نافرمانی، گناہ اور بدی کرکے خدا کو ناراض کرتے تھے تو خدا انہیں سزا دیتا تھا- یہ سزا مختلف طریقوں میں ہوتی تھی- کبھی یہ تلوار یا قحط یا اسیری کی شکل میں ہوتی، کبھی وبا اور طوفان کی شکل میں- کبھی زلزلہ اور آتش فشاں کی شکل میں اور کبھی درندوں کی شکل میں- اس سزا کو خدا عدالت کا نام دیتا تھا مثلاً

۱- حزقی ایل ۱۱:۱۰- "تم تلوار سے قتل ہو گے- اسرائیل کی حدود کے اندر میں تمہاری عدالت کرونگا اور تم جانو گے کہ میں خداوند ہوں"-

۲- ملاکی ۳:۲-۵- "وہ چاندی کو تانے اور پاک صاف کرنے والے کی مانند بیٹھے گا اور بنی لاوی کو سونے اور چاندی کی مانند پاک صاف کریگا---- اور میں عدالت کے لئے تمہارے نزدیک آؤنگا

۳- حزقی ایل ۲۰:۳۷-۳۸- "اور میں تم کو چھڑی کے نیچے سے گزارونگا اور عہد کے بند میں لاؤنگا اور میں تم سے ان لوگوں کو جو سرکش اور مجھ سے باغی ہیں جدا کرونگا"-

۴- حزقی ایل ۲۴:۱۴- "میں خداوند نے یہ فرمایا ہے- یوں ہی ہو گا- اور میں کر دکھاؤنگا- نہ

دست بردار ہونگا نہ رحم کرونگا نہ باز آؤنگا- تیری روش اور تیرے کاموں کے مطابق وہ تیری عدالت کریں گے خداوند خدا فرماتا ہے"-

۵- عبرانیوں ۱۰:۳۰- "خداوند اپنی امت کی عدالت کریگا"-

۶- زبور ۱۳۵:۱۴- "خداوند اپنی قوم کی عدالت کریگا"-

۷- زبور ۵۰:۴- "اپنی امت کی عدالت کرنے کیلئے وہ آسمان اور زمین کو طلب کرے گا"-

۸- حزقی ایل ۷:۸- "اب میں اپنا قہر تجھ پر انڈیلنے کو ہوں اور اپنا غضب تجھ پر پورا کرونگا اور تیری روش کے مطابق تیری عدالت کرونگا اور تیرے سب گھنونے کاموں کی سزا تجھ پر لاؤنگا"-

ان آیات سے ظاہر ہے کہ خدا نہ صرف ماضی میں ایسا کرتا رہا ہے بلکہ آئندہ بھی ایسا ہی کریگا- کیونکہ بنی اسرائیل کے ساتھ خدا کا سلوک چند اصولوں پر مبنی ہے جو عہد کی شکل میں قائم کئے گئے- جو یک طرفہ نہیں بلکہ دونوں پارٹیوں نے انہیں عہد نامہ کی شکل میں قبول کیا- جہاں عہد نامہ ہو وہاں پابندی شرط ہوتی ہے گزشتہ زمانوں میں بنی اسرائیل اور خدا کے درمیان بہت سے عہد نامے قائم ہوئے تھے جو مشروط تھے- سب سے بڑی شرط بنی اسرائیل کی فرمانبرداری تھی- اسی لئے وہ لفظ "اگر" سے شروع ہوتے تھے- پڑھیں احبار ۲۶:۳-۴۳-احبار کی کتاب کے زیادہ پیراگراف لفظ "اگر" سے شروع ہوتے ہیں- خدا کا ایک عہد استثنا کی کتاب کے چار باب میں ہے- اسے حورب کا عہد کہتے ہیں - ایک اور عہد اسی کتاب کے ستائیس اور اٹھائیسویں باب میں ہے- اسے موآب کا عہد کہتے ہیں (استثنا ۲۹:۱-۲)- دونوں میں لفظ "اگر" کثرت سے استعمال کیا گیا ہے اور برکت اور لعنت رکھی گئی ہے- یشوع نے پھر اسی عہد کو ملک کنعان میں پہنچنے کے بعد دہرایا- (یشوع ۸:۳۴-۳۵)- اگر بنی اسرائیل عہد کے پابند اور فرمانبردار رہیں تو برکت اور ترقی، دشمنوں پر فتح اور کامیابی پاتے ہیں- پر اگر نافرمان ہوں تو لعنت، کمی، شکست، نقصان اٹھاتے ہیں- پس ان عہدوں کی وجہ سے بنی اسرائیل خدا کی فرمانبرداری کرنے کے پابند ہیں- اور جب وہ نہیں کرتے اور عہدوں کو توڑتے ہیں تو خدا ان عہدوں کے مطابق انکی عدالت کرتا اور انکو سزا دیتا ہے- گزشتہ تین ہزار سالوں میں اسرائیل کی تواریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ان عہدوں کا ایک ایک لفظ پورا ہوتا رہا- بنی اسرائیل اور یہودی زیادہ تر نافرمان رہے اور اس لئے بہت سزا اور مصیبت اٹھاتے رہے-

ایک یہودی سے گفتگو

جون ۱۹۸۷ء کا واقعہ ہے کہ میں ٹرانشو میں تھا اور پٹرول لینے کیلئے ایک پٹرول پمپ پر گیا- کار میں پٹرول ڈالنے والا یہودی تھا- وہ میری کار کے گرد لکھی ہوئی آیات کو بڑے غور سے پڑھنے لگا- میں نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ نے خداوند مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا ہے- اس نے کہا میں یہودی ہوں- اس نے تو یہ ظاہر کیا کہ اسے قبول کرنے کی ضرورت ہی نہیں لیکن میں نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ تم یہودی ہو- اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا کیونکہ تم خدا کی چنی ہوئی قوم ہو- اس پر اس نے کہا کہ اگر ہم خدا کی چنی ہوئی قوم ہیں تو ہم پر اتنی مصیبت کیوں آتی رہی ہے- اسکا اشارہ دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کے ہاتھوں چھ ملین یہودیوں کا مارا جانا اور اس سے پہلے سالوں میں ملک در ملک دھکے کھانے کی طرف تھا- اس وقت تو میں نے اسے مختصر جواب دیا کہ یہ مصیبتیں خدا کی نافرمانی کی وجہ سے آئیں- لیکن بعد ازاں میں نے اس کے گھر جا کر اس سے اور اسکی بیوی سے تفصیل کے ساتھ باتیں کی اور مسیح کی خوشخبری دی-

خدا کا سلوک

خدا نے یرمیاہ نبی سے کہا کہ "جب وہ تجھ سے پوچھیں کہ خداوند نے کیوں یہ سب بری باتیں ہمارے خلاف کہیں؟ ہم نے خداوند اپنے خدا کے خلاف کونسی بدی اور کونسا گناہ کیا ہے؟ تب تو ان سے کہنا خداوند فرماتا ہے اسلئے کہ تمہارے باپ دادا نے مجھے چھوڑ دیا- اور غیر معبودوں کے طالب ہوئے اور انکی عبادت اور پرستش کی اور مجھے ترک کیا اور میری شریعت پر عمل نہیں کیا- اور تم نے اپنے باپ دادا سے بڑھ کر بدی کی کیونکہ دیکھو تم میں سے ہر ایک اپنے برے دل کی سختی کی پیروی کرتا ہے کہ میری نہ سنے" - (یرمیاہ ۱۶: ۱۱-۱۲)- "اور خداوند فرماتا ہے اسلئے کہ انہوں نے میری شریعت کو جو میں نے انکے آگے رکھی تھی ترک کر دیا اور میری آواز کو نہ سنا اور اس کے مطابق نہ چلے بلکہ انہوں نے اپنے ہٹ دلوں کی اور بعلیم کی پیروی کی جس کی ان کے باپ دادا نے انکو تعلیم دی تھی- اس لئے رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں انکو ہاں ان لوگوں کو ناگدونا کھلاؤنگا اور اندراین کا پانی پلاؤنگا- اور انکو ان قوموں میں جنکو نہ یہ نہ ان کے باپ دادا جانتے تھے تتر بتر کرونگا اور تلوار ان کے پیچھے بھیج کر انکو نابود کر ڈالونگا" - (یرمیاہ ۹: ۱۳-۱۶)- "کیونکہ انہوں نے رب الافواج کی شریعت کو ترک کیا اور اسرائیل کے قدوس کے کلام کو حقیر جانا- اسلئے خداوند کا قہر اس کے لوگوں پر بھڑکا اور اس نے ان کے خلاف اپنا ہاتھ بڑھایا اور ان کو مارا- چنانچہ پہاڑ کانپ گئے اور انکی لاشیں

بازاروں میں غلاظت کی مانند پڑی ہیں- باوجود اس کے اسکا قہر ٹل نہیں گیا بلکہ اسکا ہاتھ ہنوز بڑھا ہوا ہے"- (یسعیاہ ۵: ۲۴-۲۵)-

ایسی بے شمار آیات پیش کی جاسکتی ہیں جو بنی اسرائیل پر اور خاص کر یہودیوں پر اتنی مصیبت اور ظلم اور تشدد کا سبب بیان کرتی ہیں- اور ثابت کرتی ہیں کہ یہ انکی نافرمانی اور بت پرستی اور گناہ اور خدا کی شریعت کو ترک کرنے کا نتیجہ تھا- اسرائیل کی تواریخ میں بنی اسرائیل کا دشمنوں کے ہاتھ میں چلے جانا اور اسیری میں سزا پانا بار بار دیکھتے ہیں- قاضیوں کی کتاب اور سلاطین کی کتابیں ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہیں- خدا نے اس قوم کو پرانے زمانوں میں فلسطیوں- عمونیوں- موآبیوں- اموریوں- کنعانیوں- مدیانیوں- عمالیقیوں- مصریوں- کسدیوں- اسوریوں- مادیوں- فارسیوں- یونانیوں اور رومیوں کے ہاتھوں بڑی بڑی سزائیں دلوائیں- گزشتہ چند صدیوں میں انہیں مسلمانوں اور مسیحیوں کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنا ہوا دیکھتے ہیں- دوسری جنگ عظیم میں مسیحیوں نے چھ ملین یہودی مار دئے- اور ابھی خدا کا کلام ان کے لئے ایک ایسی بڑی مصیبت کا ذکر کرتا ہے جسکا جواب نہیں- مندرجہ ذیل حوالے غور سے پڑھیں-

۱- یرمیاہ ۳۰: ۷- "افسوس! وہ دن بڑا ہے- اسکی مثال نہیں- وہ یعقوب کی مصیبت کا وقت"-

۲- دانی ایل ۱۲: ۱- "----- اور وہ ایسی تکلیف کا وقت ہوگا کہ ابتدائی اقوام سے اس وقت تک کبھی نہ ہوا ہوگا"-

۳- متی ۲۴: ۲۱- "کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی"-

۴- دانی ایل ۹: ۲۶- اور ایک بادشاہ آئیگا جسکے لوگ شہر اور مقدس کو مسمار کریں گے ----- اور آخر تک لڑائی رہیگی- بربادی مقرر ہو چکی ہے-

۵- زکریاہ ۱۳: ۸ تا ۱۴: ۲- اور خداوند فرماتا ہے سارے ملک میں دو تہائی قتل کئے جائیں گے اور مریں گے- لیکن ایک تہائی بچ رہیں گے- اور میں اس تہائی کو آگ میں ڈال کر چاندی کی طرح صاف کرونگا- اور سونے کی طرح تاؤنگا ----- دیکھ خداوند کا دن آتا ہے جب تیرا مال لوٹ کر تیرے اندر بانٹا جائیگا- کیونکہ میں سب قوموں کو فراہم کرونگا کہ یروشلیم سے جنگ کریں اور شہر لے لیا جائیگا اور گھر لوٹے جائیں گے اور عورتیں بے حرمت کی جائینگی اور آدھا شہر اسیری میں جائیگا-

۶- عاموس ۹: ۱۰- "میری امت کے سب گنہگار لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم پر نہ پیچھے سے آفت آئیگی اور نہ آگے سے، تلوار سے مارے جائیں گے"۔

اگر ہم مندرجہ بالا آیات کا گہرا مطالعہ کریں تو ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ:-

۱- یہ بڑی مصیبت صرف یہودیوں کے لئے مقرر ہے۔

۲- یہ بڑی مصیبت بالکل آخری زمانے کے وقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

۳- یہ بڑی مصیبت مسیح کی آمد کے وقت جاری ہو گی۔

۴- اس بڑی مصیبت میں وہ خداوند کو پکاریں گے۔

۵- اس بڑی مصیبت میں خداوند یسوع انکی مدد کیلئے آجائیگا اور انکو رہائی دیگا۔

۶- اس بڑی مصیبت میں دو تہائی یہودی مارے جائیں گے۔ اور بہت تھوڑے سے بچیں گے جیسا کہ لکھا ہے "کہاں تو تم کثرت سے آسمان کے تاروں کی مانند ہو اور کہاں شمار میں تھوڑے ہی رہ جاؤ گے"۔ (استثنا ۲۸: ۶۲)۔

۷- یہ بڑی مصیبت ایک خاص بادشاہ کے وسیلہ آئے گی۔

۸- یہ بڑی مصیبت یہودیوں پر خدا کی عدالت ہو گی۔

یہودیوں کی مصیبت مخالف مسیح کے ماتحت

خداوند مسیح نے آخری دنوں میں ایک ایسے شخص کے بارے میں پیشنگوئی کی جو خدا کی طرف سے نہیں ہو گا لیکن یہودی اسے خوشی سے قبول کر کے اپنا بڑا خیر خواہ سمجھیں گے۔ خداوند مسیح نے فرمایا" میں اپنے باپ کے نام سے آیا ہوں اور تم مجھے قبول نہیں کرتے۔ اگر کوئی اور اپنے ہی نام سے آئے تو اسے قبول کر لو گے"۔ (یوحنا ۵: ۴۳)۔ خداوند مسیح کا اشارہ آخیر زمانہ میں آنے والے مخالف مسیح کے بارے میں تھا جو باقی تمام نبیوں کی طرح خدا کے نام پر نہیں آئیگا۔ بلکہ اپنے نام میں آئیگا۔ کہ میں دنیا کا نجات دہندہ ہوں۔ میرے پاس دنیا کی تمام مشکلوں کا حل ہے اور صرف میں ہی دنیا کو معاشی اور فوجی تباہی سے بچا سکتا ہوں۔ اور وہ اپنی حکمت عملی سے مڈل ایسٹ میں عربوں اور یہودیوں میں زبردست کشیدگی کے باوجود صلح کا عہد کرانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ وہ ایسی چاپلوسی اور مکاری کی باتیں کریگا کہ یہودی اسے اپنا خیر خواہ سمجھ لیں گے۔ وہ ان کو کوہ مقدس پر ہیکل بنوا کر دیگا۔ اگرچہ وہ یہودی نہیں ہو گا پھر بھی وہ اسکو اپنا مسیحا مان لیں گے۔ وہ انہیں فلسطینی ریاست بنانے اور مقبوضہ علاقے یعنی مغربی کنارہ اور غزہ کی پٹی چھوڑ دینے پر بھی رضامند کریگا۔ اسی بڑے کام کی وجہ سے مڈل ایسٹ

میں عارضی امن قائم ہو جائے گا اور تمام دنیا اس کی تعریف کرتی ہوئی اس کے پیچھے ہو لیگی۔

اس شخص کے بارے میں خدا نے اپنے کلام میں پانچ جگہوں پر وضاحت کی ہے کہ وہ کیسا شخص ہو گا اور کب آئے گا اور کیا کیا کریگا۔ وہ حوالہ جات یہ ہیں۔ (۱) ۲۔ تھس ۲۔ ۱ تا ۱۲۔ (۲) مکاشفہ ۱۳:۱ تا ۸۔ (۳) مکاشفہ ۱۷:۸ تا ۱۸۔ (۴) دانی ایل ۷:۱ تا ۲۸۔ (۵) دانی ایل ۹:۲۶۔۲۷۔ ان کا تفصیلی حال دانی ایل کی شرح "ہفتوں کی رویا" کے مضمون میں دیکھیں۔

اس عالمی لیڈر میں ساڑھے تین سال کی حکومت کے بعد ایک زبردست تبدیلی واقع ہو گی کہ وہ پرستش کا بھوکا ہو جائیگا اور پرانے زمانے کے رومی قیصروں کی طرح اپنے آپکو خدا کہلوائے گا اور لوگوں سے اپنی پرستش کروائے گا۔ یہ اپنے مددگار جھوٹے نبی کی مدد سے ایک بت بنوائے گا جو دراصل نہایت جدید طرز کا ایک بڑا کمپیوٹر ہو گا جو بولے گا۔ اور وہ یہ بت یروشلیم لے جائیگا۔ اور اس کو ہیکل میں نصب کریگا جو اس نے یہودیوں کو بنوا کر دی تھی۔ اور ان سے اس بت کی پرستش طلب کریگا۔ یہودی اسکی پرستش سے انکار کریں گے اور یہ ان کے خلاف ہو جائیگا۔ اور انکی تباہی اور بربادی کا وسیلہ بنیگا۔ اپنی چالاک حکمت عملی کی بدولت تمام قوموں کو U-N-O کے ذریعے اسرائیل کی مخالفت اور حملے کیلئے رضامند کرلیگا۔ اور ایک بار پھر دنیا میں ایسا ہی منظر پیدا ہو جائیگا جیسا ۱۹۹۱ء میں جب کویت کی لڑائی میں عراق کے خلاف اٹھائیس ملکوں نے متحدہ حملہ کرنے کیلئے فوجیں بھیجی تھیں۔ وہ تو محض ایک ریہرسل تھی۔ اصلی چیز تو یہ ہو گی جس میں لڑائی تیس چالیس دن نہیں بلکہ ساڑھے تین سال رہیگی۔

ساڑھے تین سال کی یہ مدت اسرائیل کیلئے نہایت زبردست مصیبت میں گزرے گی۔ یہودیوں کو اتنی پریشانی، تکلیف، ظلم تشدد اور ایذارسانی کسی اور دشمن سے نہیں ہوئی جتنی اس سے ہو گی۔ اور یہ خدا کے مقررہ پلان اور پروگرام کے مطابق پیشتر ہی سے ان کے لئے مقرر ہو چکی ہے۔ خدا اس بڑے لیڈر مخالف مسیح کے ذریعے یہودیوں کی عدالت کریگا۔ جسطرح ۷۲۱ ق م میں شاہ اسور سلمنسر کے ذریعے کی۔ (۲۔ سلاطین ۱۸:۹۔۱۱)۔ اور ۶۰۶ ق م میں نبوکدنضر کے وسیلے کی۔ (۲۔ سلاطین ۲۴:۱۔۳)۔ اور ۱۶۲ ق م میں اینتی او کس اپی فینز کے ذریعے کی جب اس نے ہیکل میں سور کی قربانی دیکر اسے ناپاک کیا۔ اور ۷۰ء میں رومی حاکم ططس کے ذریعے کی۔ اور جسطرح نپولین اور ہٹلر کے وسیلے کی۔

لیکن یہودیوں پر یہ خدا کی عدالت کی آخری کڑی ہو گی کیونکہ اس کے اختتام کے ساتھ ہی یہودیوں کا مصیبت کا زمانہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیگا۔ اس کے بعد لعنت مطلق نہ ہو گی۔ بلکہ یروشلیم امن و امان سے آباد رہیگا۔ (زکریاہ ۱۴:۱۱)۔ "تب خداوند کی طرف سے روئیدگی

خوبصورت وشاندار ہوگی اور زمین کا پھل ان کے لئے جو بنی اسرائیل میں سے بچ نکلے لذیذ اور خوشنما ہوگا۔ (یسعیاہ ۴: ۲)۔ آیندہ ایام میں یعقوب جڑ پکڑیگا اور اسرائیل پنپے گا اور پھولیگا اور روی زمین کو میووں سے مالامال کریگا۔ (یسعیاہ ۲۷: ۶)۔ خداوند فرماتا ہے میں اس روز داؤد کے گرے ہوئے مسکن کو کھڑا کر کے اس کے رخنوں کو بند کرونگا اور اس کے کھنڈر کی مرمت کر کے اسے پہلے کی طرح تعمیر کرونگا"۔ (عاموس ۹: ۱۱)۔ "میں بنی اسرائیل اپنے لوگوں کو اسیری سے واپس لاونگا۔ وہ اجڑے شہروں کو تعمیر کر کے ان میں بود و باش کریں گے اور تاکستان لگا کر انکی مے پئیں گے اور ان کے پھل کھائیں گے۔ کیونکہ میں ان کو ان کے ملک میں قائم کرونگا اور وہ پھر کبھی اپنے وطن سے جو میں نے انکو بخشا ہے نکالے نہ جائیں گے۔ خداوند تیرا خدا فرماتا ہے"۔ (عاموس ۹: ۱۴-۱۵)۔

(۵) غیر قوموں کی عدالت

خداوند مسیح نے فرمایا۔ "جب ابن آدم اپنے جلال میں آئیگا اور سب فرشتے اس کے ساتھ آئیں گے تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ اور سب قومیں اس کے سامنے جمع کی جائینگی اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کریگا جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں کو اپنے دہنے اور بکریوں کو بائیں کھڑا کریگا۔ اسوقت بادشاہ اپنے دہنی طرف والوں سے کہیگا آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنائے عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا۔ تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا۔ تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا۔ تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اس سے کہیں گے اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا؟ ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اتارا؟ ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا؟ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے؟ بادشاہ جواب میں ان سے کہیگا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ یہ سلوک کیا تو میرے ہی ساتھ کیا۔ پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہیگا۔ اے ملعونو! میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا۔ ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا۔ تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ بھی جواب میں

کہیں گے اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی۔ اس وقت وہ ان سے جواب میں کہے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تم نے ان سب سے چھوٹوں میں سے کسی کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا تو میرے ساتھ نہ کیا۔ اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی"۔ (متی ۲۵: ۳۱-۴۶)۔

خداوند یسوع مسیح نے اس عدالت کی مکمل تفصیل اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ ان آیات میں انہوں نے عدالت کا وقت۔ عدالت کے لوگ اور انکا جرم، عدالت کی جگہ، عدالت کا سبب، عدالت کا فیصلہ اور سزا سب ترتیب وار آسان فہم زبان میں بیان کر دیا ہے۔ اس میں کوئی بھید یا گہری اور مشکل بات نہیں رکھی گئی۔ آیئے ان سب باتوں کا ذرا تفصیل سے مطالعہ کریں۔

عدالت کا وقت

یہ عدالت عین اسوقت ہو گی جب خداوند مسیح اپنے سب فرشتوں کے ساتھ جلال میں آئیں گے اور اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیں گے۔ جب خداوند مسیح پہلی بار اس زمین پر آئے تو اسوقت وہ جلال میں نہیں آئے تھے۔ بلکہ اپنے آپ کو خالی کر کے۔ خادم کی شکل اختیار کر کے۔ حلیم اور فروتن بن کر آئے۔ وہ غریب خاندان میں اور چرنی میں یعنی غربت کی حالت میں پیدا ہوئے۔ چھوٹے سے گاؤں میں پرورش پائی۔ اور اسی حالت میں خدمت شروع کر دی۔ ان کے شاگرد بھی عام غریب ان پڑھ لوگ تھے جو نہ صاحب جائداد تھے اور نہ مجلسی لحاظ سے اونچے طبقہ کے لوگ۔ انہی کے ساتھ انہوں نے ساڑھے تین سال بے گھر رہ کر گزارے اور انہی سے جدا ہو کر وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ لیکن اپنی دوسری آمد میں خداوند مسیح بڑے جلال اور شان و شوکت کے ساتھ آئیں گے۔ آسمان کے سب فرشتے ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور شاہانہ طریقے سے اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیں گے۔ جو یروشلیم میں قائم کیا جائیگا۔ انکا تخت وہی ہو گا جو قدیم زمانہ میں داؤد کا تخت تھا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے "۔ میں نے اپنے بندہ داؤد سے قسم کھائی ہے۔ میں تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے قائم کرونگا اور تیرے تخت کو پشت در پشت بنائے رکھونگا" (زبور ۸۹: ۴)۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ خداوند مسیح کی دوسری آمد کے وقت تیسری جنگ عظیم بالکل آخری مرحلوں میں ہو گی۔ اسرائیل کا تقریباً تمام ملک فتح ہو چکا ہو گا اور صرف یروشلیم باقی رہے گا۔ وہاں بھی نہایت زبردست لڑائی ہو رہی ہو گی۔ آدھا شہر اسیری میں جا چکا ہو گا اور سپاہی گھر گھر داخل ہو کر یہودیوں کا قلع قمع کر رہے ہوں گے۔ پس ان حالات

میں جب خداوند مسیح آئیں گے تو وہ فوراً تخت پر نہیں بیٹھ سکتے۔ کیونکہ ابھی یروشلیم تو دشمنوں کی فوجوں سے گھرا ہے اور تخت قائم بھی نہیں کیا گیا۔ لہذا پیشتر اس سے کہ وہ اپنے جلالی تخت کو قائم کریں اور اس پر بیٹھیں وہ ان سب فوجوں سے لڑیں گے جیسے جنگ کے دن لڑا کرتے تھے۔ (زکریاہ ۱۴: ۳)۔ لکھا ہے "۔ خداوند یروشلیم سے جنگ کرنے والی سب قوموں پر یہ عذاب نازل کریگا کہ کھڑے کھڑے انکا گوشت سوکھ جائیگا اور انکی آنکھیں چشم خانوں میں گل جائینگی اور انکی زبان ان کے منہ میں سڑ جائیگی۔ اور اس روز خداوند کی طرف سے ان کے درمیان بڑی ہل چل ہوگی اور وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف ہاتھ اٹھائیگا"۔ (زکریاہ ۱۴: ۱۲-۱۴)۔ یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ اسرائیل جب یروشلیم کو ہاتھ سے جاتا ہوا دیکھے گا تو وہ ایٹمی ہتھیار استعمال کریگا کیونکہ گوشت کا سوکھ جانا۔ آنکھوں کا گل جانا اور زبان کا منہ میں سڑ جانا ایٹمی شعاعوں کے اثرات ہیں جیسے ۱۹۴۴ء میں ہیروشیما اور ناگاساکی میں ہوا تھا۔ اور ان ایٹمی شعاعوں کے علاوہ الٰہی طور پر بھی ان فوجوں کی ہلاکت کا سامان مہیا کیا جائیگا جیسے زلزلہ۔ اولے۔ آگ اور گندھک یعنی آتش فشاں کا لاوا۔ بارش اور وبا وغیرہ۔ جنگ کے آخری مرحلے میں ہم نہ صرف تمام فوجوں کی ہلاکت دیکھتے ہیں بلکہ کسی اور ملک یا قوم کی طرف سے جوابی ایٹمی حملے کا نشان بھی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ خداوند سب قوموں کی فوجوں کو اپنے قابو میں کریگا۔ اور وہ ایک دوسرے کے خلاف ہی لڑنا شروع کر دیں گے۔ اس طرح خداوند اپنے جلال کے تخت پر بیٹھنے سے پہلے یہودیوں کی مدد کرکے انہیں چھڑائے گا اور لڑائی بند کروائے گا"۔ جب لڑائی مکمل طور پر بند ہو جائیگی تب وہ اپنا تخت قائم کریگا اور اس پر بیٹھ کر عدالت شروع کریگا۔

عدالت کے لوگ

کون لوگ عدالت کے لئے خداوند مسیح کے تخت کے سامنے لائے جائیں گے؟ لکھا ہے " سب قومیں اس کے سامنے جمع کی جائیں گی"۔ سب قوموں سے مراد یہودیوں کے علاوہ باقی سب قومیں۔ خداوند ان غیر قوموں کے دو گروہ بنائیں گے۔ ایک گروہ کو بھیڑوں کا اور دوسرے کو بکریوں کا خطاب دیا گیا ہے۔ اسی لئے اس عدالت کو بھیڑ بکریوں کی عدالت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ لکھا ہے جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے ویسے ہی خداوند مسیح ان کو الگ الگ کریگا۔ یہ وہی پیشینگوئی ہے جو حزقی ایل ۳۴: ۲۲ میں درج ہے کہ " میں بھیڑ بکریوں کے درمیان انصاف کرونگا اور میں ان کے لئے ایک چوپان مقرر کرونگا اور وہ ان کو

چرائیگا یعنی میرا بندہ داؤد- وہ ان کو چرائیگا اور وہی ان کا چرواہا ہوگا"- میرا بندہ داؤد انکا بادشاہ ہوگا اور ان سب کا ایک ہی چرواہا ہوگا"- (۳۷:۲۴)- اسوقت خداوند مسیح بھیڑوں کو اپنے دہنے اور بکریوں کو بائیں ہاتھ کھڑا کریگا- دہنے ہاتھ والی قوموں کو بادشاہی میں داخل ہونے کا فیصلہ سنایا جائیگا- اور اس بادشاہی کو ان کی ایسی میراث کہا گیا ہے جو بنای عالم سے ان کے لئے تیار کی گئی تھی- یعنی یہ سب کچھ اتفاقیہ نہیں ہوگا- بلکہ یہ خدا کے اس بڑے پلان کے مطابق ہے جو بنای عالم سے مقرر کر دیا گیا تھا- اب وہ وقوع میں آرہا ہے- بائیں طرف والی قوموں کو ملعونو کہا گیا ہے- اور انہیں آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالا جائیگا جو دراصل ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے- لیکن خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی کے شروع میں زندہ شریر لوگ اس میں ڈالے جائیں گے اور ہزار سالہ بادشاہی کے آخر میں مردہ شریر لوگ بھی اسی میں ڈالے جائیں گے- (مکاشفہ ۲۰:۱۵)- ہمیں غیر قوموں کی عدالت کو بڑے سفید تخت کی عدالت کے ساتھ نہیں ملانا چاہئے کیونکہ یہ دونوں الگ الگ عدالتیں ہیں- ایک زندہ لوگوں کی اور دوسری مردہ لوگوں کی- ایک ہزار سالہ بادشاہی کے شروع میں اور دوسری ہزار سالہ بادشاہی کے آخر میں ہوگی-

غیر قوموں کی عدالت اور بڑے سفید تخت کی عدالت میں فرق

غیر قوموں کی عدالت

۱- یہ ہزار سالہ بادشاہی کے شروع میں ہوگی
۲- یہ زندہ غیر قوموں کی ہوگی-
۳- یہ صرف مخالف مسیح کے سات سالہ عہد کے دوران کے وقت سے تعلق رکھتی ہے
۴- اسکا انحصار مسیح کے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ سلوک پر ہے-
۵- اس عدالت کے فیصلے کے مطابق کچھ بادشاہی کے وارث بنیں گے اور باقی لوگ آگ اور گندھک کی جھیل میں جائیں گے-

بڑے سفید تخت کی عدالت

۱- یہ ہزار سالہ بادشاہی کے ختم ہونے کے بعد کچھ عرصہ ہوگی
۲- یہ مردہ غیر قوموں کی ہوگی-
۳- یہ آدم سے لیکر آگے سات ہزار سالوں کے عرصہ سے تعلق رکھتی ہے-

۴-اسکا انحصار ہر ایک کے اعمال پر مبنی ہے- اور مسیح کے بھائیوں سے اسکا کوئی تعلق نہیں-
۵-اس عدالت کے فیصلے کے مطابق سب لوگ آگ اور گندھک کی جھیل میں جائیں گے-

ہمیں یہ بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ دائیں طرف کے لوگ جنکو بھیڑوں کہا گیا ہے وہ یہودی یا بنی اسرائیل نہیں ہیں جیسا کہ بعض علماء خیال کرتے ہیں- کیونکہ خداوند یہاں ایک تیسرے گروہ کا ذکر بھی کرتے ہیں جنکو وہ "میرے چھوٹے بھائی" کا نام دیتے ہیں- اس سے مراد جسمانی طور پر انکی قوم کے لوگ- اور یہ یہودی لوگ ہیں- اور بھائی سے مراد ایماندار مسیحی لوگ بھی ہے پس بھیڑیں بھی غیر قوم کے لوگ ہیں لیکن وہ بادشاہی کے وارث ہیں-

سزا پانے والے لوگوں کا جرم

بکریاں یعنی سزا پانے والی قوموں کا جرم یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے خداوند مسیح کے چھوٹے بھائیوں یعنی یہودیوں کی اسوقت مدد نہیں کی جب انہیں مدد درکار تھی- یہ مدد چھ قسم کی ہے (۱) بھوکے دیکھ کر کھانا کھلانا- (۲) پیاسا دیکھ کر پانی پلانا- (۳) پردیسی دیکھ کر اپنے گھر میں اتارنا- (۴) ننگا دیکھ کر کپڑا دینا- (۵) بیمار دیکھ کر خبر لینا- (۶) قید میں دیکھ کر ان کے پاس جانا اور مدد کرنا- اس سے صرف ظاہر ہے کہ یہودی لوگ ان چھ قسم کی تکلیفوں میں پڑیں گے- وہ بھوکے اور پیاسے ہوں گے- انہیں گھر سے نکل کر بھاگنا پڑیگا- وہ تن کے کپڑوں سے بھی محروم ہوں گے- وہ بیماریوں میں گرفتار ہوں گے اور قید بھی کئے جائیں گے- حقیقت یہ ہے کہ جب سے نبوکدنظر بادشاہ نے ہیکل کو مسمار کیا اور یہودیوں کو اسیر کیا اسوقت سے یہودیوں کا یہی حال رہا ہے- لیکن ۷۰ء سے تو لگاتار انکا ایسا ہی حال رہا ہے- کیونکہ ۷۰ء میں رومی حاکم ططس نے تیسری ہیکل بھی برباد کردی- یروشلیم اور اسکی دیوار گرادی اور یہودیوں کو نکال دیا- اگر آج اس زمانہ میں یہودی لوگ ۱۹۴۸ء سے آرام میں زندگی بسر کر رہے ہیں تو یہ بھی عارضی ہے- کیونکہ دوسری جنگ عظیم سے بڑی مصیبت انکا انتظار کر رہی ہے- اور یہ چھ حالتیں جن میں سے وہ ماضی میں اکثر گزرتے رہے اب پھر گزریں گے- اور خداوند مسیح فرماتے ہیں کہ جو قومیں اس مصیبت کے وقت یہودیوں کے بقیہ کی مدد کریں گی وہ دائیں طرف کی جائیں گی اور بادشاہی میں داخل ہوں گی- لیکن جو مدد نہیں کریں گی وہ بائیں طرف کردی جائیں گی- وہ ملعون ہوں گی اور آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈال دی جائیں گی- ہم گزشتہ زمانوں میں بہت سے لوگوں اور قوموں کا حال جانتے ہیں جنہوں نے مصیبت کے وقت یہودیوں کی مدد کی- ان کو کھانا دیا- گھر میں چھپا کر رکھا- موت سے بچایا- پانی دیا- کپڑے دئے- بستر دئے-

ذرائع مواصلات بہم پہنچانے تو بیماری میں طبی مدد بھی دی اور قید میں بھی ان کا ساتھ دیا۔ ایک مشہور فلم "TEN BOOM" میں ایک شخص ہنری ٹن بوم کی کہانی پیش کی جاتی ہے جو مسیحی تھا اور گھڑی ساز کا کام کرتا تھا۔ اس نے دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں کی اس طرح مدد کی جس طرح اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی جاتی ہے۔ انہیں اپنے گھر میں چھپا کر پناہ دی۔ انکو روٹی کپڑا بستر مہیا کئے۔ طبی امداد بھی دی۔ گسٹاپو اور جرمن دشمنوں سے بچایا۔ لیکن جب پکڑا گیا تو خود بھی یہودیوں والا نشان بازو پر باندھ لیا اور ان کے ساتھ جانے کے لئے ٹرک میں سوار ہو گیا۔ اور ان کے ساتھ سب دکھ برداشت کئے اور آخر مارا گیا۔ اسکی دو بیٹیاں بھی ساتھ ہی رہیں۔ ایک تو اسی مصیبت میں ہلاک ہو گئی اور دوسری جنگ کے ختم ہونے تک زندہ رہی اور امریکہ پہنچ گئی اور اس نے ساری کہانی یہودیوں کو سنائی جنہوں نے فلم تیار کر کے سارے امریکہ کینیڈا اور یورپ میں دکھائی۔ ہنری ٹن بوم کی طرح اور بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں مسیحیوں نے یہودیوں کی کسی نہ کسی طریقے سے مدد کی۔ اور جس جس نے مدد کی یا کریں گے۔ وہ سب اجر پائیں گے۔ اگرچہ ان کو اس مدد میں خود بھی کافی دکھ اٹھانا پڑیگا۔ آج جو قومیں اسرائیل کی مدد کر رہی ہیں یہ وہی لوگ ہیں جو خداوند مسیح کی عدالت کے وقت جو کہ نہایت قریب ہے دائیں طرف کی بھیڑیں بنکر بادشاہی کے وارث بنیں گی۔ انہیں راستباز کہا گیا ہے اور ہمیشہ کی زندگی کے وارث ٹھہرایا گیا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی مدد خداوند مسیح کے نام میں کی جائیگی۔

"ان چھوٹے بھائیوں" کا اشارہ ان ایک لاکھ چوالیس ہزار مبلغوں کی طرف بھی ہے جو قالف مسیح کے عہد حکومت میں ساری دنیا میں منادی کریں گے۔ چونکہ ان پر قالف مسیح کی مہر نہیں ہو گی اس لئے وہ خرید و فروخت نہیں کر سکیں گے اور تمام شہری حقوق سے محروم ہونے کی وجہ سے بھوک پیاس۔ ننگے پن۔ بیماری۔ قید اور پردیسی ہونے کے خطروں میں ہر وقت پڑے رہیں گے۔ وہی مدد کے محتاج بھی ہوں گے۔ اور ان کا گزارہ ایسے لوگوں پر ہوگا جو غیر قوموں میں سے ان کی مدد کریں گے۔ وہ لوگ اپنے اس کام کی وجہ سے راستباز ٹھہرائے جائیں گے۔ کیونکہ خداوند مسیح نے کہا کہ چونکہ تم نے ان سے ایسا کیا اسلئے تم نے میرے ساتھ کیا۔ ان آخری دنوں میں خداوند کے خادموں کا خیال رکھنے والے اجر پائیں گے۔ اس لئے وقت کو غنیمت جانیں اور اس تمثیل سے سبق حاصل کریں۔ اپنا دل۔ اپنا گھر۔ اپنا روپیہ پیسہ خدا کے خادموں کے لئے کھولیں۔ آپ کو کیا معلوم کہ آپ یہ سب کچھ خداوند مسیح کے لئے کر رہے ہوں گے۔

عدالت کی جگہ

یوایل نبی لکھتا ہے "قومیں برانگیختہ ہوں اور یہوسفط کی وادی میں آئیں کیونکہ میں وہاں بیٹھ کر ارد گرد کی سب قوموں کی عدالت کرونگا"۔(یوایل ۱۲:۳)۔ "ان ایام میں اور اسی وقت جب میں یہوداہ اور یروشلیم کے اسیروں کو واپس لاؤنگا۔ تو سب قوموں کو جمع کرونگا اور انکو یہو سفط کی وادی میں اتار لاؤنگا اور وہاں ان پر اپنی قوم اور میراث اسرائیل کیلئے جن کو انہوں نے قوموں کے درمیان پراگندہ کیا اور میرے ملک کو بانٹ لیا حجت ثابت کرونگا"۔ (یوایل ۳:۱-۲)

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عدالت یہوسفط کی وادی میں ہو گی۔ یہوسفط کا لفظی معنی ہے "خداوند عدالت کرتا ہے" یہ صحیح طور پر معلوم نہیں کہ یہ وادی اسرائیل کے ملک میں کس جگہ ہے۔ لیکن خداوند مسیح کے زمانہ میں قدرون کی وادی کو جو ہیکل اور زیتون کے پہاڑ کے درمیان واقع ہے یہوسفط کی وادی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جس جگہ خداوند یہ عدالت کریگا اس جگہ کو علامتی طور پر عدالت یعنی یہوسفط کی وادی کہا گیا ہو۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ عدالت ضرور ہو گی۔ چاہے کہیں بھی ہو۔ زبور ۹۶ : ۱۳ اور ۹۸:۹ میں لکھا ہے وہ زمین کی عدالت کرنے کو آرہا ہے وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کریگا"۔

(۶) فرشتوں کی عدالت

خدا کی ابدی عدالت کا ایک حصہ فرشتوں کی عدالت ہے۔ عدالت صرف بنی آدم کی نہیں ہو گی بلکہ فرشتوں کی بھی ہو گی کیونکہ خدا کی نافرمانی اور گناہ آدم سے پہلے فرشتوں نے کیا تھا۔ آدم ابھی پیدا بھی نہیں کیا گیا تھا کہ فرشتوں نے خدا کی نافرمانی کی تھی۔ پطرس اور یہوداہ کو خدا نے پاک روح کے وسیلہ فرشتوں کے بارے میں یہ معلومات مہیا فرمائی کہ آدم سے کافی پہلے کسی نامعلوم عرصہ میں فرشتوں نے گناہ کیا تھا۔ پطرس رسول لکھتا ہے کہ "کیونکہ جب خدا نے گناہ کرنے والے فرشتوں کو نہ چھوڑا بلکہ جہنم میں بھیج کر تاریک غاروں میں ڈال دیا تاکہ عدالت کے دن تک حراست میں رہیں۔" (۲-پطرس ۲:۴)۔ یہ آیات نہ صرف فرشتوں کے گناہ کرنے کے متعلق بتاتی ہے بلکہ ان کے حراست میں رکھے جانے اور ان کے لئے عدالت کا دن بھی مقرر ہونے کے بارے میں روشنی ڈالتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے چند فرشتوں نے ماضی بعید میں گناہ کیا۔ تو خدا نے انکو ایک عارضی قید خانہ میں ڈال دیا تاکہ جب تک ان کی عدالت کا وقت نہیں آتا وہ وہاں حراست میں رہیں۔ یہ جگہ جہنم لکھی گئی ہے لیکن صحیح ترجمہ اتھاہ گڑھا ہے۔

کیونکہ جہنم میں تاریک غاریں نہیں ہیں۔ بلکہ آگ ہے۔ جیسا کہ خداوند مسیح نے خود کہا "پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہیگا اے ملعونو! میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے"۔ (متی ۲۵:۴۱)۔ ابلیس بھی انہی فرشتوں میں سے ہے جنہوں نے گناہ کیا۔ یسعیاہ ۱۴:۱۲-۱۵ میں ابلیس جسکا نام لوسیفر تھا کے گناہ اور اسکے گرائے جانے کا ذکر ہے۔ اسی طرح حزقی ایل ۲۸:۱۴-۱۸ میں اسکے گناہ اور گرائے جانے کا دوبارہ ذکر آیا ہے۔ خدا نے ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے ہمیشہ کی آگ کی جھیل تیار کر دی ہوئی ہے۔ لیکن ابلیس ابھی اس میں ڈالا نہیں گیا۔ ابھی خدا نے اسے آسمان سے نیچے زمین پر گرا دیا ہوا ہے۔ اور اسے آزاد چھوڑ دیا ہوا ہے۔ کہ قوموں کو گمراہ کرے اور خدا کے خلاف بغاوت کرے۔ خدا نے اسے قید میں نہیں ڈالا جیسے بعض دوسرے گناہ کرنے والے فرشتوں کو ڈال دیا تھا۔ شاید وہ ابلیس سے زیادہ خطرناک تھے کہ خدا نے انکو آزاد چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔ اور عدالت کے دن تک انہیں حراست میں رکھ دیا۔ لیکن ابلیس کو حراست میں نہیں رکھا۔ اسکا ابھی تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔ (مکاشفہ ۱۲:۱۲)۔ کیونکہ جلد ہی اسے بھی ایک زنجیر سے باندھا جائیگا۔ اور ہزار برس کے لئے اتھاہ گڑھے میں بند کر دیا جائیگا تاکہ پھر قوموں کو گمراہ نہ کرے۔ (مکاشفہ ۲۰:۱-۳)۔ اسی کے بارے میں یسعیاہ نبی نے پیشینگوئی کی کہ "تو پاتال میں گڑھے کی تہ میں اتارا جائیگا"۔ (یسعیاہ ۱۴:۱۵)۔ اور جب ابلیس اس اتھاہ گڑھے میں ایک ہزار برس پورے کریگا تو پھر تھوڑی دیر کیلئے کھولا جائیگا۔ (مکاشفہ ۲۰:۳،۷)۔ اور وہ پھر قوموں کو گمراہ کرنے والا کام شروع کر دیگا۔ آخر کچھ دیر کے بعد اسے اس ہمیشہ کی آگ میں ڈال دیا جائیگا جو اس کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اسے آگ اور گندھک کی جھیل کہتے ہیں۔ (مکاشفہ ۲۰:۱۰)۔

ابلیس کے علاوہ جن اور فرشتوں نے گناہ کیا ان میں سے کچھ اتھاہ گڑھے میں اسی وقت سے بند کئے گئے ہیں۔ ان پر اتھاہ گڑھے کا فرشتہ بادشاہ ہے جسکا ذکر مکاشفہ ۹:۱۱ میں آتا ہے۔ یہ فرشتے مخالف مسیح کے آخری ساڑھے تین سال کے عرصہ میں کسی وقت کھولے جائیں گے اور ایک خاص مقصد کے لئے آزاد چھوڑے جائیں گے تاکہ پانچ مہینے تک دنیا کے لوگوں کو ڈنک مارنے کے وسیلہ سے اذیت دیں۔ (مکاشفہ ۹:۱-۱۱)۔ اسی طرح چار فرشتے بڑے دریا فرات کے پاس بندھے ہوئے ہیں۔ "وہ خاص گھڑی اور دن اور مہینے اور برس کے لئے تہائی آدمیوں کے مار ڈالنے کو تیار کئے گئے تھے"۔ (مکاشفہ ۹:۱۴-۱۵)۔ خدا مخالف مسیح کے زمانہ میں ان سے تہائی آدمی مارنے کا ایک خاص کام لیگا۔ یہوداہ بھی اپنے خط میں چند فرشتوں کے بارے

میں یوں ذکر کرتا ہے "اور جن فرشتوں نے اپنی حکومت کو قائم نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا انکو اس نے دائمی قید میں تاریکی کے اندر روز عظیم کی عدالت تک رکھا ہے۔" (یہوداہ ۱:۶)۔ یہ چند اور ایسے فرشتے تھے جن کو خدا نے حکومت کرنے کی جگہ پر تعینات کیا تھا۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کر کے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا۔ خدا نے انکو بھی اتھاہ گڑھے میں بند کر دیا ہوا ہے۔ اور وہ روز عظیم کی عدالت تک وہیں قید رہیں گے۔ فرشتوں کی قید انسانوں کی طرح دس پندرہ سالوں کی نہیں ہوتی بلکہ ہزاروں سالوں کی ہوتی ہے اور ابھی یہ آخری سزا کی جگہ نہیں بلکہ عدالت سے پہلے کی حراست ہے۔ یہ فرشتے جو گناہ کرنے کی وجہ سے حراست میں رکھے گئے ہیں آدم کی تخلیق یعنی چھ ہزار سال سے زیادہ عرصے سے ہیں۔ ان کی جیل کی نگرانی کی جاتی ہے اور ان پر ایک داروغۂ جیل بھی مقرر ہے۔ ان فرشتوں کی بھی عدالت مقرر ہے اور آخری جگہ بھی تیار ہے جہاں یہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

انکی عدالت کا وقت آخری عدالت سے ذرا پہلے ہے۔ آخری عدالت کا حال آگے درج ہے۔ اس عدالت سے پہلے یہ زمین اور یہ آسمان بھاگ جائیں گے۔ یہ معلوم نہیں کہ کہاں جائیں گے لیکن کہیں بھاگ جائیں گے۔ ان کے بھاگنے سے پہلے فرشتوں کی عدالت ہو گی اور انکو سزا ملیگی۔ انکی عدالت کے بارے میں پولس رسول یہ بھید آشکارا کرتا ہے "کیا تم نہیں جانتے کہ (مقدس لوگ) ہم فرشتوں کا انصاف کریں گے۔" (۱۔ کرنتھیوں ۶:۳)۔ اس بھید کی وضاحت نہیں کی گئی کہ کب اور کیسے۔ لیکن اگر مقدس لوگ فرشتوں کا انصاف کریں گے تو پہلی بات یہ ضرور ہے کہ وہ خود آسمانی اور روحانی بدنوں میں ہوں تاکہ فرشتوں کو دیکھ سکیں۔ لہذا یہ کلیسیا کے اوپر اٹھائے جانے کے بعد کسی وقت ہو گا۔ کیونکہ مکاشفہ ۲۰:۴ میں لکھا ہے "پھر میں نے تخت دیکھے اور لوگ ان پر بیٹھ گئے اور عدالت ان کے سپرد کی گئی"۔ خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی کے شروع میں مقدس لوگوں کو تخت دیئے گئے اور عدالت ان کے سپرد ہوئی۔ اب یہاں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کس کی عدالت کریں گے۔ دنیا کی یا فرشتوں کی۔ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا "اور جیسے میرے باپ نے میرے لئے ایک بادشاہی مقرر کی ہے میں بھی تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں۔ تاکہ میری بادشاہی میں میری میز پر کھاؤ پیو بلکہ تم تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے"۔ (لوقا ۲۲:۲۹-۳۰)۔ یہ ہزار سالہ بادشاہت کا منظر ہے جس میں خداوند مسیح کے بارہ شاگرد تختوں پر بیٹھ کر بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کریں گے۔ اسی طرح مقدس لوگ فرشتوں کا بھی انصاف کریں گے۔ اس عدالت کی تفصیل کلام مقدس میں زیادہ نہیں دی گئی اس لئے اس پر مزید خیال آرائی درست

نہیں۔

(۷) بڑے سفید تخت کی آخری عدالت

"پھر میں نے ایک بڑا سفید تخت اور اسکو جو اس پر بیٹھا ہوا تھا دیکھا جسکے سامنے سے زمین آسمان بھاگ گئے اور انہیں کہیں جگہ نہ ملی۔ پھر میں نے چھوٹے بڑے سب مردوں کو اس تخت کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا اور کتابیں کھولی گئیں۔ پھر ایک اور کتاب کھولی گئی۔ یعنی کتاب حیات اور جسطرح ان کتابوں میں لکھا ہوا تھا ان کے اعمال کے مطابق مردوں کا انصاف کیا گیا۔ اور سمندر نے اپنے اندر کے مردوں کو دے دیا اور موت اور عالم ارواح نے اپنے اندر کے مردوں کو دے دیا اور ان میں سے ہر ایک کے اعمال کے موافق اسکا انصاف کیا گیا۔ پھر موت اور عالم ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے۔ اور جس کسی کا نام کتاب حیات میں لکھا ہوا نہ ملا وہ آگ کی جھیل میں ڈالا گیا۔" (مکاشفہ ۲۰:۱۱-۱۵)۔

(I) تخت

اس عدالت کے متعلق مندرجہ ذیل نقطے غور طلب ہیں۔ اس عدالت کے لئے ایک خاص تخت کا ذکر کیا گیا ہے جو ساری بائبل میں کسی اور جگہ نہیں ہے۔ یوحنا نے مکاشفہ کے شروع میں خدا کا تخت دیکھا تھا۔ اور جو تخت پر بیٹھا ہوا تھا اسکو بھی دیکھا۔ (مکاشفہ ۴:۲-۳)۔ اس تخت کا حال اس تخت سے مختلف ہے۔ وہ تخت خدا کے غضب کا تخت تھا۔ یہ تخت خدا کی عدالت کا تخت ہے۔ اس تخت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ بڑا ہے اور سفید ہے۔ تخت کی وسعت خدا کے قادر مطلق ہونے کو ظاہر کرتی ہے اور سفید رنگ خدا کی پاکیزگی اور انصاف کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ تخت خداوند مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی کے کچھ عرصہ بعد لگایا جائیگا۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ مردوں میں سے زندہ ہونے کے چالیس دن بعد خداوند مسیح آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور کبریا کے دہنے ہاتھ تخت پر جا بیٹھے۔ (عبرانیوں ۱:۸ ، ۱۲:۲)۔ مکاشفہ ۳:۲۱،۷:۹)۔ اسوقت سے آج تک خداوند مسیح اسی تخت پر بیٹھے ہیں۔ یہ انکا اپنا تخت نہیں ہے بلکہ ان کے باپ کا تخت ہے۔ لیکن مکاشفہ ۳:۲۱ میں انہوں نے اپنے تخت کا ذکر کیا ہے جو جلال کا تخت ہے اور اس دنیا میں یروشلیم میں ہوگا۔ لکھا ہے "جب ابن آدم اپنے جلال میں آئیگا اور سب فرشتے اس کے ساتھ آئیں گے تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا"۔ (متی ۲۵:۳۱)۔ اس جلال کے تخت پر بیٹھ کر خداوند مسیح ہزار سال تک بادشاہی کریں گے۔ اس کے بعد انکا تخت پھر بدل جائیگا۔ جو بڑا سفید تخت ہوگا اور عدالت کیلئے ہوگا۔ پس یہ بڑا سفید تخت خداوند مسیح کا

پانچواں تخت ہوگا۔ یہ تخت بھی عارضی ہے یعنی صرف عدالت کیلئے۔ کیونکہ جب نیا آسمان اور نئی زمین اور نیا یروشلیم بنتے ہیں تو اسوقت خدا اور برہ کا ایک تخت پھر اکٹھا دکھتے ہیں۔ (مکاشفہ ۲۲: ۱، ۳)۔ وہ خداوند مسیح کا ابدی تخت ہوگا۔ یہ سارا حال کنفیوز کرنے کیلئے نہیں لکھا گیا بلکہ مختلف وقتوں میں خداوند مسیح کے مختلف کاموں کو ظاہر کیا گیا ہے۔ نیچے دیتے ہوئے نقشے سے سب تفصیل سمجھ آجائیگی۔

خداوند مسیح کے مختلف تخت

نام تخت	تخت نشینی	جگہ	اوقات	کب تک بیٹھے
۱ ازلی تخت	ازل سے	آسمان پر	باپ کے ساتھ	جسم ہونے پر چھوڑا
۲ فضل اور رحم کا تخت	آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد	آسمان پر	باپ کے ساتھ	تخت مسیح کے اوپر ہونے تک
۳ غضب کا تخت	ان مسیح کے عہد کے سات سال کیلئے	آسمان پر	باپ کے ساتھ	آمد ثانی تک
۴ جلال یعنی داؤد کا تخت	آمد ثانی پر ہزار سالہ بادشاہت کے شروع میں	یروشلیم میں	اکیلا	ہزار سال تک
۵ بڑا سفید تخت	آخری عدالت کے وقت	آسمان میں	اکیلا	عدالت کے ختم ہونے تک
۶ ابدی تخت	نئے یروشلیم کے نیچے اترنے پر	نئے یروشلیم میں	اکٹھا باپ کے ساتھ	ابد تک رہیگا

چونکہ عدالت کا سارا کام خداوند یسوع مسیح کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس لئے آخری عدالت کے وقت بڑے سفید تخت پر صرف خداوند مسیح تخت نشین ہوں گے۔ یہ تخت صرف عدالت کے مقصد کیلئے لگایا جائیگا۔

(II) تمام مردوں کا جمع ہونا

جب خداوند مسیح آخری عدالت کیلئے اس بڑے سفید تخت پر بیٹھ گئے۔ تو بہت سے اہم واقعات ہوں گے۔ (ا) زمین اور سمندر کے اندر تمام انسانوں کے مردہ جسم جو آدم کے وقت سے لیکر تخت کے لگائے جانے تک ہوں گے سب نکل آئیں گے۔ چاہے وہ جسم گل گئے۔ سڑ گئے جل گئے۔ کھائے گئے اور ان کے نام نشان بھی باقی نہیں تب بھی وہ سب جی اٹھیں گے۔ یہ نئے روحانی جسم ہوں گے۔ یہ سب بڑے سفید تخت کے سامنے پہنچائے جائیں گے (ب) عالم ارواح جہاں سب مردوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں اپنے اندر کی روحوں کو دے دیگا۔ اور وہ بھی بڑے سفید تخت کے سامنے پہنچ جائیں گی (ج) ہر ایک بدن اپنی روح کے ساتھ

مل جائیگا- اور اس طرح پھر ایک ایک انسان بن جائیگا لیکن غیر فانی جسموں میں- (د) زمین اور اسکا اپنا آسمان یعنی پہلا آسمان جو ہوائی کرہ ہے خداوند مسیح کے سامنے سے بھاگ جائیں گے- اس سے مراد ہے کہ زمین حرارت کی شدت سے جل جائیگی اور پگھل جائے گی- اور بالکل نابود ہو جائیگی- پطرس رسول لکھتا ہے "مگر اس وقت کے آسمان اور زمین اسی کلام کے ذریعہ سے اسلئے رکھے ہیں کہ جلائے جائیں اور وہ بے دین آدمیوں کی عدالت اور ہلاکت کے دن تک محفوظ رہیں گے"- اور پھر آگے لکھتا ہے "لیکن خداوند کا دن چور کی طرح آجائیگا- اس دن آسمان بڑے شور وغل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے اور اجرام فلک حرارت کی شدت سے پگھل جائیں گے اور زمین اور اس پر کے کام جل جائیں گے"- (۲-پطرس ۳:۷، ۱۰)- بڑے سفید تخت کی عدالت کا دوسرا نام بے دین آدمیوں کی عدالت ہے- اور یہ زمین اور اسکا آسمان اس عدالت کے دن تک محفوظ رہیں گے- جس دن بڑے سفید تخت کی عدالت شروع ہوئی اس دن یہ زمین جل جائیگی اور پگھل جائیگی اور کہیں بھاگ جائیگی- اگر اس عدالت سے پہلے زمین پر کچھ زندہ لوگ ہوں گے تو وہ بھی غیرفانی بدنوں میں عدالت کیلئے تخت کے سامنے پہنچائے جائیں گے- اندازہ کریں کہ اسوقت چھ ہزار سال کے تمام بے دین مردے اپنے غیرفانی بدنوں میں بڑے سفید تخت کے سامنے جمع ہوں گے-

(III) عدالت کی کاروائی

یہ سارا کام ختم ہونے کے بعد کتابیں کھولی جائیگی- ہر ایک انسان کی ایک ایک کتاب کھولی جائیگی جس میں اسکی زمینی زندگی کے سب کارنامے درج کئے گئے تھے- یہ انسانوں کے اعمال نامے ہوں گے- تمام انسان خداوند مسیح کے سامنے باری باری پیش ہوں گے اور ان کے اعمال کے مطابق ان کا انصاف کیا جائیگا- چونکہ یہ لوگ مختلف زمانوں سے تعلق رکھتے تھے اس لئے انکی عدالت ان کے زمانہ کے قوانین کے مطابق ہوگی- جو موسوی شریعت کے ماتحت تھے انکی عدالت موسوی شریعت کے مطابق ہوگی- جو اس سے پہلے کے زمانہ سے تھے جب کوئی شریعت نہیں تھی تو ان کی عدالت بھی بغیر شریعت کے ہوگی- "جنہوں نے بغیر شریعت پائے گناہ کیا وہ بغیر شریعت کے ہلاک بھی ہوں گے اور جنہوں نے شریعت کے ماتحت ہو کر گناہ کیا انکی سزا شریعت کے موافق ہوگی ---- اس لئے کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت ہیں"- (رومیوں ۲:۱۲، ۱۴) ہر ایک کے اعمال اس زمانہ

کی شریعت کے مطابق پرکھے جائیں گے چاہے وہ انسان کے ضمیر اور دل کی شریعت ہو۔ یا کسی بادشاہ کی شریعت یا موسوی شریعت یا مسیح کی شریعت۔ ہو سکتا ہے ایک فعل موجودہ زمانے کی شریعت کے مطابق تو گناہ ہو لیکن آدم کے وقت کی شریعت کے مطابق گناہ نہ ہو تو وہ ان لوگوں کے لئے گناہ شمار نہیں کیا جائیگا۔ ہر شخص کے اعمال کا فیصلہ اس زمانہ کی شریعت کے مطابق کیا جائیگا۔

یہاں ہمیں انصاف کے تقاضے کو سامنے رکھنا ہے کہ برے فعل کی سزا اور ہر اچھے فعل کی جزا ملیگی۔ اور اس وجہ سے سزا اور جزا کے درجے ہوں گے۔ ایک اچھے نیک آدمی اور دوسرے نہایت بدکار آدمی کو ایک جیسی سزا یا جزا نہیں مل سکتی۔ لکھا ہے ہر ایک کے اعمال کے مطابق انکا انصاف کیا گیا۔ چونکہ کوئی بشر ایسا نہیں جس نے گناہ نہ کئے ہوں۔ اس لئے ہر بشر تھوڑی یا زیادہ سزا ضرور پائیگا۔ لکھا ہے شریعت کے اعمال کے رو سے کوئی بشر اسکے حضور راستباز نہیں ٹھہریگا (رومیوں ۳:۲۰)۔ اس لئے اس عدالت میں سب کو سزا ملے گی۔ کسی کو تھوڑی اور کسی کو زیادہ۔

(IV) کتاب حیات

انسانوں کے اعمالوں کی کتابوں کے علاوہ ایک اور کتاب کا ذکر ہے۔ جسکا نام کتاب حیات ہے۔ یہ کتاب صرف ایک ہی ہے۔ اور اس میں صرف نام ہیں۔ اس میں اعمال وغیرہ درج نہیں ہیں۔ تمام بنی آدم کے نام اس کتاب میں درج ہیں۔ جب کوئی انسان زمین پر پیدا ہوتا ہے تو نہ صرف آسمان پر اسکے نام پر ایک فائل یا کتاب کھل جاتی ہے بلکہ کتاب حیات میں اسکا نام بھی درج ہو جاتا ہے۔ کہ یہ آدمی دنیا میں زندہ لوگوں میں شمار کیا گیا۔ جس آدمی نے اپنی زندگی کے دوران خداوند مسیح کو نجات دہندہ قبول نہیں کیا اور اس پر ایمان لائے بغیر مر گیا اسکا نام کتاب حیات میں سے کاٹ ڈالا جاتا ہے۔ کہ اس آدمی نے خداوند مسیح سے ہمیشہ کی زندگی نہیں پائی۔ اس آدمی پر خدا کا غضب قائم رہتا ہے۔ پس جتنے لوگوں نے خداوند مسیح کی دعوت کو ٹھکرایا اور نجات سے محروم رہ کر رحلت فرما گئے ان کے نام کتاب حیات میں سے کاٹ ڈالے جاتے ہیں۔ اور جو خداوند مسیح کے نام پر ایمان لے آتے ہیں اور زندگی اور نجات اور معافی کو حاصل کر لیتے ہیں ان کے نام کتاب حیات میں قائم رکھے جاتے ہیں۔

پس اس آخری عدالت کے وقت لوگوں کے نام اس کتاب میں چیک کئے جائیں گے۔ اگر نام کٹے ہوئے پائے گئے تو ان کو آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالا جائیگا۔ جب بنی

اسرائیل نے بیابان میں سونے کا دیوتا بنا کر گناہ کیا تو موسیٰ نے خدا سے کہا "اب اگر تو انکا گناہ معاف کردے تو خیر ورنہ میرا نام اس کتاب میں سے جو تو نے لکھی ہے مٹا دے- اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اسی کے نام کو اپنی کتاب میں سے مٹا دونگا"- (خروج ۳۲:۳۲-۳۳)- پس جو کوئی گناہ کرتا ہے اسکا نام خدا کی کتاب میں سے کاٹ ڈالا جاتا ہے- جو لوگ داؤد کے بارے میں بری باتیں کہتے تھے ان کے لئے داؤد لکھتا ہے "ان کے نام کتاب حیات میں سے مٹا دئے جائیں اور صادقوں کے ساتھ مندرج نہ ہوں" (زبور ۶۹:۲۸)- خداوند مسیح نے سردیس کی کلیسیا کے فرشتہ کو لکھا "جو غالب آئے اسے اسی طرح سفید پوشاک پہنائی جائیگی اور میں اسکا نام کتاب حیات سے ہرگز نہ کاٹونگا بلکہ اپنے باپ اور اس کے فرشتوں کے سامنے اسکے نام کا اقرار کرونگا" (مکاشفہ ۳:۵)- ان تمام حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کتاب حیات میں سے نام کاٹے جاتے ہیں اور نام کاٹنے والے خداوند مسیح خود ہیں- یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ کتاب حیات میں نام لکھنے والا تو کوئی اور ہوگا- شاید جبرائیل فرشتہ ہو جو پیدائش و اموات کا حساب کتاب رکھتا ہے مگر کتاب حیات میں سے نام سوائے خداوند مسیح کے اور کوئی نہیں کاٹ سکتا- اور عدالت بھی کرنے والے وہی ہیں- پس خود ہی اندازہ لگالیں کہ عدالت کے وقت خداوند مسیح تخت عدالت پر بیٹھے ہیں اور ان کے پاس کتاب حیات ہے- اور سب نام اس کتاب کے مطابق پڑتال کئے جاتے ہیں- تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کے نام خداوند مسیح نے خود کتاب حیات میں سے کاٹ ڈالے ہوئے ہیں- وہ تو سب اسی وقت آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالے جائیں گے-

لکھا ہے یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے- یہ تمام مردے جواب جی اٹھ کر بڑے سفید تخت کے سامنے کھڑے ہیں پہلے ایک دفعہ مر چکے تھے- اب اگر وہ اس آگ اور گندھک کی جھیل میں پھینک دئے گئے تو یہ انکی دوسری موت ہوگی- وہ ہمیشہ کے لئے اس میں پڑے رہیں گے- غیر فانی جسم فنا نہیں ہوتا اور جل کر خاکستر نہیں ہوتا- بلکہ زندہ رہتا ہے- ابلیس اور اس کے سب فرشتے بھی اسی آگ اور گندھک کی جھیل میں پڑے ہوئے ہوں گے- اور ہمیشہ تک اس عذاب میں پڑے تڑپتے رہیں گے-

پس ہم نے دیکھا کہ عدالتیں سات ہیں- ۱- صلیب پر گنہگاروں کی عدالت - ۲- زمین پر ایمانداروں کی عدالت - ۳- آسمان میں کلیسیا کی عدالت - ۴- مخالف مسیح کے ماتحت یہودیوں کی عدالت - ۵- غیر قوموں کی عدالت یا بھیڑ بکریوں کی عدالت - ۶- فرشتوں کی عدالت - اور ۷- بڑے سفید تخت کے سامنے بے دین آدمیوں کی عدالت - پہلی تین عدالتیں صرف زندہ

باقی ص۲۷۱ پر

۱۷
ملک صدق سالم کا بادشاہ

تواریخ

جن دنوں میں ابرہام خدا کے کہنے کے مطابق ملک کنعان میں بود و باش کرتا تھا اور لوط بھی اس کے ساتھ تھا تو وہ سفر کرتے کرتے دوسری بار بیت ایل پہنچے۔ دونوں کے پاس گائے بیل بھیڑ بکریاں اسقدر زیادہ تھیں کہ اس ملک میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ وہ اکٹھے رہیں۔ علاوہ ازیں ابرہام کے چرواہوں اور لوط کے چرواہوں کے درمیان جھگڑے بھی ہونے لگے۔ پس "ابرہام نے لوط سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان اور میرے چرواہوں اور تیرے چرواہوں کے درمیان جھگڑا نہ ہوا کرے کیونکہ ہم بھائی ہیں"۔ (پیدائش ۱۳: ۷)۔ حقیقت میں ابرہام اور لوط چچا بھتیجا تھے۔ پس لوط صلح صفائی سے الگ ہو گیا اور اس نے یردن کی ساری ترائی کو اپنی رہائش کے لئے چن لیا کیونکہ وہ زمین خداوند کے باغ اور مصر کے ملک کی مانند خوب سیراب تھی۔ اور اس نے سدوم میں اپنا ڈیرا لگا لیا۔ اور ابرہام حبرون میں جا کر رہنے لگا۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ سدوم کے نزدیک سدیم یعنی دریائے شور کی وادی میں نو بادشاہوں کی معرکہ آرائی ہوئی۔ پانچ بادشاہ ایک طرف اکٹھے ہوئے اور چار بادشاہ دوسری طرف۔ جیسے کہ نیچے بیان کیا گیا ہے۔ (پیدائش ۱۴: ۱-۱۰)۔

"جنگ سدیم"

سدوم کا بادشاہ برع	پانچ بادشاہ بمقابل چار بادشاہ	عیلام کا بادشاہ کدرلاعمر
عمورہ کا بادشاہ برشع	سدیم یعنی دریائے	جوئیم کا بادشاہ تدعال
ادمہ کا بادشاہ سنی اب	شور کی وادی میں	سنعار کا بادشاہ امرافل
ضبوئیم کا بادشاہ شمیبر	معرکہ آرا ہوئے	الاسر کا بادشاہ اریوک
بالع یعنی ضغر کا بادشاہ نامعلوم	(۱۹۱۳ ق-م)	

اس جنگ میں پانچ بادشاہوں والا بلاک شکست کھا گیا- سدوم اور عمورہ کے بادشاہ بھاگتے بھاگتے وہاں گرے اور جو بچے پہاڑ پر بھاگ گئے- تب چار فتح مند بادشاہ سدوم اور عمورہ کا سب مال اور وہاں کا سب اناج لیکر چلے گئے- اور ابرہام کے بھتیجے لوط کو اور اس کے مال کو بھی لے گئے کیونکہ وہ سدوم میں رہتا تھا- تب ایک نے جو بچ گیا تھا جا کر ابرہام کو خبر دی- جب ابرہام نے سنا کہ لوط گرفتار ہو گیا ہے تو وہ اپنے تین سو اٹھارہ (۳۱۸) بہادر خانہ زادوں کو لے کر ان کے تعاقب میں چل کھڑا ہوا- اور رات کو اس نے اور اسکے خادموں نے غول غول ہو کر ان پر دھاوا کیا اور انکو خوب مارا- اور وہ سارے مال کو اور اپنے بھائی لوط کو اور اس کے مال اور عورتوں کو بھی اور اور لوگوں کو واپس پھیر لایا-

جب ابرہام ان چار بادشاہوں کو مار کر پھرا تو پہلے سدوم کا بادشاہ اسکے استقبال کو آیا- اور پھر ملک صدق سالم کا بادشاہ اسے ملا- سالم یروشلیم کا پرانا نام ہے- اسے عبرانی میں شالیم کہتے تھے- شالیم کے معنی ہے سلامتی یا صلح- یروشلیم سدوم سے تقریباً ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھا اس لئے یروشلیم کے بادشاہ کا اس جنگ میں کوئی حصہ نہ تھا جس میں نو بادشاہ آپس میں لڑے- نہ ہی اس بادشاہ کا جنگ میں کچھ نقصان ہوا تھا- لیکن ایک خاص وجہ تھی کہ اسے ابرہام کی فتح سے بہت خوشی ہوئی- اور وہ وجہ یہ تھی کہ دونوں ایک ہی خدا کے ماننے والے تھے- پیدائش ۱۸:۱۴ میں لکھا ہے "- اور ملک صدق سالم کا بادشاہ روٹی اور مے لایا اور وہ خدا تعالے کا کاہن تھا"- یہاں خدا کے لئے وہی لفظ استعمال ہوا ہے جو ۱:۱۷، ۲۱:۳۳، ۳۳:۲۰ اور ۳۵:۷ میں استعمال ہوا ہے- اگرچہ وہاں اردو میں ترجمہ کرتے وقت چار مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے یعنی خدای قادر، ابدی خدا، ایل الہ اسرائیل اور ایل بیت ایل- لیکن عبرانی زبان میں ایک ہی نام ہے- اسکا مطلب یہ ہے کہ جس خدا پر ابرہام ایمان رکھتا تھا سالم کا بادشاہ اسی خدا کا کاہن تھا- پس سب سے پہلی اور اہم بات ہمیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہے کہ ابرہام صرف خدا کا ماننے والا تھا جبکہ سالم کا بادشاہ یعنی ملک صدق اسی خدا کا کاہن تھا- یعنی وہ بادشاہ بھی تھا اور کاہن بھی تھا- ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ابرہام اور ملک صدق ایک دوسرے کو جانتے تھے یا نہیں اور اگر جانتے تھے تو کس حد تک- کیونکہ کلام مقدس میں انکی کسی اور ملاقات کا ذکر نہیں جو اس سے پہلے کہیں ہوئی ہو- لیکن ظاہر ہے کہ ملک صدق جانتا تھا کہ ابرہام خدا پر ایمان رکھنے والا آدمی ہے- اس نے سن لیا ہوگا کہ جہاں کہیں وہ جاتا ہے وہ قربانگاہ بناتا ہے اور خدا کے حضور قربانی گزرانتا ہے- اور خدا کے کہنے پر ہی وہ ملک کنعان میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے- اس کے علاوہ خدا نے بھی ملک صدق پر ظاہر کر دیا ہوگا کہ ابرہام میرا بندہ ہے اور میں نے ہی اسے حاران

سے بلایا ہے۔

لکھا ہے کہ جب ملک صدق ابرہام کے استقبال کو آیا تو وہ اس کے لئے روٹی اور مے لایا۔ اپنے گھر سے دور اتنی جنگ جیتنے کے بعد ابرہام اور اسکے سپاہیوں کو اب انہی دو چیزوں کی ضرورت تھی کیونکہ اسکی مدد کے لئے اور کوئی بادشاہ اس کے ساتھ نہ تھا۔ خدا نے اسے فتح بخشی اور پھر ملک صدق کے وسیلہ سے کھانے پینے کا بھی انتظام کر دیا جس سے وہ سب سیر اور تازہ دم ہوئے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ داؤد کے ساتھ بھی پیش آیا جب وہ ساؤل سے ڈر کر بھاگا تھا اور اخیملک کاہن کے پاس آیا اور اس سے روٹی مانگی۔ اور کاہن نے اسے مقدس روٹی دی۔(۱- سیموئیل ۲۱: ۱-۶)- ملک صدق نے ابرہام کو نہ صرف روٹی دی بلکہ مے بھی دی- مے انگور کا رس ہوتا ہے جو انگوروں کو دبا کر یا نچوڑ کر نکالا جاتا ہے- ملک کنعان میں انگور کثرت سے ہوتا تھا- اور لوگ پانی کی بجائے انگوروں کا رس ہی استعمال کرتے تھے- خداوند مسیح کے وقت بھی مے کافی زیادہ استعمال ہوتی تھی اور خداوند مسیح نے ایک شادی پر خود پانی کو مے میں تبدیل کرنے کا پہلا معجزہ کیا-(یوحنا ۲: ۱۱)-

ملک صدق نے ابرہام کو جسمانی خوراک دینے کے بعد روحانی خوراک بھی دی- لکھا ہے- "اس نے اسکو برکت دیکر کہا کہ خدا تعالے کی طرف سے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے ابرہام مبارک ہو- اور مبارک ہے خدا تعالے جس نے تیرے دشمنوں کو تیرے ہاتھ میں کر دیا"- (۱۴: ۱۹)- ملک صدق نے تین دفعہ اسی خدا کا نام لیا جس خدا پر ابرہام ایمان رکھتا تھا- سو اس نے ابرہام کو برکت دی اور خدا کا بھی شکر کیا کہ اس نے ابرہام کو فتح بخشی اور اس نے خدا کے نام کو مبارک کہا- اب تک ابرہام کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ ملک صدق جو سالم کا بادشاہ ہے وہ اس کے خدا کا کاہن بھی ہے- پس ابرہام نے بھی اپنا فرض پورا کرنا مناسب سمجھا- لکھا ہے "- تب ابرہام نے سب کا دسواں حصہ اسکو دیا"- (۱۴: ۲۰)- پس ہم یہاں بائبل کے شروع میں اور شریعت سے تقریباً چار سو برس پہلے یروشلیم کو خدا کا شہر دیکھتے ہیں اور یروشلیم کا بادشاہ پہلا کاہن ملک صدق دیکھتے ہیں اور پہلی دہ یکی کا دیا جانا دیکھتے ہیں- یقیناً ابرہام کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہوا ہو گا یہ جان کر کہ وہ اس ملک میں اکیلا نہیں بلکہ خدا پر ایمان رکھنے والے اور لوگ بھی موجود ہیں-

انوکھا کاہن

جب عبرانیوں کے خط کا مصنف اس ملک صدق کا ذکر کرتا ہے تو وہ اسکی اور خوبیاں بھی بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے "۔ اور یہ ملک صدق سالم کا بادشاہ۔ خدا تعالے کا کاہن ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔ جب ابرہام بادشاہوں کو قتل کر کے واپس آتا تھا تو اسی نے اسکا استقبال کیا اور اسکے لئے برکت چاہی۔ اسی کو ابرہام نے سب چیزوں کی دہ یکی دی۔ یہ اول تو اپنے نام کے معنی کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے اور پھر سالم یعنی صلح کا بادشاہ۔ یہ بے باپ بے ماں بے نسبنامہ ہے۔ نہ اسکی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا"۔ (عبرانیوں ۷: ۱-۳)۔

ہم ملک صدق کی یہ خوبیاں دیکھتے ہیں۔

۱۔ اسکے نام کا مطلب ہے راستبازی کا بادشاہ۔

۲۔ وہ سالم یعنی صلح کا بادشاہ بھی تھا۔

۳۔ وہ خدا تعالے کا کاہن تھا۔

۴۔ وہ ابرہام کو فتح کی مبارکباد دینے کیلئے آیا۔

۵۔ وہ روٹی اور مے لایا۔

۶۔ اس نے ابرہام کیلئے برکت چاہی۔

۷۔ وہ بے باپ بے ماں بے نسبنامہ ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے تھا۔ اس کے آباؤاجداد کون تھے۔ وہ کہاں پیدا ہوا۔ اور کیسے یروشلیم کا بادشاہ بنا۔ وہ کب موا یا اس کے خاندان کا کوئی اور تھا یا نہیں۔ وہ اچانک نمودار ہو جاتا ہے اور پھر اسکا بعد میں کوئی ذکر دوبارہ نہیں آتا۔ نہ ابرہام کیساتھ اس کی دوستی یا بعد کی ملاقاتوں کا کوئی ذکر ہے۔ حالانکہ وہ قریب قریب رہتے تھے۔

۸۔ وہ خدا کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کے مشابہ ٹھہرا۔ عبرانیوں کا مصنف اپنے خط میں مسیح کو خدا کا بیٹا ثابت کر چکا ہے۔ اب وہ مسیح کو کاہن ثابت کرنا چاہتا ہے۔ لیکن لاوی کی طرز کا کاہن نہیں بلکہ ملک صدق کے طریقہ کا کاہن۔ ہم آگے چل کر اس کی وضاحت کریں گے۔

۹۔ ملک صدق کی ایک نمایاں خوبی یہ بیان کی گئی ہے کہ اسکی کہانت ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ کاہن رہتا ہے۔ (عبرانیوں ۷: ۱)۔

ملک صدق مندرجہ بالا خوبیوں کی وجہ سے ایک انوکھا کاہن ہے کہ دنیا میں اسکی مانند نہ اس سے پہلے کوئی ہوا اور نہ اس کے بعد۔ وہ ایک غیر معمولی بزرگ کاہن تھا جسکو قوم کے بزرگ ابرہام نے دہ یکی دی۔ پانچ سو سال بعد خدا داؤد کی معرفت یہ اشارا کرتا ہے کہ خدا نے اپنے

ممسوح کے بارے میں قسم کھائی ہے کہ وہ ملک صدق کے طریقہ کا کاہن ہوگا اور ابد تک رہیگا- داؤد فرماتا ہے خداوند نے قسم کھائی ہے اور پھریگا نہیں کہ تو ملک صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے"- (زبور ۱۱۰:۴)- یہ زبور لکھتے وقت ہارون کی طرز کا سردار کاہن دنیا میں موجود تھا- خدا نے اپنے بیٹے کو اسکی طرز کا کاہن نہیں بنایا بلکہ ایک فرق طرز کا جو اس سے بہتر ہے- جو ابرہام کے وقت میں نمودار ہوا- اس سے صاف ظاہر ہے کہ موسوی شریعت کی طرز کے سردار کاہن کمزوریوں اور خامیوں سے اسقدر پر تھے کہ وہ اس لائق نہ تھے کہ خدا اپنے بیٹے کو انکے مشابہ ٹھہرائے- آیئے دیکھیں کہ کن وجوہات کی بنا پر وہ کمتر گنے گئے اور کن وجوہات کی بدولت اسے ملک صدق کے مشابہ ٹھہرایا گیا؟ یہ کیوں ضروری ہو گیا کہ ان کاہنوں کی موجودگی میں ملک صدق کے طریقہ کے سردار کاہن کی پیشینگوئی کی جائے- اسکا تقرر کیا جائے اور پھر اسے پیش بھی کیا جائے- اور ہارون کے طریقہ کا نہ گنا جائے-

سردار کاہن ہارون کی کمزوریاں

بنی اسرائیل میں کہانت لاوی کے قبیلہ سے شروع ہوئی- "خداوند نے لاوی کے قبیلہ کو اس غرض سے الگ کیا کہ وہ خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھایا کرے اور خداوند کے حضور کھڑا ہو کر اسکی خدمت کو انجام دے اور اس کے نام سے برکت دیا کرے جیسا آج تک ہوتا ہے- اسی لئے لاوی کو کوئی حصہ یا میراث اس کے بھائیوں کے ساتھ نہیں ملی کیونکہ خداوند اسکی میراث ہے جیسا خود خداوند تیرے خدا نے اس سے کہا ہے"- (استثنا ۱۰:۸-۹، گنتی ۳:۵-۱۲)- پہلا سردار کاہن ہارون جو موسیٰ کا بھائی تھا لاوی کا بیٹا تھا- وہ آدمیوں میں سے منتخب ہوا، آدمیوں کیلئے مقرر ہوا اور ان باتوں کے واسطے مقرر ہوا جو خدا سے علاقہ رکھتی تھیں یعنی نذریں، قربانیاں اور عبادت وغیرہ- عبرانیوں کا مصنف اسکی کمزوریوں کو یوں شمار کرتا ہے:-

۱-وہ خود دوسرے انسانوں کی طرح کمزوری میں مبتلا رہتا ہے- (۵:۲)-

۲-اس پر فرض ہے کہ گناہوں کی قربانی جس طرح امت کی طرف سے گزرانے اسی طرح اپنی طرف سے بھی چڑھائے- (۵:۳)-

۳-اسکی موت کسی وقت بھی واقعہ ہو سکتی تھی اور اس لئے وہ ہمیشہ کے لئے قائم نہیں رہ سکتا تھا لہذا بہت سے کاہن مقرر کرنے پڑے- (۷:۲۳)-

۴-وہ جسمانی احکام کی شریعت کے موافق مقرر ہوا- ۷:۱۶)-

۵- وہ انسانی ہاتھ کے بنے ہوئے مقدس میں خدمت کرتا تھا جو آسمانی مقدس کی نقل تھا۔
۶- وہ ہمیشہ بکروں اور بیلوں کا خون پیش کرتا جو پاس آنے والوں کو ہرگز کامل نہیں کر سکتا۔ (۷:۱۱)۔
۷- اسے یہ قربانیاں ہر روز اور بار بار کرنی پڑتی تھیں۔

خداوند مسیح کی فضیلت

جب خداوند یسوع مسیح آئے تو وہ ان سے بہتر خوبیاں لیکر آئے مثلاً:-

۱- خداوند مسیح آسمانوں سے گزر گیا- "پس جب ہمارا ایک ایسا بڑا سردار کاہن ہے جو آسمانوں سے گزر گیا یعنی خدا کا بیٹا یسوع تو آؤ ہم اپنے اقرار پر قائم رہیں"- (۴:۱۴)۔

۲- وہ ہماری کمزوریوں میں مدد کر سکتا ہے"- کیونکہ ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بے گناہ رہا"- (۴:۱۵)۔

۳- کوئی شخص سردار کاہن ہونے کی عزت اپنے آپ اختیار نہیں کر سکتا جب تک ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بلایا نہ جائے- اسی طرح مسیح نے بھی سردار کاہن ہونے کی بزرگی اپنے تئیں نہیں دی بلکہ اسی نے دی جس نے اس سے کہا تھا کہ تو میرا بیٹا ہے- آج تو مجھ سے پیدا ہوا- چنانچہ وہ دوسرے مقام پر بھی کہتا ہے کہ تو ملک صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے- (۵:۴-۶)۔

۴- خداوند مسیح کو خدا کی طرف سے ملک صدق کے طور کے سردار کاہن کا خطاب ملا کیونکہ باوجود بیٹا ہونے کے اس نے دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی اور کامل بن کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا- (۵:۸-۱۰)۔

۵- وہ ہماری جان کا ایسا لنگر ہے جو ثابت اور قائم رہتا ہے اور پردہ کے اندر تک بھی پہنچتا ہے جہاں یسوع ہمیشہ کے لئے ملک صدق کے طور پر سردار کاہن بن کر ہماری خاطر پیشرو کے طور پر داخل ہوا ہے- (۶:۱۹-۲۰)۔

۶- وہ مر کر زندہ ہوا ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا- "کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ مسیح جب مردوں میں سے جی اٹھا ہے تو پھر نہیں مرنے کا- موت کا پھر اس پر اختیار نہیں ہونے کا"- (رومیوں ۶:۹)۔ اس لئے اسکی کہانت لازوال ہے اور ختم نہیں ہوتی- اور وہ ہمیشہ کے لئے کاہن ہے- (۷:۱)۔

۷- خداوند مسیح لاوی کے قبیلے میں سے نہیں تھے بلکہ وہ یہوداہ کے قبیلے میں سے تھے جنکو

موسوی شریعت کے مطابق کہانت نہیں ملی- اور نہ اس نے قربانگاہ کی خدمت کی ہے- بائبل میں داؤد کے قبیلے کی کہانت کا کچھ ذکر نہیں- کیونکہ ملک صدق کے طریقے کا ایک سردار کاہن پیدا ہونے والا تھا جسکا نسب نامہ ان سے جدا تھا- ملک صدق لاوی کی طرز کی کہانت کے وجود میں آنے سے پہلے کاہن تھا جس نے ابرہام سے دہ یکی لی- بلکہ لاوی نے بھی ملک صدق کو دہ یکی دی کیونکہ وہ ابرہام کی صلب میں تھا- (۷: ۴-۱۵)-

۸- خدا نے مسیح کو ملک صدق کی طرز کا سردار کاہن مقرر کرتے وقت قسم کھائی تھی جسکا ذکر زبور ۱۱۰: ۴ میں ہے- پس اسکا تقرر قسم کے ساتھ ہوا جبکہ ہارون کی طرز کے سردار کاہن کے تقرر کے وقت خدا نے کوئی قسم نہیں کھائی- (۷: ۲۰-۲۱)- شریعت تو کمزور آدمیوں کو سردار کاہن مقرر کرتی ہے- مگر اس قسم کا کلام جو شریعت کے بعد کھائی گئی اس بیٹے کو مقرر کرتا ہے جو ہمیشہ کے لئے کامل کیا گیا- (۷: ۲۸)-

۹- ہارون کی طرز کے سردار کاہن جسمانی احکام کی شریعت کے موافق مقرر کئے جاتے تھے- مگر مسیح غیر فانی زندگی کی قوت کے مطابق مقرر ہوا- (۷: ۱۶)-

۱۰- مسیح ایک بہتر عہد یعنی نئے عہد کا ضامن ٹھہرا- (۷: ۲۲)- بنی لاوی کی کہانت کی ماتحتی میں امت کو شریعت یعنی پرانا عہد نامہ ملا- اگر اس کہانت سے کاملیت حاصل ہوتی تو پھر کیا حاجت تھی کہ دوسرا کاہن ملک صدق کے طور کا پیدا ہو اور ہارون کے طریقہ کا نہ گنا جائے- اور جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بھی بدلنا ضرور ہے- (۷: ۱۱-۱۲)-

۱۱- اس نئے عہد کے تحت ایمانداروں کے لئے ایک ایسے سردار کاہن کی ضرورت تھی جو پاک اور بے ریا اور بے داغ اور گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند کیا گیا ہو- خداوند مسیح ہی ان تمام خوبیوں کے مالک ہیں- (۷: ۲۶)-

۱۲- وہ ان سردار کاہنوں کی مانند اسکا محتاج نہیں کہ ہر روز پہلے اپنے گناہوں اور پھر امت کے گناہوں کے واسطے قربانیاں چڑھائے کیونکہ اسے وہ ایک ہی بار کر گزرا جس وقت اپنے آپ کو قربان کیا- (۷: ۲۷)-

۱۳- وہ ہمارا ایسا سردار کاہن ہے جو آسمانوں پر کبریا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا- (۸: ۱)

۱۴- وہ اس حقیقی خیمہ یا مقدس کا خادم ہے جسے خداوند نے کھڑا کیا ہے نہ کہ انسان نے- (۸: ۲)-

۱۵- اس نے زمین پر کے سردار کاہنوں کی نسبت بہتر خدمت پائی کیونکہ وہ بہتر عہد کا

درمیانی ٹھہرا جو بہتر وعدوں کی بنیاد پر قائم کیا گیا-(۸:۶)- پرانے عہد میں سب وعدے زمینی ہیں- نئے عہد نامے میں سب وعدے آسمانی اور روحانی اور ابدی ہیں-

۱۶- وہ بھیڑوں اور بکروں کا خون لیکر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لیکر حقیقی مکان میں ایک ہی بار داخل ہوا اور ابدی خلاصی کرائی-(۹:۱۲)- اسے بار بار داخل ہونے کی ضرورت نہیں-

۱۷- اسکی کہانت اور قربانی سے ہم ہمیشہ کے لئے کامل کردئے جاتے ہیں-(۱۰:۱۴)- شریعت ان ایک ہی طرح کی قربانیوں سے جو ہر سال بلاناغہ گزرانی جاتی ہیں پاس آنے والوں کو ہر گز کامل نہیں کر سکتی- اسی لئے ان کا گزرانا موقوف ہو چکا ہے-(۱۰:۱)- کیونکہ وہ قربانیاں سال بہ سال گناہوں کو یاد دلاتی ہیں- نیز ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دور کرے-(۱۰:۳-۴)- مگر ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلے سے پاک کئے گئے ہیں-(۱۰:۱۰)-

۱۸- ہارون کی طرز کے سردار کاہن کی کمزوریوں کے پیش نظر ایک کامل- معیاری اور مثالی سردار کاہن کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی جو بادشاہ بھی ہو اور کاہن بھی ہو- صرف ملک صدق کی طرح کا کاہن ہی اس ضرورت کو پورا کر سکتا تھا اور خداوند مسیح میں وہ سب خوبیاں اور اوصاف پورے ہوتے ہیں جو ملک صدق کے مشابہ ہے- اسی لئے اسے خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرایا گیا- اور جو پیشنگوئی زبور نویس نے زبور ۱۱۰:۴ میں کی خداوند مسیح اسکی صحیح تکمیل ہیں- پیدائش ۱۴:۱۸ میں ایک بہتر کاہن کی تصویر یا عکس ہے- نئے عہد نامے میں خداوند مسیح جو اصلی سردار کاہن ہے پیش کیا گیا ہے-

ہماری کہانت

چونکہ خداوند مسیح اپنی خوبیوں کی بدولت اور خدا کے مقررہ انتظام کے مطابق لاوی کی طرز کا سردار کاہن نہیں اس لئے مسیح کے خون خریدے جو اسی خون کے باعث کاہن کہلاتے ہیں (۱- پطرس ۲:۵، ۹، مکاشفہ ۱:۶) لاوی کی طرز کے کاہن نہیں بنتے- چونکہ خداوند مسیح ملک صدق کے طریقے کے سردار کاہن ہیں اسلئے سب حقیقی ایماندار بھی ملک صدق کے طریقے کے کاہن بنتے ہیں- افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایمانداروں کو اس امر کے بارے میں صحیح تعلیم نہیں دی جاتی- امریکہ اور کینیڈا میں ایک مسیحی فرقہ مارمن (MORMONS) کہلاتا ہے جو اب پاکستان میں بھی پہنچ گیا ہے- ان کی تعلیم کا ایک حصہ یہ ہے کہ ان کے چرچ کے ممبران پہلے ہارون کی طرز کے کاہن بنتے ہیں اور پھر کچھ دیر کے بعد اگر وہ قائم رہیں تو بپتسمہ لینے اور چند

۱۸

مسیحی - ایک فرق مخلوق

انسانی تخلیق کے مختلف طریقے

یسعیاہ نبی یہ بھید آشکارا کرتا ہے کہ آدم کو زمین پر لانے سے پہلے خدا نے زمین کو نہ صرف بنایا اور قائم کیا بلکہ آدم اور اسکی اولاد کیلئے اسے خاص طریقے سے تیار کیا اور پھولدار اور پھلدار پودوں اور درختوں، دریاؤں اور پہاڑوں اور وادیوں، پرندوں اور جانوروں اور مچھلیوں اور دیگر بے شمار چیزوں کے ذریعے نہایت خوبصورت بنایا۔ وہ لکھتا ہے "کیونکہ خداوند جس نے آسمان پیدا کئے وہی خدا ہے۔ اسی نے زمین بنائی اور تیار کی۔ اسی نے اسے قائم کیا۔ اس نے اسے عبث پیدا نہیں کیا بلکہ اسکو آبادی کیلئے آراستہ کیا"۔ (یسعیاہ ۴۵:۱۸)۔ اس سے ظاہر ہے کہ آدم خدا کی نگاہ میں ایک بڑی سپیشل چیز تھی جو اتنی بڑی کائنات کی ہر چیز سے انوکھی، نرالی اور فرق تھی۔ خدا کا یہ کہنا کہ "ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں" انسانی تخلیق کو قدر و منزلت کی سیڑھی پر نہایت بلند مقام بخشتا ہے۔ لکھا ہے "خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ نر اور ناری انکو پیدا کیا"۔ (پیدائش ۱:۲۷)۔ اور نہ صرف اپنی صورت اور شبیہ پر پیدا کیا بلکہ اسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بھی بخشا تاکہ وہ زمین کی ہر چیز پر اختیار رکھے اور زمین کو معمور و محکوم کرے۔

آج تخلیق آدم کے چھ ہزار سال بعد ہم ساری زمین کو آبادی سے معمور دیکھتے ہیں۔ لیکن سب انسان ایک ہی طریقے سے پیدا نہیں ہوئے۔ گہرا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ آدم اور حوا اگرچہ باغ عدن میں اکٹھے رہتے تھے۔ اکٹھے کھاتے پیتے تھے اور جسمانی طور پر دونوں انسان تھے پھر بھی دونوں ایک ہی طریقے سے تخلیق نہیں کئے گئے تھے۔ آدم کے بارے میں لکھا ہے کہ "خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا"۔ (پیدائش ۲:۷)۔ یعنی خدا نے پہلے زمین کی مٹی سے آدم کا ایک بت بنایا جیسے بچے مٹی کے کھلونے یا مٹی کے جانور اور پرندے وغیرہ بنا کر کھیلتے ہیں۔ اور بعد میں اس نے آدم کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو وہ ایک زندہ انسان بن کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن جب خدا نے حوا کو بنایا تاکہ آدم کا ساتھی اور مددگار بنے تو خدا نے حوا کو بھی اسی طریقے

سے نہیں بنایا جس طریقے سے اس نے آدم کو بنایا تھا- لکھا ہے "خداوند خدا نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اس نے اسکی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا اور اسکی جگہ گوشت بھر دیا- اور خداوند خدا اس پسلی سے جو اس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اسے آدم کے پاس لایا- اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اسلئے وہ ناری کہلائیگی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی ہے" - (پیدائش ۲:۲۱-۲۳)-

حوا کی تخلیق میں خدا نے مٹی کا بت نہیں بنایا بلکہ ایک نہایت عجیب اور فرق طریقہ اختیار کیا- خدا نے حوا کو پیدا کرنے کے لئے آدم کا اپریشن کیا- سچ مچ کا اپریشن جیسے آجکل ڈاکٹر ہسپتالوں میں کرتے ہیں- اسی قسم کا پہلا اپریشن آج سے چھ ہزار سال پہلے خدا نے باغ عدن میں اپنے ہاتھ سے کیا تھا- لکھا ہے خدا نے آدم پر گہری نیند بھیجی- اس گہری نیند کو عبرانی میں TRADOMA کہتے ہیں- یہ عام نیند نہیں تھی- بلکہ اس قسم کی نیند تھی جیسی ڈاکٹر لوگ انسانوں کو بیہوش کرنے والی دوائی سونگھا کر اپریشن کیلئے بیہوش کر لیتے ہیں- جب آدم اس بیہوشی کی نیند میں چلا گیا تو خدا نے اسکا سچ مچ کا اپریشن کیا اور اسکی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی- اور اسکی جگہ گوشت بھر دیا- اور اپریشن ختم کیا- میرا ایمان ہے کہ آدم کی اولاد نے اور آنے والی نو نسلوں نے آدم کے بدن پر اس اپریشن کا نشان دیکھا ہوگا- یہ نشان بالکل ایسا نشان ہوگا جیسا آج ہمارے جسموں پر کسی اپریشن کے ٹھیک ہو جانے کے بعد رہتا ہے- آدم نے اپنی اولاد کی نو پشتیں دیکھیں اور اسکی کل عمر نو سو تیس برس کی ہوئی- (پیدائش ۵:۵)- آدم سے قائن اور ہابل اور سیت پیدا ہوئے- یہ دوسری پشت تھی- پھر سیت سے انوس اور قائن سے حنوک پیدا ہوئے یہ تیسری پشت تھی- پھر انوس سے قینان پیدا ہوا یہ چوتھی پشت تھی- قینان سے محل ایل پیدا ہوا یہ پانچویں پشت تھی- محلل ایل سے یارد پیدا ہوا- یہ چھٹی پشت تھی- یارد سے حنوک پیدا ہوا- یہ ساتویں پشت تھی- حنوک سے متوسلح پیدا ہوا- یہ آٹھویں پشت تھی- متوسلح سے لمک پیدا ہوا یہ نویں پشت تھی- لمک ابھی چھپن برس کا تھا کہ آدم فوت ہو گیا- اگر وہ ۱۲۶ برس اور زندہ رہتا تو نوح کو بھی دیکھ لیتا-

****

آدم کے نسب نامہ کا چارٹ

	1	2	3	4	5	6	7	8	9	کل عمر
آدم		130	235	325	395	460	622	687	874	930
سیت			105							912
انوس				90						905
قینان					70					910
محلل ایل						65				895
یارد							162			962
حنوک								65		
متوسلح									187	969
لمک									56	777
نوح										

آدم فوت

چنانچہ آدم نے نویں پشت تک اپنی اولاد دیکھی۔ اور لمک تک سب بچوں نے آدم کے سینہ پر اپریشن کا نشان دیکھا ہوگا۔ اور آدم نے بھی سب کو بتایا ہوگا کہ یہ نشان اس بات کا ہے کہ تمہاری اماں میری ایک پسلی سے بنائی گئی تھی جو خدا نے اس نشان والی جگہ سے نکالی تھی۔

ہمیں یہ معلوم نہیں کہ آدم کی پسلی سے خدا نے حوا کیسے بنائی۔ جو بھی طریقہ اس نے استعمال کیا وہ آدم کی تخلیق سے ضرور فرق تھا۔ آدم کی اولاد کو معلوم تھا کہ خدا نے آدم کو تو مٹی سے بنایا لیکن حوا کو آدم کی پسلی سے بنایا۔ یہاں خدا کی عجیب قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ حوا کو بھی اسی طرح مٹی کا بت بنا کر اور نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکنے سے بنا سکتا تھا لیکن خدا نے اپنی عجیب حکمت کی بدولت ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ پس باغ عدن میں تخلیق کے دو طریقے دیکھتے ہیں۔

(۱) پہلا طریقہ زمین کی خاک سے۔ اس طریقے سے صرف آدم بنایا گیا۔

(۲) دوسرا طریقہ آدم کی پسلی سے۔ اس طریقے سے صرف حوا بنائی گئی۔

(۳) تیسرا طریقہ۔ باپ اور ماں سے

باغ عدن کے باہر انسان کے وجود میں آنے کا ایک تیسرا طریقہ دیکھتے ہیں جو باپ اور

ماں کے ملنے سے تخلیق ہوتی ہے- لکھا ہے "آدم اپنی بیوی حوا کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور اس کے قائن پیدا ہوا"- (پیدائش ۴:۱)- انسان کے وجود میں آنے کا یہ نیا طریقہ تھا اور پہلے دو طریقوں سے فرق تھا- اس میں نہ زمین کی مٹی کا بت بنایا گیا اور نہ آدم کے جسم کا کوئی حصہ نکالا گیا تب بھی ایک اور مکمل انسان وجود میں آگیا- یہ انسانی پیدائش کا عام طریقہ کہلایا- سب دنیا بعد میں اسی طریقے سے پیدا ہوئی-

(۴) چوتھا طریقہ - بغیر آدمی کے

آدم سے تقریباً چار ہزار سال بعد تک طریقہ نمبر ۳ ہی استعمال ہوتا رہا جب خدا نے اپنی عجیب قدرت کا ایک اور عجوبہ پیش کر دیا- کہ خدا نے ایک ایسا انسان پیدا کیا جو نہ زمین کے بت سے، نہ آدمی کی پسلی سے، اور نہ ہی باپ اور ماں کے ملنے سے پیدا ہوا- یہ انسان صرف عورت کے بطن سے پیدا ہوا اور بغیر باپ اور ماں کے ملنے سے پیدا ہوا- یہ شخص یسوع مسیح تھا- لکھا ہے "اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی"- (متی ۱:۱۸)- یہ انسان کی تخلیق یا پیدائش کا ایک بالکل نیا طریقہ تھا- گذشتہ چار ہزار سالوں میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا- اور جب فرشتہ نے مریم کو خوشخبری دی تو وہ اس غیر معمولی اور ناقابل یقین طریقے کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے- فرشتہ نے مریم سے کہا "دیکھ تو حاملہ ہو گی اور تیرے بیٹا ہو گا- اسکا نام یسوع رکھنا"- (لوقا ۱:۳۱)- اب مریم نے فرشتہ سے ایک ایسا سوال کرتی ہے جو ایسے موقع پر ہر کوئی کر سکتا ہے- "مریم فرشتہ سے کہا یہ کیونکر ہو گا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی اور فرشتہ نے جواب میں اس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہو گا اور خدا تعالے کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی اور اس سبب سے وہ مولود مقدس خدا کا بیٹا کہلائیگا"- (۱:۳۴-۳۵)- فرشتے نے وضاحت کی کہ یہ بیٹا جسکا نام یسوع رکھا جائیگا مرد کے ذریعے پیدا نہیں ہو گا بلکہ روح القدس کے نازل ہونے سے اور خدا کی قدرت کے مریم پر سایہ ڈالنے سے- چنانچہ انسان کو وجود میں لانے کا ایک چوتھا طریقہ استعمال کیا گیا- اور یہ طریقہ صرف یسوع مسیح کیلئے استعمال ہوا- خداوند مسیح کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے اور دو ہزار سال بعد تک کوئی اور انسان اس طرح پیدا نہیں ہوا- آدم اور حوا اور مسیح اور ہم سب ایک ہی طرح کے انسان ہیں لیکن چاروں فرق فرق طریقے سے مخلوق ہوئے-

(۵) پانچواں طریقہ - خدا سے براہ راست پیدا ہونا

دنیا میں جتنے انسان ہیں وہ خدا کے ہاتھ کی کاریگری ہیں۔ کسطرح ماں کے رحم میں ایک خلیے سے ایک انسان بن جاتا ہے۔ یہ خدا کی قدرت اور اسکی کاریگری ہے۔ لیکن کیا انسان خدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں؟ نہیں! انسانوں کو وجود میں لانے کیلئے خدا طریقہ نمبر ۴ استعمال کرتا ہے یعنی باپ اور ماں کے ملنے سے۔ ہم انسان خدا میں سے نکل کر پیدا نہیں ہوتے۔ نہ ہم خدا کو اپنا والد یا باپ کہہ سکتے ہیں کیونکہ زمین پر ہمارا ایک والد ہے جس نے ہمیں تولد کیا۔ خدا ہمارا والد نہیں ہے۔ وہ ہمارا خالق ہے۔

اگر ہم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم خدا کی مخلوق ہیں، اولاد نہیں تو اب میں ایک نئی مخلوق کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جو خدا طریقہ نمبر ۵ کے ذریعے خلق کر رہا ہے۔ یہ نئی مخلوق خدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں یعنی خدا کی اپنی اولاد جو خاص خدا کی اپنی ذات سے پیدا ہوتی ہے۔ بیشک ہم نے سنا ہوا ہے کہ نہ خدا کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ لیکن میں کلام مقدس میں سے اسی بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بنی نوع انسان کے درمیان تمام دنیا پر خدا ایک کام کر رہا ہے۔ کیا آپ اس سے ناواقف رہنا چاہتے ہیں۔ دراصل خدا چاہتا ہے کہ آپ جانیں کہ وہ دنیا میں ایک نئی مخلوق پیدا کر رہا ہے اور یہ نئی مخلوق اسکے اپنے بیٹے اور بیٹیاں ہیں جنکو دنیا نہیں جانتی۔

انسانی تخلیق کے لئے سامان اور عمل

اگر ہم تخلیق انسان کے پہلے چار طریقوں کا گہرا مطالعہ کریں تو ہم معلوم کرتے ہیں کہ ہر طریقے میں خدا نے انسان کو بنانے کیلئے کچھ نہ کچھ سامان لیا جس سے اس نے انسان کو بنایا۔ مثلاً پہلے طریقے میں اس نے مٹی لی۔ دوسرے طریقے میں اس نے پسلی لی۔ تیسرے طریقے میں اس نے باپ یا مرد کو استعمال کیا اور چوتھے طریقے میں اس نے عورت کو استعمال کیا۔ دوسری خاص چیز ان چاروں طریقوں میں یہ دیکھتے ہیں کہ اس سامان کو لیکر خدا نے کچھ خاص کام کیا جس سے انسان وجود میں آگیا۔ مثلاً پہلے طریقے میں خدا نے ایک بت بنایا اور اس میں زندگی کا دم پھونکا۔ دوسرے طریقے میں خدا نے پسلی سے حوا بنائی۔ اس طریقہ کی وضاحت نہیں کی گئی۔ تیسرے طریقے میں خدا نے باپ اور ماں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ایک تن کر دیا۔ چوتھے طریقے میں روح القدس نے اپنی تاثیر پیدا کی۔

پس نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طریقہ تخلیق کیلئے کچھ سامان استعمال ہوا اور اس سامان پر کچھ عمل یا کام کیا گیا تو انسان وجود میں آگیا۔ پس پانچویں طریقے میں بھی خدا کچھ سامان لیتا ہے اور پھر اس

سامان پر کچھ عمل یا کام کرتا ہے تو انسان وجود میں آجاتا ہے۔ اب اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ جب خدا اپنے بیٹے اور بیٹیاں پیدا کرتا ہے تو کون سا سامان لیتا ہے اور کونسا عمل کرتا ہے کہ اسکی اپنی اولاد پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا کی اولاد کیلئے سامان بنی نوع انسان ہیں جو طریقہ نمبر ۳ کے ذریعے پہلے وجود میں آچکے ہیں۔ جب خدا اپنی اولاد پیدا کرتا ہے تو انہی انسانوں کو جو اسکی اولاد نہیں ہوتے بلکہ جسمانی باپ کی اولاد ہوتے ہیں لیکن ان پر کچھ عمل کرتا ہے تو وہ خدا کے فرزند بن جاتے ہیں۔ اگر خدا چاہتا تو اپنی اولاد پیدا کرنے کیلئے فرشتوں کو بھی لے سکتا تھا لیکن اس نے نہیں لیا۔ لکھا ہے "کیونکہ فرشتوں میں سے اس نے کب کسی سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے۔ آج تو مجھ سے پیدا ہوا۔ اور پھر یہ کہ میں اسکا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہو گا"۔ (عبرانیوں ۱:۵)۔ فرشتے ہزار ہا سال سے خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کر رہے ہیں لیکن خدا نے کبھی کسی فرشتے سے یہ نہیں کہا کہ تو مجھ سے پیدا ہوا۔ یا یہ کہ میں فلاں فرشتے کا باپ ہوں اور وہ میرا بیٹا ہے۔ کبھی نہیں۔ پھر متی ۳:۹ میں لکھا ہے کہ اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابرہام ہمارا باپ ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پتھروں سے ابرہام کیلئے اولاد پیدا کر سکتا ہے"۔ اگر خدا ابرہام کیلئے پتھروں سے اولاد پیدا کر سکتا ہے تو وہ اپنے لئے بھی پتھروں سے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ خدا نے اپنے فرزند پیدا کرنے کے لئے جو سامان چنا ہے وہ فرشتے نہیں یا پتھر نہیں یا جانور اور پرندے نہیں بلکہ انسان ہیں۔ دنیا کے سب انسان خدا کے فرزند بن سکتے ہیں لیکن اسکا انحصار عمل پر ہے۔ جسطرح طریقہ نمبر ۱ میں خدا نے مٹی لی۔ یعنی زمین کی سطح کے کسی خاص حصے پر خدا نے ہاتھ بڑھایا اور مٹی چنی۔ طریقہ نمبر ۲ میں خدا نے پسلی نکالی۔ پسلی نکالنے سے پہلے خدا نے پسلی کو چنا ہو گا کہ کون سی پسلی نکالوں۔ پہلی یا دوسری یا تیسری یا آخری۔ چناؤ ہوا۔ آدم بنانے کے لئے مٹی کا چناؤ ہوا اور حوا بنانے کیلئے پسلی کا چناؤ ہوا اسی طرح اپنے فرزند بنانے کے لئے خدا انسان چنتا ہے۔ اس چناؤ میں انسان کو دخل نہیں کہ ہر انسان کہے کہ میں بہت اچھا یا نیک یا خوبصورت یا امیر یا طاقتور ہوں۔ خدا کو مجھے چننا چاہیئے۔ میں اسکا بہت اچھا فرزند بنوں گا۔ نہیں۔ یہ چناؤ ہماری خوبیوں اور اچھائیوں یا صفتوں پر منحصر نہیں بلکہ مکمل طور پر خدا پر منحصر ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے چنتا ہے۔ یہ بہت بڑے PRIVILEGE کی بات ہے کہ خدا کسی انسان کو اپنا بیٹا ہونے کے لئے چن لے۔

جب انسانوں میں سے بعض چنے گئے تاکہ خدا انکو اپنے بیٹے بنائے تو اب ان پر خدا کچھ عمل یا کام کریگا۔ وہ کام ہے ان کو توبہ کرنے اور خداوند مسیح پر ایمان لانے کی توفیق دینا۔ جب تک خدا سامان پر کام نہ کرے اس سامان سے انسان کا وجود نہیں بن سکتا۔ آدم کے لئے

سامان مٹی ہے- پہلے مٹی کو چنا کہ کہاں سے لی جائے اور پھر مٹی پر کام کیا کہ اسکا بت بنایا اور زندگی کا دم پھونکا- حوا بنانے کے لئے پہلے آدم لیا- اسکو بیہوش کرکے پسلی چنی کہ کون سی پسلی لی جائے- پھر پسلی نکال لی- پھر آدم کو ٹھیک ٹھاک کیا- اور پھر پسلی سے حوا بنائی- یہ سارا عمل یا کام خدا کو پسلی پر کرنا پڑا- اسی طرح تیسرے طریقے میں ایک باپ کا چننا اور ایک ماں کا چننا- یہ سامان ہیں- اب ان پر عمل کیا کہ ان کو ملا دیا- تو اس پانچویں طریقے میں بھی جب انسان چن لئے جاتے ہیں کہ خدا کے فرزند بنیں تو ان پر خدا کا کام یا عمل شروع ہوتا ہے- اور سب سے پہلا کام یہ ہے کہ خدا ان کو گناہ کا احساس دیتا ہے- پھر ان کے اندر گناہ سے نفرت پیدا کرتا ہے- پھر گناہ سے توبہ کا عمل شروع ہوتا ہے اور خداوند مسیح پر ایمان لانے کی توفیق ملتی ہے کہ وہ اس انسان کی خاطر موا اور دفن ہوا اور جی اٹھا- جس انسان میں یہ عمل پورا ہو جائے وہ اس عمل کے پورا ہوتے ہی خدا کا فرزند بن جاتا ہے- یوحنا ۱:۱۲-۱۳ میں لکھا ہے "لیکن جتنوں نے اسے قبول کیا اس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی انہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں- وہ نہ خون نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے- خدا کے فرزند بننے کا حق خداوند یسوع مسیح بخشتے ہیں- انسانوں میں سے جو کوئی انکے نام پر ایمان لے آئے وہ اسے خدا کے فرزند بننے کا حق دے دیتے ہیں- لفظ "بخشنا" سے مراد ہے "مفت دے دینا"- یعنی کوئی قیمت نہیں ادا کرنی پڑتی یا کوئی بڑی شرط پوری نہیں کرنی پڑتی- بلکہ یہ فرزندیت مفت مل جاتی ہے- کتنی خوشی کی بات ہے کہ خدا کی فرزندیت بنی نوع انسان کو مفت بانٹی جا رہی ہے- کیونکہ خدا کا ایک خاص پروگرام ہے اور اس پروگرام میں صرف خدا اور فرشتے شامل نہیں ہیں- اب خدا اس دنیا کے انسانوں کو اپنے فرزند بنا کر انہیں بھی اپنے سارے پروگرام میں شامل کرنا چاہتا ہے- یہ آگے چل کر دیکھیں گے کہ ان فرزندوں کے لئے خدا نے اور کیا کچھ رکھا ہوا ہے- ابھی تو اس بات کو سمجھنا ہے کہ اب یہ فرزندیت بخشش کے طور پر مفت مل رہی ہے-

مندرجہ بالا آیت میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ خداوند مسیح کو قبول کرنے اور ان کے نام پر ایمان لانے سے ہم خدا سے کسطرح پیدا ہو جاتے ہیں- ۱۳ آیت بتاتی ہے کہ یہ پیدائش جسمانی نہیں کہ نظر آجائے- انسان کے بچے کی پیدائش خون سے اور جسم کی خواہش سے اور انسان کے ارادہ سے ہوتی ہے- یعنی باپ کا خون بیٹے میں آتا ہے- باپ کی خواہش اور ارادہ سے بچے کا وجود شروع ہوتا ہے- جب ہم خدا کے فرزند بنتے ہیں یا خدا سے پیدا ہوتے ہیں تو انسانی خواہش اور ارادہ اور خون استعمال نہیں ہوتے بلکہ ہم روح میں خدا سے

پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ سارا عمل خدا کا پاک روح کر رہا ہوتا ہے۔ وہی توبہ کرنے اور مسیح پر ایمان لانے کی توفیق دیتا ہے۔ اور وہی خدا کا تخم یعنی اس کا زندہ کلام ہم میں ڈالتا ہے تو اندر سے ایک تبدیلی کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس اندرونی تبدیلی کا دوسرا نام خدا سے پیدا ہونا ہے یہ اندرونی تبدیلی بھی پاک روح کرتا ہے۔ اس اندرونی تبدیلی کو نئی پیدائش کہتے ہیں۔ بچے کی پیدائش تو نظر آجاتی ہے کیونکہ اسکا ایک جسم ہوتا ہے جو نظر آتا ہے لیکن نئی پیدائش کا کام اندر سے یعنی باطن سے شروع ہوتا ہے۔ اور انسان کی روح کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لیے نظر نہیں آتا۔ گناہ کی وجہ سے انسان کا بدن اور روح دونوں ناپاک ہو چکے ہوتے ہیں۔ توبہ کرنے اور مسیح کے خون سے دھلنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ انسان کے اندر یعنی باطن میں ایک نیا انسان جنم لیتا ہے۔ یہ نیا انسان خدا کا فرزند ہے جو پرانے انسان کے جسم کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ پرانا انسان وہی ہے جو طریقہ نمبر ۳ کے ذریعے سے پیدا ہوا تھا۔ اب خدا اسی انسان پر پانچواں طریقہ استعمال کر کے ایک نیا انسان پیدا کرتا ہے جو اس پرانے انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اور وہ خدا کا فرزند ہے۔ چونکہ یہ نیا انسان باطن میں یا اندر دل میں پیدا ہوتا ہے اس لیے دنیا اسے نہیں دیکھتی البتہ یہ اندر کا انسان ایسی حرکتیں کرنا شروع کر دیتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس انسان کے اندر ایک نیا انسان ہے جو خدا کا فرزند ہے۔ یہ اندر والا انسان اپنا آپ ظاہر کرنے کے لیے ہمارے بیرونی اعضاء مثلاً منہ ہاتھ، پاؤں، دماغ وغیرہ کو استعمال کرتا ہے جس سے اس کی موجودگی یا کارکردگی ظاہر ہونے لگتی ہے۔

نئی پیدائش پانے والے انسانوں کی نشوونما

جس طرح طریقہ نمبر ۳ اور چار سے پیدا ہونے والے بچوں کی نشوونما میں درجے ہوتے ہیں اسی طرح اس نئی مخلوق کی ترقی کے بھی درجے ہوتے ہیں۔ یعنی پیدائش، بچپن، لڑکپن پختگی اور بڑھاپا، جس دن کوئی شخص خداوند مسیح کو قبول کرتا ہے وہ دن اس نئے انسان کا تاریخ پیدائش یعنی DATE OF BIRTH ہوتا ہے۔ اس کے بعد روز بروز یہ بچہ بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ بڑھنے سے مراد (۱) کلام مقدس کی سچائیوں کو سمجھنا۔ (۲) مسیح کی بنیادی تعلیم کو سمجھنا (۳) پاک روح کو سننا اور سمجھنا (۴) خدا کے حکموں کی فرمانبرداری کرنا (۵) شیطان کے حملوں اور چالاکیوں کو سمجھنا اور ان سے بچنا۔ (۶) گناہ کی آزمائشوں پر فتح پانا (۷) خدا کی پرستش اور عبادت کرنا (۸) مسیح کی گواہی دینا۔ (۹) دوسرے لوگوں کو مسیح کے پاس لانا (۱۰)

مقدسوں کی رفاقت میں رہنا۔ جو بچہ ان باتوں کو حاصل کر لیتا ہے اس کی نشوونما جلدی ہوتی ہے۔ وہ جلدی جوان ہو جاتا ہے۔ جو شخص ان باتوں میں سستی یا کمزوری دکھاتا ہے وہ جلدی جوان نہیں ہوتا۔ اور زندگی پختگی اور فتح دیر سے آتی ہے۔ ایسے لوگوں کو پولس رسول لکھتا ہے۔ ''کہ وقت کے خیال سے تو تمہیں استاد ہونا چاہیے تھا مگر اب اس بات کی حاجت ہے کہ کوئی شخص خدا کے کلام کے ابتدائی اصول تمہیں پھر سکھائے اور سخت غذا کی جگہ تمہیں دودھ پینے کی حاجت پڑ گئی۔ کیونکہ دودھ پیتے ہوئے کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ بچہ ہے۔ اور سخت غذا پوری عمر والوں کے لیے ہوتی ہے جن کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لیے تیز ہو گئے ہیں۔'' (عبرانیوں ۵: ۱۲-۱۴) پولس رسول کرنتھیوں کے مقدسوں کو کلام کی گہری باتیں سمجھانا چاہتا تھا مگر لکھتا ہے تم ابھی بچے ہو۔ وہ لکھتا ہے۔ ''اے بھائیو! میں تم سے اس طرح کلام نہ کر سکا جس طرح روحانیوں سے بلکہ جیسے جسمانیوں سے اور ان سے جو مسیح میں بچے ہیں۔ میں نے تمہیں دودھ پلایا اور کھانا کھلایا کیونکہ تم کو اس کی برداشت نہ تھی بلکہ اب بھی برداشت نہیں کیونکہ ابھی تک جسمانی ہو۔'' (۱۔کرنتھیوں ۳: ۱-۲)۔

پولس رسول اس نوزائیدہ بچے کی نشوونما اور روحانی ترقی پر بہت زور دیتا ہے۔ کہتا ہے ''تاکہ ہم آگے کو بچے نہ رہیں'' (افسیوں ۴: ۱۴) بلکہ بڑھتے اور مضبوط ہوتے جائیں۔ اور مسیح کے پورے قد کے اندازے تک پہنچ جائیں۔ اور کامل انسان بن جائیں۔ یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب مناسب خوراک استعمال کی جائے۔ نوزائیدہ بچوں کے لیے روحانی غذا خدا کا پاک کلام ہے جس کو روحانی دودھ کہا گیا ہے۔ روزانہ کلام پڑھنے سے اس نوزائیدہ بچے کی صحیح نشوونما ہوتی ہے۔ اسی لیے پولس رسول لکھتا ہے۔ ''مسیح کے کلام کو اپنے دلوں میں کثرت سے بسنے دو'' (کلسیوں ۳: ۱۶) ایوب نبی خدا کے کلام کو بہت یاد رکھتا تھا کیونکہ وہ کہتا ہے۔ ''میں نے اس کے منہ کی باتوں کو اپنی ضروری خوراک سے بھی زیادہ ذخیرہ کیا ہے۔'' (ایوب ۲۳: ۱۲)

پس اس دنیا کے انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو صرف ایک دفعہ پیدا ہوئے اور وہ خدا کے فرزند نہیں ہے کیونکہ انہوں نے نئی پیدائش نہیں پائی۔ دوسرے وہ جنہوں نے نئی پیدائش حاصل کر لی ہے اور وہ خدا کے فرزند بن چکے ہیں آپ سبزی لینے کے لیے بازار جاتے ہیں۔ اور بازار میں سینکڑوں لوگوں کو چلتا پھرتا دیکھتے ہیں۔ کیا کبھی آپ نے سوچا کہ ان سینکڑوں ہزاروں لوگوں میں چند خدا کے بیٹے بھی ہیں۔ دیکھنے میں تو وہ دوسرے انسانوں کی طرح ہیں۔ اور ہم امتیاز نہیں کر سکتے۔ لیکن اس ساری بھیڑ میں خدا کو بالکل صاف پتہ ہوتا ہے کہ

میرا ایک بیٹا سبزی خرید رہا ہے اور دوسرا بیٹا قریب ہی ایک بنک میں کام رہا ہے۔ اس سے کچھ فاصلہ پر تین چار بیٹے اور ایک بیٹی اکٹھے ایک سکول میں پڑھا رہے ہیں۔ اور شہر کے دوسرے حصے میں دو بیٹیاں نرس کا کام کر رہی ہیں۔ یہ چند اشخاص جنکو خدا اپنے بیٹے اور بیٹیاں کہتا ہے دوسرے لوگوں سے کیوں فرق ہیں نیچے بیان کیا جاتا ہے۔

خدا کے فرزند اور عام انسان میں فرق

(۱) خدا کے فرزند دو دفعہ پیدا ہو چکے ہیں۔ عام انسان ابھی صرف ایک دفعہ پیدا ہوئے ہیں۔

(۲) خدا کے فرزندوں پر پاک روح کی مہر لگی ہوتی ہے (افسیوں ۱۳:۱)۔ جو عام انسانوں پر نہیں ہوتی۔ لکھا ہے "اسی میں تم پر بھی جب تم نے کلام حق کو سنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اس پر ایمان لائے پاک موعودہ روح کی مہر لگی"۔

(۳) خدا کے فرزندوں کے نام برہ کی کتاب حیات میں درج ہیں جبکہ عام آدمیوں کے نام وہاں درج نہیں ہوتے۔ لکھا ہے "نئے یروشلیم میں جو خدا کا شہر ہے اس میں کوئی ناپاک چیز یا کوئی شخص جو گھنونے کام کرتا یا جھوٹی باتیں گھڑتا ہے ہرگز داخل نہ ہوگا مگر وہی جن کے نام برہ کی کتاب حیات میں لکھے ہوئے ہیں"۔ (مکاشفہ ۲۱:۲۷)۔ اسی لئے خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا "تو بھی اس سے خوش نہ ہو کہ روحیں تمہارے تابع ہیں بلکہ اس سے خوش ہو کہ تمہارے نام آسمان پر لکھے ہوئے ہیں"۔ (لوقا ۱۰:۲۰)۔

(۴) خدا کے فرزندوں کا باپ آسمان پر ہے۔ عام انسانوں کے باپ الگ الگ ہوتے ہیں اور وہ سب زمین پر ہوتے ہیں۔ خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا "زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے"۔ (متی ۲۳:۹)۔

(۵) خدا کے فرزندوں کے سب گناہ خداوند مسیح کے خون سے دھل چکے ہوتے ہیں۔ عام انسانوں کے گناہ بدستور قائم ہوتے ہیں۔ "اے بچو! میں تمہیں اس لئے لکھتا ہوں کہ اس کے نام سے تمہارے گناہ معاف ہوئے۔ اس کے بیٹے یسوع کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے"۔ (۱۔ یوحنا ۲:۱۲ اور ۱:۷)۔

(۶) خدا کے فرزندوں پر اب سزا کا حکم نہیں۔ جبکہ عام انسانوں پر سزا کا حکم قائم ہے۔ پولس رسول کہتا ہے "پس اب جو مسیح یسوع میں ہیں ان پر سزا کا حکم نہیں"۔ (رومیوں ۸:۱)۔

(۷) خدا کے فرزند خدا کے چنے ہوئے لوگ ہیں عام انسان خدا کے چنے ہوئے لوگ نہیں ہوتے۔ خداوند مسیح نے فرمایا "تم نے مجھے نہیں چنا بلکہ میں نے تمہیں چن لیا"۔ (یوحنا ۱۵:۱۶)۔

پولس رسول لکھتا ہے "اس نے ہم کو بنای عالم سے پیشتر اس میں چن لیا" - (افسیوں ۱: ۴)-

(۸) خدا کے فرزندوں میں خدا کا پاک روح رہتا ہے - عام انسانوں میں پاک روح نہیں ہوتا - ان میں صرف انسانی روح ہوتا ہے - خداوند مسیح نے فرمایا - "روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے - تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا" - (یوحنا ۱۴: ۱۷) - لکھا ہے "جس نے ہم پر مہر بھی کی اور بیعانہ میں روح کو ہمارے دلوں میں ڈالا" - (۲- کرنتھیوں ۱: ۲۲) - پولس رسول خدا کے فرزندوں کو لکھتا ہے "کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور خدا کا روح تم میں بسا ہوا ہے" - (۱- کرنتھیوں ۳: ۱۶)-

(۹) خدا کے فرزند راستباز اور مقدس ہیں - لکھا ہے "مگر اس کے فضل کے سبب سے اس خلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں" - (رومیوں ۳: ۲۴)- "خدا وہ ہے جو ان کو راستباز ٹھہراتا ہے - کون ہے جو مجرم ٹھہرائیگا - (رومیوں ۸: ۳۳) - عام انسان راستباز اور مقدس نہیں ہوتے بلکہ گنہگار ہوتے ہیں-

(۱۰) خدا کے فرزند مسیح میں مر چکے اور زندہ ہو چکے ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ آسمانی مقاموں پر بٹھائے جا چکے ہیں - لکھا ہے "جب ہم قصوروں کے سبب سے مردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا - اور مسیح یسوع میں شامل کر کے اس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر بٹھایا" - (افسیوں ۲: ۵-۶) - عام انسان اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مردہ ہوتے ہیں - دیکھنے میں وہ زندہ نظر آتے ہیں لیکن روحانی طور پر مردہ ہوتے ہیں-

(۱۱) خدا کے فرزند گناہ نہیں کرتے جبکہ عام انسان گناہ کرتے رہتے ہیں - یوحنا رسول اس کی یوں وضاحت کرتا ہے "جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا کیونکہ اس کا تخم اس میں بنا رہتا ہے بلکہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے - اسی سے خدا کے فرزند اور ابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے ہیں" - (۱- یوحنا ۳: ۹-۱۰)-

(۱۲) جو خدا سے پیدا ہوتے ہیں ان کی شہریت آسمانی ہوتی ہے - جبکہ عام انسانوں کی شہریت زمینی ہوتی ہیں - جو پاکستان میں رہتے ہیں - وہ پاکستانی اور جو کینیڈا میں رہتے ہیں وہ کنیڈین لیکن جو خدا کے فرزند ہیں ان کی شہریت آسمانی - پولس رسول جو خدا کا فرزند تھا لکھتا ہے "مگر ہمارا وطن آسمان پر ہے" (فلپیوں ۳: ۲۰)-

(۱۳) خدا کے فرزندوں کو نجات کے کپڑے ملے ہوتے ہیں جیسے کہ یسعیاہ نبی لکھتا ہے "میں خداوند سے بہت شادمان ہوں گا - میری جان خدا میں مسرور ہوگی کیونکہ اس نے مجھے نجات کے

کپڑے پہنائے"۔ (یسعیاہ ۶۱: ۱۰)۔ "تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے"۔ اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خدا کی بخشش ہے"۔ (افسیوں ۲: ۸)۔ عام انسان خدا کی اس بخشش سے محروم ہوتے ہیں۔

(۱۴) خدا کے فرزند کبھی نہیں مرتے۔ انھیں ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ عام انسان کی زندگی چند سالوں کی ہے۔ خداوند مسیح نے فرمایا "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہیگا اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا"۔ (یوحنا ۱۱: ۲۵-۲۶)۔ خداوند مسیح نے فرمایا "جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے لیکن جو بیٹے کی نہیں مانتا زندگی کو نہ دیکھیگا بلکہ اس پر خدا کا غضب رہتا ہے"۔ (یوحنا ۳: ۳۶)۔ "خدا کی بخشش ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہمیشہ کی زندگی ہے"۔ (رومیوں ۶: ۲۳)۔

(۱۵) خدا کے فرزند خداوند مسیح کے چھوٹے بھائی ہوتے ہیں لیکن عام انسانوں کا خداوند مسیح کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر بھی کیا کہ اس کے بیٹے کے ہمشکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے۔ (رومیوں ۸: ۲۹)۔ "اس لئے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ اسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا"۔ (عبرانیوں ۲: ۱۱)۔

(۱۶) خدا کے سب فرزند خدا کی بادشاہی میں داخل ہوں گے۔ لکھا ہے۔ "اے چھوٹے گلّے نہ ڈر۔ کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہی دے"۔ (لوقا ۱۲: ۳۲)۔ عام انسان خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہوں گے کیونکہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ "لیکن حق تعالےٰ کے مقدس لوگ سلطنت لے لیں گے اور ابد تک ہاں ابد الآباد تک اس سلطنت کے مالک رہیں گے"۔ (دانی ایل ۷: ۱۸)۔

(۱۷) خدا کے سب فرزند کسی وقت ایسے اوپر اٹھا لئے جائیں گے جیسے مقناطیس لوہے کے ذروں کو اوپر کھینچ لیتا ہے۔ جو مسیح میں سو گئے وہ زندہ ہو جائیں گے اور جو زندہ ہیں وہ بدل جائیں گے اور خدا کے سب فرزند ہوا میں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور خداوند مسیح ان کو لے کر آسمان میں چلے جائیں گے جبکہ دنیا کے باقی عام انسان زمین پر ہی رہ جائیں گے۔ لکھا ہے "خداوند خود آسمان ۔۔۔۔ سے اتر آئیگا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے ہی اٹھیں گے پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے"۔ (۱۔ تھس ۴: ۱۶-۱۷)۔

(۱۸) خدا کے سب فرزندوں کے لئے آسمان میں مکان تیار کئے گئے ہیں۔ عام انسانوں کے

لئے وہاں کچھ بھی نہیں- خداوند مسیح نے فرمایا "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں- اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں"- (یوحنا ۱۴:۲)-

(۱۹) خداوند مسیح خدا کے سب فرزندوں کو لینے کیلئے آرہے ہیں- انہوں نے فرمایا "اور اگر میں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو"- (یوحنا ۱۴:۳)- خداوند مسیح باقی عام انسانوں میں سے کسی کو نہیں لے جائیں گے-

(۲۰) خدا کے سب فرزندوں کیلئے آسمان میں اجر رکھا ہے- کسی کے لئے تھوڑا کسی کے لئے زیادہ- یہ انکی گواہی اور خدمت پر منحصر ہے- لیکن عام انسان کے لئے آسمان میں کچھ نہیں- خداوند مسیح نے فرمایا "دیکھ میں جلد آنے والا ہوں اور ہر ایک کے کام کے موافق دینے کے لئے اجر میرے پاس ہے"- (مکاشفہ ۲۲:۱۲)-

(۲۱) خدا کے فرزند بڑے سفید تخت کے سامنے عدالت کیلئے کھڑے نہیں ہوں گے جبکہ سب عام انسان جو مر گئے وہ زندہ کئے جائیں گے اور عدالت کیلئے حاضر کئے جائیں گے- (مکاشفہ ۲۰:۱۱-۱۵)-

(۲۲) یہ نئی مخلوق یعنی خدا کے سب فرزند ایک شہر میں رہیں گے جو خاص ان کے لئے بنایا جائیگا- جبکہ کوئی اور عام انسان اس شہر میں داخل نہیں ہوسکے گا- اس شہر کے مرکز میں خدا اور برے کا تخت ہوگا- اس شہر میں کوئی سورج یا مصنوعی روشنی نہیں ہوگی کیونکہ برہ ہی اسکا چراغ ہوگا- وہ ہمیشہ تک اس شہر میں خدا کے ساتھ رہیں گے- اسکا منہ دیکھیں گے اور اسکا نام انکے ماتھوں پر لکھا ہوا ہوگا- اور وہ اسکی عبادت کریں گے- اس شہر کا نام نیا یروشلیم ہوگا اور یہ آسمان سے اتر کر نیچے آئیگا- اور اس دلہن کی مانند آراستہ ہوگا جس نے اپنے شوہر کیلئے سنگار کیا ہو- (مکاشفہ ۲۱:۲ اور ۲۲:۳-۵)-

(۲۳) خدا کے سب فرزند خداوند مسیح کی مانند جلالی اور نورانی ہوں گے لیکن عام انسان صرف روحانی بدنوں میں ہوں گے تاکہ ہمیشہ تک عذاب میں مبتلا رہیں-

(۲۴) خدا کے فرزند اس دنیا کے نہیں ہوتے اگرچہ وہ عارضی طور پر اس دنیا میں رہائش پذیر ہیں- خداوند مسیح نے فرمایا "جسطرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں"- (یوحنا ۱۷:۱۴)- لیکن عام انسان اس دنیا کے لوگ ہوتے ہیں-

(۲۵) خدا کے فرزندوں کا خاندانی نام (SURNAME) بدل جاتا ہے اور وہ خدا کے خاندانی نام سے نامزد ہوجاتے ہیں- لیکن دنیا کے عام انسانوں کا خاندانی نام دنیاوی نسب نامے کے

مطابق ہی رہتا ہے۔ پولس رسول کہتا ہے "اس سبب سے میں اس باپ کے آگے گھٹنے ٹیکتا ہوں جس سے آسمان اور زمین کا ہر (نجات یافتہ) خاندان نامزد ہے"۔ (افسیوں ۳:۱۴-۱۵)۔

(۲۶) جب خدا کے فرزند اپنا سفر اس جہان میں ختم کرتے ہیں تو انکی روحیں فردوس میں تیسرے آسمان میں پہنچائی جاتی ہے۔ جب دنیا کے عام لوگ مرتے ہیں تو ان کی روحیں عالم ارواح میں زمین کے نیچے پہنچائی جاتی ہیں۔ اسی لئے پولس رسول کہتا ہے "میرا جی تو چاہتا ہے کہ کوچ کرکے مسیح کے پاس جا رہوں کیونکہ یہ بہت ہی بہتر ہے" (فلپیوں ۱:۲۳)۔ جو مقدس لوگ مخالف مسیح سات سالہ عہد میں قتل کئے جائیں گے یوحنا رسول انکی روحوں کو آسمان میں قربانگاہ کے نیچے دیکھتا ہے۔ مکاشفہ ۶:۹)۔

(۲۷) خدا کے فرزند مسیح یسوع میں ان نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے ہیں جنکو خدا نے پہلے سے ان کے کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ (افسیوں ۲:۱۰)۔ عام انسان سے کوئی نیک کام بن نہیں پڑتے کیونکہ ان کے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو موجود ہے لیکن حالت یہ ہے کہ جس نیکی کا ارادہ کرتے ہیں وہ تو نہیں کرتے اور جس بدی کا ارادہ نہیں کرتے وہ کر لیتے ہیں۔ (رومیوں ۷:۱۸-۱۹)۔

(۲۸) خدا کے فرزندوں کو شیطان اور دنیا اور جسم کی خواہشوں پر فتح ملتی ہے لیکن دنیا کے عام انسان شیطان کے غلام ہو کر دنیا اور جسم کی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں۔ پولس رسول کہتا ہے کہ خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم کو فتح بخشتا ہے"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۵۷)۔

(۲۹) خدا کے فرزند ایک زندہ اور آسمانی امید کے لئے نئے طور پر مخلوق کئے گئے ہیں جیسا کہ ۱۔ پطرس ۱:۳ میں درج ہے لیکن عام انسانوں کیلئے کوئی امید نہیں۔ اگر کوئی امید رکھتے بھی ہیں تو وہ جھوٹی امیدیں ہیں جو کبھی پوری نہیں ہونگی۔

(۳۰) اس نئی مخلوق کیلئے خدا نے ایک غیر فانی اور بے داغ اور لازوال میراث رکھی ہے جو آسمان پر محفوظ ہے (۱۔ پطرس ۱:۴)۔ لیکن عام انسانوں کیلئے سوائے آگ اور گندھک کی جھیل کے اور کچھ نہیں۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے فرزند بظاہر عام انسانوں کی طرح ہی نظر آتے ہیں لیکن دونوں فرق مخلوق ہیں۔ ایک مکمل طور پر دنیاوی نفسانی جسمانی۔ فانی۔ گنہگار اور ناپاک دوسری آسمانی۔ روحانی، پاک۔ جلالی اور غیر فانی۔ ایک ابلیس کے فرزند ہونے کی وجہ سے غضب اور تاریکی کے فرزند ہیں۔ دوسرے نور کے فرزند ہونے کی وجہ سے راستبازی کے

باقی صفحہ ۲۶۹ پر

19

جوج ماجوج

"اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا- کہ اے آدمزاد! جوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبل کا فرمانروا ہے متوجہ ہو اور اس کے خلاف نبوت کر- اور کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ اے جوج، روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں- اور میں تجھے پھرا دونگا اور تیرے جبڑوں میں آنکڑے ڈال کر تجھے اور تیرے تمام لشکر اور گھوڑوں اور سواروں کو جو سب کے سب مسلح لشکر ہیں جو پھریاں اور سپریں لئے ہیں اور سب کے سب تیغ زن ہیں، کھینچ نکالونگا- اور ان کے ساتھ فارس اور کوش اور فوط اور جو سب کے سب سپر بردار اور خود پوش ہیں- جمر اور اسکا تمام لشکر اور شمال کی دور اطراف کے اہل تجرمہ اور انکا تمام لشکر یعنی بہت سے لوگ جو تیرے ساتھ ہیں- تو تیار ہو اور اپنے لئے تیاری کر- تو اور تیری تمام جماعت جو تیرے پاس فراہم ہوئی ہے اور تو انکا پیشوا ہو- اور بہت دنوں کے بعد تو یاد کیا جائیگا اور آخری برسوں میں اس سرزمین پر جو تلوار کے غلبہ سے چھڑائی گئی ہے اور جس کے لوگ بہت سی قوموں کے درمیان سے فراہم کئے گئے ہیں اسرائیل کے پہاڑوں پر جو قدیم سے ویران تھے چڑھ آئیگا- لیکن وہ تمام اقوام میں آزاد ہے اور وہ سب کے سب امن وامان سے سکونت کریں گے- تو چڑھائی کریگا اور آندھی کی طرح آئیگا- تو بادل کی مانند زمین کو چھپا لیگا- تو اور تیرا تمام لشکر اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ- خداوند خدا فرماتا ہے کہ اس وقت یوں ہوگا کہ بہت سے مضمون تیرے دل میں آئیں گے اور تو ایک برا منصوبہ باندھیگا- اور تو کہیگا کہ میں دیہات کی سرزمین پر حملہ کرونگا- میں ان پر حملہ کرونگا جو راحت اور آرام سے بستے ہیں- جنکی نہ فصیل ہے نہ اڑبنگے اور نہ پھاٹک ہیں- تاکہ تو لوٹے اور مال کو چھین لے اور ان ویرانوں پر جو آباد ہیں اور ان لوگوں پر جو تمام قوموں میں سے فراہم ہوئے ہیں جو مویشی اور مال کے مالک ہیں اور زمین کی ناف پر بستے ہیں اپنا ہاتھ چلائے"-

خدا نے حزقی ایل نبی کو چنا کہ وہ اسکا پیغام جو "شمال کی دور اطراف" کی قوموں کے بارے میں ہے لکھوائے۔ یہ آج سے تقریباً ڈھائی ہزار سال پیشتر لکھوایا گیا جب حزقی ایل نبی یروشلیم کے ان اسیروں میں تھا جو نبوکد نضر بادشاہ ۵۹۷ ق م میں بابل کو لے گیا۔ وہ چھوٹی عمر کا نوجوان کاہن تھا اور دوسرے یہودی اسیروں کے ساتھ نہر کبار کے کنارے رہتا تھا جو بابل کے بالائی حصے میں دریائے فرات کو دریائے دجلہ سے ملاتی ہے۔ (حزقی ایل ۱:۱ ، ۱۵:۳)۔ اسکے نو برس بعد دانی ایل بھی نوجوانی کی عمر میں اسیر ہو کر بابل لایا گیا مگر وہ شاہی دربار کے لئے چن لیا گیا۔ حزقی ایل ۱۸:۲۴ سے یہ بھی علم ہوتا ہے کہ حزقی ایل شادی شدہ تھا۔ اور اسکی بیوی وہیں اسیری میں ہی وفات پا گئی۔ حزقی ایل پر نبوت اس وقت اتری جب وہ اسیری کے پانچویں برس میں تھا۔ اور اسکی نبوت اسوقت ختم ہوئی جب وہ اسیری کے ستائیسویں برس میں تھا۔ یعنی اسکی نبوت کی خدمت کا زمانہ ۵۹۳ ق م سے ۵۷۱ ق م تک تقریباً بائیس برس رہا۔ اسکی نبوت کا متن جو حزقی ایل کی کتاب میں درج ہے۔۔ سب بابل میں ہی تحریر کیا گیا۔ اس کتاب کے شروع میں یہودیوں کے تمام دنیا میں تتر بتر ہونے کے متعلق مذکور ہے۔ (حزقی ایل ۹:۶ ، ۹:۱۱ ، ۱۱:۱۲-۱۵) کتاب کے آخری حصہ میں (۲۵ باب سے ۳۲ باب تک) غیر قوموں کے خلاف نبوتی پیغام ہیں۔ لیکن ۳۳ باب سے ۳۹ باب تک اسرائیل کے جمع ہونا (REGATHERING) ، بحالی (RESTORATION) اور روحانی تبدیلی (REGENERATION) کا ذکر آتا ہے۔ اور ۳۸ اور ۳۹ باب میں جوج ماجوج کی لڑائی کا ذکر ہے۔

خدا نے حزقی ایل پر آشکارا کیا کہ جوج اور ماجوج کی لڑائی سے پہلے اسرائیل کا ملک دوبارہ بسے گا اور یہودی دنیا کے تمام ملکوں سے فراہم کئے جائیں گے۔ تاکہ اس نئے ملک میں آباد ہوں۔ (حزقی ایل ۲۰:۳۴ ، ۴۱ ، ۲۸:۲۵ ، ۳۴:۱۳ ، ۳۶:۲۴ ، ۳۷:۲۱)۔ چنانچہ حزقی ایل ۳۷ باب میں خدا نے حزقی ایل کو ہڈیوں کی ایک وادی دکھائی جو ہڈیوں سے پر تھی۔ (ایسی بہت سی کھائیاں دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ میں دیکھی گئی ہیں جہاں نازیوں نے سینکڑوں ہزاروں یہودیوں کو اکٹھا مار کر اکٹھا دفن کیا تھا)۔ اور خدا نے حزقی ایل نبی سے سوال کیا کہ "کیا یہ ہڈیاں زندہ ہو سکتی ہیں"؟ (حزقی ایل ۳:۳۷)۔ حزقی ایل نے کہا اے خداوند خدا تو ہی جانتا ہے۔ پھر خدا نے اسے کہا کہ ان ہڈیوں پر نبوت کر۔ چنانچہ اس نے نبوت کی۔ جب وہ نبوت کر رہا تھا تو ایک شور ہوا۔ اور زلزلہ آیا۔ اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ اور ان پر نسیں اور گوشت اور چمڑے کی پوشش ہو گئی۔ پھر ان میں دم آیا اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئیں۔ ایک

نہایت بڑا لشکر۔ پھر خدا نے حزقی ایل نبی کو بتایا کہ ہڈیاں تمام بنی اسرائیل ہیں۔ میں ان کی قبروں کو کھولوں گا۔ یعنی جس جس ملک میں وہ تتر بتر ہو چکے ہیں وہاں سے واپس لاؤں گا اور اسرائیل میں آباد کروں گا۔

خدا نے حزقی ایل کو یہ بھی بتایا کہ اسرائیل کا ملک دوبارہ کیسے اور کب بنے گا۔ خدا نے اسے ایک رویا میں کہا کہ تو اپنی بائیں کروٹ پر لیٹ رہ اور بنی اسرائیل کی بدکاری کے برسوں کو ان دنوں کے شمار کے مطابق جو ۳۹۰ دن ہیں برداشت کر۔ میں نے تیرے لیے ایک ایک سال کے بدلے ایک ایک دن مقرر کیا ہے۔ اور پھر تو دائیں کروٹ پر یہوواہ کی بدکاری جو ۴۰ سالوں کے لیے ہے ۴۰ دنوں کے لیے برداشت کر۔ (حزقی ایل ۴:۴۔۷) اس رویا میں خدا نے بابل کی اسیری اور اس کے بعد یہودیوں کی تیسری اسیری جو دنیا کے تمام ملکوں میں ہوئی اور پھر اسرائیل کی واپسی یعنی اسرائیل کا ملک بننے کے لیے سالوں کا تعین کیا۔ اس میں کل ۴۳۰ برس کی اسیری بتائی گئی۔ ابتداء میں صرف ستر برس کی اسیری دی گئی جسے بابل کی اسیری کہتے ہیں۔ جو ۶۰۶ ق م سے ۵۳۶ ق م تک رہی۔ یہ خدا کے اس فرمان کے مطابق تھی جو اس نے اپنے بندہ موسیٰ سے کہی کہ "اگر تم میری نہ سنو اور ان سب حکموں پر عمل نہ کرو اور میری شریعت کو ترک کرو۔ تو تم اپنے دشمنوں کے آگے شکست کھاؤ گے اور جن کو تم سے عداوت ہے وہی تم پر حکمرانی کریں گے۔" (احبار ۲۶:۱۷) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بابل کی اسیری سے بھی بنی اسرائیل نے سبق نہیں سیکھا اور خدا نے ان کی سزا کو اپنے اس اصول کے مطابق جاری رکھا جو اس نے بنایا تھا۔ "اگر اتنی باتوں پر بھی تم میری نہ سنو تو میں تمہارے گناہوں کے باعث تمکو سات گناہ سزا اور دوں گا۔" (احبار ۲۶:۱۸، ۲۱، ۲۴، ۲۸) اس سات گنی سزا کا ذکر ایک ہی باب میں چار دفعہ آیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یقیناً خدا اس پر عمل بھی کرے گا۔

چنانچہ ۴۳۰ سال کی کل اسیری میں سے ۷۰ سال گزر گئے اور بقایا ۳۶۰ سال رہ گئے تو یہودیوں کی سات گنا سزا یعنی عالمگیر اسیری شروع ہو گئی۔ اس ۳۶۰ برس کی اسیری کو سات گناہ کیا جائے تو ۲۵۲۰ سال بنتے ہیں۔ (۳۶۰ X ۷ = ۲۵۲۰) پہلی صدی عیسوی کا یہودی مؤرخ فلیویس جوزفس لکھتا ہے کہ بابل کی اسیری ۵۳۶ ق م کے موسم بہار میں ختم ہوئی۔ چنانچہ ۲۵۲۰ برس کی مدت ۵۳۶ ق م سے شروع ہوتی ہے چونکہ بنی اسرائیل کے کیلنڈر کا سال ۳۶۰ دن کا تھا اس لئے ان برسوں کو دنوں میں تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا ۲۵۲۰ X ۳۶۰ = ۹۰۷۲۰۰ دن بنتے ہیں۔ ان دنوں کو ۳۶۵٫۲۵ پر تقسیم کرنے سے ہمارے کیلنڈر کے مطابق ۲۴۸۳.۸ سال بن جاتے ہیں۔ ان میں سے ۵۳۶ سال نکال دیں تو ۱۹۴۸ سال بنتے

ہیں- (نوٹ- ۱ ق م سے ۱ء تک صرف ایک سال شمار ہوتا ہے نہ کہ دو)- اسرائیل کی ریاست اس رویا کے مطابق ٹھیک ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو وجود میں آگئی اور یہودی دنیا کے ہر ملک سے نکل نکل کر اسرائیل آنے شروع ہو گئے جو آج تک آرہے ہیں-

حملہ آور کی شناخت

حزقی ایل ۳۷ باب میں اسرائیل کے دوبارہ جمع ہونے کی پیشنگوئی تھی جو پوری ہو چکی ہے- اس کے بعد ۳۸ اور ۳۹ باب میں جوج ماجوج کے حملے کی پیشنگوئی ہے جو ابھی پوری ہونا باقی ہے- بے شک گذشتہ چوالیس برسوں میں عربی ممالک سے چار دفعہ جنگ ہو چکی ہے لیکن "شمال کی دور کی اطراف" کی طرف سے کوئی حملہ ابھی تک نہیں ہوا- لہذا اب اسرائیل پر انتہائی شمالی ملک سے ایک حملہ ہونے والا ہے اور یہی حملہ ہمارے مطالعہ کا مضمون ہے- لکھا ہے یہ حملہ آخری دنوں میں ہوگا- آخری دنوں سے مراد کلیسیا کے اٹھائے جانے کے بعد مخالف مسیح کا سات سالہ عہد حکومت ہے- اور یہ حملہ اس سرزمین پر ہوگا جس کے لوگ بہت سی قوموں کے درمیان سے فراہم کئے گئے ہیں یعنی بنی اسرائیل- یہ لڑائی اسرائیل کے شمالی پہاڑوں پر ہو گی جو لبنان کے ساتھ لگتے ہیں- حملہ کرنے والے لوگ جوج کہلاتے ہیں جو ماجوج کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں- ان کے مددگار ساتھی روش، مسک اور توبل ہیں- ان کے علاوہ فارس، کوش، فوط، جمر اور اہل تجرمہ ہیں- ان ناموں کو سمجھنے کیلئے ہمیں نوح کے نسب نامے کی طرف لوٹنا پڑتا ہے- (پیدائش ۱۰: ۱-۵)- "نوح کے بیٹوں سم، حام اور یافت کی اولاد یہ ہیں- طوفان کے بعد انکے ہاں بیٹے پیدا ہوئے- بنی یافت یہ ہیں- جمر- ماجوج اور مادی اور یاوان اور توبل اور مسک اور تیراس- اور جمر کے بیٹے اشکناز اور ریفت اور جرمہ- قوموں کے جزیرے ان ہی کی نسل میں بٹ کر ہر ایک کی زبان اور قبیلہ کے مطابق مختلف ملک اور گروہ ہو گئے"-

نوح کے طوفان کے بعد اس کے بیٹے اور پوتے ایشیا، یورپ اور افریقہ کے ملکوں میں پھیل گئے- جوج ماجوج اور اس کے تمام ساتھیوں کے نام نوح کے بیٹے یافت کی اولاد کے ہیں جو ایشیا اور یورپ کے شمال علاقوں میں پھیل گئے- بنی حام مصر یعنی افریقہ کی طرف چلے گئے- (زبور ۱۰۵: ۲۳ اور ۱۰۶: ۲۲)- اور سم مشرق وسطے اور ایشیا کے مشرق اور جنوب میں پھیل گئے- قدیم تواریخ کے عالم اور یہودی مفسر لکھتے ہیں کہ ماجوج روسیوں کو کہتے ہیں- سائبیریا کے روسی لوگوں کے لئے جو منگول کا لفظ استعمال ہوتا تھا وہ ماجوج میں سے نکلا تھا- چین کی مشہور دیوار کا قدیم نام الماجوج کی دیوار ہے جو منگولیوں کو چین میں داخل ہونے سے روکنے

کیلئے بنائی گئی تھی۔ جوج ماجوج توبل، تجرمہ کی نسلیں بحیرہ کیسپین کے شمال میں آباد تھیں۔ اور جمر۔ اشکناز، مسک اور روش کی قومیں بحیرہ اسود کے شمال اور مغرب میں پھیل گئیں۔ آجکل ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

جوج اور ماجوج ------- روس

میسک اور توبل -------- ماسکو اور توبالسک

فارس -------- ایران، عراق اور افغانستان

کوش -------- ایتھوپیا اور سوڈان

فوط -------- لیبیا

اشکناز ------ آسٹریا اور جرمنی

جمر -------- مشرقی یورپ

تجرمہ -------- جنوب مشرقی یورپ

جوج کو ان تمام دوسری قوموں کا پیشوا کہا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اس حملے میں زیادہ حصہ روس کا ہوگا جو کہ پیشوائی کا کام سرانجام دیگا اور باقی اس کے ساتھی مددگار ہوں گے جو اس کے اتحادی کہلائیں گے۔ یہاں موجودہ زمانے کے نام استعمال کرنے کی بجائے ان قدیم قوموں کے نام استعمال کئے گئے ہیں جو وہاں آباد تھیں۔

حملے کی نوعیت

یہ حملہ ایک زبردست حملہ ہوگا۔ اچانک ہوگا اور طوفان کی طرح ہوگا۔ اسرائیل کو اسکی اطلاع نہیں ملے گی۔ یہ کثیر فوجوں کے ساتھ ہوگا۔ آندھی کی مانند تیزی سے ہوگا۔ اور بادل کی طرح سارے ملک میں پھیل جائیگا۔ تمام فوجیں زبردست جنگی سازوسامان کے ساتھ لیس ہوں گی۔ حملے سے پہلے زبردست تیاری کی بابت بتایا گیا ہے۔ سب اتحادی اس کے پاس پہنچیں گے اور جمع ہوں گے۔ یہ حملہ شمال کی دور اطراف سے شروع ہوگا اور اسرائیل کے پہاڑوں تک پہنچے گا۔ یہ حملہ خدا کی طرف سے ہوگا۔ لکھا ہے۔ اے آدمزاد نبوت کر اور جوج سے کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ جب میری امت اسرائیل امن سے بسیگی کیا تجھے خبر نہ ہوگی؟ اور تو شمال کی دور اطراف سے آئیگا۔ تو اور تیرے ساتھ جو سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوں گے ایک بڑی فوج اور بھاری لشکر۔ تو میری امت اسرائیل کے مقابلہ کو نکلے گا اور زمین کو بادل کی طرح چھپا لیگا۔ یہ آخری دنوں میں ہوگا اور میں تجھے اپنی سرزمین پر چڑھا لاؤنگا تاکہ قومیں

مجھے جانیں جس وقت میں آ۔ نے جوج ان کی آنکھوں کے سامنے تجھ سے اپنی تقدیس کراؤنگا۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ کیا تو وہی نہیں جس کی بابت میں نے قدیم زمانہ میں اپنے خدمت گذار اسرائیلی نبیوں کی معرفت جنھوں نے ان ایام میں سالہا سال تک نبوت کی فرمایا تھا کہ میں تجھے ان پر چڑھا لاؤنگا (۳۸:۱۴۔۱۷)۔

حملے کا انجام

اس حملے کا انجام بڑی تفصیل کے ساتھ پہلے ہی بتا دیا گیا ہے لکھا ہے "یوں ہو گا کہ ان ایام میں جب جوج اسرائیل کی مملکت پر چڑھائی کریگا تو میرا قہر میرے چہرے سے نمایاں ہوگا" خداوند خدا فرماتا ہے کیونکہ میں نے اپنی غیرت اور آتش قہر میں فرمایا کہ یقیناً اس روز اسرائیل کی سرزمین میں سخت زلزلہ آئیگا۔ یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور آسمان کے پرندے اور میدان کے چرندے اور سب کیڑے مکوڑے جو زمین پر رینگتے پھرتے ہیں اور تمام انسان جو روی زمین پر ہیں میرے حضور تھرتھرائیں گے اور پہاڑ گر پڑیں گے اور کراڑے بیٹھ جائیں گے اور ہر ایک دیوار زمین پر گر پڑے گی۔ اور میں اپنے سب پہاڑوں سے اس پر تلوار طلب کرونگا خداوند فرماتا ہے۔ اور ہر ایک انسان کی تلوار اس کے بھائی پر چلے گی۔ اور میں وبا بھیج کر اور خونریزی کر کے اسے سزا دونگا۔ اور اس پر اور اس کے لشکروں پر اور ان بہت سے لوگوں پر جو اس کے ساتھ ہیں شدت کا مینہ اور بڑے بڑے اور اولے اور آگ اور گندھک برساؤں گا۔ (۳۸:۱۸۔۲۲)۔ اور پھر خداوند خدا فرماتا ہے۔ اے جوج روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں۔ اور میں تجھے پھرا دونگا اور تجھے لئے پھرونگا اور شمال کی دور اطراف سے چڑھا لاؤنگا اور تجھے اسرائیل کے پہاڑوں پر پہنچاؤں گا اور تیری کمان تیرے بائیں ہاتھ سے چھڑا دونگا اور تیرے تیر تیرے ہاتھ سے گرا دونگا۔ تو اسرائیل کے پہاڑوں پر اپنے سب لشکر اور حمایتیوں سمیت گر جائیگا اور میں تجھے ہر قسم کے شکاری پرندوں اور میدان کے درندوں کو دونگا کہ کھا جائیں۔ تو کھلے میدان میں گر جائیگا کیونکہ میں ہی نے کہا۔ خداند خدا فرماتا ہے (۳۹:۱۔۶)۔

اس میں حملے کا شروع سے آخر تک سب کام خداوند خدا کے خاص ارادہ کے مطابق ہوگا۔ وہی ان سب کو حملے کیلئے اکٹھا کریگا۔ وہی انہیں اسرائیل کے پہاڑوں تک لائیگا اور وہی ان کے خلاف لڑیگا اور اپنے سات الٰہی ہتھیار یعنی زبردست زلزلہ، تلوار، وبا، شدت کا مینہ، بڑے بڑے اولے، آگ اور گندھک استعمال کر کے حملہ کرنے والی تمام فوجوں کو ہلاک کریگا۔ جو

فوجیں کھلے میدان میں ہونگی وہ بھی گر جائینگی یعنی ہلاک ہوں گی۔

اسرائیل کا کردار

اس جنگ میں اسرائیل کا کوئی کردار نہیں ہے۔ جنگ کیلئے اسرائیل کی تیاری کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ اسرائیل کو ضرور خبریں پہنچ جائیں گی کہ بہت سے ملک اس کے خلاف روس میں جمع ہو رہے ہیں تاکہ اسرائیل پر حملہ کریں۔ اس کے باوجود اسرائیل کی جنگی تیاری کا کوئی ذکر نہیں۔ بیشک حملہ اچانک ہونے والا ہے اور بہت ممکن ہے کہ اسرائیل کو بروقت اطلاع بھی نہ ملے۔ جیسا ۱۹۷۳ء میں عربی ممالک نے ملکر یوم کپور کو اچانک اسرائیل پر حملہ کر دیا تھا اور اسرائیل بالکل تیار نہ تھا۔ تمام فوجیوں کو کفارہ کی عید منانے کیلئے چھٹیاں ملی ہوئی تھیں۔ ہو سکتا ہے اسی قسم کا اچانک حملہ روس کی طرف سے بھی ہو۔ لیکن فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ یعنی حملہ بحیرہ اسود بحیرہ کیسپین کے شمال کی طرف سے ہونا ہے جو اسرائیل سے ایک ہزار میل سے زیادہ فاصلے پر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فوجوں کے دور سے آنے کی وجہ سے انہیں اطلاع ملنے کیلئے وقت مل جائے اور اس طرح تیاری کے لئے وقت مل جائے۔ لیکن چاہے اسرائیل کو اطلاع ملے یا نہ ملے اسرائیل کے ساتھ ان کی فوجوں کی جنگ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل کو فوجیں اس جنگ میں استعمال نہیں ہوں گی۔ کیونکہ جنگ خدا خود لڑیگا اور وہ اپنی فوجیں اور اپنے ہتھیار استعمال کریگا۔ اسرائیل اپنی آنکھوں سے ان فوجوں کی ہلاکت اور تباہی اور بربادی دیکھیں گے اور خوش ہوں گے اور خدا کی تعریف کریں گے۔

جنگ کی تباہی

یہ جنگ زیادہ دیر نہیں رہیگی۔ کیونکہ الٰہی ہتھیاروں کے استعمال سے تمام فوجیں تھوڑے ہی وقت میں ہلاک ہو جائینگی جنگی تباہی دو صورتوں میں ہو گی۔ (۱) انسانی لاشیں (۲) جنگی سامان۔ انسانی لاشیں بے شمار تعداد میں ہونگی۔ جن کو پہلے تو جنگلی درندے اور ہوا کے پرندے کھاتے رہیں گے۔ پھر وہ دفن کئے جائیں گے۔ بحیرہ روم کے مشرق میں ایک بڑی وادی ہے جسکا نام رہگذروں کی وادی ہے۔ یہ وادی جوج کا گورستان بنے گی اور اسے جمیت جوج کی وادی کا نام دیا جائیگا۔ ان تمام فوجوں کو وہاں دفن کیا جائیگا۔ اور سات مہینے تک دفن کرتے رہیں گے۔ لکھا ہے "اور اسی دن یوں ہوگا کہ میں وہاں اسرائیل میں جوج کو ایک گورستان دونگا

یعنی رہگذروں کی وادی جو سمندر کے مشرق میں ہے- اس سے رہگزروں کی راہ بند ہو گی اور وہاں جوج کو اور اسکی تمام جمعیت کو دفن کریں گے اور جمعیت جوج کی وادی اسکا نام رکھیں گے- اور سات مہینوں تک بنی اسرائیل انکو دفن کرتے رہیں گے تاکہ ملک کو صاف کریں- ہاں اس ملک کے سب لوگ انکو دفن کریں گے اور یہ ان کے لئے ناموری کا سبب ہو گا جس روز میری تمجید ہو گی خداوند خدا فرماتا ہے- اور وہ چند آدمیوں کو چن لیں گے جو اس کام میں ہمیشہ مشغول رہیں گے اور وہ زمین پر گزرتے ہوئے رہگذروں کی مدد سے انکو جو سطح زمین پر پڑے رہ گئے ہوں دفن کریں گے تاکہ اسے صاف کریں- پورے سات مہینوں کے بعد تلاش کریں گے- اور جب وہ ملک میں سے گزریں اور ان میں سے کوئی کسی آدمی کی ہڈی دیکھے تو اس کے پاس نشان کھڑا کریگا جب تک دفن کرنے والے جمعیت جوج کی وادی میں اسے دفن نہ کریں- اور شہر بھی جمعیت کہلائیگا- یوں وہ زمین کو پاک کریں گے"-(۳۹: ۱۱-۱۶)-

دوسری تباہی جنگی ہتھیاروں کی ہو گی جو تمام شمالی پہاڑوں پر پھیلی ہو گی- چونکہ یہ فوجیں اسرائیل کے شمال سے حملہ آور ہونگی اسلئے یہ جنوبی لبنان تک پہنچیں گی جہاں اسرائیل نے ایک بفر زون بنا رکھا ہے جو اسرائیل کی شمالی سرحد اور لبنان کی جنوبی سرحد کے درمیان ہے- جہاں سے اس نے پی- ایل- او کو ۱۹۸۲ء میں نکال کر سمندر میں دھکیل دیا تھا تاکہ لبنان سے نکل جائے- اسرائیل ہی لئے اپنی شمالی سرحد کے ساتھ ایک حفاظتی علاقہ قائم رکھنے کے لئے بضد ہے چونکہ اسے پتہ ہے کہ یہ بڑا حملہ شمال سے ہونے والا ہے- ان تمام حملہ آور فوجوں کا جنگی سامان انہی پہاڑوں پر بکھر جائیگا اور لکھا ہے "تب اسرائیل کے شہروں کے بسنے والے نکلیں گے اور آگ لگا کر ہتھیاروں کو جلائیں گے یعنی سپروں اور پھریوں کو کمانوں اور تیروں کو اور بھالے اور برچھیوں کو اور وہ سات برس تک ان کو جلاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ نہ میدان سے لکڑی لائیں گے اور نہ جنگلوں سے کاٹیں گے کیونکہ وہ ہتھیار ہی جلائیں گے اور وہ اپنے لوٹنے والوں کو لوٹیں گے اور اپنے غارت کرنے والوں کو غارت کریں گے خداوند خدا فرماتا ہے"-(۳۹: ۹-۱۰)-

یہ حیرانگی کی بات ہے کہ اسرائیل کے لوگ سات سال تک روس کی حملہ آور فوجوں کا جنگی سامان جلاتے رہیں گے- عام جنگی سامان مثلاً فوجی ٹرک- ٹینک- توپ- اور آرمرڈ ٹرک جبکہ سب لوہے کے بنے ہوتے ہیں- تو پھر یہ کس طرح جلائے جائیں گے؟- اطلاع ملی ہے کہ بعض روسی ٹرک اور ٹینک ایک خاص قسم کی لکڑی کے بنے ہیں جسے لگنو سٹون (LIGNOSTONE) کہتے ہیں- یہ ہالینڈ میں جلانے کے کام آتی تھی لیکن روسی سائنسدانوں

نے دریافت کیا کہ یہ فولاد کی مانند سخت، ہلکی اور لچکدار ہے اور ریڈار میں نظر نہیں آتی- ان خوبیوں کی وجہ سے سائنسدانوں نے اسے شدید دباؤ کے ذریعے فوجی ٹرک اور ہتھیار بنانے کے قابل بنا لیا- اس کی خوبی یہ ہے کہ بڑی زبردست حرارت کے ساتھ جل جاتی ہے اور ایندھن کے طور پر بھی استعمال ہو سکتی ہے- اگر یہ انٹرپریشن درست ہے تو ہو سکتا ہے کہ اسرائیل پر حملہ کرنے والی فوجیں اسی قسم کا جنگی سامان استعمال کرے گی جو اسرائیل کے لئے سات سال تک ایندھن کا کام دیگا- پس اس جنگ میں اسرائیل کا کردار فوجی قسم کا نہیں ہو گا بلکہ جنگی ملبہ جو تباہی کی وجہ سے پیدا ہو گا اٹھانے اور صاف کرنے کا ہو گا- ایک طرف وہ فوجیوں کی لاشیں ڈھونڈ کر دباتے رہیں گے اور دوسری طرف جنگی سامان اٹھا اٹھا کر لے جاتے رہیں گے- لکھا ہے اس کام کی وجہ سے وہ بڑے ناسور ہو جائیں گے- یعنی ساری دنیا میں مشہور ہو جائیں گے-

۱۹۸۲ء میں روس کا حملہ

یہ بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ ۱۹۸۲ء میں روس نے اسرائیل پر اتنا بڑا حملہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا کہ اسرائیل کی حکومت مشکل سے ہی اسکا مقابلہ کر سکتی تھی- اور لطف کی بات یہ ہے کہ اسرائیلی حکومت کو اسکا قطعاً علم نہیں تھا- یہ اس طرح ہوا کہ ۱۹۸۲ء میں پی- ایل- او اور یاسر عرفات کی سرگرمیاں جنوبی لبنان میں نہایت تیز ہو گئیں اور اسرائیل کا شمالی علاقہ نہایت غیر محفوظ ہو گیا- کئی آبادیوں پر اکثر حملے ہونے لگے جس کی وجہ سے ملک میں بڑی پریشانی پھیلتی جا رہی تھی- لہذا اسرائیل نے جنوبی لبنان پر بڑا حملہ کر کے پی- ایل- او کی فوجوں کو شکست دے کر نکل جانے پر مجبور کر دیا- ان کے نکل جانے کے بعد جب وہ علاقہ ان کے ہاتھ آیا تو انہوں نے سمندر میں سے آتی ہوئی ایک بڑی سرنگ دیکھی جو سمندر کی طرف سے پہاڑوں میں سے کھود کر بنائی گئی تھی- اس مقصد کے لئے ایک نہایت بڑی مشین استعمال کی گئی جو امریکہ میں تیار کی گئی تھی- کہتے ہیں کہ امریکہ میں اس قسم کی صرف چار مشینیں تیار کی گئیں- اور ایک مشین مختلف ملکوں کے بہانے فروخت ہو کر روس کے ہاتھ جا لگی- یہ مشین پہاڑ میں اتنی بڑی سرنگ نکال سکتی تھی جس میں سے آبدوز کشتیاں اور چھوٹے جہاز گزر سکتے تھے- اور روس نے بے انداز جنگی سامان اس سرنگ کے راستے سمندر سے براہ راست ذخیرہ خانوں میں جمع کر دیا تھا جو پہاڑ کی غاروں میں نیچے بنے ہوئے تھے- ان میں لاکھوں یونیفارم- اے کے ۴۷ رائفلیں- کروڑوں کی تعداد میں گولیاں- مشین گنیں اور دیگر قسم کے جنگی ہتھیار شامل تھے- اس جنگی سامان کے ساتھ حملہ کرنے کے تمام جنگی نقشے بھی دستیاب ہوئے جن میں حملے کی

پوری ترتیب اور پلان درج تھی۔ اس کے علاوہ کھانے کا راشن ڈبوں میں بند وافر مقدار میں موجود تھا۔ ڈبوں میں بند کھانے کی معیاد صرف چھ ماہ تھی۔ اسکا مطلب ہے کہ حملہ چھ ماہ کے اندر اندر ہونے والا تھا۔ اس کے بعد وہ خوراک بے سود اور ناقابل استعمال ہو جاتی۔

اسرائیل اتنے بڑے حملہ کے پلان کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس کے لبنان پر حملہ کرنے کا اسے یہ فائدہ ہوا کہ نہ صرف روسی حملہ سے بچ گئے بلکہ روسی جنگی سامان بڑی مقدار میں ہاتھ آگیا۔ اگر کلام کی روشنی میں دیکھا جائے تو روسی حملے کا وقت جون ۱۹۸۲ء نہیں تھا۔ روس خدا کے پلان سے آگے جا رہا تھا۔ اور خدا کے مقررہ وقت سے پہلے حملہ کرنا چاہتا تھا جو خدا نے روک دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام دنیا کا مکمل کنٹرول خدا کے ہاتھ میں ہے اور کوئی واقعہ خدا کی مرضی کے بغیر سرزد نہیں ہو سکتا۔

حملے کا وقت

اگر کلام میں یہ ہرگز صاف نہیں لکھا کہ کس سال یا کس ماہ روس یہ حملہ کریگا لیکن چند اشارے ایسے پائے جاتے ہیں جو اس حملہ کے وقت کے متعلق کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ اول یہ حملہ اس وقت ہوگا جب اسرائیل امن وامان سے رہتا ہوگا۔ لکھا ہے "تو کہتا ہوگا میں دیہات کی سرزمین پر حملہ کرونگا۔ میں ان پر حملہ کرونگا جو راحت اور آرام سے بستے ہیں۔ جنکی نہ فصیل ہے نہ اڑبنگے اور نہ پھاٹک ہیں"۔ (۱۱:۳۸)۔ اور وہ تمام اقوام سے آزاد ہے اور وہ سب کے سب امن وامان سے سکونت کریں گے"۔ (۸:۳۸)۔ اسرائیل جب سے وجود میں آیا ہے یعنی ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء سے آج تک کبھی امن امان میں نہیں رہا۔ ابھی اسرائیل نے آزادی کا اعلان کیا ہی تھا کہ سب طرف سے عربی ممالک نے حملہ کر دیا تھا۔ اور اس وقت سے یہ قوم ہر وقت جنگ کے خطرے میں پڑی رہتی ہے۔ گولان ہائٹس کے نزدیک تمام نو آبادیات کے لوگ کبھی آرام سے نہیں سوتے۔ یروشلیم اور تل ابیب میں اکثر بموں کے دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔ اگرچہ اسرائیل نے ہر لحاظ سے ترقی کی ہے مگر یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ ملک میں امن امان ہے۔ البتہ یورپ میں سے ایک لیڈر نکلنے والا ہے جو متحدہ یورپ کو کنٹرول کریگا۔ وہ مڈل ایسٹ میں یہودیوں اور عربوں کی صلح کرائیگا اور سات سالہ عہد کریگا اور انہیں بیت المقدس پر ہیکل بھی بنوا دیگا۔ اس صلح کے معاہدہ کے بعد اسرائیل میں امن وامان قائم ہوگا۔ اگرچہ وہ بھی عارضی ثابت ہوگا لیکن کم از کم تین یا ساڑھے تین سال کیلئے کچھ امن رہیگا۔ پس اس کے دوران روس کا حملہ ہوگا۔ الغرض اس امن کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ روس کا یہ حملہ مخالف مسیح کے
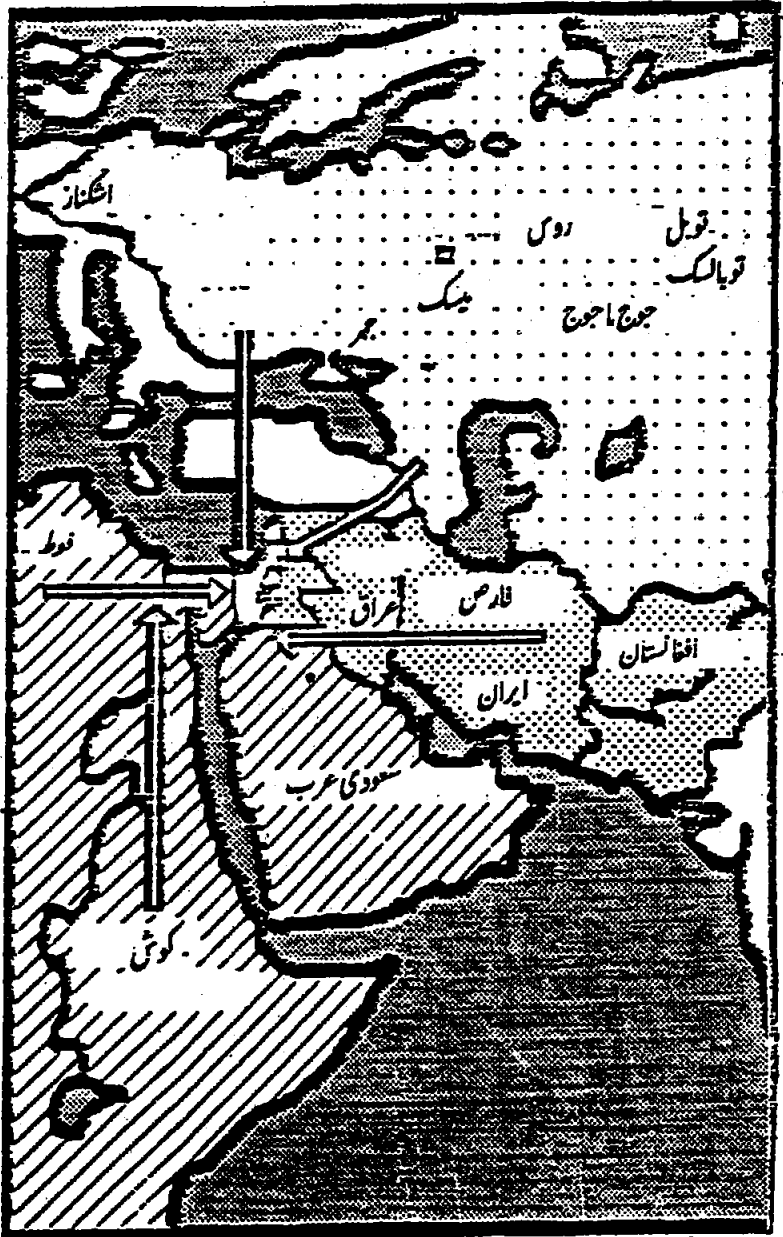
اسرائیل پر حملہ آور فوجوں کی سمتیں ۔

عہد میں نصف ہفتہ یعنی ساڑھے تین سال کے بعد ہو گا۔ اور تیسری جنگ عظیم کے شروع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ہو گا۔

دوسرا اشارہ حجی نبی کی ایک پیشنگوئی میں پایا جاتا ہے جو یہودی کیلنڈر کے مطابق نویں مہینے چزلیو کی چوبیسیں تاریخ کو نازل ہوئی۔ لکھا ہے "پھر اس مہینے کی چوبیسیں تاریخ کو خداوند کا کلام حجی نبی پر نازل ہوا کہ یہوداہ کے ناظم زربابل سے کہہ دے کہ میں آسمان اور زمین کو ہلاؤں گا۔ اور سلطنتوں کے تخت الٹ دونگا اور قوموں کی سلطنتوں کی توانائی نیست کر دونگا اور رتھوں کو سواروں سمیت الٹ دونگا اور گھوڑے اور انکے سوار گر جائیں گے اور ہر شخص اپنے بھائی کی تلوار سے قتل ہو گا"۔ (حجی ۲: ۲۰-۲۲)۔ حجی نبی بیان کرتا ہے کہ نویں مہینے چزلیو کی چوبیویں تاریخ ہنوکا کی عید سے ایک دن پہلے خدا اسرائیل کو رہائی بخشنے کا جیسے پہلے دو موقعوں پر ہوا۔ اول ۱۶۵ ق م میں جب شاہ اشور کو شکست دی اور ہیکل پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اور دوم ۱۹۱۷ء میں جب ترکوں کو شکست ملنے پر یروشلیم پر دوبارہ قبضہ ہوا۔ اب تیسری بار روس کی فوجوں کی تباہی بھی اسی دن متوقع ہے۔

خدا نے حزقی ایل ۳۹: ۸ میں دہرایا کہ "دیکھ وہ آپہنچا اور وقوع میں آیا خداوند خدا فرماتا ہے۔ یہ وہی دن ہے جسکی بابت میں نے فرمایا تھا"۔

جنگ کا مقصد

اس جنگ کا مقصد خدا نے حزقی ایل ۳۸ اور ۳۹ باب میں بیان کیا ہے۔

۱- جوج ماجوج اور انکے ساتھی جانیں گے کہ میں خداوند ہوں (۳۹: ۶)۔ ستر سال تک کیمونسٹ روس خدا کے نام کا انکار کرتا رہا اور خدا پر ایمان رکھنے والے تین مذاہب یعنی یہودی مسیحی اور مسلمانوں پر تشدد اور ظلم کرتا رہا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب یہ اسرائیل کے ملک میں خدا کے ہاتھوں سزا پائیگا تب وہ جانیگا کہ آسمان پر ایک خدا ہے جو قوی اور قادر مطلق ہے۔

۲- خدا اپنے مقدس نام کو اسرائیل میں ظاہر کریگا۔ (۳۹: ۷)۔ اب اگرچہ اسرائیل یہودیوں کا ملک ہے لیکن سب یہودی خدا پرست نہیں اور نہ مذہب کے پابند ہیں۔ جیسے امریکہ، کینیڈا، انگلینڈ اور یورپ میں زیادہ مسیحی خدا سے دور ہیں اسی طرح اسرائیل میں بھی یہودی لوگ زیادہ ماڈرن ہیں۔ لیکن خدا اپنے مقدس نام کو ان سب پر ظاہر کریگا جو اب اس کا خوف نہیں مانتے۔ اور اس کے نام کی بے حرمتی کرتے ہیں۔

۳- قومیں جانینگی کہ میں خداوند اسرائیل کا قدوس ہوں"۔ (۳۹: ۷)۔ ابھی قوموں کو یہ یقین

نہیں آتا کہ وہی خدا جو ان کو ملک مصر سے نکال کر لایا اور چالیس سال بیابان میں ان کے ساتھ رہا، وہی خدا اب بھی انکا مددگار ہے۔ لیکن اس جنگ کے واقعات اور نتائج دیکھ کر سب قومیں جان جائیں گی۔

۴۔ ۳۸ باب کی آخری آیت (۲۳) میں خدا فرماتا ہے "اور اپنی بزرگی اور اپنی تقدیس کراؤنگا اور بہت سی قوموں کی نظروں میں مشہور ہونگا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں"۔ خداوند تمام قوموں سے اور جوج سے بھی اپنی تقدیس کرائیگا۔ (۱۶:۳۸)۔

۵۔ جوج ماجوج اور اس کے اتحادیوں کو سزا دونگا۔ (۲۲:۳۸)۔

نتیجہ

پس یہ جنگ خداوند کی جنگ ہوگی۔ وہی اسے شروع کرائیگا۔ وہی خود اسے لڑے گا۔ وہی سب سے اپنے مقدس نام کی تقدیس کرائیگا۔ ساری دنیا میں سب قومیں اسی کے نام کی بزرگی اور تعظیم کریں گی۔ ×××××××

صفحہ ۲۶۶ سے آگے

فرزند ہیں۔ ایک آدم کے نافرمان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں دوسرے خدا کے پاک خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ خدا کا یہی پاک خاندان جو دنیا کے شروع سے لیکر آج تک بنایا جا رہا ہے اگلے جہان میں ابد تک اکٹھا رہیگا۔ یہی خدا کا ازلی پروگرام ہے۔ کہ آدم اور اس کی نسلیں گناہ کی وجہ سے جسمانی اور روحانی موت کے ماتحت آگئیں لیکن خدا نئی پیدائش کے وسیلہ سے انہیں نیا مخلوق بنا دیتا ہے جو موت پر فتح پا کر ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ رہیں گے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ "اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے"۔ (۲۔ کرنتھیوں ۱۷:۵)۔

کیا آپ عام انسان ہیں یا نیا مخلوق بن کر خدا کے خاندان میں شریک ہو چکے ہیں؟ خدا کے خاندان کے لوگوں کے فوائد اور عام انسان رہنے کے نقصانات پر غور کریں اور صحیح فیصلہ کرنے کیلئے خدا سے مدد مانگیں۔ خدا ضرور راہنمائی کریگا۔

صفحہ ۲۸۸ سے آگے

جواب۔ چونکہ ہمارا روزہ فرض نہیں بلکہ اختیاری ہے۔ لہذا روزے کیلئے ایسا دن چنیں جس دن آپکو کام پر نہ جانا ہو اور سفر نہ کرنا ہو۔ کیونکہ اس طرح سارا وقت دعا اور عبادت میں گزار سکتے ہیں۔ روزہ رکھ کر کام پر یا سفر پر جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ×××××××

۲۰

روزہ

روزہ سب قوموں میں اور ہر زمانہ میں ماتم، غم، دکھ تکلیف، اداسی اور نوحہ کا نشان رہا ہے۔ یہ اس قدرتی امر کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے کہ ایسے حالات میں بھوک اڑ جاتی ہے اور انسان اپنے بدن کو کھانے سے محروم رکھتا ہے۔ اچھے اور لذیذ کھانے خوشی، تسلی، بے فکری اور عیش و عشرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ جب دانی ایل نے ایک رویا دیکھی جو بڑی لشکر کشی کی تھی تو وہ تین ہفتوں تک ماتم کرتا رہا اور وہ کہتا ہے "نہ میں نے لذیذ کھانا کھایا۔ نہ گوشت اور مے نے میرے منہ میں دخل پایا اور نہ میں نے تیل ملا۔ جب تک کہ پورے تین ہفتے گزر نہ گئے"۔(دانی ایل ۱۰: ۳)۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ روزہ کا عرصہ بھی شدت غم کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ اگر غم نہایت شدید قسم کا ہے تو روزہ خود بخود ہی لمبا اور بڑا ہو جاتا ہے۔ کلام مقدس میں ایک دن کا روزہ، تین دن کا روزہ، سات دن کا روزہ، اکیس دن کا روزہ اور چالیس دن کے روزے کا ذکر آیا ہے۔

کلام مقدس میں لفظ "روزہ" سب سے پہلے قضاۃ ۲۰: ۲۶ میں مذکور ہے۔ پرانے عہد نامہ میں روزہ تقریباً ۴۳ دفعہ اور نئے عہد نامہ میں بیس دفعہ استعمال ہوا ہے۔ روزہ یہودی، اسلام اور مسیحی مذاہب کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ موسیٰ کے وقت میں روزہ کی بجائے "اپنی جان کو دکھ دینا" استعمال ہوتا تھا۔ موسیٰ سے پہلے اگرچہ روزہ اور اپنی جان کو دکھ دینا" کے الفاظ استعمال نہیں ہوتے تھے لیکن روزے کا مطلب ماتم کی شکل میں صاف عیاں ہوتا تھا۔ جیسے ابرہام نے اپنی بیوی سارہ کی وفات پر ماتم اور نوحہ کیا۔ (پیدائش ۲۳: ۲)۔ اسی طرح جب یعقوب کو یوسف کے بارے میں خبر ملی کہ اسے کسی جانور نے پھاڑ کھایا ہے تو اس نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لئے ماتم کرتا رہا۔ (پیدائش ۳۷: ۳۴)۔ اسی طرح یعقوب کی موت پر یوسف اور مصریوں نے ستر دنوں تک ماتم کیا۔ (

پیدائش ۵۰:۳)- کسی کی موت پر ماتم اور نوحہ کرنا نہ صرف ابرہام اور اسکی اولاد میں پایا جاتا تھا بلکہ قدیم مصری تہذیب اور میسوپتامیہ اور ایشیائے کوچک کی قدیم قوموں میں بھی پایا جاتا تھا- قدیم قوموں میں روزے کا تعلق زیادہ تر ماتم اور نوحہ کے ساتھ ہوتا تھا- یعنی کسی عزیز کی موت پر- بہت حد تک یہ شخصی اور خاندانی بات شمار کی جاتی تھی- اور اسے عبادت اور مذہبی امور میں دخل نہیں تھا- لیکن جوں جوں تہذیب و تمدن نے ترقی کی روزہ باقاعدہ طور پر مذہب اور عبادت کا ایک حصہ بن گیا- چنانچہ سب سے پہلے اسکا نشان موسوی شریعت میں پایا جاتا ہے- تقریباً ۱۴۹۱ ق م میں بنی اسرائیل کے لئے باقاعدہ طور پر سال میں ایک دن روزہ کے لئے مخصوص کیا گیا اور ساری قوم کیلئے دائمی قانون کے طور پر سخت پابندی کے ساتھ مقرر کیا گیا- (احبار ۱۶: ۲۹)- یہ روزہ کسی کی موت کے بارے میں نہیں تھا بلکہ اپنے گناہوں پر ماتم کرنے کے بارے میں- ساری قوم کو اس دن اپنے گناہوں پر ماتم کرنے اور اپنی جان کو دکھ دینے کا قانون مقرر کیا گیا- اسطرح روزہ مذہب اور عبادت کا ایک حصہ بن گیا- پرانے عہد نامہ میں اس مقررہ سالانہ روزے کے علاوہ اور بھی بہت سے روزوں کا ذکر کیا گیا ہے- جو مختلف قسموں کے تھے-

روزہ کی اقسام

شرعی روزہ

جو سالانہ روزہ بنی اسرائیل کیلئے موسوی شریعت کے ماتحت مقرر گیا وہ شرعی روزہ کہلاتا ہے- یہ فرضی روزہ تھا اور بنی اسرائیل کے ہر فرد کو رکھنا ضروری تھا- اسے اجتماعی روزہ بھی کہا جاسکتا ہے- یہ حکم اس طرح سے تھا "اور یہ تمہارے لئے ایک دائمی قانون ہو کہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تم اپنی اپنی جان کو دکھ دینا- (احبار ۱۶: ۲۹)- اس روز تمہارے واسطے تم کو پاک کرنے کے لئے کفارہ دیا جائیگا- سو تم اپنے سب گناہوں سے خداوند کے حضور پاک ٹھہرو گے- یہ تمہارے لئے خاص آرام کا سبت ہو گا- تم اس دن اپنی اپنی جان کو دکھ دینا- یہ دائمی قانون ہے"- یہ روزہ ساری قوم کے گناہوں کی معافی کیلئے تھا-

(۲) یادگاری کا روزہ

جب بنی اسرائیل ملک کنعان میں پہنچ گئے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور روزے بھی ان میں شامل ہوتے گئے- مثلاً چوتھے مہینے کا روزہ- پانچویں مہینے کا روزہ- ساتویں اور دسویں

مہینے کے روزے۔ (زکریاہ ۱۹:۸ اور ۵:۷)۔ ان روزوں کی تفصیل پرانے عہدنامہ میں درج نہیں ہے کہ یہ روزے کیوں مقرر ہوئے۔ خیال ہے کہ یہ روزے کسی واقعہ یا حادثہ کی یاد میں مقرر کئے گئے۔ مثلاً چوتھے ماہ کا روزہ شاہ بابل نبوکدرضر کے ہاتھوں یروشلیم کی شکست - شاہ یہوداہ صدقیاہ کی آنکھیں نکالے جانے اور اسکے بیٹوں اور شرفا کے قتل اور اسیروں کی یاد میں رکھا جاتا تھا۔ (یرمیاہ ۲:۳۹)۔ یہ واقعہ چوتھے مہینے کی نویں تاریخ کو پیش آیا تھا۔ اسی طرح ساتویں مہینے کا روزہ جدلیاہ حاکم اور بہت سے یہودیوں کے قتل کئے جانے اور مصر کو بھاگنے کی یاد میں رکھا جاتا تھا۔ (۲-سلاطین ۲۵:۲۵)۔ ایسے روزے یادگاری کے طور پر رکھے جاتے تھے اور فرض نہیں تھے بلکہ اختیاری تھے۔ یعنی اگر نہ رکھے جائیں تو کوئی سزا یا نقصان نہیں تھا۔ خداوند مسیح کے وقت فریسیوں نے ہفتے میں دو روزے اور مقرر کر رکھے تھے یعنی ہفتہ کے دوسرے دن اور پانچویں دن کا روزہ۔ یہ روزے بھی اختیاری تھے اور فریسی انہیں اپنی پارسائی دکھانے کیلئے استعمال کرتے تھے۔ (لوقا ۱۲:۱۸)۔

(۳) وقتی یا خاص روزہ

یہ ایسا روزہ ہوتا جو وقت کی ضرورت کے مطابق رکھا جاتا۔ اور خاص مقصد کے لئے رکھا جاتا تھا۔ یہ روزہ شخصی بھی ہو سکتا تھا اور اجتماعی بھی۔ یہ روزہ فرض نہیں تھا بلکہ مکمل طور پر اختیاری تھا۔ کلام مقدس میں وقتی روزوں کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جو شخصی طور پر یا اجتماعی طور پر رکھے گئے۔ ان میں خاص بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ یہ روزے کسی خاص مقصد کیلئے رکھے جاتے تھے۔

شخصی روزوں کی مثالیں

(۱) موسیٰ نے کوہ حورب پر دو دفعہ چالیس دن اور چالیس رات کا روزہ رکھا۔ یہ روزہ صرف موسیٰ کا اپنا روزہ تھا۔ ایسے کوئی روزے بنی اسرائیل کیلئے مقرر نہیں کئے گئے۔ ان روزوں کا مقصد خدا سے ملاقات کرنا اور دس احکام اور شریعت وصول کرنا تھا۔ (خروج ۱۸:۲۴ اور ۲۸:۳۴)۔

(۲) داؤد نے ساؤل اور اسکے بیٹوں کی مدت پر ماتم کرنے کے لئے روزہ رکھا۔ (۲-سموئیل ۱۲:۱)۔

(۳) داؤد نے اپنے بیمار بیٹے کی شفا کیلئے روزہ رکھا اور دعا میں مصروف رہا۔ (۲-سموئیل ۲۳:۱۲)۔ یہ داؤد کا شخصی روزہ تھا اور وقتی ضرورت کے مطابق۔ اس کے ساتھ نہ گھر والوں نے روزہ رکھا نہ قوم نے۔

(۴) داؤد نے ابنیر کی موت پر روزہ رکھا۔ (۲۔ سموئیل ۳-۳۵)۔
(۵) دانی ایل نے رویا کو سمجھنے کیلئے شخصی روزہ رکھا۔ (دانی ایل ۹:۳ اور ۱۰:۳)۔

اجتماعی روزوں کی مثالیں

(۱) جب بنی اسرائیل اور بنی بنیامین کی لڑائی میں اٹھارہ ہزار آدمی مارے گئے تو سب بنی اسرائیل نے بیت ایل میں روزہ رکھا۔ قضاۃ ۲۰:۲۶)۔
یہاں روزہ رکھنے کا کوئی شرعی قانون یا حکم نہیں تھا لیکن شکست اور جانی نقصان کی وجہ سے ساری قوم خداوند کے حضور دعا اور روزے کی حالت میں رہی تاکہ خداوند سے مدد حاصل کی جائے۔
(۲) سموئیل نبی کے زمانہ میں سب بنی اسرائیل مصفاہ میں جمع ہوئے اور اپنے گناہ کا اقرار روزہ کے ساتھ کیا۔ (۱۔ سموئیل ۷:۶)۔
(۳) بنی اسرائیل نے ساؤل اور اسکے بیٹوں کی موت پر سات دن تک روزہ رکھا۔ (۱۔ سموئیل ۳۱:۱۳)۔
(۴) یہوسفط عمونیوں سے ڈر کر خداوند کا طالب ہوا اور روزہ کی منادی کرائی اور خداوند سے مدد مانگی۔ (۲۔ تواریخ ۲۰:۳-۴)۔
(۵) عزرا اور سب لوگوں نے اپنے اپنے بال بچوں کے لئے سیدھی راہ طلب کرنے کیلئے فروتنی کی اور روزہ رکھا۔ (عزرا ۸:۲۱)۔
(۶) نحمیاہ نے یروشلیم کی خستہ حالت سن کر کئی دنوں تک ماتم کیا اور ساری بنی اسرائیل قوم نے ٹاٹ اوڑھ کر روزہ رکھا اور مٹی اپنے سر پر ڈال کر اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ (نحمیاہ ۹:۱)۔
(۷) آستر ملکہ کے دنوں میں جب ساری یہودی قوم کے قتل کا حکم ہو گیا تو ملک کے سارے یہودیوں نے بڑے ماتم، نوحہ اور گریہ زاری کے ساتھ اجتماعی روزہ رکھا۔ (آستر ۴:۳)۔
(۸) پھر آستر ملکہ نے تین دن کا اجتماعی روزہ اس غرض سے رکھوایا کہ جب وہ بادشاہ کے حضور بن بلائے جائے تو ہلاک نہ ہو۔ بلکہ بادشاہ اسکی درخواست قبول کرے۔ (آستر ۴:۱۶)۔
(۹) یرمیاہ کے دنوں میں روزہ کی منادی کی گئی اور روزہ رکھ کر یرمیاہ کی کتاب پڑھی گئی۔ (یرمیاہ ۳۶:۶-۹)۔
(۱۰) جب یوناہ نے منادی کی کہ نینوہ چالیس روز کے بعد برباد ہو جائیگا تو نینوہ کے سب باشندوں نے خدا پر ایمان لاکر روزہ رکھا اور ٹاٹ اوڑھ کر خدا کے طالب ہوئے حالانکہ وہ بت

پرست لوگ تھے۔ (یوناہ ۳:۵)۔

روزوں کی مندرجہ بالا مثالیں وقتی یا خاص روزوں میں شمار ہوتی ہیں جو شخصی بھی ہو سکتی ہیں اور اجتماعی بھی جو ضرورت کے مطابق کسی دن اور کسی مہینے رکھے جا سکتے ہیں۔ جو ہر سال منانے کے لئے مقرر نہیں اور اس لئے فرض نہیں ہیں اور جو ہمیشہ کسی خاص مقصد کیلئے رکھے گئے۔

روزے کا مقصد

کوئی روزہ بھی بغیر مقصد کے نہیں ہو سکتا چاہے وہ روزہ شرعی ہو یا اختیاری۔ شخصی ہو یا اجتماعی۔ روزہ مندرجہ ذیل مقاصد کیلئے رکھا جا سکتا ہے۔

(۱) اپنے گناہوں کی معافی کیلئے۔ ۱۔سموئیل ۷:۶
(۲) کسی دشمن کے خلاف جنگ کیلئے۔ ۲۔ تواریخ ۲۰: ۳-۴
(۳) آنے والی کسی آفت کو ٹالنے کیلئے۔ یوناہ ۳:۵
(۴) فروتن ہونے اور خدا کے سامنے حلیم ہونے کے لئے۔ عزرا ۸:۲۱
(۵) اپنے آپ کو سزا دینے کے لئے۔
(٦) کسی غلط بات کی درستی کے لئے۔
(۷) کلام کا بھید سمجھنے کے لئے۔ دانی ایل ۹:۳
(۸) خدا کی مرضی معلوم کرنے کے لئے۔
(۹) کسی خاص دعا کیلئے کہ ضرور سنی جائے۔
(۱۰) خدا سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے۔ اعمال ۱۳:۲
(۱۱) بیماری سے شفا پانے کے لئے۔
(۱۲) خدمت کے لئے الگ ہونے کے لئے۔ اعمال ۱۳:۳
(۱۳) جماعت میں بزرگ مقرر کرنے کے لئے۔ اعمال ۱۴:۲۳
(۱۴) سر پر ہاتھ رکھنے کی رسم کرنے کے لئے۔ اعمال ۱۳:۳
(۱۵) کسی بد روح کو نکالنے کیلئے۔ متی ۱۷:۲۱
(۱٦) اپنی روحانی ٹھنڈک کو دور کرنے کے لئے۔
(۱۷) دوسروں کی کسی خاص درخواست کے لئے
(۱۸) کسی کنونشن یا بائبل سٹڈی یا بیداری کی میٹنگوں کے لئے۔

(۱۹) کسی نئی جگہ میں کلیسیا قائم کرنے کے لئے

غلط یا بیفائدہ روزہ

خدا نے بنی اسرائیل سے بہت دفعہ شکایت کی کہ جو روزے وہ رکھتے ہیں وہ اسے پسند نہیں- کیونکہ وہ اپنی خوشی کے طالب ہوتے ہیں- سب طرح کی محنت لوگوں سے کراتے ہیں- وہ جھگڑا رگڑا کرنے کیلئے اور شرارت کے مکے مارنے کے لئے روزہ رکھتے ہیں- (یسعیاہ ۵۸: ۳-۴)- ایسا روزہ بیکار اور غلط ہوتا ہے- اس سے خدا کو خوشی نہیں ہوتی ہے اور نہ یہ مقبول ہوتا ہے- خدا زکریاہ نبی سے فرماتا ہے کہ مملکت کے سب لوگوں اور کاہنوں سے کہہ کہ جب تم نے پانچویں اور ساتویں مہینے میں ان ستر برس تک روزہ رکھا اور ماتم کیا تو کیا کبھی میرے لئے خاص میرے ہی لئے روزہ رکھا؟ اور جب تم کھاتے پیتے تھے تو کیا اپنے ہی لئے نہ کھاتے پیتے تھے"؟ (زکریاہ ۷: ۵-۶)- بنی اسرائیل کا روزہ خدا کے لئے نہیں ہوتا تھا- خدا نے یرمیاہ ۱۴: ۱۲ میں بھی فرمایا کہ "جب یہ روزہ رکھیں تو میں انکا نالہ نہ سنوں گا"- کیونکہ انہوں نے گمراہی کو دوست رکھا ہے اور اپنے پاؤں کو بدی سے نہیں روکا- خداوند مسیح نے بھی غلط روزہ کے بارے میں فرمایا کہ "جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں- میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے- پس دکھاوے اور ریاکاری کا روزہ بھی خدا کو پسند نہیں- جو لوگ روزہ رکھ کر دن بھر جھوٹ بولتے، گالیاں نکالتے، گندے اور برے کام کرتے، لڑائی جھگڑا اور خون خرابہ کرتے یا ناچ رنگ، گندی فلمیں دیکھتے اور گندے گانے گاتے یا نشہ بازی جوا یا شراب پیتے اور اس قسم کے دوسرے کام کرتے ہیں انکا روزہ بالکل بے فائدہ ہے- اسکا قطعاً کوئی اجر نہیں- جو لوگ روزہ رکھ کر بددیانتی کرتے ملاوٹ کرتے اور کم وزن تولتے ہیں انکا روزہ بیکار ہے- جو لوگ روزہ رکھ کر خدا کی عبادت اور دعا میں وقت نہیں گزارتے وہ روزہ بھی مقبول نہیں- صرف صبح سے شام تک پیٹ کو باندھ دینا اور کچھ نہ کھانا ہی روزہ نہیں ہوتا بلکہ یہ اپنے آپکو اور دوسروں کو دھوکہ دینا ہے جبکہ خدا کی نظر میں یہ بالکل بے کار ہے-

صحیح اور درست روزہ

صحیح اور درست روزہ وہ ہے جو خدا کیلئے رکھا جائے- جو خدا کو پسند ہو- جس میں آدمی اپنی جان کو دکھ دے اور اپنے سر کو جھاؤ کی طرح جھکائے اور اپنے نیچے ٹاٹ اور راکھ بچھائے اور

خدا سے دعا اور منت سماجت کرے۔ ظلم کی زنجیریں توڑے۔ جوئے کے بندھن کھولے۔
مظلوموں کو آزاد کرے۔ اپنی روٹی بھوکوں کو کھلائے۔ مسکینوں کو جو بے گھر ہیں اپنے گھر میں
لائے۔ کسی کو ننگا دیکھ کر کپڑا پہنائے۔ بیمار دیکھ کر مدد کرے۔ پیاسا دیکھ کر پانی پلائے۔ مسافر
کی مہمانوازی کرے۔ بیوہ یتیم کی مدد کرے۔ اور عبادت اور دعا میں روزے کا سارا وقت گزارے
روزے کا مقصد تعین کرے اور اس کے پورا ہونے کے لئے دعا کرے۔ اور کلام کی تلاوت
کرے۔ اور دعا کرے۔ خداوند مسیح نے فرمایا کہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال لو
منہ دھو۔ تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اس صورت
میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دیگا"۔ (متی ۶:۱۷-۱۸)۔ ایک بیوہ عورت
کا روزہ قابل تقلید ہے جس کے بارے لکھا ہے کہ "وہ چوراسی برس سے بیوہ تھی اور ہیکل سے
جدا نہ ہوتی تھی بلکہ رات دن روزوں اور دعاؤں کے ساتھ عبادت کیا کرتی تھی"۔ (لوقا ۲:۳۷)۔

مسیحیوں کے لئے روزہ

مسیحیوں کیلئے کوئی شرعی روزہ فرض نہیں کیا گیا۔ پھر بھی انجیلوں اور خطوں اور اعمال
کی کتاب میں روزے کا اکثر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ روزے سب اختیاری ہیں۔ جو کوئی ضرورت
محسوس کرے وہ رکھ لے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خداوند مسیح نے چالیس روزے رکھے اس لئے
مسیحیوں پر بھی چالیس روزے فرض ہیں۔ اول تو خداوند مسیح نے چالیس روزے نہیں رکھے تھے
بلکہ چالیس دن کا ایک ہی روزہ رکھا تھا۔ جیسا موسیٰ نے پہاڑ پر رکھا تھا۔ یہ روزہ خداوند مسیح کا
شخصی روزہ تھا جو صرف اس کے لئے تھا۔ اپنی خدمت شروع کرنے سے پہلے خدا سے قوت لینے
کیلئے اور شیطان سے آزمائے جانے کے لئے۔ خداوند مسیح نے اپنی ساڑھے تین سال کی خدمت
میں کبھی بھی شاگردوں سے یہ نہیں کہا کہ تم بھی ایسا روزہ رکھا کرو جیسے میں نے رکھا تھا۔ جو لوگ
مسیحیوں پر چالیس روزے فرض کرتے ہیں وہ بالکل کلام کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ جب یوحنا
کے شاگردوں نے خداوند مسیح سے پوچھا کہ "کیا سبب ہے کہ ہم اور فریسی تو اکثر روزہ رکھتے
ہیں اور تیرے شاگرد روزہ نہیں رکھتے؟ تو یسوع نے ان سے کہا کیا براتی جب تک دلہا ان کے
ساتھ ہے ماتم کر سکتے ہیں؟ مگر وہ دن آئیں گے کہ دلہا ان سے جدا کیا جائیگا۔ اسوقت وہ روزہ
رکھیں گے"۔ (متی ۹:۱۴-۱۵)۔ خداوند مسیح نے یہ نہیں کہا کہ ان کو روزہ رکھنے کی ضرورت
نہیں بلکہ یہ کہ وہ اب نہیں رکھتے کیونکہ میں ان کے ساتھ ہوں۔ البتہ جب میں آسمان پر چلا جاؤں
تو پھر وہ رکھیں گے۔ اسلئے خداوند مسیح نے روزے کی ضرورت اور اہمیت کو برقرار رکھا۔

مسیحی لوگوں کے لئے روزہ ممنوع نہیں بلکہ روزے کی ضرورت ہے- خداوند مسیح کو معلوم تھا کہ اس کے جانے کے بعد انہیں شیطان کی روکاٹوں پر فتح پانے کیلئے اور یہودیوں کی مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لئے روزے رکھنے پڑیں گے- کلیسیا کی ترقی کیلئے اور ایلڈروں کے چناؤ کے لئے- بیماروں کیلئے اور بدروحوں کو نکالنے کیلئے روزے رکھنے پڑیں گے- اس لئے اس نے کہا کہ میرے شاگرد بھی روزے رکھیں گے- اور اعمال کی کتاب میں روزے رکھنے کا چار دفعہ ذکر ہوا ہے- مثلاً ۱۳:۲ میں پاک روح کی راہنمائی حاصل کرنے کے لئے سب مل کر روزے رکھ رہے تھے- اعمال ۱۳:۳ میں برنباس اور ساؤل کو کلام کی بشارت کے لئے مخصوص کرنے کے لئے روزہ رکھا- اعمال ۱۴:۲۳ میں انہوں نے ان بزرگوں کیلئے روزہ رکھا جنکو انہوں نے ہر کلیسیا میں مقرر کیا- پس ابتدائی کلیسیا میں روزے رکھے جاتے تھے اور اس لئے سب مسیحی روزہ رکھ سکتے ہیں- میں روزے کے بارے میں خاص سوالوں کو لینا چاہتا ہوں جو اکثر مجھ سے پوچھے جاتے ہیں-

۱- سوال مسیحیوں کو روزے کب رکھنے چاہیں اور کتنے؟

جواب- مسیحیوں کے لئے روزوں کیلئے کوئی دن یا مہینے مقرر نہیں کئے گئے- ہر مسیحی سال کے دوران جب چاہے روزہ یا روزے رکھ سکتا ہے- دیکھنا یہ ہے کہ روزہ کیوں رکھنا ہے؟ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روزہ بغیر مقصد کے نہیں رکھا جاتا نہ پرانے عہد نامہ میں نہ نئے عہد نامہ میں- لہذا سب سے پہلے روزے کا مقصد تعین کرنا ضروری ہے روزہ رکھنے کی یہ کوئی دلیل نہیں کہ چونکہ خداوند مسیح نے رکھے تھے اس لئے میں بھی رکھتا ہوں- مقصد تعین کرنے کے لئے وہ فہرست دیکھیں جو "روزے کے مقاصد" کے حصے میں درج کئے گئے ہیں- ان میں سے جو بھی مقصد آپ کے لئے موزوں ہے اسکو چن لیں اور فیصلہ کر لیں کہ میں کس مقصد کے لئے روزہ رکھنا چاہتا ہوں؟ یہ روزہ کسی دن رکھا جا سکتا ہے اور روزوں کی تعداد آپ کے مقصد کی اہمیت پر منحصر ہے آپ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے ایک یا زیادہ روزے رکھ سکتے ہیں-

(۲) سوال- مسیحی کسطرح روزہ رکھتے ہیں-

جواب- مسیحی لوگ روزے کا مقصد تعین کرنے کے بعد دن کا چناؤ کرتے ہیں- کسی فارغ یا چھٹی والے دن روزہ رکھنا مشغولیت والے دن روزہ رکھنے سے بہتر ہے- کیونکہ روزہ کے دن زیادہ وقت دعا اور کلام اور عبادت میں گزارنا ضروری ہے- جیسے اعمال ۱۳:۲- میں ہے- پس روزہ کیلئے ایسا دن چنیں جس میں زیادہ وقت دعا کیلئے نکل سکے- اس کے بعد یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ روزہ اکیلا رکھنا ہے یا چند اور بھائیوں کے ساتھ مل کر رکھنا ہے اگر یہ شخصی روزہ ہے تو جو دن

آپ کو زیادہ موزوں ہے وہی چننا ہے۔ لیکن اگر ساتھ دوسرے بھائی بہن بھی شامل ہوں گے تو جماعت کے ساتھ صلاح مشورے کی ضرورت ہے کہ کون سا دن موزوں ہوگا۔ ایسا دن رکھنا چاہیے۔ جس میں زیادہ سے زیادہ بھائی بہن شامل ہو سکیں۔

اس کے بعد وقت مقرر کرنا ہے۔ عام طور پر صبح کے وقت روزہ شروع کیا جاتا ہے۔ پس جو بھی وقت مناسب ہو وہ مقرر کر لیا جاتا ہے۔ اگر روزہ شخصی ہے تو پھر آپ اپنی پسند کا وقت مقرر کریں گے کہ صبح پانچ بجے اٹھیں گے یا آٹھ بجے؟ اگر روزہ جماعتی ہے تو آپ ایسا وقت مقرر کریں جب سب آسانی سے جمع ہو سکیں۔ روزے کے وقت کے بارے میں بھی کوئی قانون مقرر نہیں ہے۔ اس لئے جب آپ روزے کی نیت کر لیں اس وقت سے روزہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ پو پھٹنے سے پہلے شروع کیا جائے۔ اس کے بعد دعا۔ عبادت اور حمد اور ستائش اور کلام کی تلاوت میں وقت گزارا جاتا ہے۔ کوشش کی جائے کہ روزہ کے دوران کام بالکل نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ روزہ اختیاری ہے فرضی نہیں۔ آپ اپنے سارے کام روزہ سے پہلے دنوں میں ختم کر لیں۔ یا بعد میں کر لیں۔ روزہ کے دن کام نہ کریں۔ روزہ ختم کرنے یا کھولنے کے لئے بھی کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب آپکو دل میں تسلی ہو جائے کہ اب میرا مقصد حل ہو گیا ہے تو روزہ ختم کرنے کی نیت کر لیں۔ بس اسوقت روزہ ختم ہو گیا۔ آپ شام کو چار بجے روزہ کھول سکتے ہیں یا آٹھ بجے جیسی بھی آپ کو روحانی طور پر راہنمائی ہو۔ اسوقت آپ کھانا کھا سکتے ہیں۔

(۳) سوال۔ مسیحی روزہ میں کھانے کے متعلق کیا قانون ہیں۔

جواب۔ روزہ رکھنے سے پہلے جو ناشتہ یا کھانا آپ روزانہ کھاتے ہیں وہی کھائیں۔ اور شام کو روزہ کھولنے کے لئے جو کھانا گھر میں تیار ہے وہ کھائیں۔ کوئی خاص کھانا تیار کروانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ روزے کے دوران کھانا بالکل نہیں کھانا۔ اور نہ کوئی پینے والی چیز پینی ہے۔ روزے کے دوران کوئی چیز نہیں کھانی یا پینی۔ یہ عام طور پر سنا گیا ہے کہ روزے کے دوران توے کی پکی ہوئی روٹی نہیں کھانی چاہیے لیکن پھل یا جوس یا شربت یا چائے یا پینے والی چیز استعمال ہو سکتی ہے۔ یہ تعلیم بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ روزہ کا اصلی مقصد کہ اپنی جان کو دکھ دینا بدستور قائم رکھنا ہے۔ اپنے جسم کی کھانے پینے کی خواہش اور آزادی کو روکنا ہے۔ اور اگر سب کچھ کھا پی کر اپنی خواہش کو پورا کر لیا تو پھر روزہ سے فرق کیا پڑا؟ اس لئے روزہ کے دوران کوئی چیز نہ کھانی ہے نہ پینی ہے۔

(۴) سوال۔ کیا روزہ رکھ کر کام پر یا سفر پر جا سکتے ہیں؟

باقی صفحہ ۲۷۹ پر

۱۷ خدا کے لوگ کون ہیں؟	(کینتھ کارل)	
۱۸ بیداری میں رکاوٹیں۔	(" ")	۳۰روپے
۱۹ آؤ ہم خداوند کو سجدہ کریں	(کینتھ کارل)	۳۰روپے
۲۰ صحرا میں ندیاں	(" ")	
۲۱ دعا ۔ دنیا کا عظیم ہتھیار	(" ")	۳۵روپے
۲۲ اگر میرے لوگ خاکسار بنیں	(" ")	۱۸روپے
۲۳ کامیاب مسیحی زندگی	(ڈیوڈ یونگے چو)	۵۰روپے
۲۴ روح القدس میرا عظیم شریک کار	(" ")	
۲۵ ایمان کی دوڑ	(سیموئیل مورس)	۲۰روپے
۲۶ سنہرے مضامین	(جان ایف مارکس)	
۲۷ تسلی دو	(نوید ملک)	۷روپے
۲۸ ایمان	(کولن ارکوہارٹ)	۲۵روپے
۲۹ علم الوعظ	(ڈاکٹر کے ایل ناصر)	۲۵روپے
۳۰ ایلی ایلی لما شبقتنی	(قیس معظم آرچ ڈیکن برکت اللہ)	
۳۱ توضیح العقائد	(قیس معظم آرچ ڈیکن برکت اللہ)	
۳۲ قانائے گلیل کا معجزہ	(قیس معظم آرچ ڈیکن برکت اللہ)	
۳۳ نبوت الٰہی کا مفہوم	(قیس معظم آرچ ڈیکن برکت اللہ)	
۳۴ یعبیض کی دعا	ڈیوڈ ولکن سن	
۳۵ زندگی میں بادشاہی کرنا	ٹیری ورگو	

مصنف کے بارے میں

ڈاکٹر جان۔ایف۔مارکس پاکستان (انڈیا) میں پیدا ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ ایس۔سی اور بی۔ایڈ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ پھر انہوں نے ٹرانٹو کینیڈا سے ایم۔ڈو۔ سٹریفائنڈ پاسٹرل کونسلر اور ٹی۔ایچ۔ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں جن میں انہوں نے "اس سال کے بہترین سٹوڈینٹ"، کا انعام حاصل کیا۔ وہ گورنمنٹ آف کینیڈا سے لائسنس یافتہ اور کینیڈا کرسچن کالج ٹرانٹو سے آرڈینڈ منسٹر ہیں۔

ڈاکٹر جان مارکس نے ۱۹۵۱ء میں خداوند مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا اور فوراً خوشخبری پھیلانے کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ وہ ۱۹۶۸ء میں کینیڈا منتقل ہو گئے اور خداوند مسیح کی خدمت کو بدستور جاری رکھا۔ وہ ٹرانٹو میں کچھ عرصہ کے لئے مسیحی ریڈیو پروگرام بھی پیش کرتے رہے جو بے حد مقبول اور پھلدار ثابت ہوا۔ انہیں اپنی اہلیہ سمیت یروشلیم اور اسرائیل کے بہت سے دوسرے شہروں میں جا کر مقدس مقامات کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ وہ ۱۹۸۸ء میں اپنی ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد خداوند کی خدمت میں فل ٹائم مشغول ہو گئے۔ وہ آزاد خادم ہیں اور کسی مشن کی ملازمت نہیں کرتے۔ وہ اپنی خدمت کے دوران پاکستان، دبئی، شارجہ ابو ظہبی، لیبیا، کینیڈا اور امریکہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ انہوں نے چار کتابیں اردو میں اور چار کتابیں انگریزی میں لکھی ہیں جن سے بیشمار مسیحوں غیر مسیحوں نے استفادہ کیا ہے خداوند مسیح نے انہیں مبشر۔ استاد اور نگہبان کی روحانی نعمتیں عطاء فرمائی ہیں۔ اور ان کے وسیلے سے مانٹریال کینیڈا میں ایک کلیسیا بھی قائم کی ہے جہاں سے بشارت کا کام دوسرے شہروں میں پھیل رہا ہے۔ وہ سیمینار کروانے۔ بائبل سٹڈی کروانے اور کنونشنوں میں بطور گیسٹ سپیکر بلائے جاتے ہیں۔